مثنوی مولوی معنوی — ہست قرآں در زبانِ پہلوی

مفتاح العلوم

مثنوی مولانا روم

دفتر اول — حصہ تیسرا

از

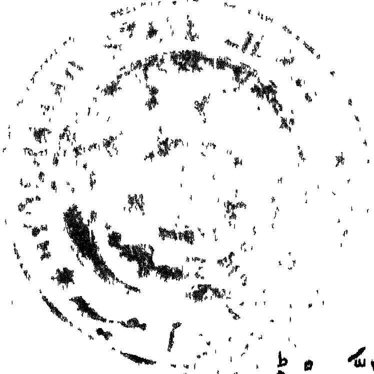
حضرت مولانا مولوی میرزا محمد نذیر صاحب عرشی نقشبندی مجددی

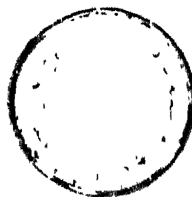
خاکسار محمد حفیظ اللہ قریشی تاجر کتب مالک قریشی بک ایجنسی نے ہوئے

سنہ ۱۳۴۸

کریمی سٹیم پریس لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ چھپوایا

بعض فوائد عجیبہ کی فہرست جن کا شرح ہذا میں ایراد ہوا ہے





بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ○

اسے مولائے کریم! تیری اس عنایت بیغایت کا حق شکر ادا کرنے کے لئے نہ زبان میں تاب تقریر ہے۔ نہ قلم کو یارائے تحریر۔ کہ تو نے مجھ ایسے ناچیز بندے کو مثنوی شریف کے معانی لکھنے کی ہمت بخشی۔ پھر جب میں نے اپنے ناقص لفظوں اور ناتمام عبارتوں کو تدوین کی لڑی میں منسلک کر کے مفتاح العلوم جلد اوّل کے نام سے شائع کیا۔ تو تو نے اپنے فضل سے اس پر برکات غیب کے وہ چار چاند لگا دیئے۔ کہ اس کو طبع ہوتے ہی قبولیت عام نے آنکھوں سے لگا کر آغوش دل میں بٹھا لیا۔ اس کے بعد دوسری جلد لکھی۔ تو ابھی وہ طباعت کی منزلیں بھی طے کرنے نہ پائی تھی۔ کہ دنیائے اشتیاق نے طلب کے ہاتھ پہلے ہی پھیلا دیئے ؎

شوقِ زلفِ تو نہ تنہا دو سہ را شیدا کرد ہر کہ ایں "سلسلہ" را دید جنوں پیدا کرد

آج یہ بے بضاعت بندہ تیرے اس فضل عمیم اور کرم مستدیم کے بھروسے پر اس سلسلے کی تیسری جلد لکھنے کے لئے قلم اُٹھاتا ہے۔ اور تیری درگاہ میں دست بدعا ہے کہ ؎

کار ما اکنوں بلطفِ بیگانت بستہ است کانچہ مے بایست کردن سعیِ مایکبارہ کرد

سامانِ کار بندہ بالطافِ بےکراں چوں وعدہ دادۂ بکرم اہتمام کن
آغاز کردۂ بر سائش بانتہا طرحے فگندۂ بعنایت تمام کن

آمین ثم آمین

آغازِ شرح

پیچھے یہ ذکر چلا آ رہا تھا۔ کہ تم نے برسوں سنگدلی میں گذارے۔ اور دیکھ لیا کہ اس کا کوئی اچھا نتیجہ نہیں۔ اب بطور آزمائش تھوڑی دیر کے لئے خاکساری اختیار کرو۔ اور دیکھو کہ اس سے کیا کیا مفید ثمرات حاصل ہوتے ہیں

پیش فرمایا۔

در بیانِ ایں بشنو یکے داستاں ۔۔۔ تا بدانی اعتقادِ راستاں

ترجمہ اس (بات) کے ثبوت میں ایک کہانی سنو۔ تاکہ تم کو راست باز لوگوں کا اعتقاد معلوم ہو جائے۔
مطلب۔ اِس کہانی کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ایک سرنگی نواز بڈھے کی ساری عمر ارتکاب مناصی میں گزر گئی۔ مگر جب اُس نے راستی کے اعتقاد کے ساتھ خدا کی درگاہ میں تذلّل و خاکساری اختیار کی۔ اور سچی ندامت کے ساتھ گریہ وزاری کرنے لگا۔ تو مقبولِ خدا بن گیا۔

داستانِ پیرِ چنگی کہ در عہدِ عمرؓ از بہرِ خداوند تعالےٰ در گورستان روزِ بینوائی چنگ میزد

ایک سرنگی بجانے والے بڈھے کا قصہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں فاقے کے روز خاص خداوند تعالےٰ کے لئے سرنگی بجاتا تھا۔

ایں شنیدستی کہ در عہدِ عمرؓ ۔۔۔ بود چنگی مُطربے باکرّ و فر

لغات چنگی چنگ بمعنے سرنگی اور یائے نسبت۔ چنگ نواز سرنگی بجانے والا۔ مُطرب طرب وشوق پیدا کر دینے والا۔ قوال۔ گویا۔ میراسی کرّ و فر شان وشوکت۔ آن بان۔ ٹھاٹ۔
ترجمہ۔ کیا یہ قصہ تم نے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک گویا سرنگی بجانے والا ٹھاٹ سے رہتا تھا

بلبل از آوازِ او بے خود شدے ۔۔۔ یک طرب ز آوازِ خوبش صد شدے

ترجمہ۔ جس کی آواز سے بلبل بھی بیخود ہو جاتی (مجلس سماع میں اگر سامعین پر) ایک درجے کا سرور (ہوتا تو) اس کی دل کش آواز سے سو درجے پر ہو جاتا۔
نظامیؒ زخوش لحنی دراں سی ساز چوں نوشش ۔۔۔ گہے دل دادے و گہ بستدے ہوش

مجلس و مجمع دمش آراستے ۔۔۔ وز نوائے او قیامت خاستے

لغات دَم آواز سرود۔ نَوا مطلق آواز۔ اور موسیقی کے ایک مقام کا نام ہے۔
ترکیب پہلے مصرعہ میں دمش فاعل ہے آراستے کا اور مجلس و مجمع مفعول ہے۔
ترجمہ اس کی آواز مجلس (سماع) اور محفل (نشاط) کو آراستہ کر دیتی اور اس کے نغمہ سے ایک قیامت برپا ہو جاتی۔
مطلب۔ مغنی کی آواز کے ساتھ حشر برپا ہونے سے مراد یہ ہے کہ سامعین فرطِ شوق اور شدت وجد سے وہ نالہ و فغاں کرتے کہ مجلس ہنگامہ رستخیز بن جاتی۔ اور سنگدل و جامد مزاج حاضرین جن کے دل کسی کیفیت سے متاثر نہیں ہوتے تھے اس سماع سے اس طرح رقیق القلب بن جاتے جس طرح قیامت میں مُردوں میں جان پڑ جائے گی۔ ۵

حافظؒ ببیں کہ رقص کناں مے رود بنالہ و چنگ — کسے کہ اذن نمے داد استماع سماع

صائبؒ درآ بزمزمہ اے مطرب بلند نواز — کہ تازیانۂ شوق است شعلۂ آواز

ہمچو اسرافیل کآوازش بفن — مردگاں را جاں درآرد در بدن

لغات اسرافیلؑ ایک فرشتے کا نام ہے۔ جو قرب قیامت میں جمعہ کے روز محرم کی دسویں تاریخ کو صبح کے وقت صور پھونکیں گے۔ جس کی دہشت سے تمام مخلوق ہلاک ہو جائے گی۔ اور زمین و آسمان پاش پاش ہو جائیں گے۔ اور چالیس سال اسی سنسان حالت کو گزر جائیں گے۔ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا۔ جس سے سب مردوں میں جان پڑ جائے گی۔ اور تمام عالم کائنات اپنی اصلی حالت پر آجائے گا (کذا فی کتب الشرع) اس شعر میں اسرافیلؑ کی آواز سے دوسرا صور مراد ہے فن حیلہ۔ تدبیر یہاں اثر مراد ہے۔ مردگاں جمع مُردہ۔ اموات۔

ترجمہ (وہ مطرب) اسرافیل علیہ السلام کی مثل (تھا)، جن کی آواز (اپنے) اثر سے مُردوں میں جان ڈال دے گی۔ ۵

صائبؒ از خشکی زہّاد فرو شست جہاں را — ایں مطرب تردست چہ آہنگ برآورد

یا رسائل بود اسرافیل را — کز سماعش پر برستے فیل را

لغات رسائل جمع رسیلہ بتائے مبالغہ بمعنے رسیل۔ وہ شخص جو تیر اندازی وغیرہ کے کسی کام میں شریک ہو۔ مراد ہم زبان۔ ہم نوا۔ ہم آہنگ۔ ہم آواز۔ کذا فی کلید مثنوی۔ اس شعر کا لفظ "رسائل" مترجموں اور شارحوں کے لئے دقت خیز ہے۔ ہر شارح نے اس کے حل کرنے میں اپنے اپنے اٹکل کے تکّے چلائے ہیں۔ مگر شارح کلید مثنوی کی تاویل اقرب معلوم ہوتی ہے۔

صنائع۔ پر برستن کنایہ ہے نشاط و طرب سے۔

ترجمہ۔ یا (یوں کہو کہ) وہ اسرافیل علیہ السلام کا ہم آہنگ تھا (چنانچہ اگر ان کے نفخ صور سے مُردے جی اُٹھیں گے تو) اُس کے گانے سے ہاتھی (جیسے ٹھوس جانور) کے (طرب و نشاط کے) پَر اُگنے تھے۔ مراد یہ وہ اڑنے لگتا تھا)

مطلب۔ مطرب کے غنا کی تعریف فرماتے ہیں۔ اور اس کے کمال تاثیر کو جس سے سنگدل سامعین رقیق القلب بن جاتے تھے۔ حضرت اسرافیل کے نفخ صور کی تاثیر سے تشبیہ دیتے ہیں۔ جس سے صدیوں کے گڑے ہوئے مُردے جی اُٹھیں گے۔ اور یہ ایک شاعرانہ طرز ادا ہے۔ اور ہاتھی پر سماع کا اثر ہونا مبالغہ ہے۔ یا ہاتھی استعارہ ہے جامد مزاج اشخاص سے۔

سازد اسرافیل روزے نالہ را — جاں دہد پوسیدۂ صد سالہ را

لغات سازد سامان کرے گا۔ وقوع میں لائے گا۔ نالہ سے نفخ صور مراد ہے۔

ترکیب پوسیدہ صفت ہے۔ جس کا موصوف مردہ یا استخوان مقدر ہے۔ صد سالہ میں ہائے نسبت ہے۔

ترجمہ حضرت اسرافیل علیہ السلام بھی ایک دن (نفخ صور کے) شور و فغاں کا سامان کریں گے۔ ج

صدسالہ گلے سڑے مُردوں میں جان ڈال دے گا۔
مطلب شعر سابق میں مطرب کی آواز کو صور اسرافیل سے تشبیہ دی تھی۔ اب اس شعر میں تاکید کلام کے لئے مشبہ بہ اور وجہ شبہ کی تفصیل کر دی۔ مردہ صدسالہ سے مدت مدید مراد ہے۔ صرف سو سال کا محدود زمانہ مقصود نہیں۔ کیوں کہ نفخ صور سے تمام مُردے جی اُٹھیں گے خواہ ہزاروں برسوں کے ہوں۔

اولیارا در دروں ہم نغمہاست طالباں را زاں حیاتِ بے بہاست

لغات درون باطن۔ دِل۔ نغمہ بفتح نون آواز نرم و شیریں۔ مراد غنا و سرود۔ یہ عربی کلمہ ہے۔ اور فارسی میں جب ہائے جمع داخل ہوتی ہے۔ تو حرف آخر حذف ہو کر بجائے نغمہ ہا کے نغمہا بن جاتا ہے۔ لہٰذا بعض نسخوں میں جو نغمہا لکھا ہے غیر صحیح ہے۔
ترجمہ اولیائے کرام کے باطن میں بھی (غیبی) نغمے ہوتے ہیں۔ جن (کے سننے) سے طالبوں کو ایک انمول زندگی (حاصل ہوتی) ہے۔
مطلب اوپر نغمہ کی تاثیر کا ذکر تھا۔ اب اولیائے کرام کی کیفیات باطن کی طرف انتقال کرتے ہیں۔ اور ان کو نغمۂ باطن سے تعبیر کر کے فرماتے ہیں۔ کہ اس نغمہ کے اثر سے اہل ارادت کو سب سے اچھی روحانی زندگی حاصل ہوتی ہے
کما قیل قطرۂ آب خضر عمر ابد مے بخشد التفاتِ کم صاحب نظراں بسیار است

نشنود آں نغمہا را گوشِ حس کز ستمہا گوشِ حس باشد نجس

لغات گوشِ حس آلۂ سماعت۔ ظاہری کان۔ نجس نون کے فتحہ اور جیم کے کسرہ سے ناپاک۔ پلید۔
ترجمہ ان (باطنی) نغموں کو حسّ (ظاہری) کا کان نہیں سُن سکتا۔ کیوں کہ حسّ (ظاہری) کا کان (بیہودہ) باتوں سے نجس ہوتا ہے (اور وہ نغمے پاک ہیں)
مطلب جو شخص لغو اور فضول باتیں سننے کا خوگر ہو۔ وہ بزرگان دین کی ان کیفیات سے متاثر و مستفیض نہیں ہوتا۔ کیوں کہ اوّل تو وہ کیفیات وجدانی اموروں سے ہیں۔ مسموعات کی قبیل سے نہیں۔ کہ کسی حسّ ظاہر سے ان کا احساس ہو سکے۔ دوسرے اگر ان بزرگوں کے کلمات ارشاد کے توسل سے ان کیفیات کا احساس ممکن ہے۔ تو فضولیات و لغویات میں منہمک رہنے والا اس طریق سے بھی مستفید نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ ان باتوں سے اُس کا دِل سخت و سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور قساوت و سنگدلی مانع تاثیرات ہے۔ ؎

سعدیؒ آہنے را کہ موریانہ بخورد نتواں برد ازو بصیقل زنگ
باسیہ دِل چہ سود گفتن وعظ نرود میخ آہنی در سنگ

تیر برگردد باغوشِ کماں صائبؔ ز سنگ ہر کرا دِل سخت گردید است از نغزیں چہ باک

اور فضول باتوں سے لطافت باطن زائل اور دِل سیاہ ہو جاتا ہے۔ ؎

صائبؒ خامشی آئینہ و نطق بود زنگارش مکن ایں آئینہ را تختۂ مشق زنگار

وَلَہٗ

ازسیہ کاریٔ انفاس دِلِ روشن را آخر الامر سیہ خانۂ سودا کردیم

بیہودہ گوئی سے دِل سیاہ ہوتا ہے

نشنود نغمہ پری را آدمی ۔۔ کو بود ز اسرار پریاں اعجمی

لغات نغمہ پری میں فک اضافت ہے۔ کو مخفف کہ او جس میں کاف علت کے لئے یا بیانیہ ہے۔ پریاں جمع پری۔ اعجمی گونگا۔ کسی زبان سے ناواقف۔

ترجمہ (دیکھو) آدمی پری کے گیت نہیں سن سکتا۔ کیونکہ وہ پریوں کے اسرار سے بیگانہ (و نابلد) ہے۔

مطلب جس طرح آدمی پریوں کے نغمات نہیں سن سکتا اور اس کے نہ سننے کی وجہ یہ ہے کہ وہ انکا ہمجنس نہیں۔ اور ان کے احوال و اعمال سے باخبر نہیں۔ اسی طرح ایک قاسی القلب وتیرہ باطن آدمی اولیا کے نغمہ باطن کو ادراک نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ وہ ان کے احوال و اشغال سے غیر مانوس ہے۔ اعجمی بمعنے گنگ بھی بایں معنی درست ہو سکتا ہے۔ کہ آدمی کے لئے دیو و پری کے اسرار کی گفت و شنید ناممکن ہے۔ اس لئے جب وہ ان اسرار کی طرف سے بہرہ ہے تو گونگا بھی ضرور ہوگا۔ کیوں کہ مادہ زاد بہرہ ضرور گونگا ہوتا ہے۔

گرچہ ہم نغمہ پری زیں عالم ست ۔۔ نغمۂ دل برتر از ہر دو دم ست

ترجمہ پری کا نغمہ ہرچند کہ اسی جہان سے ہے (مگر پھر بھی آدمی اس کو ادراک نہیں کر سکتا) نغمۂ باطن تو (مطرب اور پری) دونوں (کے) نغموں سے کہیں اعلےٰ وارفع ہے (پھر وہ کیونکر محسوس و مدرک ہو سکے) ؎

سعدیؒ سراینده خود مے نگردد خاموش ۔۔ ولیکن نہ ہر وقت باز است گوش

کہ پری و آدمی زندانی اند ۔۔ ہر دو در زندانِ ایں نادانی اند

لغات زندانی قیدی نادانی غفلت زندان نادانی استعارہ ہے دنیا سے۔

ترجمہ کیوں کہ پری اور آدمی دونوں (دنیا کے) قیدی ہیں۔ دونوں (اکٹھے) اس قید خانہ غفلت میں (محبوس) ہیں۔

مطلب اوپر کہا تھا۔ کہ نغمہ پری اس عالم میں موجود ہے۔ جس سے انسان کا تعلق ہے۔ اب فرماتے ہیں کہ اسکی دلیل یہ ہے۔ کہ انسان و جن دونوں ساکنان زمین ہیں۔ آگے اس کا ثبوت قرآن مجید سے پیش فرماتے ہیں۔

سورۂ رحمٰں بخواں اے مبتدی ۔۔ تا شوی بر سِرّ پریاں مہتدی

لغات مبتدی ابجد خوان۔ نو آموز۔ کم علم۔ مہتدی ہدایت پانے والا۔ واقف کار۔

ترجمہ اے مبتدی سورۂ رحمٰن پڑھ کر دیکھو۔ تاکہ تم پریوں کے بھید سے واقف ہو جاؤ۔

مطلب اسرار پریاں سے یہ مراد ہے۔ کہ جن و پری کیسی مخلوق ہیں؟ اور ان کا ٹھکانا کہاں ہے؟ چنانچہ سورۂ رحمٰن میں ان کی ذات کے متعلق وارد ہے وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ اور اللہ تعالےٰ نے جنوں کو آگ کی لَو سے بنایا (رحمٰن ع ۱) اسی سورت میں اس سے اگلے ایک آیت سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے۔ کہ اس مخلوق

کا ٹھکانا کہاں ہے جس کا ذکر خود مولانا اگلے شعر میں فرماتے ہیں

مَعْشَرَ الْجِن سورۂ رحمٰن بخواں تَسْتَطِیْعُوْا، تَنْفُذُوْا را باز داں

لغات مَعْشَرَ جماعت گروہ تَسْتَطِیْعُوْا تم کو قدرت ہے تَنْفُذُوْ تم باہر نکل جاؤ۔

ترجمہ سورۂ رحمٰن میں آیہ یا معشر الجن الخ پڑھو (اور) تستطیعوا اور تنفذوا کے معنے پر بھی خوب غور کرو (تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ انسان کے ساتھ جن بھی عالم ناسوت کے مقید ہیں)۔

مطلب سورۂ الرحمن کے دوسرے رکوع کی آٹھویں آیت ہے یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ اے گروہ جن وانسان اگر تم سے ہو سکے کہ آسمان وزمین کے کناروں سے (ہو کر کہیں کو) نکل جاؤ۔ تو نکل دیکھو مگر کچھ ایسا ہی زور ہو تو نکلو اِ نکلئے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جن وانسان دونوں عذاب الٰہی سے گریز نہیں کر سکتے مولانا فرماتے ہیں کہ اس آیت میں دلالت ہے اس بات کی کہ جن وانسان دونوں کا ٹھکانا ایک جگہ ہے۔ اس لئے اگر وہ اپنے ٹھکانے سے بھاگنا چاہیں تو ان کی راہ گریز بھی ایک ہوگی۔ چونکہ انسان کا ٹھکانا عالم ناسوت یعنے دنیا ہی لہذا جن بھی اسی عالم کے باشندے ہیں۔ غرض جب جنات کے احوال ہم سے مخفی و مستور ہیں۔ باوجودیکہ وہ ہمارے دوش بدوش اسی عالم میں بستے ہیں۔ اور ان کے احوال بھی اسی عالم سے ہیں تو اولیا کے نغمات باطنی کا ادراک ہونا کونسی آسان بات ہے۔ جن کا تعلق عالم بالا سے ہے۔

نغمہائے اندرونِ اولیاء اولاً گوید کہ اے اجزائے لا

لغات لا کلمہ نفی مراد اس سے ہستی ظاہری ہے۔ چونکہ ظاہری ہستی غیر کامل و فانی ہونے کی وجہ سے کالعدم ہے اس لئے اس کو عدم اور کلمۂ نفی سے تعبیر کیا ہے اجزائے لا عدم کی جزئیات۔

ترجمہ اولیاء کرام کے باطنی نغمے پہلے یہ ہدایت کرتے ہیں۔ کہ اے (غافل لوگو جو عدم (کمال) کی جزئیات (اور وجود فانی کے افراد) ہو۔

ہیں زلائے نفی سرہا بر زنید ایں خیال ووہم بیروں افگنید

لغات ہیں حرف تنبیہ خبردار۔ سُنو سُنو۔ سر برزدن باہر نکلنا۔

ترکیب شعر سابق میں اے اجزائے لا ندا تھا۔ یہ شعر جواب ندا ہے۔

ترجمہ خبردار! (اس) لائے نفی (یعنے عدم کمال کے دائرے) سے باہر نکلو۔ اور یہ (استقلال وجود کا) خیال و وہم دور پھینکو (تاکہ معرفت وحدت حاصل کرو)

مطلب یہاں نفی سے وہ فنا مقصود مراد نہیں جو سلوک کے اعلےٰ مقامات میں سے ہے۔ اور اس کا حصول تصوف کا غایت نصب العین ہے۔ ورنہ اس سے باہر نکلنے کی ہدایت کیوں کی جاتی۔ بلکہ یہاں نفی سے موجودہ ہستی مراد ہے۔ جو اپنی بے بقائی اور عدم کمال کے باعث بمنزلہ نیستی ہے۔ اسی نیستی نما ہستی کو ترک کرنے کا حکم دیا ہے جس کے ترک سے وہ مقام فنا حاصل ہوتا ہے۔ جو ایک بہترین ہستی کا حکم رکھتا ہے۔ سعدی رح ؎

سعدی رح	ترا با حق آن آشنائی دہد	کہ از دست خویشت رہائی دہد
	کہ تا با خودی در خدا راہ نیست	وزیں نکتہ جز بیخود آگاہ نیست
جامی رح	خوش آں کس کو رہائی یابد از خویش	نسیم آشنائی یابد از خویش
	کند در دل چناں جا دلبرے را	کہ گنجایش نماند دیگرے را
	در آید ہمچو جانش در رگ و پے	نہ بیند یک سر مو خالی از وے
	نہ بوئے باشدش از خود نہ رنگے	نہ صلحے باشدش باکس نہ جنگے
	نہ دل در تاج نے در تخت بندد	نہ کوئے دل ہوسہا رخت بندد
	نیارد خویشتن را در شمارے	نگیرد پیش غیر از عشق کارے
	اگر گوید سخن با یار گوید	وگر جوید مراد از یار جوید
	بُخ اندر پختگی آرد نہ خامی	ز بُودِ خود برون آید تمامی

اے ہمہ پوشیدہ در کون و فساد   جانِ باقی تاں نروئید و تراد

لغات کون و فساد - بننا بگڑنا - عالم کون و فساد - دنیا - عالم ناسوت - جس میں اشیاء کے پیدا ہونے اور فنا ہونے کا سلسلہ جاری ہے -

صنائع - نروئید کے لفظ سے جان کو سبزہ سے تشبیہ دی ہے - اس کو استعارہ بالکنایہ کہتے ہیں -

ترجمہ (وہ باطنی نغمے یہ بھی ہدایت کرتے ہیں - کہ) اے عالم کون و فساد (کے تعلقات) میں سر سے پاؤں تک ڈوبے ہوئے تمہاری جان (جو حیات) باقی (سے موصوف ہو) پیدا بھی نہیں ہوئی -

مطلب - حیات باقیہ تعلق مع الحق سے حاصل ہوتی ہے - مگر تعلقات سفلیہ دنیویہ میں غرق ہونے والا تعلق مع الحق سے بہرہ یاب نہیں ہوتا - کما قیل ؎

موش با جاروب در سوراخ نتوانست رفت	خواجہ با چندیں علائق چوں بحق واصل شود

اس لئے اس کی جان کو اس حیات کا شمہ بھی حاصل نہیں ہو سکتا - ؎

صائبؒ	بے تعلق گزر از عالم جاوید اں باش	ہر کہ چوں مہر بہ در رفت مسیحائی یافت

کار ایشاں ست زانسوئے پری   گر دوت روشن چو جوئی رہبری

ترجمہ ان (اولیا اللہ) کا (نغمہ باطن کا) کا رو بار تو پری (پری) سے بھی پرلی طرف کا ہے (پھر اس کا سمجھنا کیوں کر آسان ہو) یہ (بات) تم پر اس وقت روشن ہو کہ (تم کسی مرشد کامل کی) رہبری کے طالب بنو -

گر بگویم شمۂ زاں نغمہا   جانہا سر برزنند از دخمہا

لغات شمّہ شین کے فتحہ سے بوئے اندک - جانا بمعنے چیز قلیل - شم بمعنے بو سونگھنا سے ماخوذ ہے - اور شمہ بکسر شین جو مشہور ہے غلط ہے - سر برزدن نکل پڑنا - باہر آنا - نمودار ہونا - دخمہا جمع دخمہ بفتحہ اول و سکون ثانی

آتش پرستوں کا قبرستان - جو ایک تہ خانہ کی صورت میں ہوتا تھا - جس میں وہ اپنے مُردوں کو رکھ دیتے تھے - یہاں مجازاً عام قبور مُراد ہیں -
ترجمہ: اگر میں ان نغموں کا کچھ تھوڑا سا حال بیان کروں (تو مدتوں کی فوت شدہ) روحیں قبروں سے نکل کھڑی ہوں -
مطلب: فوت شدہ روحوں سے مراد مُردہ دل لوگ اور قبرستان سے مراد ان کے جسم ہیں - اس استعارہ کی تصریح آگے ایک شعر میں آتی ہے - فرماتے ہیں - کہ اگر نغمۂ باطنی کا راز ظاہر کیا جائے - تو مردہ دل لوگوں میں معرفتِ حق کی جان پڑ جائے - اظہارِ راز سے یہاں یہ مراد ہے - کہ اس نغمہ کی تاثیر توجہ کی طرف سے ان لوگوں پر طاری کر دی جائے - صرف زبانی کہنا سننا مقصود نہیں - جیسے کہ کسی قدر اس کا راز اوپر بیان کیا گیا ہے - تو اس سے مردہ لوگوں میں جان پڑنا پوری طرح متوقع نہیں - کیونکہ وہ صرف تعبیر لفظی ہے - اس نغمہ کی کیفیت ایک امرِ وجدانی و حالی ہے - اور امرِ وجدانی کا اظہار و انکشاف الفاظ و عبارت سے نہیں ہو سکتا -

گوش را نزدیک کن کاں دُور نیست ۔۔۔ لیک نقلِ آں بتو دستور نیست

ترجمہ: (اگر تم ان نغموں کو سُننا چاہتے ہو - تو) گوش (باطن) کو قریب کر لو - (اور سُن لو) کیونکہ وہ (نغمے ادراک سے) دُور نہیں ہیں - لیکن اس کا تم سے بیان کرنا (احکام طریقت کی رو سے) جائز نہیں -
مطلب - اگرچہ وہ نغمہ بلحاظ مرتبت تمام نغمات حسیہ اور اسرار حقہ و مرتبہ سے برتر ہے - جیسے کہ اوپر کہا تھا ع نغمہ دل برتر از ہر دو دم است - لیکن اگر گوش باطنی آمادہ شنید ہو یعنی صفائی قلب حاصل ہو - تو اس کا ادراک چنداں بعید نہیں - مگر اس کو زبانی ادا کرنا رسم طریقت کی رو سے درست نہیں -

ہیں کہ اسرافیلِ وقتند اولیا ۔۔۔ مُردہ را زیشاں حیات ست و نما

لغات: ہیں حرف تنبیہ - یاد رکھو - ہشیار رہو - نما نشو و نما - بڑھنا - پلنا - ترقی کرنا -
ترجمہ - یاد رکھو کہ اولیا اسرافیلِ زمانہ ہیں (کیونکہ) مُردہ (دلوں) کو ان سے زندگی اور نشو و نما حاصل ہوتا ہے - صائب رحمۃ اللہ علیہ:

ہمتِ پیراں دلیلِ ماست ہر جا مے رویم ۔۔۔ قوتِ پرواز چوں تیر از کماں داریم ما

جانہائے مُردہ اندر گورِ تن ۔۔۔ بر جہد ز آوازِ شاں اندر کفن

ترکیب - برجہد کا فاعل جانہائے مُردہ ہے - شاں کی ضمیر کا مرجع اولیا شعر سابق میں ہے -
ترجمہ - بدنوں کی قبر میں مُردہ (وار غافل و بے حس پڑی ہوئی) روحیں ان (اولیاء) کی آواز (یعنی فیض تعلیم کے اثر) سے کفن (یعنی حجاب غفلت) کے اندر حرکت کرنے لگتی ہیں -
مطلب اوپر اس شعر میں کہ گر بگویم شمۂ زاں نغمہا - جانہا سر بر زنند از دخمہا - استعارات سے کام لیا تھا اب ان استعارات کے مستعار لہ بیان کر دیئے - یعنی ارواح سے بے حس ارواح قبر سے بدن اور نغمہ سے آواز یعنی ان اولیاء اللہ کے ملفوظات اور کفن سے حجاب غفلت مراد ہے - غرض جس طرح حضرت اسرافیل علیہ

کے نفخ صور سے مُردے قیامت کو قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اسی طرح ان بزرگوں کے فیض تعلیم سے بے حس قلوب جاگ پڑتے ہیں۔

گویدایں آوازِ آوا ہا جُداست　　　زِندہ کردن کارِ آوازِ خُداست

لغات آوا مخفف آواز۔ ہا علامت جمع از حرفِ جر مقدر ہے۔ یعنے از آوازہا۔

ترجمہ (وہ مردہ ارواح زندہ ہوکر) پکار اٹھتی ہیں۔ کہ یہ آواز تو سب آوازوں سے نرالی ہے (کیونکہ) زندگی بخش دینا خدا کی آواز کا ہی کام ہے۔

مطلب اولیاء اللہ کی آواز ایک اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی آواز ہے۔ وہ اعتبار یہ ہے۔ کہ اولیاء اللہ کی تعلیم وتلقین اللہ ہی کے حکم سے اپنا کام کرتی ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف موصل ہے۔ اِس لئے گویا وہ اللہ ہی کی تلقین وتعلیم اوراسی کی آواز ہے ونعم ما قال مولانا اسمٰعیل میرٹھی مرحوم فی مدح شیخہ ؎

اے تری آواز آوازِ خدا	اور خاموشی تری رازِ خدا
تھے لبِ شیریں لبِ دریائے ذات	اس لئے ہر بات تھی آبِ حیات
مُردہ روحوں کے لئے تھی زندگی	زندگی وہ جس کو ہو پائندگی
تیرے دم سے حشر روحانی ہُوا	صاف وصیقل گوہرِ کانی ہُوا
صور پھونکا تونے جس کی جان میں	جو ہُوا سو ہوگیا اِک آن میں

چوُن زصوتِ اولیا آگہ شوند　　　از طرب گویند چوُں بارہ شوند

لغات صوت آواز۔ نغمہ۔ بارہ رو براہ۔ راہ پر چلنے والا۔

ترکیب چوں زصوت الخ شرط گوئیند جملہ فعلیہ ہوکر جزا چوں بارہ شوند میں چوں وقتیہ یعنے وقتیکہ اور یہ ظرف ہے گوئیند کی۔ اگلا شعر مقولہ ہے گوئیند کا۔

ترجمہ۔ جب وہ (مردہ ارواح) اولیاء اللہ کے باطنی نغموں سے متاثر ہوتی ہیں۔ تو راہِ (وصول) پر پڑ کر طرب میں (یوں) کہتی ہیں۔

الخلاف یہ شعر بعض نسخوں میں نہیں ہے۔

مابمُردیم و بکُلّی کاستیم　　　بانگِ حق آمد ہمہ برخاستیم

لغات بکُلّی بالکل۔ کاستن گھٹنا مضمحل ہونا۔ مرجانا۔ بانگ حق خدا کی آواز۔ مراد نغمات اولیا۔

ترجمہ ہم مرگئے تھے اور بالکل مِٹ گئے تھے۔ کہ خدا کی آواز آئی۔ اور ہم سب اُٹھ کھڑے ہوئے

بانگِ حق اندر حجاب و بے حجیب　　　آں دہد کو داد مریم را زجیب

لغات حجاب پردہ حجیب امالہ ہے حجاب کا مریمؑ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام ہے۔

ترجمہ حق تعالیٰ کا کلام (جو انبیاء کے) حجاب (توسط) سے ہو یا بے حجاب ہو (جیسے خود انبیاء و ملائکہ

سے خطاب ہوتا ہے) وہ چیز بخشتا ہے جو اُس نے حضرت مریم علیہا السلام کو اپنے جیب (عنایت) سے دیا۔
مطلب بانگ حق اندر حجاب سے اس آیت کی طرف تلمیح ہے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ اور کسی آدمی کی تاب نہیں کہ خدا اس سے کلام کرے۔ مگر الہام سے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو اس کے پاس بھیج دیتا، اور وہ خدا کے حکم سے جو اُس کو منظور ہوتا ہے۔ پیغام خدا پہنچا دیتا ہے۔ بے شک خدا عالی شان اور حکمت والا ہے
(سورۃ شوریٰ رکوع ۵)

اوپر نغمات اولیاء اللہ کی تاثیر اور اس کا بالتاویل بانگ حق ہونا بیان کیا تھا۔ اب اس تاثیر و تاویل پر مزید روشنی ڈالتے ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کو کلام حق نے اپنی جیب کرامت سے یہ نعمت عطا کی کہ اُن کے بطن سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام بلا باپ کے پیدا ہوئے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ یعنے اے اہل کتاب اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو اور خدا کی نسبت حق بات کے سوا کچھ بھی منہ سے نہ نکالو۔ مریمؑ کے بیٹے عیسےٰ مسیحؑ بس اللہ کے رسول ہیں۔ اور خدا کا حکم جو اُس نے مریم کی طرف کہلا بھیجا تھا۔ اور روح خدا کی طرف سے تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور تین خدا نہ کہو (سورۃ نساء رکوع ۲۳)

مولانا رح فرماتے ہیں۔ کہ کلام حق نے جس طرح بطن مریم کو ایک اولوالعزم رسول کے وجود سے بار ور کیا تھا۔ اسی طرح اس کا کلام جس کو ایک اعتبار سے نغمۂ باطن کہا گیا ہے۔ اپنے سامع کو حقائق عالیہ سے بہرہ ور بناتا ہے

اے فنا تاں نیست کردہ زیرِ پوست　　باز گردید از عدم زآوازِ دوست

لغات فنا سے تعلقات فانیہ مراد ہیں تاں ضمیر جمع مخاطب منصوب منفصل نیست معدوم۔ تباہ یہ مٹنے والا۔ پوست چمڑا۔ قالب۔ مراد ظاہر پرستی۔
ترجمہ۔ اے لوگو جن کو تعلقات فانیہ نے ظاہر پرستی میں محو کر رکھا ہے دوست کی آواز (نغمہ باطن) سُن کر اس دار فنا سے اپنا رُخ پھیر لو۔

مطلق آں آواز خود از شہ بود　　گرچہ از حلقومِ عبد اللہ بود

لغات مطلق بلا قید۔ بلا شرط شہ سے مراد شاہ حقیقی یعنے اللہ تعالیٰ ہے حلقوم گلا عبد اللہ اللہ کا بندہ مخلوق صنائع عبد اللہ کے کلمے ہیں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف تلمیح ہے قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۟ؕ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا (حضرت عیسیٰؑ پیدا ہونے کے بعد مہد میں) بول اٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اُس نے مجھے کتاب انجیل عنایت فرمائی اور مجھ کو پیغمبر بنایا (سورۃ مریم رکوع ۲)
ترجمہ وہ مطلق آواز (بلا تشخصات صاحب آواز) خاص خدا کی ہوتی ہے۔ اگرچہ (بظاہر) اللہ کے بندے (ولی کامل) کے گلے سے (نکلی) ہو۔

گفت اورا من زبان و چشم تو — من حواس و من رضا و خشم تو

لغات حواس جمع حاسّہ حس کی قوتیں رضا خوشنودی خشم غضب ناراضگی۔

ترجمہ جس کو (خداوند تعالیٰ نے) کہدیا ہے۔ کہ میں تیری زبان اور آنکھ ہوں۔ میں تیرے حواس (کا کام دینے والا اور تیری) خوشی و ناراضگی ہوں۔

مطلب حدیث شریف میں آیا ہے فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِہَا وَ رِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِہَا الخ یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میں بندے کو دوست رکھتا ہوں تو اُس کا گوش شنوا اور اُس کی چشم بینا اور اس کا دست گیرا اور اسکا پائے رواں بن جاتا ہوں۔ پوری حدیث اور اس کا مطلب اس شرح کی جلد اول میں تقریباً دو ثلث کے بعد درج ہے یہاں اسی حدیث کی طرف اشارہ ہے۔

رَو کہ بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ توئی — سِرّ توئی چہ جائے صاحب سِرّ توئی

ترجمہ (اے پیارے بندے) جا (چین کر) کہ بِیْ یَسْمَعُ (میرے ذریعہ سے سُنتا ہے) اور بِیْ یُبْصِرُ (میرے ذریعہ سے دیکھتا ہے) کا مصداق تو ہی ہے۔ تو خود میرا سترِ مخفی ہے۔ چہ جائیکہ تو (صرف) صاحب اسرار (ہی) ہو۔ ؎

حافظ؎ تا نفخت فیہ من روحی شنیدم شد یقین — بر من ایں معنے کہ ما زان وے ایم او زان ماست

الخلاف ایک شرح میں دوسرے مصرعہ کا ترجمہ یوں لکھا ہے تو (میرا) خاص بن گیا۔ بلکہ خاص تو کیا خود صاحب خاص (یعنے میں) ہی بن گیا۔ اس ترجمہ میں کئی نقص معلوم ہوتے ہیں۔ اول تو اس میں چہ جائے کا ترجمہ بلکہ کیا ہے۔ جو محاورہ کے منافی ہے۔ دوسرے سِرّ بکسر سین کا معنے خاص لکھا ہے۔ جس کی لغت سے تائید نہیں ہوتی۔ اور اگر اس کو سَر بفتحہ سین فرض کر لیا جائے جو بمعنے مقدم آتا ہے تو یہ احتمال بلحاظ قافیہ ساقط ہے۔ تیسرے لفظ "چہ جائیکہ" کا ایراد اس طریق پر رائج ہے۔ کہ اس کے ماقبل کی فوقیت مابعد پر ظاہر کی جائے۔ مثلاً یوں کہہ سکتے ہیں کہ "ما شب ہم نمے خوابیم چہ جائے کہ در روز خواب کنیم" اور ظاہر ہے کہ رات کی بیداری دن کی بیداری کے مقابلے میں بڑی بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو فقرہ مذکور میں چہ جائیکہ سے مقدم رکھا گیا ہے۔ اس لحاظ سے مصرعہ میں "سِرّ" کا مفہوم "صاحب سِرّ" سے افضل و ارفع ہونا لازم ہے۔ مگر ترجمہ میں صاحب سِرّ کو افضل قرار دیا ہے فافہم۔

بیانِ حدیث مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

اس حدیث کی تفسیر کہ جو کوئی اللہ کا ہو رہے اللہ اُسکا ہے

مطلب چونکہ اللہ تعالےٰ بندے کا مالک ہے۔ اور بندہ بجمیع وجوہ اس کا مملوک ہے۔ اس لئے بندہ کا اللہ کیلئے ہو رہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کی عبدیت اور مملوکیت کا حق ادا کرے اور کَانَ اللّٰہُ لَہٗ سے مراد یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اسکی مالکیت کا حق ادا کرتا ہے۔ اور اس کے کاموں کی اصلاح فرماتا ہے (بحر العلوم)

چوں شدی مَن کَانَ لِلّٰہ از وَلَہ   من ترا باشم کہ کَانَ اللّٰہُ لَہ

لغات وَلَہ محبت۔ عشق

ترجمہ جب تم عشق کی بدولت مَنْ کَانَ لِلّٰہِ (کے مصداق) ہو گئے۔ تو میں تمہارا (رفیق ناصر) ہوں کیونکہ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ (حدیث برحق ہے) ؎

در رضائے حق بود صائب بہشت جاوداں   وائے بر آں کس کہ بیروں از رضائے خود نشد

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے من تقرب منی شبرا تقربت منہ ذراعا ومن تقرب منی ذراعا تقربت منہ باعًا پوری حدیث اور اس کا ترجمہ پیچھے کسی جگہ گذر چکا ہے۔ ولنعم ما قیل ؎

ایں سخن دریا بگوشش قطرہ گفت   ہر کہ از ما مے شود ما مے شود

گہ توئی گویم ترا گاہے منم   ہرچہ گویم آفتابے روشنم

ترجمہ کبھی میں تم کو بصیغہ مخاطب بلاتا ہوں کبھی بصیغہ متکلم (غرض تو من شدی من تو شدم کا معاملہ ہے) اور جو کچھ میں کہوں اس سے میری ذات کا مہر درخشاں ہی مُراد ہے۔ ؎

صائب ؎ ہیچ جا در عالم وحدت تہی از یار نیست   نامہ ہر ذرہ را اینجا ست مضمون آفتاب

مطلب اللہ تعالےٰ کا بندے کے ساتھ اس قدر قوی تعلق ہو سکتا ہے۔ کہ کبھی اللہ تعالیٰ کا فعل بندے کے ساتھ مجازًا منسوب ہو جاتا ہے اور کبھی بندے کا فعل اللہ تعالےٰ کے ساتھ اور موقع و محل کی مناسبت سے دونوں اطلاق صحیح ہوتے ہیں۔ ایک باعتبار حقیقت کے دوسرا باعتبار مجاز کے۔ بعض آیات و احادیث میں جو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ ایسے افعال منسوب ہیں جو بندوں کے شایانِ حال ہیں۔ وہاں یہی تاویل کی جاتی ہے۔ چنانچہ فرمایا مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً ط یعنے کون ہے؟ جو خدا کو خوشدلی کیساتھ قرض دے۔ کہ خدا اس کے قرض کو اس کے لئے کئی گنا بڑھا دے گا (سورۂ بقر ع ۳۲)

اللہ تعالیٰ تو حصول قرض کی احتیاج سے منزہ ہے یہاں تو بندگان خدا کی احتیاج کو ان لفظوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسی طرح فرمایا وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی یعنے اے پیغمبر! تم نے جو کنکریاں پھینکیں۔ وہ اللہ ہی نے پھینکیں تھیں۔ مشکوٰۃ المصابیح کے باب عیادۃ المریض میں ایک حدیث کے یہ کلمات ہیں اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْہُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ عُدْتَّہٗ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَہٗ یعنے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا۔ اے فرزند آدم میں بیمار ہوا تو تو نے میری عیادت نہ کی۔ بندہ کہے گا اے میرے پروردگار میں تیری عیادت کس طرح کرتا جبکہ تو خود پروردگار عالم ہے۔ اللہ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں۔ کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ کیا تو یہ نہیں جانتا۔ کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ پھر اسی حدیث میں اسی سیاق سے یہ الفاظ ہیں اِسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا اِسْتَسْقَیْتُکَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ میں نے تجھ سے پینے کو پانی مانگا تو تو نے مجھے پانی نہ دیا الخ۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا اپنے ساتھ مرض، ضرورت عیادت، اور احتیاج آب و نان کی نسبت

افعالِ عباد کی نسبت مجازی حق تعالیٰ کے ساتھ

کرنا مجازاً ہے۔ اور حقیقۃً یہ عوارض اس بندے سے منسوب ہیں جو بیمار ہے۔ اور جس کو بھوک پیاس کی حالت میں کھانے پانی کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان اوصاف کو اپنے ساتھ اس لیئے منسوب کیا ہے کہ اس بندے کے ساتھ اس کا خاص تعلق ہے۔ ؎

رباعی؎　شنیدستم کہ روزے کرد لیلے　بقصد قصہ سوئے نیش میلی
چو زد لیلے بمجنوں نیش از پئے خوں　برآمد رفت خون از دست مجنوں

ہرکجا تابم زمشکات دمے　حل شد آنجا مشکلات عالمے

لغات مشکات یا مشکوٰۃ وہ دیواری طاق جس میں چراغ یا قندیل رکھتے ہیں۔ صاحب غیاث اللغات نے لکھا ہے کہ "اس لفظ کا صحیح رسم الخط یہی ہے کہ اس کو واوٗ سے لکھا جائے۔ اور یہی حال صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا ہے" گویا صاحب غیاث کے نزدیک مشکات، صلات، زکات کے لفظ غلط ہیں، مگر یہ خیال درست نہیں۔ مشکات کا کلمہ کتب لغت میں بلا واوٗ بلا جرح مکتوب ہے۔ اور صلات و زکات بلا واوٗ قرآن و حدیث کے نسخوں میں مکتوب ہیں۔ مثلاً اَلَّذِیْنَ ہُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خَاشِعُوْنَ ○ (سورۃ مومنون ع ۱) خصلتان معلقتان فی اعناق المؤذنین المسلمین صیامہم وصلاتہم (مشکوٰۃ) اور فقہ کی کتابوں میں عموماً کتاب الصلاۃ۔ صفۃ الصلاۃ۔ شروط الصلاۃ بلا واوٗ لکھا ہے اسی طرح زکات کا رسم الخط ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ ان کلمات کا رسم الخط با واوٗ اور بلا واوٗ دونوں طرح درست ہے۔ ہاں بحالت انفراد تا مدور ہونی چاہیئے تاکہ دراز فارسی کا رسم الخط ہے۔

صنائع مشکات اور مشکلات میں تجنیس ناقص ہے۔ مشکات اور تابم کو آفتاب سے مناسبت ہے جو شعر سابق میں ہے۔

ترجمہ جہاں کہیں میں تیرے طاقچہ (وجود) سے ایک دم (کے لئے) چمک اٹھتا ہوں۔ وہاں ایک عالم بھر کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

مطلب میرا فیض جو عارف کے واسطے سے پہنچتا ہے اس سے طریقت کی دشواریاں رفع ہوتی ہیں ؎

جامیؒ　تیغے کہ بدل می رسد از سدرہ و طوبیٰ　در سایۂ سرو قد دل جوئے تو بابم

ہرکجا تاریکی آمد ناسزا　از فروغ ما بود شمس الضحیٰ

لغات ناسزا ۔ نامناسب۔ بیجا۔ ناگوار۔ فروغ روشنی۔ نور۔ مراد الہام ربانی۔ ضحیٰ چاشت کا وقت۔ شمس الضحیٰ چاشت کے وقت کا سورج جو نہایت درخشاں ہوتا ہے۔

ترجمہ جہاں کہیں ناگوار تاریکی پھیلی ہوتی ہے۔ وہ ہمارے (الہام کے) نور سے آفتاب چاشت (کی طرح نور علی نور) بن جاتی ہے۔ ؎

حافظؒ　در دیر گر بجرائے ننشد آتش دلور　چارۂ تیرہ شب وادی ایمن چکنم

ظلمتے را کآفتابش برنداشت　از دم ما گردد آں ظلمت چو چاشت

لغات ظلمت تاریکی۔ دم سانس۔

ترجمہ جس تاریکی کو سورج رفع نہ کرسکے۔ وہ تاریکی ہمارے کلام کی برکت سے چاشت (کے سورج) کی طرح (درخشاں)

ہو جاتی ہے۔

مطلب اوپر کے شعر میں الہام ربانی کی مدح تھی۔ یہاں کلام ربانی کی توصیف ہے جس کی بدولت دنیا کی کایا پلٹ چکی ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ؎

آں جگر تابِ بیابانِ کم آب	چشم او احمر ز سوزِ آفتاب
دشتِ سیرِ از بادِ ودِ تا آشنا	ہرزہ گردد از خضر نا آشنا
تا دلش از گریۂ قرآں تپید	موجِ بے تابش چو گوہر آرمید
خواند ز آیاتِ مبینِ او سبق	بندہ آمد خواجہ رفت از پیشِ حق
از جہانبانی نوازد سازِ او	مسندِ جم گشتہ پا اندازِ او
شہرہا از گرد پاتش ریختند	صد چمن از یک گلش انگیختند

آدمے را او بخویش اسما نمود　　دیگراں را ز آدم اسما مے کشود

لغات آدمے بیائے مجہول زائد۔ حضرت آدم علیہ السلام۔ نمود ظاہر کیا۔ کشود منکشف ہوا۔

ترکیب۔ او ضمیر اللہ تعالےٰ کی طرف راجع ہے۔ کشود کا فاعل اسماء ہے۔

صنائع تلمیح آیہ وعلّم آدم الاسماء کی طرف۔

ترجمہ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اسماء کی تعلیم فرمائی اور دوسروں پر حضرت آدمؑ کے ذریعہ سے اسماء منکشف ہو گئے۔

مطلب اوپر اللہ تعالےٰ کی طرف سے یعنی متکلم اس بات کا ثبوت پیش کیا تھا۔ کہ اولیائے کرام کا فیض خود اللہ تعالےٰ کا فیض ہے۔ اولیاء محض واسطہ ہیں۔ اب اس کا مزید ثبوت بتضمیر غائب دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے حضرت آدمؑ کو اسما سکھا دیئے۔ پھر بحکم اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ اُن کے ذریعہ سے فرشتوں کو ان اسماء سے آگاہی بخشی۔ تو فرشتوں کو اسماء سے آگاہ کرنے والا بھی خود خداوند تعالےٰ تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نہیں تھے وہ صرف واسطہ اور ذریعہ تھے۔ اب اس افادہ بالواسطہ کی چند مثالیں دیتے ہیں۔

آب خواہ از جو بجو یا از سبو　　کیں سبو را ہم مدد باشد ز جو

لغات جو نہر۔ سبو گھڑا

صنائع جو بجو میں تجنیس۔ دوسرے مصرع میں صنعت ردّ العجز۔

ترجمہ (اس کی پہلی مثال یہ ہے کہ) پانی خواہ نہر سے حاصل کر و یا گھڑے سے (ایک ہی بات ہے) کیوں کہ اس گھڑے کو بھی نہر ہی سے (پانی کی) مدد ملتی ہے۔

نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور　　نورِ مہ ہم ز آفتاب است اے پسر

لغات خواہی بمعنے خواہ اس میں یائے زائدہ ہے۔ جیسے زیادتی، قربانی، فضولی، غلطی، خلاصی ہیں کہ زیادت، قربان، فضول، غلط، خلاص، کے معنے میں ہیں۔ خور سورج آفتاب اسی طرح پر لفظ شید بمعنے روشن و جلی ہو کر خورشید بن جاتا ہے

ترجمہ (دوسری مثال یہ ہے کہ) روشنی خواہ چاند سے طلب کرو خواہ سورج سے (ایک ہی بات ہے کیونکہ) بیٹا چاند کا نور بھی (حسب تحقیق حکمت کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس) سورج ہی سے ہے۔

مُقتبس شو زود چوں یابی نجوم ۔۔۔ گفت پیغمبر کہ اَصحابی نُجُوم

لغات مقتبس حاصل کرنے والا۔ نجوم نجم کی جمع ستارے۔

ترجمہ جب تم (ہدایت کے روشن) ستاروں کو دیکھو تو ان سے (نور معرفت) حاصل کرو۔ (چنانچہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ۔

مطلب حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں تم جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ) ایک اور حدیث ہے سَأَلْتُ رَبِّیْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ فَاَوْحٰی اِلَیَّ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَاءِ بَعْضُهَا اَقْوٰی مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَیْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِیْ عَلٰی هُدًی یعنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے اپنے اصحاب کے اختلاف کے متعلق سوال کیا جو میرے بعد ہوگا۔ تو اس نے مجھ پر وحی بھیجی کہ اے محمدؐ تمہارے اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ آسمانی ستاروں کے ہیں۔ جن میں سے بعض زیادہ قوی ہیں بعض سے، اور ہر ایک کیلئے نور ہے۔ پس جو شخص کسی ایسے طریقے کو اختیار کریگا۔ جو ان میں اختلافی ہوگا تو وہ ہدایت پر ہے (مشکوٰۃ)

خواہ آدم گیر نورش خواہ ازو ۔۔۔ خواہ از خم گیر مے خواہ از کدو

ترجمہ (غرض) اس کا (یعنی حق تعالےٰ کا) نور خواہ حضرت آدم علیہ السلام سے لو یا خود اسی سے (ایک ہی بات ہے) شراب خواہ مٹکے سے لو یا کدو سے (دونوں ایک ہی جگہ بنی ہیں)۔

کیں کدو با خم بہ پیوست سخت ۔۔۔ نے چو تو شاد آں کدوئے نیک بخت

لغات پیوست متصل ہوگیا۔ مل گیا۔ متعلق ہوگیا۔ شاد خوش۔ یہاں مستغنی و بے نیاز مراد ہے۔

ترجمہ کیونکہ یہ کدو خم کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے (جس کو اتحاد کہہ سکتے ہیں) اے بھلے مانس تیری طرح وہ (اپنی اصل اور مبدء سے) بے نیاز نہیں۔

مطلب یہاں اس مضمون کی تائید مقصود ہے۔ کہ اولیاء اللہ کا فیض اللہ تعالیٰ ہی کا فیض ہے۔ اولیاء محض واسطہ ہیں۔ اس سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اس سے فیض اولیاء کا غیر ضروری ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ کہ اللہ کا فیضان بلا واسطہ حاصل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ فیضان حق کے حصول کے لئے اولیاء کا واسطہ و وسیلہ ضروری ہے۔ بلکہ یہاں یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ کوئی فیض اولیا کو فیض حق سے جداگانہ نہ سمجھے۔

اختلاف ایک نسخہ میں دوسرا مصرعہ یوں ہے ع ہم چو اصل ایں فرع دیدم نیک بخت۔ یعنے اے نیک بخت میں نے اس فرع کو بھی اصل کے برابر پایا ہے۔ یعنے فیض اولیاء کو فیض حق سے مماثل دیکھا ہے۔ اس نسخہ کی صورت میں اس تکلف کی ضرورت نہیں رہتی جو پہلے نسخے کے لفظ "شاد" کے معنے میں کرنا پڑتا ہے۔

گفت طوبیٰ مَن رَاٰنی مُصطفےٰ وَالَّذِی یُبصِرُ لِمَن وَجہِی یَریٰ

ترجمہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے طُوبیٰ مَن رَاٰنِی اَو رَاٰی مَن رَاٰنِی یعنے مبارک ہے وہ شخص جو میری زیارت کرے یا اُس شخص کی زیارت کرے جس نے میری زیارت کی ہو۔ ؎

در بہشت نیہ خلقے بستہ دل لیکن بہ نقد ہر کجا دیدار تست آنست جامی را بہشت

مطلب یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو صواعق محرقہ میں حاکم اور طبرانی سے بروائت عبداللہ بن بُسر منقول ہے کہ طوبیٰ لمن رانی وامن بی وطوبیٰ لمن رأیٰ من رانی ولمن رأیٰ من رأیٰ من رانی وامن بی طوبیٰ لہم وحسن ماٰب یعنے خوشی ہے اس شخص کو جس نے میری زیارت کی۔ اور مجھ پر ایمان لایا۔ اور خوشی ہے اس شخص کو جس نے اس شخص کی زیارت کی جو میری زیارت کر چکا ہے اور اس شخص کو جس نے اس شخص کی زیارت کی جو میری زیارت کرنے والے کی زیارت کر چکا ہے اور مجھ پر ایمان لایا خوشی ہے ان سب کو اور اچھی بازگشت (مولانا احمد حسن رح)

اِس حدیث سے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت مقصود ہے۔ اور اس سے بھی مضمون سابق کی تائید ہوتی ہے یعنے ایک صحابی کی زیارت اس لئے موجب برکت ہے۔ کہ اُس نے رسول کی زیارت کی ہے۔ اسی طرح ایک ولی اللہ کا فیض اس لئے فیض حق کے مماثل ہے کہ اس کا فیض بھی حق تعالیٰ سے حاصل ہوا ہے۔ صحابی کی تعریف یہ آئی ہے کل من رأیٰ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم وھو مُسلِمٌ یعنے ہر وہ شخص جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو اور ساتھ ہی وہ مُسلمان بھی ہو۔ پس جو شخص عہد نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں آپ پر ایمان لایا۔ مگر کسی وجہ سے جمال نبوی کے دیدار سے مشرف نہ ہوسکا وہ صحابی نہیں کہلا سکتا۔ اس لئے "مَن رَاٰنِی" کی فضیلت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے اس کی زیارت کرنے کا وہ درجہ بھی نہیں جو صحابی کی زیارت سے متوقع ہے۔ نہ وہ شخص صحابی ہو سکتا ہے۔ جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ مگر آپ پر ایمان نہ لایا۔ جیسے آپ کے ہمعصر مشرکین اور منافقین تھے۔ ان کو دیکھنا بھی بے سود ہے۔

چُوں چراغے نُورِ شمع را کشید ہر کہ دید آں را یقیں آں شمع دید

لغات کشید جذب کیا۔ حاصل کیا۔ یقیں پر یائے جار مقدر ہے۔

ترجمہ - جب ایک چراغ نے کسی شمع سے نور حاصل کیا ہو۔ تو جس نے اُس (چراغ) کو دیکھا یقیناً اس شمع کو دیکھا۔

ہمچنیں تا صد چراغ ار نقل شُد دیدنِ آخر لقائے اصل بُد

ترجمہ اسی طرح اگر سو چراغ تک بھی ایک دوسرے سے روشنی نقل ہوتی چلی جائے۔ تو آخری (چراغ) کو دیکھنا سب سے پہلے چراغ کے دیکھنے کے برابر ہو گا۔

نکتہ: اسی طرح بیعت طریقت کے مشہور سلسلوں میں سے کسی سلسلے میں بیعت کی تو گویا اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے ساتھ ملایا۔ کیونکہ اُس نے اپنے پیر کے ہاتھ سے ہاتھ ملایا ہے۔ اور اس کے پیر نے اپنے پیر کے ہاتھ سے ہاتھ ملایا تھا۔ اسی طرح یہ سلسلہ صحابہ تک اور صحابہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک

مرشد کی بیعت ایک طرح آنحضرت صلعم کے دست مبارک پر بیعت کی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے

پہنچتا ہے پس اس مرید نے ایسے ہاتھ کو چھوا ہے۔ جو تواترًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو چھونے کی فضیلت حاصل کر چکا ہے۔

خواہ از نورِ پسیں بستاں تو آں — ہیچ فرقے نیست خواہ از شمع داں

ترجمہ: خواہ اس روشنی کو تم آخری (چراغ کے) نور سے حاصل کرو۔ یا شمع سے سمجھو کوئی فرق نہیں۔

خواہ نور از اولیں بستاں بجاں — خواہ از نورِ پسیں فرقے مداں

ترجمہ: خواہ پہلے (چراغ) کا نور دل وجان سے حاصل کرو۔ یا پچھلے (چراغ) کا۔ اس میں کوئی فرق نہ سمجھو۔ اختلاف: یہ شعر ہمارے نسخے میں نہیں ہے۔

خواہ بیں نور از چراغِ آخریں — خواہ بیں نورش زِ شمعِ غابریں

لغات: غابر۔ گذشتہ۔ سابق۔ پہلا۔ یہ کلمہ اسماء اضداد سے ہے۔ ماضی و مستقبل دونوں کے لئے آتا ہے۔ مگر یہاں ماضی کے لئے خاص ہے۔ یا اور نون زائد ہیں۔ جیسے اولین اور نخستین میں۔

ترجمہ: خواہ (اس) نور کو آخری چراغ سے دیکھو۔ یا اس کے نور کو پہلی شمع سے سمجھو (یکساں ہے)

درمعنی حدیث اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٍ اَلَا فَتَعَرَّضُوْا

اس قول کے معنے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری زندگی کے دنوں میں خوشبودار ہوائیں آتی ہیں۔ ہاں ان ہواؤں کو سامنے لو۔

اس سرخی کا ربط ماقبل کے ساتھ ظاہر ہے کہ وہاں کلام حق اور کلام انبیاء کو متحد مان کر اس کو نغمہ سے تعبیر کیا تھا۔ یہاں اس کو نفحہ سے تعبیر فرماتے ہیں۔ (مولانا احمد حسن رح)

گفت پیغمبر کہ نفحتہائے حق — اندریں ایام مے آرد سبق

لغات: نفحہ۔ خوشبو۔ سبق۔ پیشقدمی۔ کسی سے آگے بڑھ جانا۔

ترجمہ: پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض ان ایام (عمر) میں سبقت کیا کرتے ہیں۔

مطلب۔ صاحب کلید مثنوی لکھتے ہیں۔ کہ یہ حدیث میری نظر سے نہیں گذری۔ مگر اس کا مضمون دوسری نصوص سے مؤید ہے۔ کتاب تمییز الطیب من الخبیث مؤلفہ شیخ عبد الرحمٰن بن علی بن محمد شیبانی شافعی میں لکھا ہے کہ حدیث ان لربکم فی ایام دھرکم لنفحات فتعرضوا لہ لعل ان یصیبکم نفحہ منہا فلا تشقون بعدھا ابدا کو طبرانی نے کبیر میں محمد ابن مسلمہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے۔

گوشِ ہش دارید ایں اوقات را — درربائید ایں چنیں نفحات را

لغات: ہش مخفف ہوش اوقات جمع وقت اصطلاح تصوف میں وہ اوقات جن میں واردات غیب کا دل پر نزول ہو۔

ترجمہ: (پس) ان اوقات میں ہوش کے کان لگائے رکھو۔ اور اس قسم کی منتظر ہوا کرو (یعنے ہدایت کی موقعوں)

کو قبول کرتے رہو۔

مطلب نفحات سے یہاں انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ارشادات مراد ہیں بعض نے کہا ہے۔ کہ اس سے واردات قلب متصور ہیں۔

نفحۂ آمد شمارا دید و رفت ہر کرا مے خواست جاں بخشید و رفت

ترکیب ہر کرا مے خواست میں تعقید ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے ہر کہ او را میخواست جس میں مے خواست کی فاعلی ضمیر اسم مبدء (دل) کی طرف پھرتی ہے جس سے طالب مراد ہے۔ اور او را کی ضمیر مفعولی نفحہ کی طرف راجع ہے۔

ترجمہ ایک نفحہ (یعنے پیغمبر کی تعلیم شریعت کا زمانہ) تو آیا۔ اور تم کو دیکھکر چلا گیا۔ جس نے اس کو طلب کیا اس کو وہ (ابدی) زندگی بخش کر گذر گیا۔

مطلب یہاں نفحہ کی آمد سے یا تو ایک پیغمبر کی بعثت اور اس کی تبلیغ دین مراد ہے۔ جس کی بدولت بندگان خدا ہدایت پاتے ہیں کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (سورۂ بقرہ ع ۲۶) لوگ (پہلے) ایک ہی دین پر تھے (پھر اختلاف کرنے لگے)، تو اللہ تعالے نے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا بحالیکہ وہ (مومنوں کو بہشت کی) بشارت دیتے تھے اور (کافروں کو دوزخ سے) ڈراتے تھے۔ اور ان کے ساتھ سچی کتاب نازل کی۔ اس لئے کہ جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ ان کا فیصلہ کر دے۔ اور صاف صاف حکم پہنچنے کے بعد آپس کی ضد سے ان ہی لوگوں نے اختلاف کیا۔ جن کو یہ کتاب دی گئی تھی۔ پھر اللہ تعالے نے اپنے حکم سے ایمان والوں کو ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کر رہے تھے سچی بات بتلا دی اور اللہ تعالے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ یا اس سے توجہات ربانی مراد ہیں۔ جیسے کہ جامع صغیر سیوطی رح میں مسند امام احمد اور جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ سے بروایت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِاَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ یعنے اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی شب کو فلک زیریں کی طرف اترتا ہے۔ پھر بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کو بخشدیتا ہے۔ اور اس کتاب میں طبرانی اور حاکم ابن عساکر سے بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ منقول ہے کہ فرمایا ان اللہ ینزل علی اهل هذا المسجد مسجد مکۃ فی کل یوم و لیلۃ عشرین ومائۃ رحمۃ ستین للطائفین واربعین للمصلین وعشرین للناظرین یعنے اللہ تعالے مسجد مکہ پر ہر دن رات میں ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس ناظرین کے لئے۔

نفحۂ دیگر رسید آگاہ باش تا ازیں ہم وا نمانی خواجہ تاش

لغات وا ماندن پیچھے رہ جانا، محروم رہنا خواجہ تاش ایک مالک کے دو غلام یا ایک آقا کے دو نوکر ایک دوسرے

کے خواجہ تاش کہلاتے ہیں - پیر بھائی -

ترجمہ اب دوسرا نفحہ (یعنے اولیاء اللہ کا عشق آموز عہد) آگیا ہے - اسے پیر بھائی ہشیار رہنا تاکہ تم اس سے بھی محروم نہ رہو -

مطلب ان دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے کہ ہر زمانہ میں کامل آتے رہتے ہیں - اور اپنے کلمات طیبات کے نفحات پے بہ پے پہنچاتے ہیں - یا پہلے شعر میں نفحہ سے مراد گذشتہ بزرگوں کے انفاس طیبہ ہیں اور دوسرے نفحہ سے خود اپنی ذات کی طرف اشارہ فرمایا ہے - کذا قال مولنا ولی محمدؒ اور مولنا بحر العلوم نفحات الانس سے نقل فرماتے ہیں - کہ نفحہ سے واردات مراد ہیں - اور انہوں نے اس قول کو ترجیح دی ہے - اور فرماتے ہیں - کہ اگر دعوت انبیاء مراد لی جائے - تو پھر اس کے آنے اور رجانے کا مطلب ٹھیک نہیں ہوتا - نفحہ سے نعمت بھی مراد لے سکتے ہیں - مگر جب نعمت سے نعمت متعلقہ معارف مقصود ہوگی تو بھی اس کے معنی واردات کے قریب ہو جائیں گے (مولنا احمد حسن رح)

جانِ آتش یافت زاں آتش کشے جانِ مردہ یافت از وے جنبشے

لغات جانِ آتش وہ جان جو مستوجب آتش ہو - دوزخی ، جہنمی آتش کش مرکب امتزاجی اگر کاف کا فتحہ ہو تو اسکے معنے ہیں آگ کو جذب کرنے والا - اور اگر کاف کا ضمہ ہو تو اس کے معنے ہیں آگ کو بجھانے والا - بعض نسخوں میں کش بفتحہ کاف فارسی یعنے خوشی و ناز و تکبر آیا ہے - اس صورت میں آتش کا کلمہ اس لفظ سے الگ رہے گا - اور کشے یافت کا مفعول بہ اور زاں آتش اس کا متعلق ہو جائے گا -

ترجمہ (۱) دوزخی جان نے (جو کبر و حسد وغیرہ دوزخی صفات کی وجہ سے مستوجب دوزخ تھی) اس (نفحہ سے اپنی) آتش (استعداد) کو بجھانے والا پایا (اور جو) جان (صفات نفسانیہ رذیلہ کو فنا کرنے کی وجہ سے بطور رنگ بمنزلہ) مردہ (تھی اس) نے اس (نفحہ) سے حرکت (یعنے نئی زندگی) پائی -

(۲) (کافر کی) دوزخی جان نے اس (نفحہ کی) آگ سے (نور اسلام کی) خوشی حاصل کی الخ

مطلب مولنا بحر العلوم فرماتے ہیں - کہ جان آتش سے آتش نفسانی اور ملکات رذیلہ کا گرفتار مراد ہے - یعنے جو جان کہ آتشی اور گرفتار نفس و مقید اوصاف رذیلہ ہے - اس کو وہ نفحہ ہلاک کر دیتا ہے - گویا اس صورت میں آتش کش یا فتن کا معنے ہلاکت ہوگا - مطلب یہ کہ نفحہ حق یعنے کلام باری میں کفار کو بد سے بد تر حالت میں مبتلا کرنے - اور مؤمنین کو اعلے مدارج پر فائز کرنے کی خاصیت ہے - چنانچہ فرمایا یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا اور فرمایا وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○ اور ہم قرآن نازل کرتے ہیں جو مؤمنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالم (و کافر) خسارے پر خسارہ اٹھاتے ہیں - اور فرمایا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ مومن لوگوں کو آیات قرآنی زیادتی ایمان کی موجب ہیں - اور جن لوگوں کے دلوں میں مرض (نفاق و کفر) ہے ان میں میل پر میل چڑھاتی ہیں -

جانِ ناری یافت از وے انطفا مردہ پوشید از بقائے او قبا

لغات ناری دوزخی انطفا بجھ جانا - بے نور ہو جانا مُردہ سے وہی اوپر کے اہل ریاضت مراد ہیں - جو صفات رذیلہ نفسانیہ

کو فنا کرنے کی وجہ سے بمنزلہ مُردہ بن جاتے ہیں قبا چوغہ۔ خلعت۔

صنائع بقا و قبا میں صنعت جناس۔

ترجمہ دوزخی روح کو اس (نغمہ) سے افسردگی (و تاریکی) نصیب ہوئی۔ اور جو مردہ تھا اُس نے بقا کی قبا پہنی۔

تازگی و جُنبشِ طوبیٰ ست ایں ہمچو جُنبش ہائے خلقاں نیست ایں

لغات طُوبیٰ۔ خوشی الف مکسورہ کے ساتھ ہے۔ لیکن بہ رعایت قافیہ اس الف کو یائے تحتانی پڑھنا ہوگا خلقان جمع خلق مخلوق۔

ترجمہ یہ تازگی اور حرکت (سچی) خوشی کی (تازگی حرکت) ہے (عام) مخلوقات کی سی (نفسانی) حرکت نہیں قَالَ بَعْضُهُمْ ؎

ازنشاطِ اہلِ دِل ظاہر پرستاں غافل اند پستہ دائم درمیانِ پوست خنداں می شود

گر در افتد در زمین و آسماں زہرۂ شاں آب گردد در زماں

خود ز بیم ایں دمِ بے مُنْتَہا باز خواں فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا

لغات زہرہ آب شدن جگر پانی ہونا، اِس سے کوئی ایسا امر دشوار مراد ہوتا ہے جو انتہا کا ناقابل برداشت ہو۔

ترکیب دوسرے شعر میں خود زائد ہے۔ ز بیم الخ متعلق آب گردد کے جو پہلے شعر کے مصرعہ دوم میں ہے۔

ترجمہ اگر وہ نغمہ بے انتہا زمین و آسمان پر واقع ہو جائے تو اس کے خوف سے ان (دونوں) کے جگر پانی پانی ہو جائیں اس کے ثبوت کے لئے آیہ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا پڑھو۔

مطلب نغمہ سے اگر دعوت انبیاء اور قرآن مجید مراد ہو تو اُس کا مطلب قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق ہے۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (سورۂ حشر) یعنے اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے پارہ پارہ ہو گیا۔ یعنے آسمان و زمین اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے انسان کو اس کے برداشت کرنے کی قوت بخشی ہے۔ اقبال سلمہ،

آں کہ دوشِ کوہ بارش بر نتافت سطوتِ او زہرۂ گردوں شگافت

بنگر آں سرمایۂ آمالِ ما گنجد اندر سینۂ اطفالِ ما

اور اگر نغمہ سے واردات قلب مراد ہوں تو یہی معنے درست ہیں۔ یعنے زمین و آسمان میں ان کے تحمل کی برداشت نہیں۔ اولیاء اللہ کے قلوب ہی ان کو اٹھانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ شعر میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ یعنے ہم نے اپنی امانت آسمان اور زمین اور پہاڑوں کے پیش کی تو ان سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے۔ اور انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ بے شک وہ (اپنے آپ پر) ظلم کرنے والا اور بڑا نادان تھا۔

نفحہ کو بے انتہا اسی اعتبار سے کہا ہے کہ کلمات حق اور عطیات الٰہیہ کی کوئی انتہا نہیں کما قال اللہ تعالیٰ
قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ اگر میرے پروردگار کی باتوں کے (لکھنے کے) لئے سمندر (کا پانی) سیاہی ہو تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں۔ سمندر نبڑ جائے۔ اگرچہ ہم ویسا ہی (اور سمندر اس کی) مدد کو لائیں (سورۂ کہف ع ۱۲)

وَقَالَ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ٥ یعنے اور اگر خدا کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کو پورا گن نہ سکو۔ کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا ہی بے انصاف اور بڑا ہی ناشکرا ہے۔ (سورۂ ابراہیم ع ۵)

ورنہ خود اَشْفَقْنَ مِنْهَا چوں بُدے　　　گر نہ از بیمش دلِ کُہ خوں شدے

لغات کُہ مخفف کوہ دِل خون شدن انتہا کی بے قراری و بے تابی۔
ترجمہ ورنہ اگر اُس کے خوف سے پہاڑ کا دل خون نہ ہوتا تو اَشْفَقْنَ مِنْهَا (کا ارشاد) کیونکر (نازل) ہوتا

دوش دیگر گونہ ایں میداد دشت　　　لقمۂ چندے درآمد رہ ببست

لغات دوش کل (دیروز)۔ امس گذشتہ روز۔ یہاں احکام روحانیہ کے غلبہ کا وقت مراد ہے۔
ترجمہ کل (یہ نفحہ) اور ہی طرح مجھے میسر ہو رہا تھا۔ کہ چند لقمے (یعنے لذاتِ نفسانیہ) پیش آئے (اور) سدّ باب ہو گئے۔
مطلب گذشتہ حالت میں جب کہ روح کی لطافت قائم تھی۔ اور وہ ہی طور پر یہ نفحات الٰہیہ حاصل تھے۔ تو تعلقات جسمانیہ ان فیوض کا حجاب بن گئے۔ صائب رح

زپشتِ آئینہ روئے مراد نتواں دید　　　ترا کہ روئے تجلّی است از خدا چہ خبر

بہرِ لقمہ گشت لُقمانے گرو　　　وقتِ لُقمان ست اے لُقمہ برو

لغات لقمان لام کے ضمہ سے ایک حکیم کا نام ہے جو بقول بعض حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی کے پوتے، اور بقولِ دیگر حضرت ایوب کے بھانجے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کی ایک ہزار سال کی عمر ہوئی۔ حتےٰ کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ بھی پایا۔ جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ وہ محض حکیم تھے۔ مگر عکرمہ کہتے ہیں کہ وہ نبی تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کو حکمت و نبوت میں سے ایک کے پسند کر لینے کا اختیار دیا گیا۔ تو انہوں نے حکمت کو پسند کیا۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت فرشتے نے ان کو ندا کی کہ اے لقمان کیا تم کو زمین پر خلیفہ بنا دیا جائے۔ تو انہوں نے جواب دیا اگر اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے تو میں عافیت کو پسند کرتا ہوں اور بلا سے بچتا ہوں۔ لیکن اگر اللہ کو مجھے خلیفہ بنانا منظور ہے۔ تو میں اُس کی اطاعت کے لئے حاضر ہوں۔ پھر مجھے یہ بھی امید ہے کہ وہ مجھے بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔ فرشتہ نے اس کی وجہ پوچھی۔ تو کہا حاکم کا مقام بڑا نازک و مشکل ہے۔ چاروں طرف ظلم اسکو گھیر لیتا ہے۔ اگر عدل کرے تو بچ سکتا ہے۔ اگر عدل کی راہ بھول جائے تو جنت کی راہ بھی بھول جاتا ہے۔ اور جو شخص دنیا میں ذلیل رہے وہ اس میں باعزت رہنے سے اچھا

ہے۔ اور جو شخص آخرت پر دنیا کو ترجیح دے دنیا اُس سے فریب کرتی ہے اور آخرت بھی ہاتھ نہیں آتی۔ فرشتہ لقمان ع کے حُسن بیان سے حیران رہ گیا۔ پھر لقمان سو گئے۔ تو صبح کو وہ حکیم بن کر اُٹھے۔ پھر یہی سوال حضرت داؤد ع سے کہا گیا سو انہوں نے منصب خلافت یعنی نبوت منظور کر لی۔ چنانچہ ان سے کئی مرتبہ غلطی کا وقوع ہوا اور اللہ نے ہر مرتبہ ان کو معاف فرمایا۔ حضرت لقمان اپنی حکیمانہ قابلیت کی بدولت حضرت داؤد علیہ السلام کی وزارت کے فرائض ادا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ ایک حبشی غلام تھے۔ اور پہلے بکریاں چراتے تھے۔ بعض نے ان کو بڑھئی اور بعض نے درزی کہا ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے ان کی حکیمانہ تقریر سے حیران ہو کر پوچھا۔ صاحب کل تو آپ بکریاں چراتے تھے آج حکمت کے اس رتبہ پر کیونکر فائز ہو گئے۔ لقمان ع نے کہا تین باتوں کی بدولت مجھے یہ درجہ ملا ہے۔ یعنے سچ بولنا، امانت ادا کرنا، فضول باتوں سے بچنا۔ (تفسیر خازن)

صنائع لقمہ اور لقمان میں صنعت تجنیس۔

ترجمہ (لذّت نفسانیہ کے) لقمے کے لئے (جان جو) لقمان (کی طرح پر حکمت ہے) گرو ہے اے (لذت نفسانی کے) لقمے جا۔ یہ لقمانِ (جان) کا وقت ہے۔

مطلب روح جو ایک پاکیزہ چیز تھی۔ لذات نفسانیہ کی تحصیل میں لگ کر اپنے اصلی کام سے درماندہ ہو گئی۔ جو اُس کے لئے ایک تنزل کی حالت ہے۔ پھر ان لذات کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ بس رخصت ہو جاؤ۔ اب ہم کو روح کے تصفیہ و تجلیہ میں مصروف ہونا چاہیئے۔ نظامی رح ؎

سر ز ہوا تافتن از سروری است ترکِ ہوا توسنِ پیغمبری است

از ہوائے لُقمہ ایں خار خار از کفِ لُقماں بروں آرید خار

لغات خار خار فکر و تردد۔ اضطراب و بیقراری (مکاشفات) کف سے کفِ پا مُراد ہے۔

ترجمہ (کیا) ایک لقمے کی خاطر بے قراری (ہے۔ نہیں ایسا نہیں چاہیئے) لقمانِ (جان) کے کفِ پا سے یہ کانٹا دور کرو۔

مطلب کھانے پینے اور دیگر لذات جسمانیہ کی ہوس روح کے کفِ پا کے لئے بمنزلہ خار ہے۔ روح کے تصفیہ و تجلیہ کیلئے لازم ہے کہ اس خار کو نکال ڈالا جائے۔ یعنے روح کو لذات جسمانیہ کی آلودگی سے بچایا جائے۔ کیونکہ لذتیں ہر چند کہ مرغوب طبع ہیں۔ مگر روح کے لئے مانع ترقی ہیں۔ صائب رح ؎

گل بے خار آرزومندی خار پیراہن است دلہا را

در کفِ او خار و سائش نیز نیست لیک تاں از حرص آں تمییز نیست

لغات سایہ خار جب پاؤں میں کانٹا چبھتا ہے۔ تو کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس کا عکس و سایہ پاؤں کی دوسری جگہ نمودار ہو جاتا ہے۔ جس سے دیکھنے والے پر کانٹے کے چبھنے کی جگہ مشتبہ ہو جاتی ہے۔ اور اُس کے لئے کانٹا نکالنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اِس کو سایۂ خار کہتے ہیں۔ اس معنے کے اعتبار سے "سائش" کی ضمیر خار کی طرف راجع ہے۔ عام شارحین نے اس ضمیر کا مرجع قائم کرنے میں بہت اختلاف کیا ہے اور اس مصرعہ کا مطلب کوئی کچھ کوئی کچھ بیان کرتا ہے۔ ہم نے وہ مسلک اختیار کیا ہے جو فحول شارحین کے نزدیک ارجح ہے۔

ترجمہ اسکے کفِ پا میں کانٹا چبھا ہوا ہے (جس پر درد اور ٹیس شاہد ہے) ساتھ ہی سایہ خار بھی نہیں (کہ اشتباہ کی وجہ سے اس کانٹے کی گرفت مشکل ہو) لیکن پھر بھی جو تم اس کو گرفت میں لا کر نکالتے نہیں تو اس کی وجہ یہ ہے) کہ تم کو حرص کی وجہ سے وہ تمیز نہیں (کہ خار کو خرما سے اور عذاب کو عذوبت سے الگ شناخت کر سکو)

سعدیؒ　　تو خود را ازاں در ہمہ انداختی　　کہ چہ را ز رہ باز نشناختی

خار داں آں را کہ خرما دیدۂ　　زانکہ بس ناں کور و بس نادیدۂ

لغات خرما۔ چھوہارا۔ کھجور۔ ناں کور۔ کور نمک۔ ناشکر۔ نادیدہ۔ جس کو نعمت دیکھنی نصیب نہ ہو۔ گرسنہ چشم حریص بھوکا، محتاج۔

ترجمہ جس چیز کو تم (حرص کی آنکھ سے) خرما دیکھتے ہو اسکو کانٹا سمجھو۔ کیونکہ تم بڑے ناشکر اور نہایت گرسنہ چشم ہو۔

مطلب لذات کو تم مفید سمجھتے ہو۔ حالانکہ ان سے روح مجروح ہوتی ہیں۔ لہٰذا یہ بمنزلہ خار ہیں۔ رہا یہ سوال کہ ان کو مفید کیوں کر سمجھ لیا۔ اِس کی وجہ یہ کہ تم بڑے ناشکر اور نادیدہ ہو کہ حصول لذات کے سوا اور کچھ سوجھتا ہی نہیں لذتوں کی حرص نادیدگی پر دلالت کرتی ہے۔ اور ان میں اس قدر محو و منہمک ہونا کہ کسی وقت منعم حقیقی کی عنایات کا خیال بھی دل میں نہ آئے ناشکری ہے۔

جانِ لقماں کہ گلستانِ خدا ست　　پائے جانش خستۂ خارے چرا ست

ترجمہ جان لقمان جو خدا کا باغ ہے اسکی جان کا پاؤں ایسے کانٹے کا گرفتار کیوں کر ہو سکتا ہے!

مطلب جان کو مہبط عقل و حکمت ہونے کے لحاظ سے لقمان سے تشبیہ دی ہے اور کمالات باطن سے مزین و معمور ہونے کے اعتبار سے اس کو گلستان خدا کہا ہے۔ پھر ایسی عالی شان چیز کو نفسانیت کے خار سے مجروح کرنے پر تعجب ظاہر کیا ہے۔ ؎

صائبؒ　　ز خار خار تمنا بریدہ ام پیوند　　دل از تردد خاطر فگار نیست مرا

اُشتر آمد ایں وجودِ خار خوار　　مصطفیٰ زادے بریں اُشتر سوار

لغات اُشتر اونٹ۔ یہاں جسم سے اسکو تشبیہ دی ہے مصطفیٰ زادہ پیغمبر کا فرزند۔ اس سے یہاں روح مراد ہے جسکو بوجہ جلالت شان پیغمبر زادہ سے تشبیہ دی ہے۔

ترجمہ یہ (لذات کے) کانٹے کھانیوالا جسم گویا اونٹ ہے ایک مصطفیٰ کا فرزند (یعنی روح) اس اونٹ پر سوار ہے۔

مطلب خار خوار سے لذات حاصل کرنے والا مراد ہے۔ چونکہ اونٹ کو کانٹے دار جھاڑیاں بہت مرغوب ہوتی ہیں اور انسان کو اونٹ سے تشبیہ دی ہے۔ اِس رعایت سے انسان کے حصول لذات کے لئے خار خوار استعارہ کیا ہے روح کو مصطفیٰ زادہ اس اعتبار سے کہا ہے۔ کہ تمام ارواح امت روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت یافتہ ہیں۔

نظامیؒ　　چراغے کہ پروانۂ بینش از وست　　فروغ ہمہ آفرینش ہم وست

چراغے کہ تا او نیفروخت نور　　گر چشمِ جہاں روشنی دور بود

بعض علماء کے نزدیک روح ایک خاص ہستی انسان کے ظاہری وجود کے اندر موجود ہے۔ جو گویا انسان کے اندر بالکل

روح اور جسم مثالی میں فرق

اُس کے مماثل و مشابہ کے ایک اور انسان ہے۔ اور شکل و صورت اور کم و کیف میں گویا ہوبہو وہی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی کو یہ اندرونی انسان نظر آ سکتا (جو خاص اہل بصیرت کو نظر آتا ہے) تو اس کو اس ظاہری انسان اور باطنی انسان میں امتیاز کرنا مشکل ہوجاتا ان دونوں کی پیوستگی اس طرح ہے۔ کہ گویا ظاہری انسان کا ہاتھ باطنی انسان کے ہاتھ کی آستین ہے اور ظاہری انسان کا پاؤں باطنی انسان کے پاؤں کا پائنچہ ہے۔ روح کی یہ تعریف علماء اہل ظاہر نے کی ہے۔ لیکن علمائے باطن یعنے صوفیہ کے نزدیک یہ تعریف جسم مثالی کی ہے۔ یعنے جس چیز کو انہوں نے روح سمجھا ہے وہ در اصل انسان کا جسم مثالی ہے روح اس سے برتر ایک اور ہستی ہے۔ اور اس کی تعریف اس سے جداگانہ ہے۔ روح کی ماہیت کا بیان مفتاح العلوم کی جلد دوم میں بھی بالتفصیل گذر چکا ہے۔ علمائے علم اخلاق نے بھی روح اور جسم کو سوار اور سواری کے جانور سے تشبیہ دی ہے

اُشترا تُنگِ گُلے برپشتِ تُست کز نسیمش در تو صد گلزار رُست

لغات تُنگ تاء کے ضمّہ سے بوری۔ گٹھڑی۔ نسیم ہلکی اور خوشگوار ہوا۔

ترجمہ اے اونٹ (یعنے جسم انسان) تیری پیٹھ پر پھولوں کی ایک (ایسی) ٹوکری (لدی ہوئی) ہے جس کی (خوشبودار) ہوا سے تیرے اندر سینکڑوں باغ کھل رہے ہیں۔

مطلب پھولوں کی ٹوکری سے وہ فضائل و کمالات مراد ہیں۔ جو روح کی معیت کی بدولت جسم کے حصے میں آ گئے ہیں۔

میلِ تو سُوئے مغیلاں ست و ریگ تا چہ گُل چینی ز خارِ اے مُردہ ریگ

لغات مغیلاں کیکر کے درخت ببول مُردہ ریگ حقیر و ناچیز۔

ترجمہ تیرا میلان ببول (کے کانٹوں) اور ریت کی طرف ہے اے ناچیز (آدمی) تو کانٹے سے کیا پھول چُنے گا۔

مطلب۔ یہاں لذات نفسانیہ سے نفرت دلانا مقصود ہے۔ یعنے باوجودیکہ تمہارے پاس علم و معارف کی اتنی بڑی دولت ہے۔ مگر پھر بھی تم ناحق لذات دنیویہ کے کانٹوں میں الجھ رہے ہو۔

اے بگشتہ زیں طلب برکُو بکُو چند گوئی آں گلستاں کُو و کُو؟

لغات گشتن پھرنا۔ چکر لگانا۔ کُو کوچہ۔ کہاں۔

صنائع کُو کے کلمے میں صنعت تجنیس ہے۔

ترجمہ اے اس تلاش میں گلی گلی پھرنے والے کب تک کہتا رہے گا۔ کہ یہ گلستان (علم و معرفت) کہاں ہے؟

مطلب جس سرمایہ معرفت اور دولت اسماء اللہ کی طلب و تلاش میں۔ تم مارے مارے پھرتے ہو۔ اس کا گنجینہ خود تمہارے اندر موجود ہے۔ لیکن تم کو خبر نہیں ع پہلو میں یار ہے تجھے اس کی خبر نہیں۔ رہی یہ بات کہ باوجود اس قدر قرب کے اس گلستانِ کمال تک رسائی کیوں نہیں ہوتی تو آگے اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں۔

پیش ازاں کیں خار پا بیروں کُنی چشم تاریک ست جَولاں چوں کُنی

ترکیب پیش ازان الخ ظرف ہے جولاں چوں کنی کی۔

ترجمہ اس سے پیشتر کہ تم اس خار (حظوظ نفسانیہ) کو اپنے پاؤں سے نکال ڈالو (اور ساتھ ہی تمہاری آنکھ بھی اندھی

ہے۔ کیوں کر دوڑ سکتے ہو؟

مطلب اس گلستان کمالات تک رسائی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے پاؤں میں کانٹا چبھ رہا ہے۔ جو تگ و دو سے مانع ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ آنکھوں میں بصارت نہیں کہ تم اس کانٹے کو محسوس کر کے نکال ڈالتے۔ اور پاؤں طلب و سعی کے قابل ہو جاتا۔ جس سے مراد یہ ہے کہ حظوظ نفسانیہ کا ذوق و شوق تمہارے دل پر مسلط ہے۔ جو ادراک حقائق سے مانع ہے ساتھ ہی بصیرت بھی ناکارہ ہو کر ایسے مفید و مضر امور میں امتیاز ہو سکتا۔ لہٰذا ارشاد مرشد کی ضرورت ہے۔ جس کی تعلیمات سے بذریعہ ریاضت بصیرت معرفت روشن ہو جاتی ہے۔ تاکہ تم خار علائق کو دور کر کے واصل بمنزل ہو سکو۔

آدمی کو مے نگنجد در جہاں　　در سرِ خارے ہمے گردد نہاں؟

ترجمہ (تعجب ہے کہ) وہ آدمی جو (اپنی عظمت و بزرگی کے لحاظ سے) جہان بھر میں نہیں سما سکتا۔ ایک کانٹے کے پیچھے چھپ جاتا ہے۔

مطلب چونکہ روح انسانی مجرد ہے۔ مکانی نہیں۔ اور کوئی مکان یا شکل اس کو محیط نہیں۔ اس لئے مے نگنجد در جہاں کہا ہے اور خار کے پیچھے چھپ جانے کا مطلب یہ ہے کہ حظوظ نفسانیہ کے غلبہ سے اس کے کمالات مضمحل ہو جاتے ہیں (کلید) آدمی کو عالم میں نہ سمانے والا اس لحاظ سے کہا ہے کہ وہ عالم اور حق کو جامع ہے۔ یا اس لئے کہ جہان عالم صغریٰ ہے۔ اور انسان عالم کبریٰ اور صغریٰ میں کبریٰ کیونکر سما سکتا ہے۔ لیکن لذات جسمانی کی وجہ سے وہ یہاں تک محجوب ہو جاتا ہے کہ نہ وہ خود اپنے کمال کو دیکھ سکتا ہے۔ نہ دوسرا شناخت کر سکتا ہے (مولانا احمد حسن رح) چنانچہ مولانا ایک جگہ فرماتے ہیں:

خویشتن را مسخ کردی زیں سفول　　زاں وجودے کہ بُد آں رشکِ عقول

مُصطفےٰ آمد کہ سازد ہمدمی　　کَلِّمِیْنِیْ یا حُمَیْرَا کَلِّمِیْ

لغات ہمدمی ہمکلامی، حمیرا حاء کے ضمہ میم کے فتحہ سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا لقب ہے جو حمراء (سرخ اندام) کی تصغیر ہے۔

ترجمہ (مگر) مصطفےٰ (یعنے عارف کامل) آمادہ ہیں۔ کہ (روح سے) ہمکلامی کریں (اور اس سے مخاطب ہو کر کہیں کہ) اے حمیرا ہم سے ہمکلام ہو۔ (ہاں) ہمکلام ہو۔

مطلب عام لوگ روح اور اس کے کمالات کے ادراک سے غافل ہیں۔ مگر عارف کامل اس سے ہمکلام ہوتا رہتا ہے روح کو حمیرا یعنے حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھ اس لئے تشبیہ دی ہے۔ کہ حضرت عائشہ کے مظہر میں حق اپنے جمیع اسماء و صفات کامل طور پر ظاہر تھا۔ اور آپ کا کلام نغمات الٰہیہ کی قبیل سے تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارک آپ کی صحبت سے زیادہ مانوس تھی۔ کہ آپ کو ان کے چہرہ مبارک میں شاہد حقیقی کا مشاہدہ جمال کرتے۔ اور ان کے کلام سے محبوب برحق کا کلام استماع فرماتے تھے۔ غرض جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضہ کے ساتھ خاص انس تھا۔ اسی طرح عارف کامل روح سے مانوس ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ کاملین کو لذات دنیویہ اور خارزار تعلقات روح کی ہمکلامی سے جو دلدار حقیقی کا آئینہ ہے باز نہیں رکھ سکتے۔ بلکہ وہ ہر وقت اپنی روح سے ہمکلام اور دلدار حقیقی کے مشاہدہ جمال سے محظوظ ہوتے رہتے ہیں۔ صائب رح ؎

آسودہ زسیر فلک و گردش چرخ اند　　حیرت زدۂ جلوۂ مستانہ یار اند

آگے وہ باتیں نقل فرماتے ہیں۔ جن کے ساتھ عارف لوگ اپنی روح سے ہمکلام ہوتے ہیں۔

اے حمیرا آتش اندر نہ تو نعل ۔۔۔ تا ز نعل تو شود ایں کوہ لعل

لغات نعل در آتش نہادن مشتاق کرنا، مضطرب بنا دینا۔

ترجمہ (وہ عارف کہتے ہیں کہ) اے حمیرا (یعنی روح شیفتہ یاد الٰہی ہیں) بے قرار کر دے تاکہ تیرے قدم سے یہ (جسم جو) اینٹ پتھر (سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا غلبہ روحانیت سے) لعل بن جائے۔

مطلب کسی کو مائل و بے قرار کرنے کے لئے یہ ٹوٹکا مروج تھا کہ نعل کو آگ میں ڈال دیتے۔ تاکہ اس پر شوق و جذبہ غالب ہو جائے۔ پھر اس لفظ سے بالعموم کسی کو شیفتہ و فریفتہ بنانا مراد لینے لگے۔ اب روح کو حمیرا کے نام سے تعبیر کرنے کی توجیہ فرماتے ہیں

ایں حمیرا لفظ تانیث ست و جاں ۔۔۔ نام تانیثش نہند ایں تازیاں

ترجمہ یہ (لفظ) حمیرا مؤنث کا صیغہ ہے۔ اور اہل عرب جان کا نام مؤنث رکھتے ہیں۔

مطلب بعض اعتبارات سے روح اور نفس ایک ہی چیز ہے۔ مگر عربی زبان میں روح مذکر اور نفس مؤنث ہے۔ اوپر روح کو حمیرا کے ساتھ تشبیہ دی تھی جو صیغہ مؤنث ہے۔ اب بطور دفع دخل مقدر فرماتے ہیں۔ کہ عربی میں نفس بھی جو روح کا دوسرا نام ہے بصیغۂ تانیث بولا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی طرف ضمیر مؤنث پھرتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا اور فرمایا یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً

لیک از تانیث جاں را باک نیست ۔۔۔ روح را با مرد و زن اشراک نیست

لغات باک خطر۔ خوف۔ مضائقہ اشراک شرکت

ترجمہ لیکن روح کو "تانیث (لفظی) سے کوئی مضائقہ نہیں اسکو مرد و زن کے ساتھ کوئی شرکت نہیں (کہ مذکر و مؤنث ہو سکے)

مطلب روح کے لئے مؤنث کا لفظ اس صورت میں معیوب اور مستنکر ہوتا جب وہ مذکر ہوتی۔ جیسے کسی مرد کو عورت کہیں تو اس کو ناگوار گذرتا ہے۔ لیکن روح نہ مذکر ہے نہ مؤنث ہے۔ بلکہ وہ مجردات میں شامل ہونے کی وجہ سے ان دونوں صنفوں سے برتر ہے۔ لیکن اس کا تعلق جو ابدان کے ساتھ ہے تو وہ بطور حلول نہیں کہ وہ بھی ابدان کی تذکیر و تانیث سے متصف ہو۔ جیسے کہ روح حیوانی کا حال ہے۔ کہ ایک بخار لطیف ہے جو تمام بدن میں منتشر ہے۔ اس لئے وہ تبعاً مذکر و مؤنث بھی ہے (کلید)

از مؤنث و ز مذکر برتر است ۔۔۔ ایں نہ آں جاں ست کز خشک و تر است

ترجمہ (وہ تو) مؤنث اور مذکر سے بالاتر ہے۔ یہ وہ روح نہیں جو خشک و تر (غذا) سے (پیدا ہوتی) ہے۔

ایں نہ آں جانست کافزاید بناں ۔۔۔ یا گہے باشد چنیں گاہے چناں

ترجمہ یہ وہ جان نہیں۔ جو غذا سے نشو و نما پاتی ہے۔ یا (باختلاف احوال) کبھی ایسی ہو جاتی ہے اور کبھی ویسی

مطلب یہ تمام احوال روح حیوانی کے ہیں۔ لیکن روح انسانی جو مجردات سے ہے ان حالات سے اعلیٰ و ارفع ہے۔

اہلِ کمال اسی روح سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ اور اس کو تذکیر و تانیث سے کوئی مناسبت نہیں۔ حضرت مولنا احمد حسن کانپوری رح باتباع بعض شارحین ان اشعار میں ہر جگہ جان سے ذات حق مراد لیتے ہیں۔ اور بعض شراح نے جو یہاں جان سے روح انسانی مراد لی ہے۔ مولنا ولی محمد رح ان کی تغلیط نقل فرماتے ہیں۔ وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ ۔

خُوش کنندست و خوش و عینِ خوشی ۔۔۔ بے خوشی نبود خوشی اے مُرتشی

لغات مُرتشی رشوت خوار۔

ترجمہ (عشق کے تین مراتب ہیں یا تو عاشقوں کی جان کم از کم حضرت عشق کو) خوش کرنے والی ہے (یا ساتھ ہی خود بھی) خوش ہے۔ یا (اس سے بڑھ کر غلبۂ عشق ہیں) عین خوشی ہے۔ اے (لقمہ آز کی) رشوت کھانیوالے (اس) خوشی کے بغیر کچھ خوشی نہیں۔

مطلب یہاں مضمون سابق یعنے روح کی مدح کا ایک تتمہ شروع ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی روح کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے کی ترغیب دی ہے۔ چونکہ روح کی اصل فطرت میں محبت و معرفت ودیعت کی گئی ہے۔ گو کسی وقت وہ احکام جسمانیہ سے مغلوب ہو جائے۔ اور محبت و معرفت تمام مسرتوں کی اصل ہے۔ اس لئے روح کو خوش کہا۔ اور چونکہ روح کا اتباع اختیار کرنے سے نفس کو بھی یہ مسرت نصیب ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو خوش کنندہ کہا۔ اور چونکہ یہ خوشی اس کی اصل فطرت میں ہے۔ اور اس لئے وہ بمنزلہ امر ذاتی و لازم کے ہو گئی۔ کہ اس کا انفکاک متعذر ہے۔ اس لحاظ سے بطور مبالغہ اس کو عین خوشی کہدیا۔ دوسرے مصرعہ میں روح کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے کی ترغیب دیتے ہیں کہ اے مرتشی اگر تم روح سے جو عین خوشی ہے مناسبت پیدا کرنی چاہو تو خود بھی سراپائے خوشی بن جاؤ۔ اور یہ درجہ خوشی کے بغیر میسر نہیں ہو سکتا۔ (کلید)

مُرتشی راہست از رشوت خُوشی ۔۔۔ صد خُوشی یابی چو دست اندر کشی

ترجمہ۔ رشوت خوار کو رشوت سے (ایک فانی اور جھوٹی) خوشی (حاصل ہوتی) ہے۔ اگر تم رشوت سے دست بردار ہو جاؤ۔ تو سینکڑوں (سچی) خوشیاں حاصل کرو۔

مطلب شعر سابق میں مرتشی سے لقمہ حرص کی لذت پر مرمٹنے والا مراد ہے۔ اب فرماتے ہیں کہ اگر تم جسمانی لذتوں کو چھوڑ کر روحانی لطف و لذت سے بہرہ حاصل کرو۔ تو سینکڑوں سچی خوشیاں محسوس کرو جن کے سامنے اس خوشی کی کچھ حقیقت نہیں

الخلاف یہ شعر ہمارے نسخے میں نہیں ہے۔

چُوں تو شیریں از شکر باشی بود ۔۔۔ کاں شکر گاہے ز تو غائب شود

ترجمہ جب تم شکر کے ساتھ شیریں (دہن) ہو۔ تو ممکن ہے۔ کہ وہ شیرینی تم سے زائل ہو جائے۔

چُوں شکر گردی ز تاثیرِ وفا ۔۔۔ پس شکر کے از شکر گردد جُدا

ترجمہ (لیکن) اگر تم وفا کی تاثیر سے (جو عشق کا شعبہ ہے) خود شکر ہو جاؤ تو (عین شیرینی بن جاؤ گے اور یہ شیرینی زائل نہ ہو گی۔ کیونکہ) شکر سے شیرینی کب جدا ہو سکتی ہے؟

مطلب لذات جسمانیہ عارضی و فانی ہیں۔ اور لذات روحانیہ حقیقی اور باقی ہیں۔ روحانی مسرت تم کو عین مسرت بنا سکتی ہے۔ جب تم عین مسرت بن جاؤ گے تو پھر وہ مسرت کبھی بھی زائل نہ ہو گی۔ کیوں کہ سلب الشئ عن نفسہٖ محال ہے

زہرِ محض ست آنکہ باشد بے وفا　　　هَبْ لَنَا یَا رَبَّنَا نِعْمَ الْوَرٰی

لغات وریٰ مخلوق

ترجمہ جو شخص بے وفا ہو۔ وہ خالص زہر (سے بھرا ہوا) ہے۔ اے پروردگار ہم کو اچھی مخلوق عطا فرما۔

مطلب جس طرح وفا شیرینی ہے۔ اسی طرح بے وفائی زہر ہے دوسرے مصرعہ میں ورئے کے معنے مخلوق سے وفا ہی مراد ہے۔ جس کے حصول کے لئے دعا کی ہے۔ حافظ رح ؎

ہر کہ در مزرعِ دل کشتِ وفا سبز نکرد　　　زرد روئی کشد از حاصل خود وقتِ درو

بعض نسخوں میں ورئے کی بجائے ولاً درج ہے۔ جس کے معنے دوستی کے ہیں۔ یہ نسخہ اوفق وارجح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ بہترین دوستی وہی ہوتی ہے جس میں وفا ہو۔ پس وفا کے ذکر کے بعد وفادارانہ دوستی کے لئے دُعا کرنا زیادہ موزون ہے ممکن ہے کہ اصل میں ولاً درج ہو۔ پھر اس سے تحریف ہو کر ورا بالف نقل ہو گیا ہو۔ کیونکہ اسماء مقصورہ کو فارسی والے بالف بھی لکھ لیتے ہیں۔ ہمارے نسخے میں نِعْمَ الْوَفَا درج ہے۔ مگر بعض شارحین نے لکھا ہے۔ کہ یہ نسخہ لطف سے خالی بلکہ ناجائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں قافیہ ندارد ہے۔

عاشق از حق چوں غذا یابد رحیق　　　عقل آنجا گم شود گم اے رفیق

لغات رحیق شراب۔

ترجمہ اے رفیق! جب عاشق اللہ تعالیٰ کیطرف سے (عشق کی) شراب پی لیتا ہے۔ تو عقل (فلسفی) وہاں گم ہو جاتی ہے۔

مطلب اوپر بیان چلا آتا تھا کہ نفس کو روح کے تابع کرنے سے ایک دائمی و حقیقی مسرت کی شیرینی حاصل ہوتی ہے جس کا مبدء عشق الٰہی ہے۔ چونکہ فلسفہ و حکمت کی تعلیمات میں مستغرق ہو نیوالے اس قسم کے کمالات روحانیہ اور حالات عشق کے منکر ہیں۔ اسلئے مولانا یہاں سے اس کا اثبات فرماتے ہیں۔ اور اس کے مدرک بعقل نہ ہونے کا ذکر کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں عشق کو عقل کیا خاک ادراک کریگی۔ جب عشق آتا ہے تو عقل جاتی رہتی ہے۔ ؎

جامی رح　زعشقم ایں قدر ادراک شد کہ نتواں کرد　　　بدقتِ نظر اسرارِ عشق را ادراک

امیر خسرو رح　نصیحت از خرد جستم خرد گفت　　　کہ بر دیوانگاں فرمانِ من نیست

ولہ رح　آں ہمہ دعوے کہ اول عقل دعویدار کرد　　　دید چوں رویت بعجزِ خویشتن اقرار کرد

〃　در دلِ چو بود عشق نگنجد خرد و جاں　　　در مجلسِ خاصِ ملک اغیار نگنجد

عقلِ جزوی عشق را منکر بود　　　گرچہ بنماید کہ صاحب سر بود

لغات جزوی ناقص۔ قلیل۔ محدود صاحب سر اہل راز۔

ترجمہ ناقص عقل عشق کی منکر ہوتی ہے۔ اگرچہ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بھید کی چیز ہے۔

مطلب۔ عقل عشق کے عجائبات کی منکر ہے۔ اور مسئلہ وحدۃ الوجود جو عشق کا ایک سب سے بڑا ثمرہ ہے، اُس سے قطعًا نابلد ہے اور اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایک وجود صور کثیرہ میں کیونکر موجود ہو سکتا ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ صاحب اسرار معلوم ہوتی ہے۔ یعنے اگرچہ وہ واجب الوجود کے اثبات میں دلائل و براہین سے کام لیتی ہے۔ لیکن اس کے اثبات میں وجود مطلق کا ابطال اور اس کے اقرار میں حق کا انکار لازم آتا ہے۔ ؎

جامیؒ فیلسوف عقل را آداب بحثِ عشق نیست خالی از حکمت شمر با او دریں معنے جدل

زیرک و داناست امّا نیست نیست تا فرشتہ لا نشد آہرمنے ست

لغات زیرک ہشیار۔ دانا نیست نابود۔ فنا۔ آہرمن دیو۔ شیطان۔

ترجمہ (یہ عقل گو بظاہر) ہشیار اور دانا ہے۔ مگر نیست نہیں ہے (اور) جب تک (کوئی چیز جو) فرشتہ (ہی کیوں نہ ہو) نیست نہ ہو جائے وہ شیطان ہے۔

مطلب عقل کی زیرکی و دانائی یہ ہے۔ کہ وہ نظر فکریہ سے مطالب عالیہ حاصل کر لیتی ہے۔ نیست ہونے سے یہ مُراد ہے۔ کہ محبت الٰہی میں ماسوٰے سے فنا ہو جائے۔ تاکہ ذات حق کا مشاہدہ کر سکے۔ اس شعر میں یہ بھی اشارہ ہے کہ عقل ملائکہ میں سے ہے۔ یا یُوں کہو کہ انسان کی قوت عقلیہ حقائق ملکیہ سے ہے۔ جو ادراک حقائق کر سکتی ہے۔ اور فرشتہ اگر درجہ فنا حاصل نہ کرے تو شیطان کے حکم میں ہے۔ جو حقائق نفس الامر کے ادراک سے مانع ہوتا ہے۔ ؎

عراقیؒ ہر کہ او دعوائے ہستی میکند آشکارا بُت پرستی مے کند

صائبؒ از خودی تا ذرّۂ باقی است سالک در رہ است ہر کجا افتد ز دوش ایں بار منزل میشود

او بقول و فعل یارِ ما بود چُوں بحکمِ حال آئی لا شود

لغات حال کیفیت باطن۔ ذوق معرفت لا ناچیز۔ ہیچ۔

ترجمہ (یہ عقل گو بظاہر) ہمارے قول و فعل میں ہماری رفیق ہے (لیکن) جب تم عالم حال کا لحاظ کرو تو وہ ناچیز (ثابت) ہوگی۔

مطلب عقل تمام امور دین میں ہمارے ساتھ متفق ہے۔ خواہ قولی ہوں یا فعلی یعنے توحید و رسالت وغیرہ امور ایمانیہ کے متعلق وہ تصدیق بالجنان و اقرار باللسان میں ہمارے ساتھ شریک ہے۔ اور طاعات و عبادات میں بھی ہمارے ساتھ شامل ہے۔ لیکن وہ حالات عشق میں ہمارا ساتھ نہیں دیتی۔ چنانچہ جب کوئی شخص مقام حال میں آتا ہے اور انا الحق کہنے لگتا ہے تو عقل اس کے خلاف فتویٰ صادر کر دیتی ہے۔ گویا اس مقام کی اُس کو کچھ بھی خبر نہیں۔ صائبؒ ؎

سخن عشق با خرد گفتن بر رگِ مُردہ نیشتر زدن است

لا بود او چوں نشد از ہست نیست زانکہ طوعًا لا نشد کرہًا بسے ست

لغات طوعًا خوشی سے۔ کرہًا بفتح کاف ناخوشی سے۔ نارضامندی سے۔

ترجمہ (ہمارے اسکو ناچیز کہنے سے تعجب نہ کرو۔ کیونکہ) جب (وہ عقل) ہست سے نیست نہ ہو۔ تو ناچیز ہے اس لئے کہ اگر وہ اپنی خوشی سے نیست نہ ہو تو ایک سے زیادہ مرتبہ اسکو مجبورًا نیست ہونا پڑتا ہے (مگر یہ کوئی کمال نہیں

مطلب ہر چند کہ ایک اعتبار سے عقل خود فانی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو اس میں تصرف تکوینی کرنا چاہتا ہے کرتا رہتا ہے مثلاً عقل کا گھٹنا مختل ہو جانا اور فتور پانا، اور اس کا اس تصرف سے مانع نہ ہونا ایک طرح اُس کے مجبور و عاجز ہونے پر دال ہے۔ جو فنا کا ہم معنے ہے۔ مگر یہ فنائے اضطراری ہے۔ جو قابل مدح نہیں۔ کمال صرف فنائے اختیاری میں ہے اور فنائے اضطراری میں تو کفار و منکرین بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ○ اور جس قدر مخلوقات آسمان و زمین میں ہے چار و ناچار سب اللہ ہی کے آگے سربسجود ہیں۔ اور صبح و شام اُن کے سائے (رعد ع ۲)

یہ سجدے کی آیت ہے۔ جس کے پڑھنے اور سُننے والوں پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے اس کا خیال رکھیں۔

جاں کمال ست و ندائے او کمال　　مصطفےٰ گویاں اَرِحْنَا یا بلال

ترجمہ (جو) جان کامل ہے۔ (وہ خود بھی) اور اس کی آواز (بھی) عین کمال ہے۔ (مثلاً حضرت بلال اور ان کی اذان) چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ اے بلال (اذان سے) ہم کو راحت پہنچاؤ۔

مطلب یہ حدیث کے کلمات ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بلال رض سے فرمایا کرتے اَرِحْنَا یَا بِلَالُ اے بلال ہم کو راحت پہنچاؤ۔ جس سے مقصد یہ ہوتا تھا۔ کہ نماز کا اہتمام کرو۔ تاکہ اس پر فرض دین کی ادائیگی سے راحت حاصل ہو۔ اور مولنا رح نے ان کلمات کی ایک اور توجیہ فرمائی ہے۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ہم کو اذان سناؤ۔ تاکہ اس میں اپنے محبوب کا نام اور وہ بھی ایک مقبول عارف کی زبان سے سُن کر دل کو راحت میسّر ہو۔ یہ توجیہ بھی بعید نہیں۔ مقصود مولانا کا یہ ہے۔ کہ آثار روحانیہ ایسی محمود چیز ہے۔ کہ حضرت بلال رض پر جو یہ آثار غالب تھے اور اس غلبہ کی وجہ سے گویا وہ روح مجرد بن گئے تھے تو ان کی ندا گویا ندائے روح بن گئی تھی۔ حتےٰ کہ خود سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم اس سے لذت گیر ہوتے تھے۔ یہاں یہ شبہ نہ ہونا چاہیئے۔ کہ اس سے حضرت بلال رض کی آپ پر افضلیت لازم آتی ہے۔ کیونکہ یہ دولت کمال بھی ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت حاصل ہوئی تھی۔ چنانچہ اگلے شعر میں اس پر روشنی پڑتی ہے (کلید)

اس شعر کا تعلق اوپر کے شعر "مصطفےٰ آمد کہ سازد ہمدمی" کے ساتھ ہے۔ اور درمیان کے تمام اشعار جملہ معترضہ ہیں۔ جان سے مُراد حقیقت انسانی ہے۔ اور مُصطفےٰ سے ذات حق۔ پس ذات بقول یُحِبُّهُمْ ندا کرتی ہے کہ اے میرے محبوب تو کیوں آب و گل میں گرفتار ہے۔ تجھ کو چاہیئے کہ میرے ساتھ قرار پکڑے اور مانوس ہو جائے۔ اور وعدہ یُحِبُّوْنَهٗ پورا کرے۔ مطلب یہ کہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ایک مرتبہ اطلاق ہے ہر مقید کو سلا (اور مقید سے بلال رض مراد ہیں)۔ ندا کرتے ہیں کہ مطلق بن جاؤ۔ اور گرفتار تقید نہ رہو۔ (مولنا احمد حسن رح)

اے بلال افراز بانگِ سلسلت　　زاں دمے کاندم دمیدم در دلت

لغات افراز امر ہے افراختن بلند کرنا سے سلسل خوشگوار و شیریں پانی دم آواز دمیدن پھونکنا۔

ترجمہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے) اے بلال اپنی خوشگوار آواز بلند کرو (جو) اس فیض سے (پیدا ہوتی ہے) جو میں نے تمہارے دل میں القا کیا ہے۔

مطلب یہ بیت گویا حدیث کے کلمہ اَرِحْنَا کی تفسیر ہے جو شعر سابق میں ہے اور مصرعہ ثانیہ میں اس امر کی طرف اشارہ

ہے۔ کہ حضرت بلال کے روحانی کمالات اور ان کی آواز کی لاثانی تاثیر آنحضرت صلی اللہ علیہ کے افاضات سے تھی۔

سعدیؒ　جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد　　وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یہاں سوال ہو سکتا ہے۔ کہ جب حضرت بلال کی یہ لذت آواز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے تھی۔ تو آپ کے اس کو سُن کر لذت گیر ہونے کے کیا معنے ہیں اس کا جواب یہ ہے۔ کہ کسی بات کو بمقابلہ اپنی زبان سے ادا کرنے کے دوسرے کی زبان سے سُننے میں ایک خاص لطف آتا ہے۔ چنانچہ اہل ذوق جانتے ہیں کہ شاعر کو اپنا کلام دوسرے کی زبان سے سننے میں جو مزا آتا ہے۔ وہ خود پڑھنے میں نہیں آتا۔ حالانکہ وہ خود اس کا نتیجہ فکر اور اثر تخیل ہوتا ہے۔ کوئی نئی چیز نہیں ہوتی +

اے بلال ایں گلبنِ اجاں سپار　　خیز بلبل وار جاں مے کن نثار

لغات گلبن بوٹا ۔ جان سپار امر ہے جان سپردن جان دے دینے سے۔ مگر یہاں جان ڈالنا مراد ہے۔

ترجمہ اے بلال اپنے گلبن (جسم) میں جان ڈالو (یعنے) کھڑے ہو جاؤ (اذان کہو۔ اور) بلبل کی طرح (جو پھول کی محبت میں عشقیہ گیت گاتی اور اُس پر قربان ہوتی ہے۔ تم بھی اس ندا کے ساتھ) جان قربان کر دو۔ حافظؒ ؎

صبا بمقدمِ گل راحِ روح بخشد باز　　کجاست بُلبل خوشگوئے گو برآر آواز

مطلب گلبن یعنے پھولوں کے درخت ہیں۔ درخت سے جسم عنصری اور پھول سے روح مراد ہے۔ جان کے قربان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ کلمۂ اللہ کی ندا سے عشق الٰہی ترقی پذیر ہو اور جان مست و بے خود ہو جائے۔

سعدیؒ　شراب خوردہ معنی چو در سماع آمد　　چہ جائے جامہ کہ بر نوشتن بدرّد پوست

زاں دمے کا دمِ از و مدہوش شد　　ہوشِ اہلِ آسماں بے ہوش شد

ترجمہ اس آواز سے (اذان دے) جس سے حضرت آدم علیہ السلام بیہوش ہو گئے تھے۔ (اور) اہل آسمان کے ہوش اُڑ گئے تھے۔

مطلب اس شعر کا ربط ؎ زاں دمے کا دم دمیدم در دولت الخ کے ساتھ ہے جس میں حضرت بلال کی آواز کا فیض محمدی سے ناشی ہونا مذکور تھا۔ اور ظاہر ہے کہ فیض محمدی وحی الٰہی اور کلام حق کی قبیل سے ہے۔ پس حضرت بلال کی آواز کا ندائے حق سے ناشی ہونا ثابت ہوا۔ اور اسی اعتبار سے اہل اللہ کے نطق کو نطق حق اور مصداق بِیْ یَنْطِقُ کہا جاتا ہے۔ اِس مناسبت سے شعر ہذا میں اس آواز کا اثر بیان فرماتے ہیں۔ کہ اس سے حضرت آدم علیہ السلام بے خود اور ملائکہ مدہوش ہو گئے تھے۔ اور اس آواز سے ندائے حق مراد ہے۔ جو وحی کے وقت حضرات انبیاء علیہم السلام کو سنائی دیتی ہے۔ اور صحیح بخاری کی ایک حدیث میں اس کو صلصلۃ الجرس (گھنگرو کی آواز) سے تشبیہ دی گئی ہے۔ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام بھی نبی ہیں۔ اور نزول وحی کے وقت ایک طرح کی بے خودی طاری ہو جاتی ہے۔ اِس لئے ان کی مدہوشی کا ذکر کیا ہے۔ نیز بخاری شریف کی ایک روایت میں وحی اِلَی الْمَلٰئِکَۃ کا سِلسلہ عَلَی الصَّفْوَانِ سے تشبیہ دینا۔ اور ملائکہ کا اس عظمت سے مغلوب الحواس ہو جانا وارد ہے۔ اس کو اہل آسمان کی بے ہوشی سے تعبیر کیا ہے۔ اس صوت و ندا کی ماہیت

پہلے کنائی اور خامہ فرسائی مشکل ہے۔ اتنی بات یقینی ہے کہ ذات باری حوادث سے منزہ ہے۔ اب اگر یہ صوت حادث ہو تو اس کو ندائے حق یا کلام حق کہنا کسی خصوصیت خاصہ کے اعتبار سے ہے جیسے کہ روح اللہ یا بیت اللہ کہہ دیتے ہیں۔ تعجب نہیں کہ عارف شیرازی خواجہ حافظ نے اسی حدیث کے استناد سے کہا ہو ؎

کس ندانست کہ منزلگہ مقصود کجاست این قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

آگے اس کے دوسرے اثر کو بیان فرماتے ہیں۔ (کلید)

مصطفیٰ بیہوش شد زاں خوب صوت شد نمازش از شب تعریس فوت

لغات خوب صوت آواز دلکش صفت مقدم ہے۔ شب تعریس۔ تعریس کے معنے آخر شب میں قیام کرنا۔ اور لیلۃ التعریس سے وہ رات مراد ہے، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ جھپک گئی، اور نماز فجر فوت ہوگئی تھی کذا فی منتہی الادب

ترجمہ حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم (بھی) اس رسیلی آواز سے بے ہوش ہوگئے تھے۔ اس لئے شب تعریس میں آپ کی نماز فوت ہوگئی۔

سر ازاں خواب مبارک بر نداشت تا نماز صبح دم آمد بچاشت

لغات برنداشت نہ اٹھایا، چاشت پہر دن چڑھا،

ترجمہ۔ آپ نے اس خواب مبارک سے سر نہیں اٹھایا۔ حتی کہ صبح کی نماز کو پہر دن چڑھ گیا۔

مطلب یہ واقعہ صحیح مسلم میں مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ ایک منزل پر آخر شب میں مقیم ہوئے، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو پہرہ پر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ صبح کی نماز کے وقت جگا دینا۔ اور آپ اور تمام صحابہ سو گئے۔ مگر حضرت بلال رضہ کو بھی بلا قصد نیند آگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب کی نماز فوت ہوگئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو محزون دیکھ کر تسلی فرمائی۔ کہ تم نے دانستہ تو نماز قضا نہیں کی اور فرمایا کہ اس وادی میں شیطان ہے۔ یہاں سے آگے چلو۔ چنانچہ دوسرے میدان میں جا کر سب نے قضا نماز پڑھی۔ اور حضرت بلال رضہ سے وجہ دریافت کیا۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ شیطان نے مجھے سلا دیا۔ (کلید)

بعض بزرگان دین نے لکھا ہے۔ کہ صحابہ کی ایک فوج کی فوج پر نیند کا غالب ہونا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک کا بیدار نہ ہونا ایک سر الٰہی پر مبنی تھا۔ اور وہ سر یہ ہے کہ اس موقع پر جو حضرت بلال رضہ کو بر وقت جگا دینے کا ذمہ دار بنا دیا گیا۔ اور اس حیّ لا ینام پر بھروسہ نہ رکھا جس کی قدرت سب سے وسیع ہے۔ تو غیرت الٰہیہ نے سب پر نیند طاری کر دی۔ مگر مولٰنا اس توجیہ کو پسند نہیں کرتے۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ دراصل جذبہ احدیت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ اور وہ استغراق جو بصورت خواب نمایاں تھا۔ درحقیقت نماز معنوی کی مصروفیت تھی۔ جس کی وجہ سے نماز صوری فوت ہوگئی۔ اس لئے مولانا اس کو خواب غفلت نہیں بلکہ خواب مبارک کہتے ہیں۔ صائب نے گویا اسی واقعہ کے متعلق کہا ہے۔ اور کیا خوب کہا ہے۔ فللہ درہ ثم للہ درہ ؎

از طاعت ست فرد ل آبروئے تقصیرش نماز ہر کہ ز نظارہ است قضا گردد

لیلۃ التعریس کا واقعہ

یہ حدیث معتبر کتب احادیث میں دس اصحاب سے مروی ہے - کہ ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے - اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری میں دیر ہوئی حتیٰ کدنا انتراائ الشمس یعنے قریب تھا - کہ ہم سورج کو طلوع ہوتا دیکھیں - اتنے میں حضور تشریف لائے - اور نماز پڑھائی - پھر صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا - تم جانتے ہو کہ کیوں دیر ہوئی - سب نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم ارشاد فرمایا اتانی ربی فی احسن صورۃ میرا پروردگار سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا - یعنے میں ایک اور نماز میں مشغول تھا - اس نماز میں عبد درگاہ معبود میں حاضر ہوا - اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی قال یا محمد فیما یختصم الملاء الاعلیٰ یعنے اس نے فرمایا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں فقلت لا ادری یعنے میں نے عرض کیا - مجھے معلوم نہیں فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردانا ملہ بین ثدی فتجلی لی کل شئی وعرفت یعنے پھر اللہ تعالےٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور میں نے اس کے بند انگشتان کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی - تو میرے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی - اور میں نے اس کو پہچان لیا - حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ حجۃ اللہ البالغہ میں ملاء الاعلےٰ کے باب میں ایک روایت یُوں نقل فرمائی ہے وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی قمت من اللیل فتوضأت وصلیت ما قدرلی فنعست فی صلوتی حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالیٰ فی احسن صورۃ فقال یا محمد قلت لبیک ربی قال فیم یختصم الملاء الاعلیٰ قلت لا ادری قالھا ثلاثا قال فرأیتہ وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت بردانا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شئی وعرفت فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملاء الاعلیٰ قلت فی الکفارات قال وماھن قلت مشی الاقدام الی الجماعات والجلوس فی المساجد بعد الصلوات واسباغ الوضوء حین الکریھات قال ثم فیم قال قلت فی الدرجات قال وماھن قلت اطعام الطعام ولین الکلام والصلوٰۃ باللیل والناس نیام یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میں رات کو بیدار ہوا - پھر وضو کیا اور نماز پڑھی - جس قدر کہ اللہ نے میرے لئے مقدر کی تھی - پھر مجھے اپنی نماز ہی میں اونگھ آگئی - حتےٰ کہ مجھے گرانی محسوس ہوئی - تو اچانک میں نے اپنے پروردگار کو بہترین تجلی میں اپنے سامنے پایا - پھر اُس نے کہا - اے محمدؐ میں نے عرض کیا - حاضر ہوں - اے میرے پروردگار - فرمایا ملائکہ کس بات میں جھگڑتے ہیں - میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں - اس سوال کو اُس نے تین بار دہرایا حضور فرماتے ہیں - کہ پھر میں نے دیکھا - کہ باری تعالےٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا حتےٰ کہ میں نے اس کے بند انگشتان کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی - پھر مجھے ہر چیز روشن نظر آئی اور اس کو پہچان لیا - پھر فرمایا اے محمدؐ میں نے عرض کیا حاضر ہوں - اے میرے پروردگار - فرمایا ملائکہ کس بات میں جھگڑتے ہیں - میں نے کہا کفارات میں فرمایا وہ کیا ہیں - میں نے عرض کیا جماعتوں کی طرف چل کر جانا - نمازوں کے بعد مسجد میں بیٹھنا تکالیف کے باوجود وضو کو پوری طرح کرنا - فرمایا پھر کس بات میں - میں نے عرض کیا درجات میں - فرمایا وہ کیا ہیں - میں نے عرض کیا کھانا کھلانا [illegible] بولنا - جب کہ لوگ سوے ہوں - انتہیٰ

[illegible] کہ نماز میں یا نماز کے وقت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب [illegible] استغراق تھا [illegible] نماز [illegible] کی صورت [illegible] فرماتے [illegible]

ور شب عبرس پیش آں عروس یافت جان پاک ایشاں ستیوں

لغات دست بوس دست بوسی۔ ہاتھ چومنا۔
ترجمہ شب تعریس میں آپ کی روح پاک نے اس دُلہن (یعنے محبوب حقیقی) سے دستبوسی (یعنے حضوری) کا شرف حاصل کیا۔
مطلب مولانا کے نزدیک وہ ظاہری خواب درحقیقت محبوب حقیقی کے مشاہدہ جمال کا استغراق تھا۔ اس لئے آپ نے تعریس کے کلمے کو قیام آخر شب کے معنے سے عروسی کے معنے کیلئے منقول کرلیا (مکاشفات)۔ پھر چونکہ اس پر یہ اعتراض وارد ہوسکتا ہے۔ کہ حضرت حق کی نسبت عروس کا کلمہ استعمال کرنا سوء ادب ہے۔ اس لئے آگے بطور دفع دخل مقدر فرماتے ہیں

عشق و جاں ہر دو نہانند و ستیر گر عروسش خواندہ ام عیبے مگیر

لغات عشق بمعنے معشوق حقیقی۔ ستیر۔ مستور۔ مخفی۔
ترجمہ۔ معشوق حقیقی اور ارواح (دونوں) مخفی و مستور ہیں (اس لئے) اگر میں نے عشق کو دلہن کہدیا ہے تو اُس پر اعتراض نہ کرنا (کیوں کہ دلہن بھی پردہ نشین ہوتی ہے)

از ملالِ یار خامُش گردمے گر ہم او مُہلت بدادے یکدمے

ترجمہ۔ محبوب (حقیقی) کے عدم رضا (کے خوف) سے میں خود خاموش ہو جاتا۔ بشرطیکہ وہ مجھے خاموش ہونے کی لمحہ بھر بھی مُہلت دیتا۔

لیک میگوید بگو ہیں عیب نیست جز تقاضائے قضائے غیب نیست

لغات ہیں کلمہ تنبیہ۔ خبردار قضائے غیب حکم الٰہی۔
ترجمہ۔ لیکن (کیا کروں) وہ محبوب (حقیقی) کہتا ہے ہاں ہاں (خاموش نہ ہو اور یہی کلمہ) کہتا چلا جا (ایسے کلمات کا کہنا غلبہ حال ہیں)، کوئی عیب نہیں (پس اس قسم کے کلمات) حکم غیب کے تقاضے کے سوا نہیں ہیں۔
مطلب یہ دوسرا جواب ہے۔ اس اعتراض متوقع کا کہ ذات حق کے لئے عروس کا لفظ کیوں استعمال کیا۔ فرماتے ہیں کہ میں خود ایسے کلمات نہیں کہہ رہا ہوں۔ بلکہ ان کو میری زبان اشارہ غیب پاکر ادا کرتی ہے۔ اگر غیب کی طرف سے تحریک نہ ہو تو میں کبھی کوئی ایسا کلمہ نہ بولوں جو سوء ادب کے قریب ہو۔

عیب باشد کو نہ بیند جز کہ عیب عیب کے بیند روانِ پاک و غیب

لغات کہ زائد ہے روانِ پاک و غیب سے مُراد وہ روح ہے جس کا تعلق عالم غیب سے قوی ہو۔
ترجمہ (ایسے کلمات اس شخص کے نزدیک) عیب ہوں گے جس کو عیب کے سوا اور کچھ نہیں سوجھتا (مگر) وہ روح کب عیب دیکھتی ہے، جو پاک اور عالم غیب سے (قوی تعلق رکھتی) ہے۔
مطلب دوسروں کی عیب گیری کرنے والا خود اپنا عیب نمایاں کر رہا ہے۔ غنی رح ؎

زچشم عیب بیں عیبے نمایاں ترمنے باشد بپوشاں چشم خود از عیب خود را عیب پوشی کن

پھر فرماتے ہیں۔ اگر کوئی امر ظاہرًا عیب ہو اور معنےً عیب نہ ہو تو اہل اللہ معنے کو دیکھتے ہیں۔ اور حسن ظن رکھتے

ہیں۔ اسی بنا پر فقہائے محققین کا ارشاد ہے۔ کہ اگر ننانویں وجوہ کفر کے ساتھ ایک وجہ ایمان کی ہو تو ایمان کا حکم کرنا چاہیئے

عیب شد نسبت بمخلوقِ جہول ــــ نے بہ نسبت با خداوندِ قبول

لغات جہول نادان خداوند قبول صاحب قبولیت۔ مقبول۔

ترجمہ (وہ یہ بھی کہتا ہے۔ کہ ایسی بات، نادان (وجاہل) مخلوق کے ساتھ نسبت کرنے سے ہی عیب (قرار پاتی) ہے۔ نہ کہ صاحب قبول لوگوں کے ساتھ نسبت کرنے سے۔

مطلب ایسے امور ان لوگوں کے لئے عیب ہو سکتے ہیں۔ جو جاہل ہوں۔ کیوں کہ ان کے فعل کا کوئی منشا صحیح نہیں ہوتا۔ لیکن جب اِن امور کا صدور ایسے اشخاص سے ہو۔ جو عالم اور صاحب بصیرت بلکہ مقبول ہوں۔ تو لامحالہ کہنا پڑیگا اس کو عیب سمجھنا خود ہمارا قصور فہم ہے۔ اور اس کی کوئی تاویل کرنی ہوگی۔

سوال ایک مکروہ شرعی الہام کے ذریعے سے کیوں کر جائز ہو سکتا ہے؟

جواب ایسی باتوں کی کراہت محض تنزیہی ہے۔ وہ فی نفسہٖ جائز ہوتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں بہت سے الفاظ کے استعمال کی ممانعت آئی ہے۔ اور ان کا استعمال بھی وارد ہے۔ جس کی نسبت یوں کہا جاتا ہے کہ جواز فی نفسہٖ کی بنا پر یہ استعمال ہوا ہے۔ پس یہ الہام معارض شریعت نہیں۔ نیز کراہیت ان کلمات میں ہوتی ہے۔ جن کے اطلاق سے کسی امر قبیح کا ایہام ہو۔ جب کسی کلمے کے استعمال کے ساتھ ہی اس کی توجیہ اور اس کا بعینے مجازی مراد ہونا صراحۃً بیان کر دیا جائے۔ تو کراہت لغیرہٖ بھی منتفی ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر ایسے الہام سے کوئی شخص مغلوب الحال ہو جائے تو ایسی خفیف کراہت کا ارتکاب خود قواعد شرعیہ کی رو سے بھی معاف ہے۔ یہاں جو کہا ہے کوئی امر ایک شخص کی طرف منسوب ہو کر عیب قرار پا سکتا ہے اور دوسرے کی نسبت عیب نہیں اس کے متعلق یہ شبہ ناشی ہو سکتا ہے کہ کیا یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی امر ایک کے ساتھ منسوب ہو کر اچھا اور دوسرے کی طرف نسبت پا کر برا ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں ممکن ہے۔ آگے اس کے ثبوت میں ایک مثال پیش فرماتے ہیں۔

کفر ہم نسبت بخالق حکمت است ــــ چوں بما نسبت کُنی کفر آفت است

ترجمہ (دیکھو) خالق کے ساتھ نسبت کرنے سے کفر بھی (بحیثیت اُس کے پیدا کرنے کے) حکمت (بن جاتا) ہے اور جب اُس کو ہم سے منسوب کیا جائے تو (بحیثیت اس کے ارتکاب کے) آفت (ایمان) ہے۔

مطلب اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ تمام کائنات حتےٰ کہ افعال و اعمال بھی مثلاً ایمان و کفر، طاعت و معصیت وغیرہ تمام خیر و شر اللہ تعالےٰ نے پیدا کئے ہیں۔ اور اُس نے بندوں کو اختیار دے دیا ہے۔ کہ اِن اعمال و افعال میں سے جس کو چاہیں اخذ کر لیں۔ اِسی لئے بندہ ایمان اور طاعت کو اختیار کرنے کی صورت میں ثواب پاتا ہے۔ اور اگر کفر و معصیت کا مرتکب ہو۔ تو عذاب کا مستوجب ٹھیرتا ہے۔ پس بندہ اِن افعال کا کاسب ہے خالق نہیں۔ خالق اللہ تعالےٰ ہے۔ اس عقیدہ کی رو سے بندہ گناہ کے درجہ خلق میں مجبور ہے۔ اور درجہ کسب میں مختار ہے۔ بخلاف فرقہ قدریہ و جبریہ کے عقائد باطلہ کے۔ کہ مقدم الذکر فرقہ بندہ کو مطلقاً مختار اور مؤخر الذکر مطلقاً مجبور سمجھتا ہے۔ کما تقدم مراراً۔ آپ فرماتے ہیں کہ کفر کی مثال کو لو۔ دیکھو اس کو خدا نے پیدا فرمایا ہے تو اس کی طرف بحیثیت مخلوقیت منسوب ہونے کے بمضمون فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمۃ یہ بھی حکمت بن جاتا ہے۔

کیونکہ ایک تو اس سے خالق کی شان خالقیت ظاہر ہوتی ہے۔ دوسرے بقول الاشیاء تعرف باضدادھا اس سے ایمان کی فضیلت نمایاں ہوتی ہے۔ تیسرے کفار کی جد وجہد مومنوں میں جوش عمل پیدا کرتی ہے۔ چوتھے کفار کی ایذا مومنوں کے لئے موجب اجر وجزا بنتی ہے وغیر ذلک۔ اور یہی کفر بندوں کے ساتھ بلحاظ کسب وارتکاب کے جس قدر بُری چیز ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ تمام ذنوب وسیئات کی سرچشمہ ہے۔

کلید مثنوی میں لکھا ہے کہ امر حسن وہ ہے۔ جس میں معتدبہ حکمتیں ہوں۔ اور امر قبیح وہ ہے۔ جس میں مفاسد ہوں تو اللہ تعالےٰ جس چیز کو پیدا کرتے ہیں۔ گو وہ فی نفسہ بُری ہو۔ مگر اُس کے پیدا کرنے میں حکمت ومصلحت ملحوظ ہوتی ہے۔ گو ہم کو اس کی تفصیل معلوم نہ ہو۔ مگر اُس کی حکمت بالغہ کا اعتقاد ہم کو اس اجمالی یقین پر مجبور کرتا ہے۔ اِس لئے اللہ تعالےٰ کا ان امور کو پیدا کرنا مطلقاً حسن ہے۔ بخلاف ہمارے کہ ہم بعض ایسے کام بھی کرتے ہیں جن میں مفاسد ہوتے ہیں۔ اگرچہ ہماری دانست ناقص میں وہ مصلحت ہوں۔ مگر چونکہ حکیم مطلق کی نہی کا ان سے متعلق ہونا ان مصالح کے غیر معتد بہ ہونے کی دلیل قطعی ہے۔ اِس لئے وہ مصلحت کالعدم ہوگی۔

ور یکے عیبے بود با صد حیات — بر مثال چوب باشد در نبات

ترجمہ (تاہم) اگر سو خوبیوں کے ساتھ ایک عیب بھی ہو (تو کیا ہوا) اس کی مثال ایسی ہے جیسے مصری میں لکڑی (کا چھوٹا سا ٹکڑا) ہو۔

در ترازو ہر دو را یکساں کشند — زانکہ آں ہر دو چو جسم و جاں خوشند

ترجمہ ان دونوں (یعنے مصری اور چوب) کو ایک ہی ترازو میں ڈالتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایک دوسرے سے جسم وجان کی سی نسبت رکھتے ہیں۔

مطلب اوپر محبوب حقیقی کے لئے عروس کا جو لفظ منہ سے نکل گیا تھا۔ پہلے تو بدلائل یہ ثابت کیا کہ ایسے لفظ کا اطلاق ایسی حالت میں اور ایسے موقع پر کوئی عیب کی بات نہیں۔ اب بطریق تنزل یہ جواب دیتے ہیں کہ فرض کیا۔ کہ عیب ہے۔ مگر سینکڑوں خوبیوں میں ایک عیب ہو تو کیا مضایقہ ہے۔ حافظ رہ ے

کمال صدق و محبت ببیں نہ نقص وگناہ — کہ ہرکہ بے ہنر افتد نظر بعیب کند

اس کی مثال ان تنکوں سے پیش کرتے ہیں۔ جو قند ونبات میں مخلوط ہوتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ شامل رہ کر وہ ترازو میں پڑتے ہیں۔ پھر اُس کے ساتھ ہی خریداروں کو دیئے جاتے ہیں۔

پس بزرگاں ایں نہ گفتند از گزاف — جسم پاکاں عین جاں افتاد صاف

لغات گزاف گپ۔ جھوٹ۔ فضول بات۔ عین جان۔ خالص روح۔

ترجمہ (جب ثابت ہوا کہ ایک شئے ایک اعتبار سے عیب ہوتی ہے۔ نہ کہ دوسرے لحاظ سے) تو بزرگوں کا یہ کہنا بے معنے نہیں۔ کہ پاک لوگوں کا جسم جان کی طرح پاک واقع ہوا ہے۔

مطلب۔ یہ شعر اوپر کے اس شعر کے ساتھ مربوط ہے۔ کہ عیب شد نسبت بخلوق جہول الخ یعنے چونکہ یہ ثابت ہو چکا کہ عیب اپنی ذات کے لحاظ سے عیب نہیں۔ بلکہ نسبت کے اعتبار سے عیب ہوتا ہے۔ پس بزرگوں کے اجسام جیسے

پاک ہیں- اور مثل روح ہیں- کیونکہ ان کے اجسام وارواح فنا فی الذات ہو گئے - لہذا پاک لوگوں کے جسم اُن کے عین جان ہیں- کیوں کہ دونوں ایک درجے میں متحد و متفق ہیں - چنانچہ حضرت محب اللہ الہ آبادی رح کا یہ قول اسکی تائید کرتا ہے اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا وَ اَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا یعنے ہمارے ارواح ہمارے جسم ہیں- اور ہمارے جسم ہماری ارواح ہیں- صائب رح

غنچہ چیناںنے کہ از زانوئے خود بالیں کنند — از شکستِ تن کنند شوق را پُر چین کنند

گفتِ شان و فعل شان و ذکرِ شاں — جملہ جانِ مطلق آمد بے نشاں

ترجمہ (چنانچہ) پاک لوگوں کا قول و فعل اور ذکر سب کے سب (اپنی لطافت کے لحاظ سے) مطلق جان ہیں- جن کا (ظاہری اشیاء کی طرح) نشان نہیں-

مطلب- یعنی ان لوگوں کا صوت و تکلم اور افعال جوارح اور افعال قلب و دماغ سب کے سب اگرچہ اعضائے جسمانیہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں- مگر یہ بھی بوجہ نزاہت و لطافت بمنزلہ روح ہیں - ایک نسخے میں لکھا ہے - گفت شان و نفس شاں و نقش شاں الخ یعنے ان کا بولنا اور ان کا وجود اور ان کی شکل و صورت سب روح مطلق ہے-

جانِ دشمن دارِشاں جسمے ست صِرف — چوں زیاد از نرد او اسمے ست صِرف

لغات دار بدال مہملہ داشتن سے- زیاد نرد کے ایک کھیل کا نام ہے- جو عربی لفظ سے ماخوذ ہے- کیونکہ اس بازی کے ہر نقش میں ایک خال زیادہ کر دیتے ہیں- جس کو خال زیاد کہتے ہیں-

ترکیب- زیاد مضاف نرد مضاف الیہ از حرف اضافت- او مبتدا اسم خبر یا اسم مبتدا ثابت خبر مقدر اور نرد واو مضاف و مضاف الیہ مل کر مجرور-

ترجمہ جو جان ان (اہل اللہ) کو دشمن سمجھتی ہے- وہ (اپنی کثافت و نا اہلیت کی وجہ سے) محض جسم ہے - بلکہ وہ زیاد کی طرح جو نرد میں ہوتا ہے نرا نام ہی نام ہے (اور کچھ نہیں)

مطلب- چونکہ اہل اللہ کا دشمن احکام جسمانیہ کا مغلوب ہے- اِس لئے اس کی روح بھی بمنزلہ جسم ہے- بلکہ یہ کہہ سکتے ہیں- کہ چونکہ یہ احکام جسم اور حظوظ نفسانیہ بے حقیقت و ناچیز ہیں- اس لئے اس کو جسم قرار دینا بھی زیبا نہیں- بلکہ وہ لاشے محض ہے- غرض اہل اللہ کی دشمنی روح کو ناپاک بلکہ ناچیز بنا دیتی ہے- صائب رح

با صاف ضمیران بادب باش کہ بسیار — از آہ گہر آئینۂ زنگار گرفت است

آں بخاک اندر شد و کُل خاک شد — ایں نمک اندر شد و کُل پاک شد

ترجمہ وہ (دشمن اہل اللہ) خاک (شہوات جسمانیہ) کے اندر غرق ہو کر کل کا کل (جسم و روح سمیت) خاک (یعنے تیرہ و بے نور) ہو گیا- (اور) وہ (کامل) نمک (چاشنی محبت) میں مستغرق ہوا تو پاک ہو گیا-

مطلب مشہور ہے کہ ہر چیز کہ در کانِ نمک رفت نمک شد- اور فقہ کا مسئلہ ہے کہ اگر کوئی جانور نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو پاک ہو جاتا ہے- اسی بنا پر کہتے ہیں- کہ اہل اللہ پر جب شوق و محبت کی نمکینی غالب آتی ہے تو ان کے تمام آثار جسمانیت بھی لطافت و نورانیت میں بدل جاتے ہیں- لیکن جو شخص اہل اللہ سے بدگمان ہے- وہ

جسمانی کثافتوں سے آلودہ و ناپاک ہے۔ صائب رح ؎

با آسماں نرسد ہر کہ خاکِ پائے تو نیست　　فرو رود بزمین ہر کہ در ہوائے تو نیست

آں نمک کز وَے محمدؐ املح ست　　زاں حدیثِ با نمکِ او افصح ست

ترجمہ (یہ) وہ نمک (ہے) جس سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ملیح تر ہوتے۔ (اور) اس نمکین کلام کی وجہ سے (جو اسی معنوی نمکینی سے پیدا ہوا ہے) آپ سب سے زیادہ فصیح ہیں۔

مطلب املح یا نمکین تر سے مراد یہ ہے کہ آپ کمالات روحانیہ کے ساتھ سب سے اعلےٰ و افضل طور پر متصف ہیں۔ ایک قول مشہور ہے اَنَا اَمْلَحُ (یعنے میں سب سے زیادہ ملیح ہوں) جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اور اس شعر میں حدیث کے لفظ سے اس کے قول پیغمبر ہونے کی طرف اشارہ بھی ہو سکتا ہے مگر حدیث کی مشہور و مستند کتابوں سے اس قول کے حدیث ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ اَفْصَحُ کے لفظ سے بھی ایک مشہور حدیث اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ بَيْدَ اَنِّیْ مِنْ قُرَيْشٍ کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت ملا علی قاری رح سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل فرماتے ہیں۔ کہ اصحاب غرائب نے اس کو ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ کس نے اس کو روایت کیا ہے۔ اور اس کی کیا اسناد ہیں۔

آں نمک باقی ست از میراثِ او　　با تو اند آں وارثانِ او بجو

ترجمہ یہ نمک (یعنے علم شریعت و طریقت) آپ کی میراث سے اب تک چلا آتا ہے۔ آپ کے وہ وارث (یعنے علماء و صلحاء) تمہارے ساتھ موجود ہیں (ان کو) تلاش کرو +

مطلب یہ شعر ایک حدیث کے مضمون پر مشتمل ہے جو ابو درداءؓ سے مروی ہے اور جس کے آخر میں یہ کلمات ہیں:۔ العلماء ورثۃ الانبیاء و ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما و انما اورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظٍ وافرٍ یعنے عالم لوگ نبیوں کے وارث ہیں۔ اور نبی کو دینار و درم ورثہ میں نہیں ملا۔ ان کو علم ورثہ میں ملا ہے۔ پس جو شخص اس کو حاصل کرے اس نے بہت بڑا حصہ حاصل کیا (مشکوٰۃ) دوسرے مصرعہ میں ان وارثان انبیاء کی تلاش کی ترغیب فرماتے ہیں۔ صائبؒ ؎

شاید دو چار دامنِ اہلِ دلے شوی　　چوں آفتاب دست بگرد جہاں برآر

پیشِ تو شستہ ترا خود پیش کو　　پیشِ ہستت جانِ پیش اندیش کو

لغات۔ شستہ مخفف نشستہ پیش اس شعر میں چار مرتبہ آیا ہے۔ پہلے اور تیسرے کے معنے سامنے کے، دوسرے اور چوتھے کے معنے حضوری کے یا پہلے کلمے کے سوا باقی تینوں کے معنے حضوری کے ہیں۔

ترکیب پیش ہستت میں یا تو پیش مضاف اور ہستت مضاف الیہ۔ یا پیش مضاف تائے خطاب مضاف الیہ اور ہست کلمہ ربط اب ترجمہ کا فرق ملاحظہ ہو +

ترجمہ۔ وہ (وارثان انبیاء) تیرے روبرو بیٹھے ہیں (مگر) تجھ کو (قلبی) حضوری کہاں (نصیب) ہے؟

(۱) تیری ہستی کی موجودگی میں حضوری کا ادراک کرنے والی روح کہاں ہے؟ (یا)

۲- تجھ کو حضوری بھی حاصل ہو تو حضوری کا ادراک کرنے والی جان کہاں؟

مطلب - صلحائے امت جو وارثان کمالات ہیں - جسماً تم سے قریب ہیں - مگر چونکہ تم کو ان سے روحانی قرب نہیں ہے - اِس لئے تم اُن سے حکماً و معناً بعید ہو - سعدی رح ؎

دلارام در بر دلارام جوے | لب از تشنگی خشک بر طرف جوے
نگویم کہ بر آب قادر نیند | کہ بر ساحل نیل مستسقی اند

پھر فرماتے ہیں - کہ جب تک تم اپنی خودی کے احساس میں سرمست ہو - تم کسی باکمال کے کمالات کی کیا قدر کر سکتے ہو سعدی رح ؎

آں شنیدی کہ شاہدے بہ نہفت | با دل از دست دادۂ مے گفت
تا ترا قدر خویشتن باشد | پیش چشمت چہ قدرِ من باشد

گر تو خود را پیش و پس داری گماں | بستۂ جسمی و محرومی زجاں

لغات - بستہ - پابند گرفتار

ترجمہ - اگر تو اپنے لئے آگے پیچھے ہونے کا گمان رکھتا ہے - تو جسم کا پابند ہے - اور جان سے محروم ہے (کیوں کہ روح جہات و اماکن سے منزہ ہے)

مطلب - چونکہ اوپر کے شعر میں پیش کا لفظ استعمال ہوا ہے - یہاں اس لفظ کی مناسبت سے مولنا ایک اور لطیف مطلب کی طرف انتقال فرماتے ہیں - کہ اپنے آپ کو پیش و پس خیال نہ کرو - جو لوازم جسم سے ہے - اور جسم و جسمانیات کا پابند ہونا کمالات روحانیہ سے محروم ہونے کا مترادف ہے - صائب رح ؎

روحِ فلک سوار مقید بجسم نیست | عیسیٰ سوارِ مرکب دجال چوں شود؟

زیر و بالا پیش و پس وصفِ تن ست | بے جہتہا ذاتِ جانِ روشن ست

ترجمہ (تعلق جہات یعنے) نیچے اوپر (ہونا) اور آگے پیچھے (ہونا) جسم کی صفت ہے - نورانی روح کی ذات تعلق جہات سے پاک ہے -

مطلب - روح چونکہ مجردات میں سے ہے - اِس لئے وہ مکان اور جہت کی نسبت سے منزہ ہے، اوپر جو کہا تھا کہ "بستہ جسمی" یہاں اس دعوے کی دلیل پیش فرماتے ہیں - یعنے چونکہ تم جہات کے پابند ہو - اور جہات کا تعلق جسم سے ہوتا ہے - اِس لئے تم جسمانیت میں گرفتار ہو - ہمارے نسخہ میں دوسرا مصرعہ یوں ہے "بے جہتہا ذاں جہانے روشن است" اس صورت میں معنے یوں ہوں گے کہ "جو (ذات پاک) جہات سے منزہ ہے (جیسے روشن شمع) اس (کے آثار قدرت و انوار جلال) سے جہان روشن ہے" اور دوسرا شعر اس نسخہ کی صورت میں زیادہ مربوط ہو جاتا ہے ؛

برگشا از نورِ پاکِ شہ نظر | تا نپنداری تو چوں کوتہ نظر
کہ ہمینی در غم و شادی و بس | اے عدم کو مر عدم را پیش و پس

لغات - ہمینی ہم ایں قدر ہستی - عدم بمعنے معدوم - لاشئے +

ترکیب - تا نہ پنداری کے بعد ایں مبیں مقدر ہے - کہ ہمینی اس کا بیان مبیں و بیان مل کر مفعول ہے نہ پنداری کا

ترجمہ (اے طالب) تم اس شہنشاہ حقیقی کے نور سے نظر کرو تاکہ تم کو پست نگاہ والے کی طرح یہ گمان نہ رہے کہ تم صرف (ظاہری) غم وشادی ہی کے مقید ہو - اور بس (باقی کچھ بھی نہیں) اے معدوم (وجود والے) عدم کے لئے (غم وراحت اور) پیش وپس کیا معنے ؟

مطلب - ظاہری غم وشادی کے مقید رہنا ایک لحاظ سے پستی نگاہ ہے - کیونکہ یہ حالات آثار جسمانیہ کی قبیل سے ہیں - اگر حقیقت بین نظر ہو تو سمجھ سکتے ہیں - کہ ہمارے اندر کوئی دوسرا روحانی جز بھی ہے - جس کے سامنے یہ جز جسمی لاشئے محض ہے - اور روحانی جزو کا ادراک ذوق سے ہوتا ہے - دوسرے شعر میں یہ تنبیہ ہے کہ تم اپنے آپ کو پابند جہات سمجھتے ہو - مگر تم کو یہ خیال نہیں کہ تمہارا جسمانی وجود ہی کالعدم ہے - اور عدم کے ساتھ جہات کی نسبت بے معنے بات ہے +

از وجود و از عدم گر بگذری   از حیات جاودانی برخوری

لغات بگذری دست بردار شوی - کنارہ گیری - حیات جاودانی - ابدی زندگی - برخوری - ثمرہ حاصل کرے +

ترجمہ اگر تم وجود اور عدم سے تعلق منقطع کر لو تو ابدی زندگی حاصل کرو +

اختلاف - بعض نسخوں میں یہ شعر نہیں ہے +

روز باران ست میرو تا بہ شب   نے ازیں باراں ازاں باران رب

ترجمہ (آہا) بارش کا دن ہے - رات تک چلے چلو (ہماری غرض) اس ظاہری بارش سے نہیں (بلکہ وہ) خدائی بارش (مراد ہے)

مطلب - اوپر جسمانی رنج وراحت اور نشیب وفراز اور پیش وپس کا ذکر تھا - اور فرمایا تھا کہ ان جسمانی آثار کی روحانی کمالات کے سامنے کوئی حقیقت نہیں - اب یہ ارشاد ہے - کہ ظاہری جسمانی آثار کا خیال چھوڑ کر مزرعہ باطن کی سرسبزی کی فکر کرو - دیکھو توجہات قدس کی گھٹا چھا رہی ہے - اور فیوض الٰہیہ کا مینہ برس رہا ہے ایسی حالت میں کنج عطلت میں بیٹھ رہنا نہیں چاہیئے - اٹھو اور قدم تفریح کو آمادہ سیر کرو کما قیل ؎

ابر ست و بہار ست و ہوا ہم مزہ دارد   برخیز کہ لغزیدن پا ہم مزہ دارد

پھر یہ تصریح بھی فرماتے ہیں - کہ اس سے ظاہری بارش مراد نہیں - بلکہ فیوض غیب اور برکات قدسی کی بارش مقصود ہے +

ہست باراں با جز ایں باراں بدال   کہ نمے بیند و را جز چشم جاں

ترجمہ - واضح رہے کہ ان ظاہری بارشوں کے سوا اور بھی بارشیں ہیں جن کو روحانی آنکھ کے بغیر کوئی محسوس نہیں کر سکتا

چشم جاں را باز کن نیکو نگر   تا ازاں باراں عیاں بینی خضر

ترجمہ۔ روحانی آنکھ کو (جسمانی علائق کے میل سے) پاک کرو (اور) اچھی طرح دیکھو تاکہ اس (فیوض غیب کی) بارش سے تم کو (علوم حقہ کا) سبزہ اُگا ہوا صاف نظر آئے +

سوال کردن عائشہ رضی از پیغمبر علیہ السّلام کہ باراں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا کہ آج بارش ہوئی

شد و جامۂ مبارکِ تو تر نگشت و جواب آں

مگر آپ کا جامہ مبارک تر نہ ہوا۔ اور اس (سوال) کا جواب

مصطفےٰ روزے بگورستاں برفت ۔۔۔ با جنازہ یارے از یاراں برفت

ترجمہ۔ حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے ایک صحابی کے جنازے کے ساتھ قبرستان میں تشریف لے گئے +

خاک را در گورِ او آگندہ کرد ۔۔۔ زیرِ خاک آں دانہ اش را زندہ کرد

ترجمہ۔ اس (صحابی) کی قبر میں مٹی بھردی اور اس دانہ کو مٹی کے نیچے دبا کر (برزخی) زندگی بخشی + مطلب۔ شیخ ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ زندہ کردے مراد یہ ہے۔ کہ اس کو سپرد خاک کیا۔ تاکہ قیامت کو زندہ ہوکر اُٹھے۔ جس طرح ایام بہار میں دانہ تہ خاک سے سرسبز ہوکر پھوٹ نکلتا ہے۔ مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ مطلب درست نہیں۔ کیوں کہ اس کی زندگی جو زمانہ مستقبل میں واقع ہوگی اس کو زندہ کردگے۔ صیغہ حال سے تعبیر نہیں کرسکتے۔ بلکہ اس سے برزخی زندگی مراد ہے۔ جو ہر میت کو قبر میں داخل ہونے کے بعد حاصل ہو جاتی ہے۔ مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ولی محمد رح کی تقریر میں بھی چنداں استبعاد نہیں ہے، کیوں کہ ماضی سے استقبال مراد ہونے کے نظائر خود قرآن مجید میں موجود ہیں۔ چنانچہ فرمایا وَ نَادٰی اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ وَ نَادٰی اَصْحٰبُ النَّارِ وَ نَادٰی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ یعنے بہشتی لوگوں نے ندا کی۔ اور دوزخیوں نے ندا کی اور اعراف والوں نے ندا کی۔ ان سب کلمات میں ماضی کے صیغے مستعمل ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہ واقعات زمانہ استقبال میں آنے والے ہیں۔ اور اس قسم کی تعبیر میں خاص نکتہ یہ ہے۔ کہ اس سے مضمون کی قطعیت تحقق مقصود ہوتی ہے۔ یعنے جو امر آئندہ واقع ہونے والا ہے۔ وہ اس قدر قطعی و حتمی ہے۔ گویا اب واقع ہو چکا ہے۔ اور اس مقصود کے لئے آئندہ اشعار کا مضمون قرینہ ہے۔ جو صراحۃً حشر کے بیان میں ہیں۔ صاحب کلید مثنوی حضرت حاجی صاحب رح سے منقول فرماتے ہیں۔ کہ بعض مدارج سالک کے مرگ اور دفن پر موقوف رہتے ہیں اور اس سے ان کی ترقی ہوتی ہے۔ پس ظاہر میں تو ان کا دفن ہونا موت کا موکد اور مکمل تھا۔ مگر بلحاظ ترقی مذکور گویا ان کو حیات بخشی گئی کما قیل ؎

زمقراض فنا نور است شمع زندگانی را ۔۔۔ بود آب دم شمشیر صندل سرگرانی را

عراقیؒ بدو گر زندہ یابی زمرگ آسا لیشے کلی وگر زندہ بجاںی تو ضرورت جانکناں میری

حضرت مولنا سید انور شاہ صاحب محدث کاشمیری مسلمہٗ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

مُردنِ ایں طرف بود زیستن دگر طرف روزنِ باز دید تو طبقہ بطبقہ تو بتو

ایں درختاں ند ہمچوں خاکیاں دستہا بر کردہ انداز خاکداں

لغات خاکیاں - خاک سے پیدا ہونے والے اور خاک میں دفن ہونے والے مراد انسان - بر کردن نکالنا - خاکدان دنیا زمین +

ترجمہ - یہ درخت بھی مدفونانِ خاک کی مثل ہیں - اور خاکدان (زمین) سے ہاتھ نکال رہے ہیں +

سوئے خلقاں صد اشارت میکنند وانکہ گوشستش عبارت میکند

لغات - خلقان - مخلوقات - عبارت - تقریر - بیان، اشارہ +

ترکیب - دوسرے مصرعہ میں ضمیر اور مفعول بہ مقدر ہے - جو آں کہ اسم موصول کی طرف راجع ہے +

ترجمہ وہ مخلوقات کی طرف سینکڑوں اشارے کر رہے ہیں - اور جن لوگوں کو گوش (حق نیوش) حاصل ہے - ان کے لئے تقریریں کر رہے ہیں +

مطلب - اوپر جو زیر خاک مدفون ہونے والوں کے لئے ایک طرح کی زندگی کا اثبات کیا تھا - جو ایک نعمت غیب ہے یہاں اس قسم کی غیبی نعمتوں میں سے جو زیر خاک ممکن ہیں ایک مثال پیش فرماتے ہیں +

تیز گوشاں رازِ ایشاں بشنوند غافلاں آواز ہا را نشنوند

ترجمہ - جو لوگ تیز شنوائی رکھتے ہیں (یعنے اہل کشف ہیں) وہ اُن کی آواز سنتے ہیں (مگر) غافل لوگ ان کی آوازوں کو نہیں سُنتے +

مطلب - بہت سی آیات و احادیث کے ظاہر الفاظ بدلالت حقیقیہ جمادات و نباتات کے تکلم پر ناطق ہیں +

اللہ تعالیٰ فرمایا ہے - سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ○ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○ جیسی باتیں یہ لوگ کہتے ہیں - ان سے وہ پاک اور بالاتر ہے - ساتوں آسمان اور زمین اور جو آسمانوں زمین میں ہیں سب اُسکی تسبیح میں لگے ہوئے ہیں اور جتنی چیزیں ہیں سب اُس کی حمد و ثنا کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہیں - مگر تم لوگ اُنکی تسبیح کو نہیں سمجھتے - اس میں شک نہیں کہ وہ بڑا ہی تحمل والا بڑا ہی درگزر کرنے والا ہے (بنی اسرائیل ع)۔

حدیث میں مروی ہے - کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے - اور آپ کو معلوم ہوگیا - کہ دونوں میتوں پر عذاب ہو رہا ہے - تو آپ نے ایک درخت کی شاخ کاٹ کر اُس کے دو ٹکڑے کئے اور دونوں قبروں پر گاڑ دیئے - اور فرمایا یہ شاخیں جب تک سبز رہیں گی اللہ کی تسبیح پڑھیں گی اور اس کی برکت سے ان میتوں کے عذاب میں تخفیف رہے گی ؎

بیادش شور بلبل رنگ بستہ نمکدانہا بزخم گل شکستہ

سعدیؒ: بذکرش ہر چہ بینی در خروش است | ولے داند دریں معنے کہ گوش است

حافظؒ: ہر گلِ نو ز گلرخے یاد ہمی کند ولے | گوش سخن شنو کجا دیدہ اعتبار کو

بازبانِ سبز و با دستِ دراز | از ضمیرِ خاک میگویند راز

لغات: زبانِ سبز استعارہ ہے برگ سے۔ دستِ دراز استعارہ ہے شاخ سے۔ ضمیر دل کی بات۔

ترجمہ: وہ (پتوں کی) سبز زبان سے (بول بول کر) اور (شاخوں کے) لمبے ہاتھ سے (اشارے کر کے اندرون) خاک کی چھپی باتیں بیان کر رہے ہیں *

مطلب: درخت تہ خاک سے سر نکال کر خاک کا یہ راز بیان کرتے ہیں۔ کہ دیکھو اس میں تغذیہ وتنمیہ کے کیا حیرت خیز عجائبات پنہاں ہیں۔ جن سے ایک باغ کا باغ نکل کھڑا ہوتا ہے۔ مولانا اسمٰعیل رحمہ

مٹی سے بیل بوٹے کیا خوشنما اگائے | پہنا کے سبز خلعت اُن کو جواں بنایا

ہمچوں بطّاں سر فرو بُردہ بآب | گشتہ طاؤسان و بُودہ چوں غراب

لغات: بطّان جمع بط بطخ۔ طاؤسان جمع طاؤس مور۔ غراب کوّا۔

ترجمہ: ان درختوں نے بطخوں کی طرح پانی میں غوطہ مارا۔ اور (ایّام بہار میں) مور کی طرح خوشرنگ بن کر نکل آئے۔ حالانکہ پہلے (موسم خزاں میں) کوّے کی طرح (بدرنگ) تھے *

مطلب: بطخیں تلاش خوراک کے لئے پانی میں سرڈالا کرتی ہیں۔ بعض قسم کے آبی پرندے پوری ڈبکی لگاتے ہیں ان سے درختوں کو تشبیہ دی ہے جو موسم خزاں میں بے برگ و بار اور بدنما ہوجاتے ہیں۔ مگر جب چمن میں پانی آتا ہے (یا سر فرو بردہ بآب سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ رطوبت ارضی سے سیراب ہوتے ہیں) تو ہرے بھرے ہوکر طاؤس کی طرح خوشنما بن جاتے ہیں۔ اور ان کی خوش رنگی اور شادابی زبان حال سے اسرار زیر زمین کا حال سناتی ہے۔

در زمستاں شاں اگر محبوس کرد | آں غُراباں را خدا طاؤس کرد

ترجمہ: اگر خداوند تعالیٰ نے ایام سرما میں ان کو گرفتار (بے برگی) کیا تھا تو (موسم بہار میں) ان کوّوں (کی صورت والے درختوں) کو طاؤس (پیکر) بنا دیا *

در زمستاں شاں اگرچہ داد مرگ | زندہ شاں کرد از بہار و داد برگ

ترجمہ: اگر موسم سرما میں ان کو ہلاک کیا تھا۔ تو پھر موسم بہار (کی قوّت نامیہ) سے زندہ بھی کر دیا۔ اور پتوں کا لباس پہنایا *

مطلب: یہ دونوں شعر پہلے مضمون کی توضیح کرتے ہیں۔ کہ درخت ایک موسم میں بے برگ و بار ہو کر پھر سرسبز ہو جاتے ہیں۔ اور اس میں اس بات کا اشارہ ہے۔ کہ موت بمنزلہ خزاں ہے اور حشر بمنزلہ بہار ہے۔ جس میں مردے پھر زندہ ہو کر حیات جاودانی حاصل کریں گے۔ اور یہ مضمون قول مشہور الدُّنیا مزرعۃ الاٰخرۃ کا ہم معنے ہے *

منکراں گویند ہست ایں خود قدیم | ایں چرا بندیم بر ربِّ کریم

لغات: منکر انکار کرنے والا - یہاں دہریہ اور فلاسفہ مراد ہیں - دہریہ مطلقاً صانع کے منکر ہیں - اور فلاسفہ صانع مختار کے منکر ہیں - بندیم بر کسے بستن کے معنے کسی پر افترا یا ندعاً کسی کی طرف کوئی غلط بات منسوب کرنا +

ترجمہ - منکر لوگ کہتے ہیں - کہ ان مذکورہ تغیرات سے دنیا کا حدوث ثابت نہیں ہوتا - بلکہ (یہ جہان) ہمیشہ سے ہے - یہ (سب حوادث خواہ مخواہ) پروردگار کریم کی طرف کیوں منسوب کریں (کہ وہ ان کا فاعل ہے) +

مطلب - اوپر جو نباتات پر خزاں و بہار کے موسم میں مختلف تغیرات کے طاری ہونے کا ذکر آیا تھا - اور وہاں آں غراباں را خدا طاؤس کرد میں یہ تصریح بھی کر دی تھی - کہ ان تغیرات کا صانع خدا ہے - جو وجود باری تعالےٰ کی ایک قطعی دلیل ہے - اب ایسے گمراہ فرقوں کا ذکر کر کے ان کی تردید فرماتے ہیں - جو باری تعالےٰ کے وجود یا اُسکے اختیار مطلق کے منکر ہیں +

سوال - منکر لوگ جب خدا کے وجود کا ہی انکار کرتے ہیں - تو اُس کے لئے ربّ کریم کے تعظیمی کلمات کیونکر استعمال کئے ؟

جواب - منکرین کا انکار و اعتراض باری تعالےٰ کی صرف مذکورہ صفات صنع و خلق کی طرف ہی متوجہ نہیں بلکہ اس کی ربوبیت و کرم تک اسکے وجود سے بھی تعلق رکھتا ہے - گویا مصرعہ ثانیہ کا مطلب یہ ہے - کہ ہم کیوں خدا کے وجود کو تسلیم کریں ؟ اور کیوں اس کے ربّ کریم ہونے کا اقرار کریں ؟ اور کیوں ان صفات مذکورہ کو اُس سے منسوب کریں ؟

جُملہ پندارند کیں خود دائم ست
وز قدیم ایں جُملہ عالم قائم ست

ترجمہ - سب (منکر لوگ) گمان کرتے ہیں - کہ یہ (جہان) ہمیشہ سے ہے اور یہ سب عالم قدیم سے قائم ہے +

مطلب - دہریہ فرقہ کسی صانع، خالق، باری کے وجود کا قائل نہیں - اور سمجھتا ہے کہ یہ عالم خود بخود اسی طرح چلا آیا ہے - اور اسی طرح چلا جائے گا - اور اس میں شک نہیں - کہ اگر دنیا میں کوئی فرقہ سب سے زیادہ گمراہ اور سب سے بڑھکر فطرت انسانی سے بعید اور سب سے زیادہ شقی ہے - تو دہریہ ہے - حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہٗ حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۴۵ میں فرماتے ہیں - ان الانسان خُلق فی فطرتہ میل الی بارئہ جل مجدہٗ وذلک المیل امر دقیق لا ینتج الا بخلیقتہ ومظنتہ وخلیقتہٗ ومظنتہٗ علی ما اثبتہ الوجدان الصحیح الایمان بان العبادۃ حق اللہ تعالی علی عبادہ لانہ منعم لھم ومجاز علی اعمالھم فمن انکر الارادۃ او ثبوت حقہ علی العباد او انکر المجازات فھو الدھری الفاقد لسلامۃ فطرتہ لانہ افسد علی نفسہ مظنۃ المیل الفطری المودع فی جبلتہ ونابہ - وخلیقتہ یعنے انسان کی فطرت میں یہ بات پیدا کی گئی ہے - کہ وہ اپنے باری تعالیٰ کی طرف مائل ہو - اور یہ میلان ایک امر دقیق ہے - جس کا تصور و تمثل اُس کی خلقت و مظنت ہی میں ہوتا ہے - اس کی خلیقت و مظنت جیسا کہ وجدان صحیح سے ثابت ہوتی ہے - یہ ہے کہ اس بات پر یقین کامل ہو جائے کہ عبادت اللہ تعالےٰ کا حق ہے - جو اس کے بندوں کے ذمے ہے - کیوں کہ وہ ان کو انعام بخشنے والا، اور ان کو اعمال کا بدلہ دینے والا ہے - پس جو شخص ارادہ کا منکر ہو - یا بندوں کے ذمے اس کا حق ہونے کا انکار کرے - یا جزائے اعمال کو تسلیم نہ کرے - وہ دہری ہے - جس نے اپنی سلامتی فطرت کو کھو دیا ہے - کیوں کہ اُس نے

دہریہ کی سلامتی فطرت اور بعض مخالف فطرت

اپنے نفس کے منظنہ میل فطری کو خراب کرلیا ہے۔ جو اس کی جبلت میں ودیعت کیا گیا تھا۔ اور اس کا نائب و خلیفہ تھا۔

آگے ایک اور جگہ فرماتے ہیں فاشد شقاوۃ الانسان ان یکون دھریا و حقیقۃ الدھری ان یکون منافضا للعلوم الفطریۃ المخلوقۃ فیہ و قد بیّنّا ان لہ میلا فی اصل فطرتہ الی المبدئ جل جلالہ و میلا الی تعظیمہ اشد ما یجد من التعظیم و الیہ الاشارۃ فی قولہ تبارک وتعالیٰ واذ اخذ ربک من بنی آدم الآیۃ و قولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مولود یولد علی الفطرۃ یعنے سب سے بڑی بدبختی انسان کی یہ ہے کہ وہ دہریہ ہو۔ اور دہریہ کی حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ ان علوم فطریہ کے برخلاف چلے۔ جو قدرت نے اس میں ودیعت رکھے ہیں۔ اور ہم بیان کرچکے ہیں۔ کہ اس کے اندر اپنے باری تعالےٰ کی طرف ایک قدرتی میلان ہے۔ اور اس کی تعظیم کا اس قدر سخت میلان ہے۔ کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ آیہ میثاق واذ اخذ ربک الخ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ کل مولود یولد علی الفطرۃ یعنے ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔" نظامی رح سہ

اے ناظر نقش آفرینش ... بر دار خلل ز راہِ بینش

در راہ تو ہر کرا وجود ست ... مشغول پرستش و سجود ست

صائبؒ سہ بے وجودِ حق ز خود آثارِ ہستی یافتن ... ذرۂ نا چیز بے خورشید پیدا کردن ست

## کوری ایشاں درونِ دوستاں	حق برویانید باغ و بوستاں

لغات کوری نابینائی۔ بے بصری۔ درون اندر۔ رویانید اگایا رو ئیدن سے مصدر متعدی ہے۔

ترکیب کوری ایشاں مرکب اضافی خبر ہے۔ جس کا مبتدا ایں عقیدہ باطل مقدر ہے۔ یہ الگ جملہ اسمیہ ہے۔ اور باقی کلمات کا جملہ فعلیہ جدا ہے۔

ترجمہ۔ (یہ عقیدہ باطلہ) ان لوگوں کی کورخردی (سے ناشی ہوا) ہے۔ (بخلاف اس کے) اللہ تعالیٰ نے (اپنے) دوستوں کے دِل میں (اسرار و حقائق کو، باغ و بوستان (کی طرح) اگایا (یعنے نمایاں کردیا) ہے۔

مطلب۔ کوری سے حکماء فلاسفہ اور دہریہ کے عقائد باطلہ مُراد ہیں۔ جو قدم عالم اور عدم حشر کے قائل ہیں۔ مولانا احمد حسن کانپوری رح شیخ ولی محمدؒ سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ حکماء کے نزدیک عالم قدیم زمانی ہے۔ جس سے پہلے کوئی عدم خارجی نہیں۔ یعنے یہ بات نہیں ہے۔ کہ عالم کسی وقت خارج میں موجود نہ تھا۔ پھر موجود ہوگیا۔ ہاں اگر عالم کے لئے حدوث ہے تو حدوث ذاتی ہے۔ جس سے ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ عالم سے پہلے عدم مرتبۂ ذات عقل میں ہے۔ نہ کہ خارج اور واقع میں۔ اور عالم کا ذات واجب کی طرف محتاج اور اُس سے مؤخر ہونا لحاظ عقل میں ہے۔ جیسے ہاتھ اور قلم کی حرکت کہ قلم کی حرکت اپنے وجود میں حرکت دست کی محتاج ہے۔ اور لحاظ عقل میں اس سے متاخر بھی ہے۔ نہ کہ بحسب زمان متاخر ہے۔ کیوں کہ بحسب زمان اس سے مقارن ہے۔

متکلمین کہتے ہیں کہ عالم حادث بحدوث زمانی ہے۔ یعنے ایک وقت ایسا تھا کہ یہ عالم موجود نہ تھا۔ پھر پیدا ہُوا۔ صوفیہ محققین کہتے ہیں کہ عالم حادث ہے۔ لیکن حدوث زمانی سے نہیں۔ جیسے کہ متکلمین کا زعم ہے۔ اور نہ حدوث ذاتی کے ساتھ جو حکماء کا خیال ہے۔ بلکہ ان دونوں کے ماوراء ایک ایسے حدوث کے ساتھ جو واقعی اور نفس الامری ہے یعنی

عالم اپنی ذات کے اعتبار سے خارج میں معدوم ہے۔ اور فیض حق اور قابلیت اعیان کے ساتھ موجود ہے۔ جیسے اشکال والوان اپنی ذات کے لحاظ سے تاریک ہیں۔ اور ان کی نمائش نور آفتاب کے فیض اور نور چشم کے قبول کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگر ان دونوں میں سے ایک نور مفقود ہو تو وہ اشکال والوان اسی طرح تیرہ و ناپدید ہو جاتے ہیں۔ اور چونکہ افاضہ حق اور قابلیت اعیان دائمی ہے۔ پس عالم بحسب زمان قدیم ہوا۔ لیکن جب ذات عالم پر نظر کریں تو اشیاء کا وجود عدم کے بعد ہوا ہے۔ بلکہ اشیاء ہر آن میں حادث ہوتی ہیں الخ۔

واضح ہو کہ اگر عالم کو قدیم مانا جائے تو اس پر لازم آتا ہے۔ کہ اس کی صورت موجودہ اور ہیئت حاضرہ دائمی وابدی بھی ہو۔ جو قیامت و حشر کے عقیدہ سے معارض ہے۔ لہٰذا محققین صوفیہ کے مذکورہ بالا مسلک پر یہ شبہ عارض ہو سکتا ہے کہ وہ کسی حد تک حکماء کے مذہب سے مشابہ ہے۔ جو حشر و نشر کے منکر ہیں۔ چنانچہ اوپر کے بیان سے واضح ہو چکا۔ کہ صوفیہ قدم عالم کے قائل ہیں۔ اور ان کے کلام سے کہیں صراحۃً اور کہیں کنایۃً یہ بھی مفہوم ہوتا ہے، کہ وہ موجودہ عالم کے دوام کے بھی معتقد ہیں اور اس قسم کے اشعار کا استشہاد ان کے اس عقیدے پر روشنی ڈالتا ہے کہ ؎

ما مے بہ بانگ چنگ نہ امروز میخوریم | بس دور شد کہ گنبد چرخ ایں صدا شنید

؎ ماجرائے من و معشوق مرا پایاں نیست | آں چہ آغاز ندارد نپذیرد انجام

لیکن یہ خیال بظاہر تعلیمات شرع کے ساتھ اجنبیت رکھتا ہے، قرآن مجید کی بہت سی آیات ظاہر المعنے مثلاً لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ (الانعام ع) يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا (الانعام ع) حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً (الانعام ع) وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ (الانعام ع) وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا (ابراھیم ع) يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ (ابراھیم ع) وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً (کہف ع) وغیرہ وغیرہ بصوت جہوری پکار رہی ہیں۔ کہ دنیا کی یہ موجودہ حالت استمراراً قائم نہیں رہے گی۔ بلکہ اس میں ایک تغیر عظیم آنے والا ہے۔ اور احادیث نبویہ میں اس تغیر کی تفصیل صاف صاف الفاظ میں کی گئی ہے۔

تاہم لازم ہے کہ ہم صوفیہ علیہ کے متعلق کسی بدگمانی کو اپنے دل میں راہ نہ پانے دیں۔ خصوصاً جب ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ یہ لوگ سواد اسلام کی ایک برگزیدہ جماعت ہیں۔ وہ عشق محبت کی امانت حق کے حامل اور منزل سلوک و عرفان کے نجوم اہتدا ہیں۔ تو یہ ناممکن نہیں کہ وہ حکماء ضالین کے عقیدے کے موافق عالم کی ازلیت و ابدیت کے قائل ہوں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ جب وہ عقائد دینیہ کے صحیح مسلک پر قائم رہتے ہوئے اپنے ذوقی و وجدانی مسائل کو دائرہ بیان میں لاتے ہیں۔ تو وہ مسائل عسیر الفہم بعید التعقل اور محتاج تاویل ہو جاتے ہیں چنانچہ اسی حاشیہ میں عالم کے قدم و دوام کے متعلق لکھا ہے:-

"دوستان او حدوث عالم را چنانچہ حق دانستن است دریافتہ اند و فنا و نہایت دنیا را بوقوع قیامت کبریٰ کہ موعود برائے عالمیان ہست و شہود قیامت دائمہ کہ موجود در نظر عارفان و واصلان ہست بکشف و ذوق شناختہ اند در عین قدم حدوث و فنا را قائل اند و با وجود حدوث بقدم مائل۔ حدوث باعتبار عدم ذات ممکن در خارج نہ بپندارند و قدم بملاحظہ بے نہایتی او دا انگارند"

چونکہ یہ تقریر عالم کے حدوث و قدم کے مسئلے کو ایسے نازک و پر خطر شقے میں لا رکھتی ہے جو ذکر و بیان کی ثقالت

کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اِس لئے دوسری جگہ لکھا ہے :۔

" مسئلہ قیامت و حشر بس غامض است و باظہار و بیان آں رخصت نیست والا بتفصیل گفتہ می شد۔"

وَنِعْمَ مَا قِیْلَ ؎

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من — ایں حرف معمّٰے نہ تو خوانی و نہ من

ہست از پس پردہ گفتگوئے من و تو — گر پردہ برافتد نہ تو مانی و نہ من

ہر گلے کاندر درُوں بویا بود — آں گُل از اسرارِ کُل گویا بود

لغات بویا خوشبو دینے والا۔ گویا ناطق ۔ بولنے والا۔

ترجمہ۔ (اس باطنی باغ و بوستان کا) جو پھول اپنے باطن سے خوشبو دے رہا ہو۔ وہ (وجود و قدم خالق اور حدوث عالم وغیرہ) تمام اسرار کا پتہ دیتا ہے +

مطلب۔ گل بویا سے اہل کمال کا دل مراد ہے ۔جس سے اسرار الٰہیہ کی خوشبو اہل عالم کے دماغ تک پہنچتی ہے، اور اہل صلاحیت اور غیر اہل صلاحیت دونوں پر اس کا اچھا اور بُرا اثر پڑتا ہے ۔چنانچہ فرماتے ہیں:۔

بُوے ایشاں رغمِ انفِ منکِراں — گردِ عالم مے رود پردہ دراں

لغات رغمِ انف کسی کی ناک کو خاک آلودہ کرنا ۔ مجازاً کسی کے خلاف کام کرنے اور ذلیل کرنے کے معنے میں مستعمل ہوتا ہے +

ترجمہ ان کی خوشبو (وجود خالق اور حدوث عالم کے) منکروں کو ذلیل کرتی ہوئی عالم کے گرد پردہ دری کرتی پھرتی ہے +

منکِراں ہمچوں جُعل زاں بوئے گُل — یا چو نازک مغز از بانگِ دُہل

لغات جُعل بضم اول و فتح دوم گندگی کا کیڑا جو پھولوں کی خوشبو سے ہلاک ہو جاتا ہے ۔ دُہل ڈھول +

ترکیب۔ منکران مبتدا جس کی خبر میرند یا اذیت یا بند جملہ فعلیہ محذوف ہے ۔ باقی کلمات خبر کے متعلقات ہیں

ترجمہ منکر لوگ اس پھول کی خوشبو سے گندگی کے کیڑے کی طرح (اذیت پاتے ہیں) یا کسی نازک مغز (آدمی) کی طرح (جو) ڈھول کی آواز سے تکلیف محسوس کرتا ہے +

مطلب۔جس طرح گندگی کا کیڑا اپنی طبعی خباثت کی وجہ سے بوئے گُل کا متحمل نہیں ہوتا ۔بلکہ یہ چیز جو پاک سرشت مخلوق کے لئے باعث تفریح قلب و دماغ ہے ۔ اُس کیلئے پیام موت بن جاتی ہے ۔اسی طرح اسرار الٰہیہ باوجود اپنی نفاست و لطافت کے ایک خبیث النفس فلسفی اور شقی القلب دہری کے لئے زہر آلود ثابت ہوتے ہیں۔اور ان کے قلب و دماغ پر ان اسرار کا ایسا مضر اثر پڑتا ہے ۔جیسے ایک کمزور دماغ والے انسان پر بانگ دُہل گراں گذرتی ہے ۔ حافظ رحمہ ؎

دروئے دوست دل دشمناں چہ دریابد — چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا

صائب ؎ نہالے راکہ آب نیل شائستہ ست سیرابش — ز آب چاہ کنعاں تا بکے نشو و نما گیرد

خویشتن مشغول مے سازند و غرق چشم مے دوزند از لمعانِ برق

لغات - چشم دوختن، آنکھیں بند کر لینا - لمعان روشنی چمک - برق بجلی -

ترجمہ - منکر لوگ اپنے آپ کو (فلسفہ و طبعیات وغیرہ کے بکھیڑوں میں) مشغول و غرق کرتے ہیں - (اور دلائل ساطعہ کی) بجلی کی چمک سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں +

مطلب - وہ لوگ اس قدر جہل مرکب میں مبتلا ہیں - کہ تجلی وحی سے نور حاصل کرنے سے عمدًا گریز کرتے ہیں اس شعر میں قرآن مجید کی اس تمثیل کی طرف اشارہ ہے - جو سورۂ بقر کے دوسرے رکوع میں آتی ہے - کہ نزول قرآن اور شیوع دین کی مثال ایسی ہے - جیسے ایک زور کی بارش ہوتی ہو - جو فی الحقیقت رحمت حق ہے - مگر اس میں تحذیر و ترہیب اور تکلیفات احکام کی بجلیاں اور کڑکیں بھی ہیں - کافر لوگ ان بجلیوں سے ڈر کر آنکھیں بند کرتے ہیں - اور کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ اور اس طرح وہ فیوض دین اور رحمت الٰہی سے محروم رہ جاتے ہیں +

چشم مے دوزند و آنجا چشم نے چشم آں باشد کہ بیند مامنے

لغات - مامن امن کی جگہ - فلاح دارین - نجات +

ترجمہ وہ لوگ (حقائق سے) آنکھیں بند کر لیتے ہیں - اور (دراصل) وہاں (اُن کے پاس) آنکھیں ہی نہیں - آنکھ وہ ہے - جو (اپنے لئے) امن کی جگہ تلاش کرے +

مطلب - جن لوگوں کو بصیرت باطن حاصل نہیں اور وہ ادراک حقائق سے بے بہرہ ہیں - تو وہ ظاہری آنکھوں کے باوجود اندھے ہیں صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ○ وہ بہرے ہیں گونگے ہیں - اندھے ہیں - کہ کسی تدبیر سے راہ راست پر نہیں آتے (بقرع ۲)

جب وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے بھی اللہ تعالٰے کے مظاہر قدرت پر توجہ اور آثار حکمت پر غور نہیں کرتے تو یہ آنکھیں بھی ہوئیں نہ ہوئیں برابر ہیں وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓىٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○ یعنے ہم نے بہتیرے جن اور انسان جہنم کے لئے پیدا کئے ہیں ان کے دل تو ہیں - مگر ان سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے - اور ان کی آنکھیں بھی ہیں - مگر ان سے دیکھنے کا کام نہیں لیتے - اور اُنکے کان بھی ہیں مگر ان سے سننے کا کام نہیں لیتے - غرض یہ لوگ چار پایوں کی طرح ہیں - بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہوتے یہی وہ لوگ ہیں جو بے خبر ہیں (اعراف ع ۲۲)

صائبؒ

بے بصیرت چشم ظاہر بیں نمی آید بکار حاجت روزن نباشد خانہ آئینہ را

چوں ز گورستاں پیمبر باز گشت سوئے صدیقہ شد و ہمراز گشت

لغات - بازگشت واپس آئے - صدیقہ لقب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا - ہمراز راز کی باتیں کرنے والے +

ترجمہ - جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم قبرستان سے واپس تشریف لائے - تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کی طرف گئے اور راز کی باتیں فرمانے لگے +

مطلب - اب اصل قصّہ کی طرف رجوع فرماتے ہیں - جو مصطفےٰ اروزے الخ سے شروع ہوا تھا - اور ضمن قصّہ میں عالم برزخ عجائبات زیر خاک، غرائب نباتات، قدم وحدوث عالم، اسرار الٰہیہ وغیرہ مباحث بطور جملہ معترضہ آ پڑے تھے - ہمراز گشتن کے لفظ میں راز سے باران غیب کا بھید مقصود ہے - جو آپ نے حضرت صدیقہؓ سے بیان فرمایا - چنانچہ آگے اس کا ذکر آتا ہے +

چشم صدیقہ چو بر رویش فتاد — پیش آمد دست بروے مے نہاد

ترجمہ - جب حضرت صدیقہ کی آنکھ آپکے چہرہ مبارک پر پڑی تو وہ سامنے آئیں (اور آپ کے چہرہ کو) ہاتھ سے چھو کر دیکھنے لگیں +

بر عمامہ و روئے او و موئے او — بر گریبان و بر و بازوئے او

لغات - عمامہ بکسر عین و تخفیف میم - بہ تشدید بھی آتا ہے - دستار - پگڑی - بر - پہلو - بغل +

ترجمہ - (آپ کی) دستار مبارک اور آپ کے چہرہ اور بال اور گریبان اور پہلو اور بازو پر بھی (ہاتھ رکھکر دیکھا) -

گفت پیغمبر چہ مے جوئی شتاب — گفت باراں آمد امروز از سحاب

ترجمہ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم (ہیں) جلدی جلدی کیا دیکھتی ہو - عرض کیا آج بادل سے مینہ برسا تھا +

جامہایت مے بجویم در طلب — تر نمے بینم زباراں اے عجب

ترجمہ - میں آپ کے کپڑوں کو ٹٹولتی ہوں (مگر) تعجب ہے کہ میں ان کو مینہ سے تر نہیں پاتی +

گفت چہ بر سر فگندی از ازار — گفت کردم آں ردائے تو خمار

لغات - ازار - تہبند - لنگی - یہاں مطلق کپڑا مراد ہے - ردا - چادر - خمار - اوڑھنی -

ترجمہ - آپ نے دریافت فرمایا تم نے کونسا کپڑا سر پر اوڑھا تھا - عرض کیا آپکی فلاں چادر بطور اوڑھنی لے رکھی تھی +

گفت بہر آں نمود اے پاک جیب — چشم پاکت را خدا باران غیب

لغات - جیب گریبان - سینہ دل - کیسہ زیر گریبان اب کیسہ دامن کو بھی کہتے ہیں - پس پاک جیب کے معنے پاکدل اور پاک دامن دونوں ہو سکتے ہیں +

ترجمہ - فرمایا اے پاک دل اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاک آنکھ کو غیب کی بارش کا نظارہ دکھا دیا +

بزرگوں کے تبرکات میں خاص برکات وفوائد

مطلب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامۂ مبارک کی یہ تاثیر تھی۔ کہ اُس کے اوڑھنے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر عجائباتِ غیب منکشف ہونے لگے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بزرگوں کے تبرکات سے خاص خاص فوائد وعوائد کا حصول متوقع ہونا صحیح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ میں سے جب کوئی شخص انتقال کرتا۔ تو اُس کے کفن کے لئے یہ آرزو کی جاتی تھی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مستعملہ کپڑا مل جائے۔ چنانچہ جب عبداللہ بن ابی منافق مرا۔ تو اُس کے فرزند نے جو مخلصین صحابہ میں سے تھا اپنے باپ کے کفن کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کپڑے کی درخواست کی تو آپ نے براہ کرم اپنا جامہ مبارک عطا فرمایا۔ احیاء العلوم میں لکھا ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما چکتے تو باقی ماندہ پانی برتن میں پڑا رہنے دیتے۔ صحابہ رضؓ اپنے بچوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیتے۔ وہ باری باری اس برتن میں سے پانی لے کر بطور تبرک اپنے اپنے سر اور منہ پر مل لیتے۔ اسی وجہ سے اہلِ طریقت میں بھی اپنے شیخ کے چھوڑے ہوئے طعام اور پانی کو اور اُس کے عطا کردہ جامہ، سبحہ، عصا وغیرہ ہر چیز کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اور باعث برکت سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ امر اسرار سے خالی نہیں ۔

نیست آں باراں ازیں ابرِ شما　　ہست ابرِ دیگر و دیگر سما

لغات۔ سما آسمان ۔ صنائع شما اور سما میں صنعت تجنیس ۔

ترجمہ۔ (مگر) وہ بارش تمہارے اس (دیکھے بھالے ہوئے) بادل سے نہیں (وہ) بادل ہی اور ہے۔ اور (وہ) آسمان اور ۔

ایں چنیں باراں زابرِ دیگر ست　　رحمتِ حق در نزولش مضمر ست

لغات۔ نزول اترنا۔ برسنا۔ مضمر شامل۔ مشتمل۔ پنہاں ۔

ترجمہ۔ اس قسم کا غیبی مینہ اور ہی بادل سے ہے۔ اور اس کے برسنے میں اللہ کی رحمت شامل ہے ۔

بشنو از قولِ سنائیؒ در رموز　　معنیے تا واقف آئی بر کنوز

لغات۔ سنائی ایک مشہور حکیم و شاعر اور عارف باللہ تھے۔ جن کا حال پیچھے گزر چکا۔ رموز جمع رمز اشارے۔ کنوز جمع کنز خزانے ۔

ترجمہ۔ اِن اشارات کے متعلق حضرت سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا ایک معنے سنو۔ تاکہ تم کو خزائن (اسرار) کی واقفیت حاصل ہو ۔

گر تو بکشائی ز باطن دیدۂ　　زود یابی سُرمۂ بگزیدۂ

لغات۔ بگزیدہ پسندیدہ۔ انتخاب ۔

ترجمہ۔ اگر تم باطنی آنکھ کھولو تو فی الفور (واقفیت اسرار کا) پسندیدہ سُرمہ حاصل کرو ۔

تفسیر بیت حکیم سنائی روّح اللہ روحہٗ

حکیم سنائی کے اُن دو شعروں کی تشریح اللہ انکی روح کو رحمت بخشے

آسمانہاست در ولایتِ جاں — کار فرمائے آسمانِ جہاں

اقلیم روح میں بھی آسمان ہیں — جو جہاں کے (ظاہری) آسمان کا انتظام کرتے ہیں

در رہِ رُوح پست و بالاہاست — کوہہائے بلند و صحراہاست

رُوح کے راستے میں پستی اور بلندیاں ہیں — اور اونچے پہاڑ اور جنگل ہیں

یہ قول دلیل ہے قول بالا " ہست ابر دیگر و دیگر سما" کی - واضح ہو کہ تمام کائنات اسماء الٰہیہ کے مظاہر کا مجموعہ ہے - اور اصطلاح اُن مظاہر کو ان اسماء کی صورت کہتے ہیں - اور اسماء کو ان مظاہر کی حقیقت اور اُن کے مربی مثلاً پانی جس میں احیاء کی صفت ہے اسم محیی کا مظہر ہے - اور اسم محیی پانی کی حقیقت اور اس کا مربی ہے - اور انسان بہ نسبت دوسری مخلوقات کے بدرجہ اتم صفات الٰہیہ کا مظہر ہے - جیسے کہ حضرت نظامی گنجوی رح نے انسان کے بارے میں کہا ہے :- ؎

تو آن نوری کہ چرخت طشت شمع ست — نموادرِ دو عالم در تو جمع ست

دلِ عالم توئی خود را مبیں خورد — بایں ہمت تواں گوئے از فلک بُرد

پس ولایت جان کے آسمان اور پست و بلند اور کوہ و صحرا سے وہی حقائق مُراد ہیں - جن کا انسان سے بطور صفات الٰہیہ ظہور ہوتا ہے - اور یہی حقائق آسمان ظاہری کے مربی ہیں - چنانچہ کار فرمائے آسمان جہان کے یہی معنے ہیں اور آسمان ظاہری ان حقائق روحانیہ انسانیہ کا مظہر ہے - اور یہی مطلب ہے حضرت نظامی رح کے اس قول کا کہ تو آن نوری کہ چرخت طشت شمع ست *

پیرِ دانا اندریں رمزے کہ گفت — در حقیقت زیں صدف دُرّے بسُفت

لغات - رمز اشارہ نکتے کی بات - صدف سیپ - دُر موتی *

ترجمہ - پیر دانا (حضرت سنائی) نے اس (ابر و باران غیب کے) نکتے ہیں جو انہوں نے بیان کیا ہے سچ مچ اس (لفظوں کے) سیپ سے (معنے کا موتی) پرو دیا ہے *

غیب را ابرے و آبے دیگر ست — آسمان و آفتابے دیگر ست

ترجمہ (فرماتے ہیں کہ) غیب (یعنی عالم ارواح) کا ابر اور مینہ اور ہی ہے (غیب کا) آسمان اور سورج اور ہی ہے *

ناید آں اِلّا کہ بر خاصاں پدید — باقیاں فِی لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْد

ترکیب - نا پدید فعل ہر کسے مقدر جس میں کسے مستثنیٰ منہ ہے۔ الّا حرف استثنا۔ بر زائد۔ خاصاں مستثنیٰ۔ مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ مل کر مجرور ہوئے بر حرف جار کے۔ کاف زائد۔

صنائع - اقتباس۔

ترجمہ - (مگر) وہ (غیبی ابر و باراں) خاص لوگوں کے سوا کسی اور کو دکھائی نہیں دیتے۔ باقی لوگ (جو خاص لوگوں کے درجے کے نہیں ہیں اس) نئی (ان دیکھی) بات کے اشتباہ میں مبتلا ہیں۔

مطلب - عالم غیب کا ابر و آسمان جس سے اسماء الٰہیہ مُراد ہیں اور غیب کی بارش جس سے ان اسماء کا فیض مقصود ہے۔ خاص خاص لوگوں کے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا کیونکہ یہ اُمور ذوقی وجدانی ہیں ان کے اور اس کے لئے وجدان صحیح کی ضرورت ہے۔ اور باقی عوام الناس تو ایسے ہیں۔ جیسے وہ لوگ جن کے بارہ میں قرآن میں سورۃ ق کے اندر ارشاد ہے بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ یعنے بلکہ وہ خلق جدید یعنے احیائے موتے کے متعلق اشتباہ میں ہیں۔ واضح رہے۔ کہ مذکور آیت کے ایراد سے یا تو یہ مقصد ہے۔ کہ جس طرح کفار کو حشر و نشر کے متعلق شک و شبہ تھا۔ اسی طرح عوام الناس کو امور روحانیہ غیبیہ کے متعلق شبہ عارض ہو جاتا ہے۔ پس یہاں عوام الناس کو صرف شبہ میں اہل لبس کے ساتھ تشبیہ دینا مقصود ہے۔ وہ اس آیت کے پورے مورد نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے مورد کفار تھے۔ یا یہ کلمات صرف اپنے ظاہری مفہوم کے لحاظ سے سیاق کلام میں مندرج ہیں۔ اور آیت کا خاص معنے و مورد یہاں ملحوظ نہیں۔ اس طرح کسی آیت یا کسی اور مشہور کلام کا استعمال ایک طرح کی صنعت ہے۔ اور ترجمہ میں ہم نے یہی مسلک اختیار کیا ہے۔

ہست باراں از پئے پروردگی ہست باراں از پئے پژمردگی

ترجمہ - (باران غیب دو قسم کا ہے) ایک باران تو (ارواح کی) پرورش کے لئے ہے۔ اور ایک باران (ارواح کو) پژمردہ کرتا ہے۔

مطلب - جس طرح ظاہری باران کی دو قسمیں بہاری اور خزانی ہیں۔ اور ان میں سے ایک باران فصلوں کے لئے مفید اور دوسرا مضر ہے۔ اسی طرح باران غیب بھی نافع و مضر ہونیکے لحاظ سے دو قسم کا ہے۔ لیکن جو باران بظاہر مضر معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ اس کا نزول بھی اس فیاض مطلق کی کسی حکمت پر مبنی ہے۔ اس لئے وہ بھی رحمت سے خالی نہیں وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ یعنے اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور عجب نہیں کہ ایک تمہیں اچھی لگے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (بقرہ ع ۲۵)

نظامیؒ اے بسا خواب کو بود دلگیر اصلِ آں دل خوش است در تعبیر

نفعِ بارانِ بہاری بوالعجب باغ را بارانِ پائیزی چو تب

لغات - بوالعجب عجیب کا بھی باپ۔ بہت عجیب۔ پائیز خزاں کا موسم یعنے آفتاب کی میزان و عقرب اور قوس میں تحویل کا وقت پائیزی۔ خزانی۔ تب بخار خون میں تعفن پیدا ہونے کا مرض۔

ترجمہ - (چنانچہ) موسم بہار کے مینہ کا فائدہ (باغ کے لئے) عجیب ہوتا ہے (اور) موسم خزاں کا مینہ باغ کے

لئے تپ ہے ٭

باغ را بارانِ نیسانی طرب　　بازبارانِ خزانی ہمچو تب

لغات نیسانی وہ ایام جب آفتاب برج حمل میں ہوتا ہے - ایام بہار - باران نیسانی موسم بہار کا مہینہ -
ترجمہ - ایام بہار کی بارش باغ کے لئے تازگی ہے - پھر خزاں کا مینہ مثل تپ ہے ٭
اختلاف - یہ شعر ہمارے نسخے میں نہیں ہے ٭

آں بہاری نازپروردش کند　　ویں خزانی ناخوش و زردش کند

ترجمہ وہ بہار کا (مینہ) اُس کو ناز پروردہ بناتا ہے اور یہ خزاں کی (بارش) اُسکو خراب اور زرد کر دیتی ہے ٭

ہمچنیں سرما و باد و آفتاب　　بر تفاوت داں و سررشتہ بیاب

لغات تفاوت فرق - سررشتہ بات کا سرا - کھوج - اصل ٭
ترجمہ - اسی طرح سردی اور ہوا اور سورج کو بھی اسی تفاوت پر سمجھو - اور اس سلسلہ کی اصل سمجھ لو ٭
مطلب - یعنے جس طرح بارش دو طرح کی ہے ، ظاہری اور باطنی - پھر باطنی کی دو قسمیں بیان کی تھیں - ایک مفید دوسری مضر اسی طرح ہوا - سردی - اور سورج بھی دو قسم کے ہیں - حقیقی اور ظاہری - اور حقیقی میں سے پھر بعض مفید ہیں اور بعض مضر ہیں - سررشتہ بیاب سے یا تو یہ مطلب ہے - کہ اس اصول کو مدنظر رکھ کر ہر چیز کی ایک قسم ظاہری اور ایک باطنی وغیرہ سمجھ لو - یا یہ مراد ہے کہ اس سلسلہ طویل کے مبدء یعنے ذات حق تک پہنچ جاؤ - کہ یہ سب اس کے مسخر قدرت اور پرستار امر ہیں ٭

ہمچنیں در غیب انواع ست ایں　　در زیان و سود و در ربح و غبیں

لغات غبین - ضعیف الرائے - فاتر العقل بمعنے غبن یعنے نقصان و زیان ٭
ترجمہ - اسی طرح یہ (اشیاء مذکورہ کی قسمیں) غیب میں بھی (اپنے اپنے آثار میں) نفع و نقصان اور سود و زیان کے اعتبار سے مختلف ہیں ٭

ایں دمِ ابدال باشد زاں بہار　　در دل و جاں روید از وے سبزہ زار

لغات - ابدال اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت جس کا ذکر مفتاح العلوم کے پہلے حصے میں گذر چکا ہے ٭
ترجمہ - یہ اولیاء اللہ کا کلام بھی اسی باران بہاری کی قسم سے ہے ، کہ قلب و روح میں اس سے (حقائق و معارف کا) سبزہ اگتا ہے - وَنِعْمَ مَا قِیْلَ ؎

قطرۂ زآب خضر عمر ابدے بخشد　　التفات کرم صاحب نظراں بیار زہست

فعلِ بارانِ بہاری با درخت　　آید از انفاسِ شاں اے نیک بخت

لغات - انفاس جمع نفس بفتحتین سانس مُراد کلمات - آید واقع شود - انجام یابد ۔

ترکیب - تقدیر کلام یوں ہے - فعلیکہ باران بہاری با درخت کُن - فعلیکہ اسم موصول اور باقی کلام صلہ مل کر فاعل ہوا آید کا

ترجمہ - اے نیک بخت جو سلوک باران بہاری درخت کے ساتھ کرتا ہے وہ (ان اولیاء اللہ کے) انفاس طیبہ سے (طالبین معتقدین کے حق میں) وقوع پاتا ہے ۔

گر درختِ خشک باشد در مکاں   عیبِ آں از بادِ جاں افزا مداں

ترکیب - درمکان کے ساتھ یائے تنکیر مقدر ہے یعنے درجائے - آں اسم اشارہ کا مشار الیہ درخت ہے مقدر اور دوسرے آں کا مشار الیہ خشکی مقدر ہے - بود فعل ناقص آن خشکی اس کا اسم موخر اور عیب الخ اس کی خبر مقدم ۔

ترجمہ - اگر کسی جگہ کوئی خشک درخت ہو - تو (یاد رکھو) وہ (خشکی بزرگوں کے) ان انفاس (طیبہ) سے دُوری (کے سبب سے) تھی - جو روح افزا ہیں ۔

مطلب - جس طرح نسیم بہار درختوں کی سرسبزی و شادابی اور غنچوں اور کلیوں کی شگفتگی کی موجب ہے - اسی طرح اولیا اللہ کے انفاس پاک سے باغ روح اور غنچہ قلب کھلتا ہے - لیکن اگر کوئی شخص بے برگ و بار درخت کی طرح فضائل روحانیہ سے بے بہرہ رہ جائے - تو سمجھ لینا چاہیئے - کہ وہ انفاس اکابر کی نسیم روح پرور سے مستفیض نہیں ہوا اور حضوری مجلس میں بھی اس کا دل غائب رہا ہے - سعدی رہ ؎

گوشت حدیث مے شنود ہوش بے خبر   در حلقہٗ بصورت وچوں حلقہ بردری

اختلاف - مذکورہ ترجمہ اور مطلب ہمارے نسخے کی رو سے ہے - جس میں عیب بفتحین بمعجمہ جان افزا مرکب غیر امتزاجی اور بد مخفف بود مندرج ہے - مگر کلید مثنوی کے نسخے میں جو حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کے نسخے کا ماخذ ہے - عیب بعین مہملہ باد جان مرکب اضافی، افزاید از افزودن درج ہے - یعنے اس کی صورت یوں ہے ع

عیب آن از بادِ جان افزاید آں

اس صورت میں ترکیب نحوی بھی بدل گئی یعنے آخری آں اسم اشارہ موخر عیب آن الخ اس کا مشار الیہ متقدم یہ تقدیم و تاخیر اگرچہ ناجائز ہے - مگر ضرورۃً اختیار کی گئی - اسم اشارہ و مشار الیہ مل کر فاعل ہوا افزاید کا ترجمہ یوں ہوگا - اگر کسی جگہ کوئی خشک درخت ہو - . . . . تو اس (درخت) کا وہ عیب (خشکی اولیاء کے انفاس روحانیہ سے (اور بھی) بڑھ جاتا ہے ۔

مطلب اس کا یہ ہے کہ اوپر جو فرمایا تھا کہ باران غیب کہیں مفید اور کہیں مضر اثر کرتا ہے - یہاں اس کے مضر اثر کی مثال دی ہے - یعنے جو شخص بے کمالی و بے ہنری میں پہلے ہی خشک و بے ثمر درخت کی مثل ہو - وہ اپنی سوء استعداد اور فقدان صلاحیت سے بزرگوں کے کلمات پاک سے بُرا اثر لیتا ہے ، اور یقین و طمانیت کی دولت سے بہرہ ور ہونے کی بجائے وہ اور بھی جحود انکار میں ترقی کر جاتا ہے - کما قال اللہ تعالےٰ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝
یعنے ایسی مثال سے خدا بہتیروں کو گمراہ کرتا اور ایسی مثال سے بہتیروں کو ہدایت دیتا ہے - لیکن اس سے گمراہ کرتا ہے تو بدکاروں ہی کو جو خدا کے عہد کو پکا کئے پیچھے توڑ دیتے ہیں - اور جن تعلقات کے جوڑے رکھنے کو اللہ نے فرمایا ہے

اُن کو قطع کرتے۔ اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان اُٹھائیں گے۔ سعدی ؎

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

مگر ذوق کلام کے آشنا بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ آئندہ اشعار کا سیاق و اسلوب صراحۃً ہمارے نسخے کی تائید کرتا ہے فافہم

باد کارِ خویش کرد و بر وزید آنکہ جانے داشت بر جانش گزید

لغات، وزید ہوا چلی بر زائد ہے۔ ترجیح دی برجانش میں شین کی ضمیر مفعولی باد کی طرف راجع ہے۔ گزید کاف فارسی کے ضمہ سے اختیار کیا۔

ترجمہ (انفاس اولیاء کی) ہوا نے اپنا کام کیا۔ اور چلی گئی۔ جس شخص میں (استعداد کی) جان (اور صلاحیت کی روح) تھی۔ اُس نے اس کو (اپنی) جان پر بھی ترجیح دی۔ کما قیل رح ؎

صحبت اندر جوہرِ قابل کند تاثیرہا ورنہ شاخ گل ز بوئے گل چرا محروم شد

وانکہ جامد بُود خود واقف نشُد وائے آں جانے کہ او عارف نشُد

لغات جامد ٹھوس فاسد الاستعداد ہے۔ بے حس و حرکت۔ بے احساس۔ غبی۔ واقف باخبر۔ عارف صاحب معرفت۔ اہل عرفان۔ شناسائے حق۔

ترجمہ اور جو ٹھوس (طبیعت کا آدمی) تھا۔ اُس کو خبر بھی نہ ہوئی۔ اس (تاریک) جان پر افسوس ہے جس کو (نورِ) معرفت حاصل نہ ہوا۔

مطلب۔ بزرگوں کا فیضان سب کو پہنچتا ہے۔ مگر اہل استعداد ہی اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ اور فاسد الاستعداد محروم رہتے ہیں۔ کما قیلک ؎

	ہست بر ذرات یکساں پرتوِ خورشید فیض	لیک باید جوہرے قابل کہ گردد لعلِ ناب
غنی رح	تربیت را چہ اثر گر نبود استعداد	آسیا صاف چو آئینہ نگردد ز غبار
صائبؒ	دیدۂ یعقوب مے باید برائے امتحاں	کار بوئے پیرہن ہر چند بینا کردن ست

در معنے ایں حدیث کہ اِغْتَنِمُوْا بَرْدَ الرَّبِیْعِ فَاِنَّہٗ یَعْمَلُ بِاَبْدَانِکُمْ

اس حدیث کے معنی ہیں کہ موسم بہار کی سردی کو غنیمت سمجھو کیوں کہ وہ تمہارے بدنوں پر وہی اثر کرتی ہے جو

کَمَا یَعْمَلُ بِاَشْجَارِکُمْ وَاجْتَنِبُوْا بَرْدَ الْخَرِیْفِ فَاِنَّہٗ یَعْمَلُ بِاَبْدَانِکُمْ کَمَا یَعْمَلُ بِاَشْجَارِکُمْ

تمہارے درختوں پر کرتی ہے، اور موسم خزاں کی سردی سے بچو۔ کیونکہ وہ تمہارے بدنوں پر وہی اثر کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر کرتی ہے۔

مطلب۔ اس حدیث کا مطلب شعر سابق "ایں دم ابدال باشد زاں بہار" سے مربوط ہے۔ جس کی آگے تشریح آئے گی۔ واضح ہو کہ یہ حدیث مشہور و متعارف کتب حدیث میں درج نہیں ہے۔ کلید مثنوی میں لکھا ہے کہ بزرگوں کے کلام میں بعض ایسی احادیث پائی جاتی ہیں جو کتب فن میں نہیں ملتیں۔ اور محدثین کے قواعد کی رو سے بھی ان کا

حدیث ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ پس اس کی توجیہ کے دو طریق ہیں۔ ایک یہ کہ جس طرح محدثین نے احادیث منامیہ پر حدیث کا اطلاق کیا ہے۔ اسی طرح ممکن ہے۔ کہ ان حضرات کو کشف و الہام سے ان کا حدیث ہونا ثابت ہؤا ہو۔ اور احادیث الہامیہ پر حدیث کا اطلاق کر دیا ہو۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ اگر اس قسم کی احادیث حدیث نبوی نہ ہوں تب بھی مضر نہیں۔ کیونکہ ایسی حدیثوں کے ایراد سے جو غرض ہوتی ہے۔ وہ دوسری دلائل صحیحہ سے ثابت ہوتی ہے۔ پس اختلال دلیل خاص سے اختلالِ مدعا لازم نہیں آتا۔ باقی رہی یہ بات کہ غیر حدیث کو حدیث کیوں کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرات صوفیہ پر حسن ظن غالب ہوتا ہے۔ اور ان کو زیادہ تفتیش و تنقید کی نہ عادت ہوتی ہے نہ مہلت۔ اس لئے جو کچھ بھی کسی سے سُن لیتے ہیں یا لکھا ہؤا دیکھ لیتے ہیں اس پر یقین کر لیتے ہیں۔ انتہیٰ

قولِ پیغمبر شنو اے جانِ من — دُور کُن از خویشتن انکار و ظن

ترجمہ: عزیز من! پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول سنو۔ اپنے (دل) سے انکار اور بدگمانی دُور کرو۔

اختلاف۔ دوسرے نسخے میں انکار کی بجائے افکار درج ہے۔ اِس کے معنے تفکرات فضول اوہام باطلہ اور تخیلات بیہودہ کے ہیں۔ مگر ظاہر ہے کہ افکار کی بہ نسبت انکار کا لفظ زیادہ مناسب مقام ہے۔

گُفت پیغمبر ز سرمائے بہار — تن مپوشانید یاراں زینہار

ترجمہ۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ دوستو! بہار کی سردی سے جسم کو ڈھکنے کی کوشش ہرگز نہ کرو۔

زانکہ با جانِ شما آں مے کند — کاں بہاراں با درختاں مے کند

ترجمہ: کیونکہ وہ (سرمائے بہار) تمہاری جان کے ساتھ وہ عمل کرتی ہے۔ جو موسم بہار درختوں کے ساتھ کرتا ہے۔

پس غنیمت باشد آں سرمائے او — در جہاں بر عارفانِ وقت جُو

ترجمہ: پس دنیا میں اس (موسم) کی سردی (واردات غیب کے) وقت کی تلاش کرنے والے عارفوں کے لئے غنیمت ہوتی ہے۔

مطلب۔ یہاں سرمائے بہار سے فیوض و برکات غیب مراد ہیں۔ اور وقت سے وہ حالت خاص جس میں واردات غیب کا قلب پر نزول ہوتا ہے۔

در بہاراں جامہ از تن بر کنید — تن برہنہ جانبِ گلشن روید

ترجمہ۔ موسم بہار میں کپڑے بدن سے اوتار ڈالو (اور) ننگے بدن باغ کی طرف چلو۔

اختلاف۔ یہ دو شعر بعض نسخوں میں نہیں ہیں۔

لیک بگریزید از بادِ خزاں — کاں کند کاں کرد با باغ و رزاں

لغات رزاں جمع رز انگور۔

ترکیب۔ کاں کنند میں کاف تعلیلیہ ہے۔جس کا ماقبل معلول اور ما بعد علت ہے۔اور کان کرد میں کاف بیانیہ ہے۔ جس کا مبین کان کند کا اسم اشارہ ہے۔اور پہلے اسم اشارہ کا مشارالیہ سلوک محذوف اور دوسرے کا باو محذوف ہے پس تقدیر کلام یوں ہوئی کہ بادخزاں آں سلوک بکند کہ آں باد با باغ ورزان کرد +

ترجمہ۔ لیکن بادِ خزان سے بچو۔ کیونکہ یہ (تمہارے ساتھ) وہ سلوک کرے گی جو باغ اور انگوروں کے ساتھ کر چکی ہے +

راویاں ایں را بظاہر بُردہ اند ہم براں صُورت قناعت کردہ اند

ترجمہ۔ راویوں نے اس روایت کو ظاہری معنے پر حمل کیا ہے۔اور اسی صورت پر قناعت کی ہے (وہ اس کے اسرار و معانی کو نہیں سمجھے)

بے خبر بودند از سِرّ آں گروہ کوہ را دیدہ ندیدہ کاں بکوہ

ترجمہ۔ وہ جماعت (اس بات کے) راز سے بے خبر تھی۔اس نے (الفاظ کے) پہاڑ کو دیکھا مگر (اس) پہاڑ کے اندر (جواہرات معانی کی) کان کو نہ دیکھا +

آں خزاں نزدِ خدا نفس و ہوا ست عقل و جاں ہمچوں بہارست و تقا ست

لغات۔ ہوا خواہشات نفسانی۔ تقا پرہیزگاری۔ پارسائی +

ترکیب تقا کا عطف عقل وجان پر ہے +

ترجمہ (سو ہم سے سنو) وہ خزاں خدا کے نزدیک نفس اور (اس کی) خواہشات ہیں۔ عقل و روح اور دائمی پرہیزگاری بہار ہے +

اختلاف بعض نسخوں میں تقا بتائے فوقانی کی بجائے بقا بیائے وحدانی ہے۔اس صورت میں اس کا عطف بہار پر ہوگا۔ یعنے عقل و جان مثل بہار ہیں۔ اور بہار بھی سدا بہار۔ پہلے نسخے کی رو سے نفس و ہوا کے مقابلے میں تقا زیادہ مناسب ہے۔ اور دوسرے نسخے کے لحاظ سے بہار کے لئے بقا کا لفظ زیادہ موزون معلوم ہوتا ہے۔ فافہم

گر ترا عقلے ست جزوی در نہاں کامل العقلے بجو اندر جہاں

لغات عقل جزوی ناقص عقل۔ کامل العقل مرشد کامل +

ترجمہ۔ اگر تمہارے اندر عقل ناقص (و خام) ہے۔ تو دنیا میں کوئی (مرشد) کامل العقل اور باکمال تلاش کرو

مطلب مرشد کو تلاش کرنے سے یہ مقصود ہے۔ کہ وہ نفسانی خامیوں کو دور اور ناقص عقل کو حلیہ کمال سے مزین کر دے گا۔ حافظ رح ؎

مشکل خویش بر پیر مغاں بردم دوش کو بتائید نظر حلِ معما مے کرد

جزوِ تو از کُلِ او کُلّے شود عقل کل بر نفس چوں غُلّے شود

لغات کُل کمال کلّی باکمال۔ کامل ۔ غل طوق اس کے ساتھ یا بغرض تفخیم شامل ہے۔

ترجمہ ۔ تیری کمی اس کے کمال کی بدولت پوری ہو جاوے گی ۔ عقل کامل نفس (کو قابو میں رکھنے) کیلئے طوق کا کام دے گی ۔ حافظ رح

زقاطعانِ طریق آں زماں شوند ایمن | قوافلِ دل و دانش کہ مرد راہ رسید

امیر خسرو رح

تو خود فرشتہ شوا نا زخویش نتواں شد | جز آں کہ صحبت خاصانِ کردگار بود

فرشتہ مے شود و جبرئیل روحانی | کسے کہ در پئے غوث روزگار بود

پس بتاویل ایں بود کانفاسِ پاک | چوں بہار ست و حیات برگ تاک

لغات ۔ حیات زندگی ۔ تاک انگور۔

ترکیب ۔ کانفاس میں کاف بیانیہ ہے۔

ترجمہ ۔ پس تاویل کے ساتھ (اس حدیث کے) معنے یوں ہوں گے ۔ کہ (بزرگوں کے) انفاس پاک گویا (باد) بہار ہیں ۔ اور جیسوں انگوروں (وغیرہ نباتات) کے لئے مایۂ حیات ہیں ۔ ۔ ؎

زفیضِ جام تو جامی مدام جرعہ کش است | بلے نصیب بود خاک را ز کاسِ کرام

از حدیث اولیا نرم و درشت | تن مپوشاں زانکہ دینت راست پشت

ترجمہ ۔ اولیاء کی نرم و سخت باتوں سے پہلو تہی نہ کرو ۔ کیوں کہ وہ تمہارے دین کی پشت پناہ ہیں۔

گرم گوید سرد گوید خوش بگیر | تا ز گرم و سرد بجہی وز سعیر

لغات گرم و سرد گفتن ۔ سخت و سست کہنا ، گرم و سرد انقلابات ۔ حوادث ۔ مصائب ، سعیر دوزخ۔

ترجمہ ۔ (وہ خواہ) گرم (بات) فرمائیں (یا) سرد (بات) کہیں خوشی خوشی قبول کرو ۔ تاکہ تم (دنیا میں) مصائب و نوائب سے اور (آخرت میں) عذاب دوزخ سے نجات پاؤ۔

مطلب ۔ بزرگان دین کی ہر شیریں و تلخ بات کو گوش توجہ سے سننا اور حسن قبول کے ساتھ دل نشین کر لینا چاہیئے کہ وہ تمہاری اصلاح کے لئے درس ہدایت ہے ۔ صائب رح ؎

اگر بجوں ننویسی بآب زر بنویس | کہ عزت سخن اہل درد دانستنی است

گرم و سردش نو بہار زندگی ست | مایۂ صدق و یقین و بندگی ست

ترجمہ ۔ ان کی گرم و سرد باتیں زندگی (معنوی کی) نو بہار ہیں ۔ اور سچائی اور یقین اور بندگی کی پونجی ہیں۔

مطلب ۔ جس طرح بارش کا ٹھنڈا پانی اور آفتاب کی گرم دھوپ کشت و باغ کی سرسبزی و پختگی کے اسباب ہیں ۔ اسی طرح اگر طالب کی روحانی زندگی کو ایک سبزہ زار فرض کر لیں تو اس سبزہ زار کے لئے مُرشد کے گرم و سرد ملفوظات سامان شادابی و تازگی ہیں ۔ چنانچہ فرماتے ہیں ۔

زانکہ زاں بستانِ جاں زندہ ست | زاں جواہر بحرِ دل آگندہ است

لغات بستان جان روحانی باغ - عجائبات روح - بحر سمندر - آگندہ پُر - لبریز *
ترجمہ کیوں کہ ان (ملفوظات) سے ارواح کے باغ تر و تازہ ہیں - ان جواہرات (کے گرانمایہ اقوال) سے دِل کا دریا پُر (ہو جاتا) ہے *

بر دلِ عاقل ہزاراں غم بود گر ز باغِ دل خلالے کم بود

ترجمہ - عاقل (عارف) کے دل پر ہزاروں غموں کا ہجوم ہو جاتا ہے - اگر دل کے باغ سے ایک تنکا بھی کم ہو جائے
مطلب - پس باغ کی آرایش و اہتمام لازم ہے - اور اس کی آرایش و تازگی بزرگوں کے کلام سے ہوتی ہے - لیکن یہ کمی وہ ہے جو اپنے تساہل و تغافل سے واقع ہو - ورنہ جو نقصان مشیت حق سے پہنچے عارف اس سے محزون نہیں ہوتا -
حافظ رح من نہ آنم کہ بجورِ تو بنالم حاشا چاکر د معتقد و بندۂ دولت خواہم

پرسیدن عائشہ رضی اللہ عنہا از مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سرّ باران امروز چہ بود

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کرنا کہ آج کی بارش کا راز کیا تھا

پس سوالش کرد صدیقہ ز صدق با خشوع و با ادب از جوشِ عشق

لغات، صدق سچائی - راستی - خلوص - خشوع عاجزی، خاکساری - خوف *
ترجمہ - پس صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صدق و خشوع اور ادب اور عشق کے جوش سے سوال کیا *

کاے خلاصہ ہستی و زبدہ وجود حکمتِ بارانِ امروزی چہ بود؟

لغات، خلاصہ ہستی - تمام مخلوق کے کمالات کا جامع - زبدہ مکھن - انتخاب کیا ہوا - برگزیدہ - خلاصہ ہستی اور زبدہ وجود دونوں مرکب اضافی بفک اضافت واقع ہوئے ہیں *
ترجمہ - کہ اے انتخاب موجودات اور اے برگزیدۂ موجودات آج کی بارش میں حکمت کیا تھی ؟

ایں ز باراں ہائے رحمت ہاست یا بہرِ تہدیدات و عدلِ کبریا

لغات - تہدید - دھمکی - انذار - اظہار ناراضگی - عدل - انصاف - بے رعایت فیصلہ جو سختی کے ساتھ کیا جائے
ترجمہ - یہ لطف و رحمت کی بارشوں سے ہے - یا دھمکیوں اور خداوندی عدل کے لئے ہیں *

ایں از آں لطفِ بہاریات بود یا ز پائیزی پُر آفات بود

لغات لطف مہربانی بہاریات سامان بہار پائیزی پائیز موسم خزاں پائیزی خزاں کا *
ترجمہ - یہ (باران) اس مہربانی اور بہاری سامان کی قسم سے تھا - یا آفات بھری خزانی بارشوں کی قسم سے

گفت ایں از بہرِ تسکینِ غم است کز مصیبت بر نژادِ آدم است

لغات - تسکین - کسی چیز کی تیزی کو دھیما کرنا - ساکن کرنا - تسلی دینا - نژاد نسل - اولاد +

ترجمہ - فرمایا یہ مینہ (غیبی تسلی ہے جو) اس غم کو فرو کرنے کے لئے ہے - جو نسل آدم پر مصیبت نازل ہونے) کی وجہ سے (طاری) ہے +

مطلب - مدعاے جواب یہ ہے - کہ یہ باران نہ تو بہاری ہے - کہ اس سے قلوب عارفین پر افاضہ کمالات مقصود ہو اور نہ خزانی ہے کہ لوگوں کو اس سے اوصاف ذمیمہ میں مبتلا کرنا مطلوب ہو - بلکہ لوگوں کو محض اس غم سے تسکین دینے کی غرض سے ہے - جو نزول مصائب سے ان کے دل پر چھا جاتا ہے - آگے اس باران تسکین کی حکمت بیان فرماتے ہیں -

گر بر آں آتش بماندے آدمی بس خرابی اوفتادے و کمی

ترجمہ - اگر آدمی اس آتش (غم) میں (جلتا بھنتا) رہتا - تو دنیا کے انتظام میں بڑا خلل اور نقصان واقع ہو جاتا

مطلب - غم کی وجہ سے انسان پراگندہ حال، شکستہ خاطر اور دوں ہمت بن جاتا ہے - اور اس وجہ سے مہمات زندگی اور مشاغل حیات میں اس سے تصور و کوتاہی عمل میں آتی ہے - جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے نظام منزل میں خلل آ جاتا ہے - اور اس طرح جب بہت سے لوگ غم میں مبتلا ہوں تو متعدد منازل کے خلل پذیر ہونے سے نظام مدنیت درہم برہم ہو جائے - حافظ رح ؎

من بکدام دل خوشی سے خورم و طرب کنم کز پس و پیش خاطرم لشکرِ غم کشیدہ صف

ایں جہاں ویراں شدے اندر زماں حرصہا بیروں شدے از مردماں

لغات حرص حرّ منافع اور جلب فوائد کا شوق - لہذا حرص کا مفہوم مطلقاً مذموم نہیں - بلکہ جب فوائد مباح کا شوق ہو تو وہ حرص مباح ہے - اور جب امور حسنہ کا شوق ہو تو وہ حرص محمود ہے - قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں آیا ہے - حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ

ترجمہ - یہ جہان اسی وقت ویران ہو جاتا - حصول فوائد کا خیال لوگوں کے (دلوں) سے نکل جاتا +

مطلب - چونکہ شدت غم کا نتیجہ یاس و نا امیدی ہے - اس لئے مبتلائے غم حصول منافع کے لئے ساعی نہیں ہوتا - اور حرص مباح جو سامان حیات کی بہم رسانی کے لئے ضروری ہے - اس سے دستکش ہو جاتا ہے - جو اس کے سلسلہ معیشت کی برہمی کا موجب ہے - اقبال سلمہ اللہ ؎

ایکہ در زندان غم باشی اسیر از نبی تعلیم لا تحزن بگیر
ایں سبق صدیق را صدیق کرد سرخوش از پیمانۂ تحقیق کرد
از رضا مسلم مثالِ کوکب ست در رہِ ہستی تبسم بر لب ست
گر خدا داری زغم آزاد شو از خیالِ بیش و کم آزاد شو

استنِ ایں عالم اے جاں غفلت ست ہوشیاری ایں جہاں را آفت ست

لغات - اُستُن الف اور تاء کے ضمہ سے ستون - عماد - غفلت لاپروائی عدم احساس - ہوشیاری احساس ۔

ترجمہ - اے عزیز اس جہان کا ستون (جس پر اس کا قیام ہے) غفلت ہے - ہوشیاری اس جہان کیلئے آفت ہے - صائب رح ؎

ہشیار زیستن نہ ز قانونِ حکمت ست ۔۔۔ در کارخانۂ کہ نظامش ز غفلت ست

مطلب - اس شعر میں غفلت سے قلّت احساس، لاپروائی، بے خودی، سُکر و مستی وغیرہ - اور ہوشیاری سے فرطِ احساس، اور شدّت تاثّر، مراد ہے - اوپر یہ ذکر تھا کہ جب نزول مصائب سے لوگ مبتلائے غم و الم ہوتے ہیں اور شدت غم سے یہ خطرہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مشاغل سے دستکش ہو جائیں گے - اور نظام عالم مختل ہو جائے گا - تو قدرت رّبانی اُن پر تسکین و تسلی کا مینہ برسا دیتی ہے - تاکہ وہ غم و الم کی تاثیرات کو محسوس نہ کریں ۔ حافظ رح

فتنہ می بارد ازیں طاق مقرنس برخیز ۔۔۔ تا بہ میخانہ پناہ از ہمہ آفات بریم

اب مولانا فرماتے ہیں - کہ یہی عدم احساس یا غفلت ہے - جس نے نظام عالم کو سنبھال رکھا ہے - اگر اس غفلت و مستی کا سلسلہ منقطع ہو کر ہوشیاری و شدت تاثر کا عمل شروع ہو جائے - تو ایک ہنگامۂ رستخیز برپا ہو کر یہ جہان تباہ و برباد ہو جائے - صائب رح ؎

گلے کہ رنگے شگفتن ندید ہشیاری ست ۔۔۔ عمارتے کہ نگردد خراب ہمواری ست

قرآن پاک کی زبان میں اس باران بے خودی کو نُعاس کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے - جس کے لغوی معنے اونگھ کے ہیں - جب ہجرت کے دوسرے سال کفر و شرک کی طاغوتی طاقتیں اسلام کو پامال کرنے کے لئے پورے ساز و سامان کیساتھ ایک ہزار کی جمعیت لے کر مدینے پر حملہ آور ہوئیں - اور ان کی مدافعت کے لئے جو پرستاران توحید بے سامانی کی حالت میں میدان بدر میں نکلے - ان کی تعداد صرف تین سو تیرہ تھی - تو یہ ایک اور چار کی نسبت اور یہ بے سامانی و باسامانی کا مقابلہ مسلمانوں پر سخت غم و حزن اور فکر و اندوہ طاری کر رہا تھا - پس قدرت ربانی سے اُن پر یہی "نعاس" جس کو مولنا غفلت سے اور دوسرے اہل سلوک سکر و بے خودی سے تعبیر کرتے ہیں چھا گئی - جس سے سب غم و خوف زائل ہو گیا - حتےٰ کہ ان مٹھی بھر مسلمانوں نے عزم و ہمت کی تلواریں اُٹھائیں تو کفر و شرک کی تمام تاریک گھٹاؤں سے مطلع صاف تھا - اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَیُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَیُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَلِیَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ (انفال ع ۲) جب (اللہ تعالےٰ) اپنی طرف سے تسکین کے لئے تم پر اونگھ طاری کر رہا تھا - اور آسمان سے تم پر پانی برسا رہا تھا - تاکہ اُس کے ذریعے سے تم کو پاک کرے - اور (وسواس و توہم کی) شیطانی گندگی کو تم سے دُور کر دے - اور تاکہ تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے اور اسی کے ذریعے سے تمہارے پاؤں جمائے رکھے ۔

پھر ہجرت کے تیسرے سال جب کوہ احد کے دامن میں فوج اسلام کے بعض غیر مآل اندیش اشخاص کی غلطی سے فتح اسلام چند گھڑیوں میں شکست سے بدل گئی - اور گھبراہٹ کے طوفان بے تمیزی میں یہ بات اڑ گئی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو مسلمانوں کے اوسان خطا ہو گئے - ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں - اُن کے حوصلے پست ہو گئے - اس وقت بھی اس قادر مطلق کی حکمت سے وہی "نعاس" مسلمانوں کے زخم خوردہ قلب کا درد رفع کرنے کے لئے دوائے مسکّن کا کام کر گئی ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا یَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ الآیہ (آل عمران ع ۱۶) یعنے پھر غم کے بعد اللہ تعالےٰ نے تم کو اطمینان دیا - تم میں سے بعض کو اونگھ آنے لگی - صائب رح

زفتنش بے خودی از بیر دو کون آزادم حظ پیالہ ز غمہا خطِ امانِ من است

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے اس نعاس یعنی تسکین احساس کو "نوم" کے لفظ سے ادا کیا ہے آپ فرماتے ہیں۔ ان للنکبات نہایات لا بدّ لاحد اذا نکب من ان ینتھی الیھا فینبغی للعاقل اذا اصابتہ نکبتہ ان ینام لھا حتی تنقضی مدتھا فان فی دفعھا قبل انقضاء مدتھا زیادۃ فی مکروھھا (تاریخ الخلفاء) یعنے گردشیں کبھی نہ کبھی ختم ہو جاتی ہیں۔ جب کوئی شخص اس قسم کے ابتلاء میں پڑتا ہے۔ تو اُس کی گردش کا خاتمہ ضرور ہوتا ہے۔ لہٰذا دانا آدمی کو چاہیئے۔ کہ جب اس کو کوئی مصیبت پیش آئے تو اُس کے آگے سو رہے۔ یہاں تک کہ اُس کی مدت گذر جائے۔ کیوں کہ اس کی مدت کے گذرنے سے پیشتر اُس کی مدافعت کرنا اس کی سختی کو بڑھاتا ہے۔ غنی رح ؎

ہوس ست کہ سرمایۂ صد درد سر است فارغ بال آں کہ از جہاں بیخبر است
در بیضہ نے کنند مرغان فریاد ہر چند کہ بیضہ از قفس تنگ تر است

ہوشیاری زاں جہان ست و چو آں غالب آید پست گردد ایں جہاں

ترجمہ۔ ہوشیاری (خالص) اگلے عالم کی چیز ہے۔ اور جب وہ (یعنے ہوشیاری) غالب آجاتے تو یہ جہان پست ہو جاتا ہے۔

مطلب۔ اوپر یہ ذکر تھا۔ کہ نظام عالم کا سلسلہ قائم رکھنے کیلئے قدرت ربانی انسان پر کچھ نہ کچھ غفلت کی حالت طاری رکھتی ہے۔ تاکہ شدید احساسات و انتباہات اس کو دنیا سے دل گرفتہ نہ کر دیں۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ شدت احساس و انتباہ کوئی بُری چیز ہے۔ بلکہ وہ ایک اچھی حالت اور بہتر صفت ہے۔ چنانچہ مولنا فرماتے ہیں۔ کہ شدت احساس یعنے ہوشیاری کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے۔ اور اس کا خاصہ ہے۔ کہ جب انسان کے دل پر طاری ہو جاتے۔ تو اُس کو آخرت کے خیال کے سوا اور کچھ نہیں سوجھتا۔ اور دنیا اس کی نظر میں پست و حقیر اور ایک ناقابل اعتنا چیز بن جاتی ہے۔ جیسے بقول حضرت نظامی رح قیس مجنوں اپنی اس حالت "ہوشیاری" کا نقشہ کھینچتا ہے۔ خط کشیدہ الفاظ کا خیال رہے۔ ؎

من کا مدہ ام دریں خرابات پیوند بریدہ از قرابات
غیبت نہ کنم حد فنا زم غافل نزیم غلط بنازم
زاں پیش کا جل گریز گوید آواز رحیل خیز گوید
بر خاستہ ام بروزِ ایں زور بر داشتہ راہ گنج زیں گور

ہوشیاری آفتاب و حرص یخ ہوشیاری آب و ایں عالم وسخ

لغات۔ یخ برف وسخ میل کچیل۔

ترجمہ۔ ہوشیاری مثل آفتاب ہے۔ اور حرص گویا برف ہے۔ ہوشیاری پانی ہے۔ اور یہ جہان میل کچیل۔

مطلب۔ جس طرح تابش آفتاب سے برف پانی بن کر بہ جاتی ہے۔ اور جس طرح جسم وجامہ کا میل پانی میں گھل مل کر

بہ جاتا ہے۔ اِسی طرح جذبات و حسیات کی شدت سے جو دل گرفتگی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ دنیا اور اس کی حرص کو دِل سے دھو ڈالتی ہے:۔ ؎

دِل چوں گرفتہ باشد ماتم سرا ست عالم — واں را کہ دل شگفتہ است تماشہ جہاں شگفتہ بیست

زاں جہاں اندک ترشح مے رسد — تانہ خیزد زیں جہاں حرص و حسد

لغات۔ ترشح ٹپکنا۔ اترنا۔ نازل ہونا۔ خیزد دُور ہو جائے رفع ہو جائے ÷

ترجمہ۔ عالم بالا سے کسی قدر (غفلت یا تسکین احساس کا) ترشح ہوتا (رہتا) ہے۔ تاکہ اس جہاں سے حرص اور حسد دُور نہ ہو جائے ÷

مطلب۔ نظام عالم کو قائم رکھنے کے لئے قدرت نے جبلت انسانی میں طلب منفعت اور غبطہ کے خصائل ودیعت رکھے ہیں۔ جن کو یہاں دوسرے لفظوں میں حرص و حسد کہا ہے۔ تاکہ وہ فوائد حاصل کرنے، اور فوائد حاصل کرنے والوں کی ریس کرنے میں ساعی رہ کر کاروبار عالم میں حصّہ لے۔ اور اسی طرح ہر شخص اپنے اپنے دائرہ عمل میں ساعی رہ کر عمران عالم کا باعث بنے۔ مگر چونکہ بعض دوسری روحانی تاثیرات مثلاً المناک مصائب کا نزول اور مواخذہ آخرت کا فکر وغیرہ انسان کے دِل کو اچاٹ کرنے والے۔ اور مذکورہ حرص و حسد سے باز رکھنے والے امور بھی اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں کما قیل ؎

فکرِ معاش ذکرِ بتاں یادِ رفتگان — دو دن کی زندگی میں بھلا کوئی کیا کرے

لہذا غیب سے انسان پر مذکورہ قسم کی غفلت کا چھینٹا پڑتا رہتا ہے۔ جس سے اس کے دِل کے احساسات و تاثیرات دھیمی پڑ جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک آدمی جب نقصان مال یا زوال آبرو کی ایسی المناک منزل سے گذرتا ہے۔ جو انسانی طاقت کے لئے بظاہر ناقابل برداشت ہو۔ یا جب کسی ایسے محبوب ترین عزیز کو سکرات موت کی آخری ہچکیوں سے دم توڑتے دیکھتا ہے۔ جس کی جدائی میں وہ لمحہ بھر کے لئے صبر نہیں کر سکتا تھا۔ تو خیال ہوتا ہے۔ کہ اب عنقریب وہ گھل گھل کر مر جائے گا۔ اور ہفتہ دو ہفتہ میں اس کی زندگی کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ مگر جونہی کہ وہ واقعات گذر جاتے ہیں۔ اور مرورِ ایام ان واقعات کی تازگی پر کہنگی کا پردے پر پردہ ڈالتی جاتی ہے۔ تو پھر دنیا کے تماشے اور عالم کی دلچسپیاں اس کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ اور وہ اسی طرح خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرتا نظر آتا ہے۔ اسی طرح مزے سے گوناگون نعمتیں کھاتا پیتا ہے۔ اور اسی طرح دوستوں میں ہنستا کھیلتا ہے۔ اور یہی مطلب ہے غیب سے اس پر غفلت کے مترشح ہونے کا۔

صائبؒ ؎ پیچ ماند چو آئینہ در دائرۂ حیرانی — ہر کہ از سادہ دلی شد بتماشا مشغول

گر ترشح بیشتر گردد ز غیب — نے ہنر ماند دریں عالم نہ عیب

ترجمہ۔ اگر غیب سے (مذکورہ غفلت کا) ترشح زیادہ ہو۔ تو نہ اس عالم میں ہنر رہے نہ عیب ÷

مطلب۔ عالم غیب کے ترشح کو اوپر غفلت کہا تھا اس کی کثرت و شدت کی حالت کو اہل طریقت سُکر و مستی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ جو مشاہدہ ذات اور تجلی حق سے پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ عقل و ہوش اس سے آدمی معطل ہو جاتا ہے اس لئے اِس کے تمام اوصاف محمودہ و مذمومہ ناپید ہو جاتے ہیں۔ پس اس ترشح کا اعتدال و توسط

بھی ایک غیبی نعمت ہے +

این ندارد حد سوئے آغاز رو — سوئے قصۂ مرد چنگی باز رو

ترجمہ - اس (بحث) کی کوئی حد نہیں - اب آغاز کی طرف چلو - سرنگی بجانے والے کی کہانی پھر چھیڑو +

بقیۂ قصہ پیر چنگی و بیان مخلص آں

پیر چنگی کا باقی قصہ اور اس کے خلاصے کا بیان

مطربے کز وے جہاں شد پُر طرب — رُستہ ز آوازش خیالاتِ عجب

ترجمہ - وہ گانے بجانے والا جس سے جہاں میں سرود کی دھوم مچ چکی تھی - جس کی آواز سے عجیب (وغریب عشقیہ) خیالات پیدا ہو چکے تھے +

از نوایش مرغِ دل پرّاں شدے — وز صدایش ہوش جاں حیراں شدے

لغات - نوا آواز - پرّاں پرواز کرنے والا - صدا گونج - مجازاً ہر آواز کو کہدیتے ہیں +

ترجمہ - جس کی آواز سے دل کا پرندہ اُڑنے لگتا تھا - جس کی صدا سے جان کے ہوش حیران ہوتے تھے +

چوں برآمد روزگار و پیر شد — بازِ جانش از عجز پشہ گیر شد

لغات - روزگار برآمدن - عمر ڈھلنا - از سببیت کے لئے - پشہ گیر مچھر کا شکاری یا مچھر کا شکار

ترجمہ - جب (اس کی) عمر ڈھل گئی - اور وہ بوڑھا ہو گیا (۱) تو اس کی ہمت کا باز کمزوری کے سبب سے (کبوتروں کو چھوڑ کر) مچھر کے شکار پر اکتفا کرنے لگا - (۲) یا یوں کہو کہ اس کی ہمت کا باز کمزوری کے سبب سے مچھر کی گرفت میں آجاتا تھا +

باز چہ اگر پیل باشد بے گماں — پشہ اش سازد ضعیف و ناتواں

ترجمہ - مگر تقدیر کے کام بھی عجیب ہیں چنانچہ) باز تو کیا چیز ہے - اگر ہاتھی بھی ہو - تو (تقدیر ربانی سے) ایک مچھر اس کو ضعیف و ناتوان کر سکتا ہے +

اختلاف - ایک نسخے میں باز گرچہ پیل باشد بے گماں لکھا ہے - گو اس نسخے کی صورت میں بھی مطلب وہی نکل آتا ہے - مگر پہلے نسخے کے اسلوب میں خاص زور ہے - فافہم

پشتِ او خم گشت ہمچوں پشتِ خُم — ابرواں بر چشم ہمچوں پاردم

لغات خم مٹکا - پاردم دُمچی - صنائع خم و خُم میں تجنیس +

ترجمہ۔ اُس کی پشت مٹکے کی پشت کی طرح خمدار ہو گئی تھی۔ اُس کے ابرو آنکھوں پر دیچی کی طرح تھے۔

گشت آوازِ لطیف و جانفزاش — ناخوش و مکروہ و زِشت و دلخراش

لغات۔ لطیف نازک۔ پاکیزہ۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا۔ زِشت بُرا۔ دِل خراش دِل کو چھیلنے والا۔
ترجمہ۔ اس کی نرم و نازک اور جان کو بڑھانے والی آواز۔ خراب، مکروہ۔ بُری اور دِل خراش بن گئی۔

آں نوا کہ رشکِ زُہرہ آمدہ — ہمچوں آوازِ خرِ پیرے شدہ

لغات۔ زہرہ ایک ستارے کا نام ہے۔ جس کو اہلِ تنجیم ایک گانے بجانے والی عورت کا ہم شکل سمجھتے ہیں۔ بلکہ پرانے افسانوں میں مشہور ہے کہ وہ ایک مغنیہ عورت تھی۔ جو جادو کے زور سے آسمان پر چڑھ گئی اور ستارہ بن گئی جس کا ذکر اور راس کی بحث شرح ہذا کے پہلے حصہ میں ہاروت ماروت کے قصّے کے ضمن میں مندرج ہے۔ اس مشہور عام قصّے کی بنا پر مولانا رح نے شاعرانہ محاورے میں اس چنگ نواز کی آواز کو رشکِ زہرہ کہدیا۔ اگرچہ فی الحقیقت نہ زہرہ ستارہ کوئی مغنیہ ہے۔ اور نہ اُس کو کسی کی آواز پر رشک ہو سکتا ہے۔
ترجمہ۔ وہ آواز جو زہرہ (لولیِ فلک) کے لئے (موجب) رشک ثابت ہو چکی تھی۔ ایک بڈھے گدھے کی آواز سے مشابہ رہ گئی تھی۔

خود کُدامیں خوش کہ آں ناخوش نشد — یا کُدامیں سقف کاں مُفرش نشد

لغات۔ سقف چھت۔ مفرش۔ فرش، پامال، لگدکوب۔
ترجمہ۔ (اور ایسا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں) بھلا ایسا کونسا خوش دِل ہے۔ جو کبھی ناخوش نہیں ہؤا۔ یا کونسی چھت ہے جو (آخر گر کر) فرش نہیں ہو گئی۔

غیرِ آوازِ عزیزاں در صُدُور — کہ بود از عکسِ دمشاں نفخِ صُور

لغات۔ صدور جمع صدر۔ بواطن۔ نفخ صور۔ صور پھونکنا۔ جس کو قیامت کے وقت اسرافیل علیہ السلام دو مرتبہ پھونکیں گے۔ پہلے نفخ صور کی آواز سے تمام لوگ مرجائیں گے۔ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب مُردے دوبارہ زندہ ہوکر قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ یہاں دوسرا نفخ صور مراد ہے۔ عکسِ دم آواز کا عکس۔ گونج، صدائے بازگشت، عکسِ دمشاں میں فک اضافت ہے۔
ترجمہ۔ بخلاف (اللہ کے) پیاروں کی آواز کے (جو اُن کے) باطنوں میں (ہوتی ہے) کہ نفخ صور بھی اُن کی آواز کی صدائے بازگشت ہے۔

مطلب۔ جس طرح اصل آواز اپنی صدائے بازگشت سے رتبتہً افضل ہوتی ہے۔ اسی طرح ان بزرگوں کی آواز باطنی نفخ صور سے افضل ہے۔ کیونکہ نفخ صور سے تو صرف جسم زندہ ہوں گے۔ اور بزرگوں کی آواز سے جس سے ان کے فیوض و برکات مراد ہیں۔ حیات روحانی حاصل ہوتی ہے۔ اور جب حیات روحانی حیات جسمانی سے بزرگ و افضل ہے تو اُس کا سبب بھی مؤخر الذکر کے سبب سے افضل ہونا چاہیئے۔

آں درونے کیں درو نہاں مست زوست نیستے کیں ہستہا ماں ہست ازوست

لغات - درون ، باطن - نیست ، فانی ، فنا فی اللہ ، درونے اور نیستے کی یا تفخیم کے لئے ہے +

ترجمہ - (ان خاصان حق کے) وہ باطن (ہیں) جن سے یہ (ہمارے) باطن مست ہیں - وہ (ایسے) فانی (ہیں) جن کی بدولت ہماری ہستیاں قائم ہیں - صائب رح ؎

سنگ را سازند لعل از روئے دل چوں آفتاب خاکہا را زر نگار از چہرۂ زریں کنند

کہربائے فکر و ہر آواز اوست لذت الہام و وحی و راز اوست

لغات - کہربا - ایک مہرہ ہوتا ہے کہ اس کو چرم پر رگڑ کر تنکے کے قریب لے جائیں تو وہ اس کو کشش کرتا ہے +

ترجمہ - اس (پیارے) کی آواز فکر دنیا کو (یوں) لے جاتی ہے - جس طرح تنکے کو) کہربا لے جاتا) ہے (وہ آواز) الہام اور وحی اور اس کے راز کی لذت (بخشنے والی) ہے +

مطلب - جو شخص دنیوی خیالات میں سرشار اور مقاصد رذیلہ کی دھن میں مست ہو - جب اس کے کان میں ان خاصان حق کی آواز پہنچتی ہے - تو اُن کے سب فاسد خیالات دُور ہو جاتے ہیں - اس آواز میں وحی اور راز وحی کی لذت پائی جاتی ہے - جس سے ظاہر ہے - کہ وہ آواز غیبی تحریک سے ہوتی ہے +

چونکہ مطرب پیر تر گشت و ضعیف شد ز بے کسبی رہین یک رغیف

لغات - بے کسبی کمائی نہ کرنا - بے روزگاری - رہین - مرہون - گروی ، مراد محتاج ، احسان مند - رغیف ، روٹی +

ترجمہ - جب گویا بہت بوڑھا ضعیف ہو گیا (اور) بے روزگاری کے سبب سے ایک ایک روٹی کے لئے (لوگوں کا) مرہون (منت) ہوتا پھرتا تھا - تو —

گفت عمر و مہلتم دادی بسے لطفہا کردی خدایا با خسے

لغات - خس فارسی میں گھاس تنکا ؛ ایک خاص خوشبودار گھاس کا نام ہے - اور عربی میں بمعنے فرومایہ ، ذلیل ، کمینہ یہاں دونوں معنے چسپاں ہو سکتے ہیں +

ترجمہ - تو اس نے دُعا کی کہ الٰہی تو نے مجھ کو زندگی بخشی اور بہت سی مہلت عطا فرمائی - ایک (مجھ ایسے) کمینے (یا تنکے) کے ساتھ تو نے بڑی مہربانیاں کیں - جامی رح ؎

ہر سر مو بر تنم ار گردد زبان شکر گو کے توانم کردن از شکرت سر موئے ادا

معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال باز نگرفتی ز من روزے نوال

لغات - ورزیدن اختیار کرنا - ہفتاد ، ستر - باز نگرفتی ، تو نے بند نہیں کیا - نوال بخشش ، انعام +

ترجمہ - میں ستر سال تک (برابر) گناہوں میں مشغول رہا - مگر تو نے (اپنی عنایت بے نہایت سے جو انعام مجھ پر جاری کر رکھا تھا) بند نہیں کیا +

سعدی رح: ولیکن خداوند بالا و پست — بعصیان در رزق بر کس نہ بست

نیست کسب امروز مہمانِ تو ام — چنگ بہر تو زنم کانِ تو ام

لغات - کسب، روزگار، کمائی، وجہ معاش - کانِ تو ام، کہ مملوکِ تو ہستم، آن بمعنے مملوک۔

ترجمہ - آج میں کچھ کما نہیں سکتا (لہذا) تیرا مہمان (بن کر آیا) ہوں - تیرے لئے سرنگی بجاؤں گا کیونکہ میں تیرا ہی مملوک ہوں۔

چنگ را برداشت شد اللہ جوے — سوئے گورستانِ یثرب آہ گوے

لغات - اللہ جوئے، طالب خدا - اللہ کی تلاش کرنے والا - یثرب، مدینہ منورہ کا قدیمی نام ہے - یثرب کے لغوی معنے ہیں تباہ ہوگیا - چونکہ یہ شہر ایام قدیم میں موسمی بخار کی شدت سے تباہ و برباد ہوجاتا تھا - اس لئے یہ اس کا نام مشہور ہوگیا - مگر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرما کر اس شہر کو اپنا وطن بنا لیا، تو اس نام سے جس میں بدفالی پائی جاتی ہے لوگوں کو منع فرمایا - اور اہل اسلام اس وقت سے اس شہر کو مدینۃ الرسول (رسول کا شہر) کہنے لگے - جو پھر مخفف ہو کر مدینہ مشہور ہوگیا - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی برکت سے اس وبائی بخار کا دورہ بھی موقوف ہوگیا جو یثرب کی وجہ تسمیہ تھا۔

ترجمہ - (یہ کہہ کر) سرنگی اٹھائی - اور خدا کی طلب میں قبرستان یثرب کی طرف آہ و زاری کرتا چلا کھڑا ہوا۔

گفت خواہم از حق ابریشم بہا — کو بہ نیکوئی پذیرد قلب ہا

لغات - ابریشم بہا، بعض ممالک میں سرنگی کے تار ریشم سے بناتے ہیں - اور ابریشم بہا کے معنے سرنگی بجانے کی اجرت اور یہ شئے قلیل سے کنایہ ہوتا ہے - قلب، کھوٹا سکہ۔

ترجمہ (اور) کہنے لگا (آج) میں حق تعالٰے سے اپنے گانے بجانے کی اُجرت مانگوں گا - کیوں کہ وہ ناکارہ چیزوں کو بھی معقول معاوضے کے عوض قبول کر لیتا ہے۔

مطلب - اگرچہ اب میرا گانا بجانا سابقہ ٹھاٹ پر نہیں رہا - کہ قابل سماع اور موجب انعام ہو - مگر مجھے درگاہِ خدا میں گا بجا کر معاوضے کی امید رکھنی چاہیئے - کیوں کہ وہی ہے جو ناقابل قدر چیزوں کی بھی قدر کیا کرتا ہے - اس معنے کے لحاظ سے دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کی علت ہے، اور کو بہ نیکوئی الخ کا کاف تعلیلیہ ہے - نہ کہ بیانیہ کما یتوھم۔

چنگ زد بسیار و گریاں سر نہاد — چنگ بالیں کرد و بر گورے فتاد

لغات گریاں اسم حالیہ گریستن سے، بالیں، سرہانا۔

ترجمہ - خوب سرنگی بجائی اور روتے روتے سر رکھدیا - سرنگی کو سرہانے رکھ کر ایک قبر پر گر پڑا (اور سو گیا)

خواب بردش مرغِ جاں از حبس رست — چنگ و چنگی را رہا کرد و بجست

ترجمہ - اس کو نیند آگئی - طائر روح (پابندی جسم کے) پنجرے سے چھوٹ گیا - سرنگی اور سرنگی بجانے والے دونوں

کو چھوڑ کر نکل گیا۔

گشت آزاد از تن و رنجِ جہاں   در جہانِ سادہ و صحرائے جاں

لغات۔ رنجِ جہاں۔ دنیا کے بکھیڑے۔ جہانِ سادہ عالمِ بسیط وہ عالم جو کمیت اور مادیت سے پاک ہے۔ یعنی عالم غیب عالم ارواح۔ صحرائے جان۔ عالم ارواح۔

ترجمہ۔ وہ جسم سے اور دنیا کے جھگڑوں (جھمیلوں) سے چھوٹ گیا (ایک) بسیط عالم اور مقام ارواح میں (جا پہنچا)۔

فائدہ۔ خواب کی کیفیت اُس کی ماہیت، اور اُس کے متعلق شریعت و طریقت کے نقطہ نظر سے بحث اس شرح کے پہلے حصّہ میں مفصل گذر چکی ہے۔

جانِ اُو آنجا سرایاں ماجرا   کاندریں جا گر بماندندے مرا

لغات۔ سرایان اسم حالیہ سرائیدن گانا سے۔ ماجرا داستان، قصہ۔ ماندن۔ چھوڑنا، رہنے دینا۔

ترجمہ۔ (مطرب تو تھا ہی) اس کی جان وہاں جا کر بھی اپنی داستان کے گیت گانے لگی۔ کہ کاش مجھ کو اسی جگہ رہنے دیتے۔

خوش بُدے جانم ازیں باغ و بہار   مستِ ایں صحرائے غیب لالہ زار

ترجمہ (تاکہ) میری جان اس باغ و بہار سے خوش ہوتی۔ اس صحرائے غیب سے جو لالہ زار ہے مست (رہتی)

بے پر و بے پا سفر مے کردمے   بے لب و دنداں شکر مے خوردمے

ترجمہ۔ میں پر اور پاؤں کے بغیر سفر کرتا۔ لب اور دانتوں کے بغیر شکر کھاتا۔

مطلب۔ چنگی کہتا ہے کہ چونکہ اس حالت میں میری روح کا جسم سے تعلق نہ ہوتا۔ اس لئے مجھے سیر ملکوت کی نعمت حاصل ہوتی۔ اور جوارح جسم کی ضرورت نہ ہونے سے چلنا پھرنا اُڑنا اور لذتوں سے متمتع بلا توسط جوارح حاصل ہوتا۔

ذکر و فکرے فارغ از رنجِ دماغ   کردمے باساکنانِ چرخ لاغ

لغات۔ لاغ، خوشی و مسرت، ہنسی کھیل۔

ترکیب۔ ذکر و فکر موصوف اور فارغ مع اپنے متعلق کے مل کر فاعل ہوا حاصل مے شد سے اس کا فعل مقدر۔

ترجمہ (اگر مجھے یہاں رہنا میسر ہوتا۔ تو) ایسا ذکر و فکر (کرنے کا موقع میسر ہوتا) جو تکلیف دماغ سے فارغ (ہوتا) میں آسمان والوں کے ساتھ خوشیاں مناتا۔

مطلب۔ رنج دماغ سے فارغ ذکر و فکر کا مطلب یہ ہے کہ عالم ارواح میں جو لذائذ حاصل ہوتے ہیں ان کے لئے اعضا و جوارح کے توسط کی ضرورت نہیں بخلاف اس کے دنیا میں جو لذات حاصل ہوتی ہیں۔ اگرچہ وہ روحانی ہوں۔

مثلاً ذکر و فکر۔ چونکہ ان میں اعضا کا توسط ہوتا ہے۔ اس لئے ان اعضا پر ضرور تکلیف وہ اثر پڑتا ہے۔ مثلاً تعب دماغ اختلاج قلب لاغری بدن وغیرہ اور عالم ارواح میں خالص لذات ہی لذات ہیں۔ تکالیف کا نام تک نہیں

چشم بستہ عالمے مے دیدمے وردو ریحاں بے کفے میچیدمے

ترجمہ۔ میں آنکھیں بند کئے جہاں کی سیر کرتا۔ ہاتھ کے بغیر پھول اور ریحان چنتا +

مطلب یہاں بھی عالم ارواح میں توسل اعضا کے بغیر لذات سے متمتع ہونے کا ذکر ہے +

مرغ آبی غرق دریائے عسل عین ایوبی شراب و مغتسل

لغات۔ مرغ آبی۔ پانی کا پرندہ۔ عسل شہد۔ عین ایوبی حضرت ایوب علیہ السلام کا چشمہ جس کا ذکر مطلب کے عنوان میں آتا ہے۔ شراب پینے کی چیز۔ مغتسل نہانے کا پانی +

ترکیب۔ مرغ آبی خبر جس کا مبتدا من اور کلمہ رابطہ ہستم مقدر ہے اور اس صورت میں یہ شعر چنگی کا مقولہ ہوگا یا آں اسم اور بود فعل ناقص مقدر ہو۔ اس تقدیر پر مولانا رومؒ کا مقولہ ٹھہرے گا۔ غرق دریائے الخ صفت ہے مرغ کی جس میں عین ایوبی معطوف ہے۔ دریا پر بحذف عاطف اور شراب و مغتسل ترکیب عطفی بدل ہے عین ایوبی کا

ترجمہ۔ (۱) بقول چنگی) میں (اس وقت گویا) ایک پانی کا پرندہ ہوں (اور لطف یہ کہ پانی کی بجائے شہد میں غرق ہوں (۲) بقول مولانا رحؒ وہ (اس) وقت گویا) پانی کا ایک پرندہ تھا۔ (اور لطف یہ کہ پانی کی بجائے) شہد میں غرق تھا۔ اور چشمہ بھی حضرت ایوبؑ کا۔ جس کا پانی پینے اور جسم دھونے کے دونوں کام دیتا تھا +

مطلب۔ اس شعر میں حضرت ایوب علیہ السلام کے قصّے کی طرف تلمیح ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ شیطان لعین نے ان کو بہکانا چاہا۔ مگر چونکہ انبیاء جو معصوم ہوتے ہیں ان کے قلوب پر شیطان کا اثر و تصرف نہیں چلتا۔ اس لئے ناچار وہ ان کے جسم کو گزند پہنچانے پر آمادہ ہوگیا۔ اور ان کے جسم کو مس کر دیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ ان کے تمام بدن پر آبلے پڑ گئے۔ اور ان میں کرم چلنے لگے۔ بیماری شدت کو پہنچ گئی خویش و اقارب نے ملنا جلنا ترک کر دیا۔ مگر ان کی بیوی نے پورا حق رفاقت ادا کیا۔ اور خدمت شوہر کو دل و جان سے بجالاتی رہی۔ حضرت ایوبؑ اسی حالت زار میں بے حس و حرکت اپنے عبادت خانہ کے پاس پڑے رہتے۔ مصیبت پر مصیبت یہ ہوئی کہ تمام مال و متاع بھی تلف ہوگیا اور اولاد بھی مرگئی۔ مگر حضرت ایوبؑ نے پورے صبر و سکون اور ضبط و تحمل کے ساتھ ان تمام مصائب و آلام کو برداشت کیا۔ کبھی مرض کی شکایت اور قسمت کا گلہ زبان پر نہ لائے۔ ایک مرتبہ شیطان نے حضرت ایوبؑ کی بیوی کے سامنے نمودار ہو کر کہا۔ تمہارے شوہر سے یہ غلطی ہوئی۔ کہ خدائے آسمان کی عبادت کا پابند ہوگیا۔ اور میری عبادت نہیں کرتا۔ حالانکہ میں خداوند زمین ہوں۔ اسی لئے میں نے اس کو اس مرض میں مبتلا کیا ہے۔ اگر اب بھی وہ اپنی ضد سے باز آجائے اور میری عبادت کرنے لگے۔ تو میں ابھی اس کو تندرستی بخش دوں۔ بیوی نے یہ قصّہ حضرت ایوبؑ کے سامنے بیان کیا۔ حضرت ایوبؑ سن کر ناراض ہوئے۔ اور فرمایا وہ شیطان تھا۔ تم کو اس کی بات بھی نہ سننی چاہیئے تھی۔ خدا تو صرف ایک ہی ہے۔ جو آسمان و زمین وغیرہ سب کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اگر میں تندرست ہو جاؤں تو اس قصور کی سزا میں تمہارے سو

لاٹھیاں ماروں گا۔ اس کے بعد حضرت ایوبؑ نے بارگاہِ رب العزت میں دُعا کی جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ط اور اے پیغمبر! ہمارے بندے ایوبؑ کو یاد کرو۔ کہ انہوں نے ایک وقت اپنے پروردگار سے فریاد کی۔ کہ مجھ کو شیطان نے ایذا اور تکلیف پہنچا رکھی ہے (سورۂ ص ع۴) اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے حکم ہوا کہ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ یعنے اپنا پاؤں زمین پر مارو۔ جب انہوں نے زمین پر پیر مارا۔ تو ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ پھر ارشاد ہوا هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ یعنے یہ چشمہ تمہارے نہانے اور پانی پینے کا ہے۔ حضرت ایوبؑ کا پانی پینا اور نہانا تھا کہ مرض زائل ہونا شروع ہوگیا۔ اور چند روز میں صحت کامل حاصل ہوگئی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے مال و متاع بھی اسی طرح فراہم ہوگیا۔ اور اولاد بھی پیدا ہوگئی۔ اب اُن کو یہ فکر دامنگیر ہوا کہ بیوی کو سولاٹھیوں کی سزا دینے کا جو عہد کر چکے تھے۔ کیا ایفائے عہد کے لئے اس وفادار و خدمت گذار بیوی کی ایذا گوارا کی جائے۔ یا اس کی پاسداری کے لئے سوگند شکنی کا ارتکاب کیا جائے۔ رحمت الٰہیہ نے یہ عقدہ بھی حل کر دیا۔ اور اس طرح حل کیا۔ کہ نہ بیوی کو ایذا پہنچے نہ سوگند ٹوٹنے پائے۔ حکم ہوا وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ سینکوں کا ایک مٹھا اپنے ہاتھ میں لو اور اس سے مارلو اور قسم نہ توڑو (ص ع۴) مولنا رحہ کا مقصود مرغ آبی سے مطرب کی جان دریائے غسل اور چشمۂ ایوبؑ سے صحرائے غیب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح مذکورہ چشمہ میں نہانے اور اس کا پانی پینے سے حضرت ایوبؑ نے تمام امراض و عوارض سے شفا پائی۔ اسی طرح مطرب کے تمام غم و الم بھی صحرائے غیب میں داخل ہوتے ہی رفع ہوگئے"۔

کہ بدو ایوبؑ را پا تا بفرق　　پاک شد از رنجہا چوں نور شرق

لغات۔ فرق۔ مانگ۔ مراد سر۔ رنجہا۔ امراض، عوارض۔ بیماریاں۔ مصائب۔

ترکیب۔ یہ شعر بیان ہے عین ایوب کا جو شعر سابق میں ہے۔

ترجمہ۔ (وہ چشمہ جس (میں نہانے) سے حضرت ایوبؑ پاؤں سے سر تک دُکھوں سے پاک ہوگئے (اور مشرق کے نور (یعنے آفتاب) کی طرح (چمکنے لگے)۔

گر بود ایں چرخ دہ چندے کہ ہست　　نیست نزد آں جہاں جز تنگ و پست

ترجمہ۔ اگر یہ آسمان اپنی موجودہ فراخی سے دس گنا ہو جائے (تو پھر بھی) اس جہان (یعنی عالمِ غیب کے مقابلہ میں تنگ و پست کے سوا کچھ نہیں۔

مطلب۔ عالم غیب اس قدر وسیع و غیر محدود ہے۔ کہ آسمان اگر دس گنا بھی ہو جائے تو اس کے آگے پھر بھی کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ اس کی وجہ یہ کہ آسمان مادی و مقداری اور محدود ہے اور وہ عالم مادہ اور مقدار سے پاک اور غیر محدود ہے۔

مثنوی در حجم گر بودے چو چرخ　　در نگنجیدے درو زاں نیم برخ

لغات۔ حجم بروزن بزم موٹائی۔ ضخامت۔ برخ۔ پارہ۔ تھوڑا سا حصّہ۔

ترجمہ - (یہ) مثنوی اگر حجم میں آسمان کے برابر ہوتی تو بھی اس میں اس (عالم) کے بیان کا نیم پارہ نہ سماتا ۔

مطلب - مطرب کی روح عالم غیب کی سیر کر رہی ہے - مگر عالم غیب کا یہاں پورا حال بیان کرنا مشکل ہے مثنوی کی وسعت بیان اگر آسمان کے برابر بھی ہو جائے - تو اس میں اس عالم کا شمہ بھی درج نہیں ہو سکتا ۔

کایں زمین و آسمان بس فراخ کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ

لغات - بس - بہت - بکثرت - شاخ شاخ - پاش پاش - پارہ پارہ -

ترکیب - یہ شعر علت ہے - اوپر کے شعر مرغ آئی الخ کی بریں تقدیر کہ اس کا متکلم مطرب ہو - ورنہ پھر اس سے اوپر کے شعر کی علت ہوگی ۔

ترجمہ - (مطرب کہتا ہے کہ میں یہاں اس لئے خوش و خرم ہوں) کہ اس (دنیوی) زمین و آسمان نے جو (بظاہر) بڑے فراخ ہیں - تنگی کے سبب سے میرے دل کو پاش پاش کر دیا تھا - حافظ رح ؎

مرغ دلم طائرست قدسی عرش آشیاں از قفس تن ملول سیر شدہ از جہاں

ویں جہانے کاندریں خوابم نمود از گشایش پرّ و بالم را گشود

ترجمہ - اور (بخلاف اس کے) اس جہان نے جو مجھے اس خواب میں دکھائی دیا ہے - اپنی فراخی کی بدولت میرے پر پرزے کھول دیئے ۔

ایں جہان و راہش ار پیدا بُدے کم کسے یک لحظہ اینجا بُدے

لغات - پیدا - ظاہر - نمایاں - بُدے - مخفف بودے - کم بمعنے نفی ۔

ترجمہ - اگر یہ جہان اور اس کا راستہ ظاہر ہوتا - تو کوئی آدمی لحظہ بھر کے لئے بھی اس (دنیوی) جہان میں رہنا منظور نہ کرتا -

مطلب - یہ مولانا رح کا مقولہ ہے - یعنے اگر عالم ارواح کے عجائبات اور اس کی طرف جانے کا راستہ معلوم ہوتا تو کوئی شخص دنیا میں رہنا پسند نہ کرتا جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۗءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ اے پیغمبر کہو اے یہود اگر تم کو اس بات کا گھمنڈ ہے - کہ اور آدمیوں کو چھوڑ کر تم خدا کے دوست ہو - اگر سچے ہو تو موت کی تمنا کرو (جمعہ ع) یعنے جو اللہ کا خاص دوست ہوگا - اسے وہ راستہ نہایت مرغوب ہوگا جو اسے اپنے محبوب حقیقی کی طرف قریب کرنے والا ہو ۔

امر مے آمد کہ نے طامع مشو چوں ز پایت خار بیروں شد برو

ترجمہ - (ادھر غیب سے مطرب کی روح کو) حکم آتا تھا کہ خبردار ! زیادہ پاؤں نہ پھیلاؤ جبکہ تمہارے پاؤں سے (غفلت کا) کانٹا نکل چکا (جو اس عالم کا مشاہدہ کرنے سے مانع ہو رہا تھا) تو (اب دنیا میں) واپس چلے جاؤ -

مول مولے مے زد آں جا جانِ او در فراخائے عرصۂ احسانِ او

لغات - ہول ہول ٹھیرو ٹھیرو - ہول صیغۂ امر ہے بمعنے باش - تکرار کلمہ سے بیان اصرار مقصود ہے - اور حرف یا زائد ہے۔

ترجمہ اس (مطرب) کی جان وہاں (یعنی) اس (خداوند تعالیٰ) کی رحمت و جہان کے میدان میں لیت و لعل کرتی تھی۔

سوال - اگر عالم بالا کا راستہ معلوم ہونے کی صورت میں کوئی شخص دنیا میں رہنا گوارا نہ کرتا - جیسے کہ اوپر کے ایک شعر این جہاں الخ سے ظاہر ہوتا ہے - چنانچہ مطرب پر جب وہ عالم منکشف ہوگیا - تو وہ دنیا میں آنا پسند نہیں کرتا تھا - تو پھر اس کا کیا جواب کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایام حیات ختم ہوگئے تو ان کو مرنے میں تامل تھا - جیسے کہ مشکوٰۃ شریف کے باب بدء الخلق کی پہلی فصل میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے ظاہر ہے - حالانکہ اُن کو سب سے زیادہ عالم بالا کی طرف جانے کا اشتیاق ہونا چاہیئے تھا - کیوں کہ اس وقت ان سے بڑھ کر اس عالم کے حالات سے واقف اور اس کا راہ شناس کون تھا؟

جواب - چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کمال روحانی کی وجہ سے عالم سفلی (ناسوت) میں بھی عالم علوی (ملکوت) کا مشاہدہ دائمی حاصل تھا - جس کی وجہ سے وہ گویا دنیا ہی میں بہشت کی نعمتوں سے متمتع تھے - اس لئے یہ مشاہدہ اور یہ لذات روحانیہ کا تمتع ان کے لئے دنیا سے گذر جانے پر موقوف نہ تھا - ان کے لئے عالم ملکوت میں جانا اور عالم ناسوت میں قیام رکھنا برابر تھا - بلکہ دنیا میں رہنا اس لحاظ سے مرجح تھا - کہ وہ بنی اسرائیل جیسی اکھڑ قوم کو ابھی کچھ دن اور ہدایت و رہنمائی کی محتاج سمجھتے تھے - جو لوگ حضرت موسیٰؑ کی چند روزہ غیر حاضری میں گوسالہ پرستی کے شرک جیسے بدترین گناہ میں مبتلا ہوگئے - ان کی دائمی مفارقت کی حالت میں ان لوگوں کا کیسی کچھ بری حالت کو پہنچ جانے کا امکان نہ تھا - اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اجتہاد سے عالم بالا جانے کی بجائے ابھی دنیا میں اور قیام رکھنا زیادہ ضروری سمجھا - اگرچہ مشیت الٰہیہ کا تقاضا کچھ اور تھا - مذکورہ بالا مضمون یعنے عالم بالا کی سیر کو دنیا کے قیام پر ترجیح دینا عوام کے لئے ہے - جن کے قیام دنیا پر امت کے مصالح کلیہ موقوف نہیں - نیز ان کے مشاہدہ ملکوت دائمی کے لئے مفارقت ناسوت شرط ہے۔

در خواب گفتن ہاتف با عمر کہ چندیں زر از بیت المال بآں

خواب میں ہاتف کا حضرت عمرؓ سے کہنا کہ اس قدر نقدی بیت المال سے اس

مردہ کہ در گورستان خفتہ است

شخص کو دو - جو قبرستان میں سورہا ہے

آں زماں حق بر عمر خوابے گماشت ‖ تاکہ خویش از خواب نتواں نست داشت

لغات - خوابے میں یا تفخیم کے لئے ہے - یعنے گہری نیند - خواب گراں - خویش داشتن - اپنے آپ کو قابو میں رکھنا - باز رکھنا - روکنا۔

ترکیب - خویش مفعول بہ ہے - جس کی علامت مفعولیت را محذوف ہے۔

ترجمہ - اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گہری نیند طاری کر دی - یہاں تک کہ وہ اس نیند سے اپنے آپ کو روک نہ سکے +

در عجب اُفتاد کیں معہود نیست ... ویں زغیب اُفتاد بے مقصود نیست

لغات - معہود ، داخل عادت - معمولی - سرسری - بے مقصود ، بے حکمت - بلا وجہ +

ترجمہ - (حضرت عمر رض) تعجب میں پڑ گئے - کہ یہ (نیند) ہمیشہ جیسی نہیں - یہ غیب سے چھا رہی ہے بے حکمت نہیں +

سر نہاد و خواب بُردش خواب دید ... کامدش از حق ندا جانش شنید

لغات - سر نہادن ، لیٹ جانا - خواب بُرد ، نیند آ گئی - خواب دید ، سپنا دیکھا +

ترجمہ - (آپ فوراً) سر رکھ کر لیٹ گئے - اور آپ کو نیند آ گئی (تو آپ کیا) خواب میں دیکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ سے ندا آئی جو آپ کی جان نے سُنی +

آں ندائے کاصلِ ہر بانگ و نواست ... خود ندا آنست و ایں باقی صداست

لغات - اصل ، جڑ - مبدء ، اصلی - نوا ، آواز - صدا ، آواز کی گونج ، صدائے بازگشت +

ترجمہ - وہ ندا جو ہر آواز و صوت کی اصل ہے - حقیقی آواز وہی ہے - اور یہ (سب) باقی (آوازیں اس کی) گونج ہیں +

مطلب - ندائے حق سے مراد امر کُن ہے - اور وہ کلام حق ہے - تمام اصوات و افعال کی علت موجدہ ہے پس ندا سے امر کن مراد ہے - صدا سے مراد تمام افعال ہیں - خواہ وہ اصوات ہوں یا غیر اصوات قرآن مجید میں ہے اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ یعنے جب وہ کسی بات کا ارادہ کرتا ہے - تو اس کا امر یہ ہے کہ وہ کُن کہہ دیتا ہے - پھر وہ بات وقوع میں آ جاتی ہے - اس کی تحقیق یہ ہے - کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے کسی قول یا فعل کا وقوع چاہتا ہے - تو اس کو بصورت خیال اس کے دل میں القا کر دیتا ہے - پھر دل سے اس کا اثر اعضا پر پہنچتا ہے - چنانچہ اگر وہ خیال کوئی کلام ہو - تو زبان سے بطور قول ادا ہونے لگتا ہے - اگر کوئی فعل ہو تو دوسرے اعضا سے ظہور پاتا ہے - کبھی کوئی قول ہاتھ پاؤں آنکھ وغیرہ دوسرے اعضا سے بصورت اشارہ و کنایہ ظاہر ہوتا ہے - اسی طرح کبھی کوئی دوسرے عضو کا فعل زبان سے وقوع پانے لگتا ہے - جیسے چاٹنا + (حاشیہ مولانا احمد حسن رح)

تُرک و کُرد و پارسی گو و عرب ... فہم کردہ آں ندا بے گوش و لب

لغات - تُرک ، ترکستان کی ایک جنگجو قوم - کُرد ، کردستان کی نیم وحشی و صحرا نشین قوم - پارسی گو ، فارسی بولنے والا -

ترجمہ - ترک اور کُرد اور فارسی بولنے والے اور اہل عرب اس ندا کو (غیب) کو (اپنے) کان اور (متکلم کے) لب کے بغیر (سُن کر) سمجھ چکے ہیں +

مطلب۔ ہر انسان خواہ کسی ملک کا ہو، کسی قوم سے ہو۔ اور کسی زبان اور رسم کا پابند ہو۔ اُس کے دل میں اسی کے مناسبِ حال غیب سے خیال القا ہوجاتا ہے۔ جو اپنی زبان میں اُس کو سمجھ لیتا ہے۔ اور اپنی راہ و رسم کے مطابق اُس پر عمل کرتا ہے۔ یا آں ندا سے قولِ میثاق مراد ہے۔ جبکہ حق اللہ تعالیٰ نے یومِ میثاق میں فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ تو تمام ارواح نے خواہ وہ کسی نسل سے تھیں۔ اور زبان کی تمیز کلام اور فہم جنسے کسی خاص زبان کا محتاج تھا۔ بیان اس طرح پر اس کو سُنا اور سمجھا اور اس کے اعتراف میں بَلٰی کہا۔ یومِ میثاق کا ذکر اس شرح کی دوسری جلد میں گذر چکا ہے۔

ترک و کرد و پارسی گو و عرب　　فہم کردہ آں ندا بے گوش و لب

لغات۔ تاجیک وہ عربی نسل کا آدمی جس نے عجم میں نشو ونما پائی ہو۔ ایک قوم غیر عربی کا نام بھی ہے۔ زنگ ایک ملک کا نام ہے۔ جس کے باشندے نہایت سیہ فام ہوتے ہیں۔ اور اس ملک کے باشندوں کو زنگی کہتے بلکہ زنگ بھی کہہ دیتے ہیں۔

ترجمہ۔ ترک اور تاجیک اور زنگی کا کیا ذکر کیا ہی اور پتھر تک نے اس آواز کو سُنا اور سمجھا ہے۔

مطلب۔ امرِ الٰہی کا مخلوق سے متعلق ہونا صرف انسان ہی پر موقوف و منحصر نہیں۔ بلکہ حجر اور مدر وغیرہ جمادات تک اس کے امر و حکم کو سنتے اور سمجھتے ہیں۔ اور اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت خاص اس کام پر مامور کر رکھی ہے۔ کہ جن جن لوگوں یا جس جس مخلوق میں جیسی استعداد و صلاحیت ہو۔ اُس کے مطابق وہ اُن کے قلوب میں مختلف امور الہام کریں۔ چنانچہ فرمایا فیوثرون فی قلوب البشر و البھائم فتنقلب اراداتھا و احادیث نفوسھا الی ما یناسب الامر المراد ویؤثرون فی بعض الاشیاء الطبیعیۃ فی تضاعیف حرکاتھا و تحولاتھا کما یدحرج حجر فاثر فیہ ملک کریم عند ذالک فمشی فی الارض اکثر مما یستوی فی العادۃ الخ یعنی یہ ملائکہ بشر اور بہائم کے دلوں میں اثر کرتے ہیں۔ جس سے ان کے ارادے اور خیالات حالاتِ مطلوبہ کے موافق ڈھلتے رہتے ہیں۔ وہ بعض طبیعی اشیاء کی حرکتوں اور گردشوں میں بھی اثر کرتے ہیں۔ مثلاً جب کوئی پتھر لڑھکایا جاتا ہے۔ تو ایک فرشتہ فوراً اس میں اثر انداز ہوتا ہے۔ اور وہ اس تیزی سے چلتا ہے جو عادۃً تصور میں بھی نہیں آسکتی۔

ہر یکے از وے ہمے آید الست　　جوہر و اعراض مے گردند مست

لغات۔ اَلَسْتُ سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ مراد ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے یومِ میثاق میں فرمایا تھا۔ جوہر وہ موجود جو بذات خود قائم ہو۔ جس میں ملائکہ ارواح افلاک حیوانات نباتات جمادات و امثالہا مخلوقات شامل ہے۔ اعراض عرض کی جمع ہے۔ عرض جوہر کی ضد ہے۔ یعنی وہ موجود جو قائم بالذات نہ ہو۔ بلکہ اُس کا وجود کسی جوہر کا محتاج ہو۔ عرض کی نو قسمیں ہیں۔ کم۔ کیف۔ اضافت۔ این۔ ملک۔ فعل۔ انفعال۔ متی۔ وضع۔ جن کے معنی بالترتیب یہ ہیں۔ مقدار۔ حالت اور کیفیت کسی چیز کے ساتھ نسبت اور لگاؤ۔ مکان۔ کسی چیز پر حاوی و متصرف ہونا کسی پر اپنا فعل واقع کرنا۔ کسی کا فعل اپنے اوپر واقع ہونے دینا۔ زمانہ۔ نشست و ترتیب اہل حکمت کے نزدیک مخلوقات میں سے ہر چیز یا تو جوہر ہوتی ہے یا عرض ان کے سوا تیسری چیز ہرگز نہیں ہوتی۔ لہٰذا ان کے

حیوانات نباتات اور جمادات تک سب کے سب افعالِ ربانی کے تابع اور تصرفاتِ قدرت کے پابند ہیں

جوہر اور عرض

نزدیک تمام مخلوقات دس قسموں پر منقسم ہے۔ ایک جوہر اور نو اعراض۔

ترجمہ۔ لمحہ بلمحہ اس کی طرف سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کی ندا آتی ہے۔ (جس سے) جوہر اور عرض مست ہوجاتے ہیں۔ حافظ رح

نہ گل از داغِ غمت رُست نہ بلبل در باغ　　ہمہ را نعرہ زناں جامہ دراں مے داری

جامی رح　ہمہ دل دادۂ اوئیند چہ ہشیار و چہ مست　　ہمہ دیوانۂ اوئیند چہ نزدیک چہ دور

صائب رح　ما ورچہ شماریم کہ سر پنجۂ خورشید　　در خونِ شفق مے طپد از شوقِ عنانش

گر نمے آید بلیٰ زیشاں و لے　　آمدن شاں از عدم باشد بلیٰ

لغات۔ بلیٰ لام کے امالے سے بلے کا فارسی تلفظ ہے۔ صنائع بلے کی ولے کے ساتھ تجنیس ہے

ترجمہ۔ اگر (بظاہر اقرار ربوبیت کے لئے) ان (کی زبان) سے بلیٰ (کا کلمہ) نہیں نکلتا تو اُن کا عدم سے وجود میں آنا ہی (بمنزلہ) بلیٰ ہے۔

مطلب۔ اگر مذکورہ مخلوقات قولاً و کلاماً بلیٰ نہیں کہتی۔ ان کا مشیت خداوندی کے مطابق مخلوق ہوجانا اور اپنے مخصوص افعال پر مامور رہنا بھی عملاً و فعلاً بلیٰ کہنے کا مترادف ہے۔ کہ دونوں کا منشاء اتباع حکم اور تعمیل امر ہے

صائب رح　از سراسر گشتنِ گرداب و رقصِ گردباد　　می تواں دانست بر و بحر بے آرام اوست

آنچہ من گفتم ز فہمِ چوب و سنگ　　در بیانش قصہ بشنو بے درنگ

لغات۔ درنگ۔ دیر۔ توقف۔ تامل۔

ترجمہ۔ وہ جو میں نے لکڑی اور پتھر کے فہم وادراک کے بارے میں لکھا تھا (فہم کرد ست ایں ندارا چوب سنگ) اس کے ثبوت میں اب ایک قصہ بلا تامل سُن لو۔

اختلاف۔ یہ شعر ہمارے نسخے میں نہیں ہے۔

آنچہ گفتم ز آشنائی سنگ و چوب　　در بیانش قصہ ہشدار خوب

لغات۔ آشنائی۔ عشق و محبت۔ ہُشدار۔ ہوش دار۔ غور کرو۔ ایک نسخہ میں آشنائی کی بجائے آگہی لکھا ہے جس کے معنی ہیں معرفت

ترجمہ۔ وہ جو میں نے پتھر اور لکڑی کے عشق (یا معرفت) کے متعلق (اوپر فہم کرد ست ایں ندارا چوب و سنگ) لکھا ہے۔ اس کے ثبوت میں ایک قصہ (ہے اس پر) خوب غور کرو۔

نالیدن ستونِ حنانہ از فراقِ پیغمبر علیہ السلام کہ جماعت انبوہ شدند

ستون نالاں کا پیغمبر علیہ السلام کے فراق سے روتا جب کہ ایک جماعت نے جمع ہو کر عرض کیا

و گفتند کہ ما روئے مبارک ترا چوں بر آں نشستہ نمی بینیم۔ و منبر ساختن و شنیدن

کہ جب آپ اُس پر پشت لگا کر بیٹھتے ہیں تو ہم آپکا چہرہ مبارک نہیں دیکھ سکتے اور اس سبب سے آپکے لئے ایک منبر

رسولِ خدا کا نالۂ ستونِ الصبح و مکالماتِ آنحضرت با آں

بنایا گیا اور رسول خدا کا صاف طور سے ستون کے رونے کی آواز سُننا اور آنحضرت صلعم کا اُس سے باتیں کرنا

لغات - حنّانہ - بہت رونے والی - حنین کے معنے ہیں رونا - حنانہ اس سے صیغہ مبالغہ ہے - اس ستون کا قصہ جو احادیث صحاح سے منقول ہوتا ہے - کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ کی تو تعمیر مسجد میں ایک ستون کے ساتھ پشت مُبارک لگا کر خطبہ دیا کرتے - کچھ دنوں کے بعد آپ کے حکم سے ایک منبر بنا کر مسجد میں رکھا گیا - جب آپ اس منبر پر چڑھے - تو ستون نے بچوں کی طرح رونا اور چلانا شروع کیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے - اور از راہ تشفی اپنا دست مُبارک اس ستون پر رکھ دیا - جس طرح ماں اپنے روتے بچے کے سر پر دست شفقت رکھا کرتی ہے - جس سے وہ چپ ہو گیا - ایک روایت میں آیا ہے - کہ آپ نے اس سے پوچھا کہ اگر تو سرسبز ہونا چاہے - تو دُعا کر کے تجھ کو سرسبزی دلا سکتا ہوں - یا اگر چاہے تو جنّت کا درخت بن سکتا ہے ستون نے جنّت کا درخت بننا منظور کیا - پھر آپ نے اس کو دفن کرا دیا (بحرالعلوم) ستون کا نالہ کرنا صحاح میں اور مکالمہ دارمی میں مروی ہے (کلید)

**اُستُنِ حنّانہ در ہجرِ رسُول		نالہ میزد ہمچُو اربابِ عقُول**

لغات - اُستن ستوُن، اربابِ عقول ذوے العقول جس سے عموماً جنّ وانس اور ملائکہ مراد ہوتے ہیں - مگر یہاں انسان مقصود ہیں +

ترجمہ - ستون گریاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فراق (کے صدمے) میں انسانوں کی طرح رونا چلاتا تھا +

**درمیانِ مجلسِ وعظ آنچناں		کز وے آگاہ گشت ہم پیر و جواں**

ترجمہ - مجلس وعظ میں اس طرح (روتا تھا) کہ اس سے بوڑھے اور جوان سب مطلع ہو گئے +

**در تحیُّر ماند اصحابِ رسُول		کز چہ مے نالد ستون با عرض و طول**

لغات - تحیّر یائے مشدد کے ضمہ سے حیرانی - تعجب - عرض چوڑائی، طول لمبائی +

ترجمہ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم حیران تھے - کہ (یہ) ستون (اپنے) عرض و طول (یعنی ہر چیز سے) محو گریہ کیوں ہے ؟

**گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستُوں		گفت جانم از فراقت گشت خوں**

ترجمہ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ستون تو کیا چاہتا ہے - اُس نے عرض کیا - میری جان آپ کے فراق سے خون ہو گئی - عراقی رح ؎

مُردن و خاک شدن بہتر کہ بے تو زیستن		سوختن خوشتر بسے کز روئے تو گردم جدا

تا کے بعضہم		جدائی تو بلا کم باشتیاق تو کرد		تو با من آں چہ نکردی غم فراق تو کرد

ستون حنانہ کا قصہ

ازفراقِ تومراچوں سُوخت جاں
چُوں ننالم بے توائے جانِ جہاں؟

ترجمہ۔ جب آپ کے (آتش) فراق سے میری جان نکل گئی۔ تو اے جانِ جہان آپ کے بغیر میں کیوں نہ روؤں
جامی رحمہ ؎ یار چوں رفت آں بخوبی از ہمہ عالم فزوں "درفراقش از ہمہ عالم فزوں خواہم گریست"

مسندت من بُودم ازمن تاختی
برسرِ منبر تو مسند ساختی

لغات: مسند، تکیہ۔ وہ چیز جس کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھیں یا کھڑے ہوں۔ تاختن بھاگنا۔ گریز کرنا۔ ٹلنا۔ ہٹ جانا، کنارہ کش ہونا۔

ترجمہ۔ (پہلے) میں آپ کا تکیہ گاہ تھا۔ اب آپ مجھ سے کنارہ کش ہوگئے۔ (اور) منبر کے اوپر آپ نے تکیہ بنا لیا۔ صائب رحمہ ؎ جدا ز روئے توام زندگی نصیب مباد درانجمن کہ گلے نیست عندلیب مباد

پس رسُولش گُفت کائے نیکو درخت
اے شدہ باسِرّ تو ہمراز بخت

گر ہمے خواہی تُرا نخلے کنند
شرقی وغربی زتو میوہ چنند

لغات: سِرّ باطن۔ اندرون ہمراز ہمراہ۔ رفیق۔ شامل حال۔ نخل۔ کھجور چنند۔ چنیند کا مخفف۔

ترجمہ: تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے مُبارک درخت اسے وہ جس کے باطن کے ساتھ خوش نصیبی شامل ہے۔ اگر تو چاہے تو تجھ کو (پھر ہری بھری) کھجور بنا دیں (حتٰے کہ) مشرق و مغرب تک کے لوگ تیرا میوہ چنیں۔ (اور کھائیں)۔

مطلب۔ وہ ستون کھجور کا ایک خشک تنا تھا۔ اسی لئے اس کو سابقہ حالت کے اعتبار سے کہدیا۔ شرقی وغربی سے دور دور کے لوگ مُراد ہیں۔

یا دراں عالم حقت سروے کند
تا ترو تازہ بمانی تا ابد

ترجمہ۔ یا اگر چاہے تو) حق تعالےٰ تجھ کو اگلے جہان میں (بہشت کا) سرو بنا دے۔ تاکہ تو پھر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تروتازہ رہے
مطلب۔ دنیا میں دوبارہ سرسبزی حاصل ہونے کے بعد پھر فنا لازم تھی۔ لیکن آخرت میں بہشت کا درخت بننا دوام واستمرار کو مستلزم ہے۔ پس دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کی علت ہے۔ اور تا تعلیلیہ ہے۔

گُفت آں خواہم کہ دائم شد بقاش
بشنو اے غافل کم از چوبے مباش

لغات۔ بقاش بقائے او۔ چوبے میں یائے تحقیر ہے۔

ترجمہ۔ اس (ستون) نے عرض کیا میں وہ (بننا) چاہتا ہوں جو ہمیشہ رہے۔ سُن اے غافل! تو بھی ایک لکڑی سے کم نہ ہو۔

مطلب۔ دوسرا مصرعہ مولانا رح کا مقولہ ہے۔ یعنے جب ایک لکڑی نے دارالبقا کی ابدی زندگی کے لئے دنیوی زندگی

کو ٹھکرا دیا - تو انسان کو تو بطریق اولٰے فنا ہو کر بقائے دوام حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے - ورنہ اس کے لئے ایک لکڑی سے پیچھے رہ جانا بڑی شرم کی بات ہوگی - عراقی رح ؎

حیات جاوداں خواہی برو ئے او براف‌شاں جاں　　بقائے سرمدی یابی بہ پیشش جاں فشاں میری

آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں　　کو چو مردم حشر گردد یوم دیں

لغات - حشر - قبر سے اُٹھایا جانا - قیامت - یوم دین روز قیامت ؞

ترجمہ - (پھر) اس ستون کو زمین میں دفن کر دیا - جو قیامت کے دن لوگوں کی طرح اُٹھایا جائے گا ؞

تا بدانی ہر کرا یزداں بخواند　　از ہمہ کار جہاں بیکار ماند

ترجمہ (ستون کو دفن کرنے سے خاص اشارہ مقصود تھا) تاکہ تم کو معلوم ہو جائے - کہ جن کو اللہ تعالےٰ نے (اپنی طرف) بلا لیا وہ دنیا کے تمام کاروبار سے بیکار ہو گیا ؞

ہر کرا باشد ز یزداں کاروبار　　یافت بار آنجا و بیروں شد ز کار

لغات - کاروبار - معاملہ - تعلق - بار، دخل - صنائع کاروبار میں اور دوسرے مصرعہ کے بار اور کار میں صنعت تجنیس بعض ؞

ترجمہ جس کو اللہ تعالےٰ سے تعلق ہو جاتا ہے - اس کو وہاں دخل ہو جاتا ہے، اور وہ دنیا کے کام سے خارج ہو جاتا ہے ؞

مطلب - وجہ اشارہ یہ ہے کہ ستون نے جب آخرت کو اختیار کیا - تو اس کو پھر دنیا کے کسی کام میں لگانا مناسب نہیں سمجھا - اس لئے اس کو دفن کر دیا گیا - کیوں کہ اب وہ کسی دوسرے کام کے لئے نہیں رہا - اسی طرح جو شخص آخرت کو اختیار کرتا ہے - جو اللہ تعالےٰ کے بندے پر موقوف ہے وہ بھی پھر دنیا کے کسی کام کا نہیں رہتا

وانکہ او را نبود از اسرار داد　　کے کند تصدیق او نالہ جماد

لغات - اسرار، علوم باطن، داد انعام، بخشش، حصّہ ؞ ترکیب پہلے مصرعہ میں نبود فعل ناقص کا اسم داد ہے اور حاصل خبر مقدر - از اسرار متعلق - دوسرے مصرعہ میں تصدیق کند فعل او ضمیر اسکا فاعل نالہ جماد بعلت اضافت مفعول ہے ؞

ترجمہ - اور جس شخص کو علوم باطنیہ کا کچھ حصّہ نہیں ملا وہ جمادات (بے حس و حرکت) کے رونے کی کب تصدیق کرے گا ؞

مطلب - جمادات کے احساس و شعور اور اُن کے ذکر و فکر اور حنندہ و گریہ وغیرہ افعال کے ماننے کے لئے بصیرت باطن اور نور معرفت کی ضرورت ہے - لیکن جو لوگ علوم طبعیہ فلسفہ کے پابند ہیں - اور ان کا منتہائے ادراک محض محسوسات و مشاہدات ظاہریہ تک ہوتا ہے - وہ جمادات کے ان افعال کی کب تصدیق کریں گے ؞

سوال - اس شعر سے وہی بات ثابت ہوتی ہے - جو بعض معجزے کے منکر فرقے قادیانی و نیچری وغیرہ کہتے ہیں کہ ستون حنانہ کا رونا حسی و ظاہری نہ تھا - بلکہ ایک حالی و وجدانی امر تھا - جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور

صحابہ کرام جو سب کے سب اہل حال تھے۔ محسوس کیا۔ اگر کوئی اور شخص جو اس رتبہ کا نہیں اس مجلس میں موجود ہوتا۔ تو وہ اس گریہ وزاری کو محسوس نہ کر سکتا۔ اسی لئے تو اسکی تصدیق کے لئے شعر مذکور میں معرفت اور بصیرت باطن کا ہونا شرط قرار دیا ہے۔ حالانکہ اگر وہ رونا حسی ہوتا۔ تو عارف و غیر عارف لوگ سب کے لئے اس کا یکساں طور پر سننا ممکن ہوتا۔

جواب — یہ سوال شعر کے لفظ تصدیق کے متعلق غلط فہمی ہونے سے ناشی ہوا ہے۔ سائل نے سمجھ لیا کہ اس سے ستون کے رونے کی تصدیق مراد ہے۔ یعنے چونکہ عین اس مجلس میں، جہاں ستون کا مذکورہ قصہ وقوع پذیر ہوا بعض کو بوجہ ذوق اس کا رونا محسوس ہوتا تھا، اور بعض کے لئے بوجہ فقدان ذوق اس کا محسوس کرنا ناممکن تھا۔ اس لئے اس کا رونا بدیہی و ضروری امر نہیں تھا۔ جو محتاج تصدیق نہ ہوتا۔ بلکہ وجدانی اور نظری تھا۔ جو تصدیق طلب ہے۔ حالانکہ یہاں ستون حنانہ کے گریہ کی تصدیق نہیں۔ بلکہ اس روایت کی تصدیق مراد ہے۔ مولانا کا مطلب یہ ہے۔ کہ ستون کا نالہ و فغان تو اس قدر بدیہی و حسی امر تھا۔ کہ اس کو سب حاضرین نے سنا۔ بلکہ اگر کوئی ایسا شخص بھی وہاں موجود ہوتا جس میں ذوق عرفان نہ ہوتا۔ وہ بھی اس کو سنتا۔ لیکن آج کے اہل فلسفہ و طبعیات اس روایت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور وہ مانیں کیوں کر۔ انہوں نے اپنے ذہن میں حوادث عالم کے متعلق جو غلط اصول قائم کر رکھے ہیں۔ ان کے خلاف جو روایت اور جو خبر اُن کو ملے گی۔ وہ اس سے انکار کرنے پر طبعاً مجبور ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ ہر بات پر قادر ہے۔ اور انسان کی عقل اس کے افعال اور قدرت کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

گوید آرے نے بدل بہرِ وفاق		تا نگویندش کہ ہست اہلِ نفاق

لغات — وِفاق، اتفاق، موافقت۔ نفاق، دل میں کچھ ہونا اور ظاہر کچھ کرنا۔ دل کی کھوٹ۔

ترجمہ — (ایسا ظاہر بین صرف) موافقت ظاہر کرنے کے لئے ہاں میں ہاں ملا دے گا۔ دل سے نہیں (بلکہ صرف منہ سے) تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ منافق ہے۔

مطلب — یہ ان لوگوں کا حال ہے۔ جن کا دل ذوق معرفت سے محروم اور ان کا باطن رنگ یقین سے عاری اور اُن کا سینہ دولت طمانیت سے خالی ہوتا ہے۔ مگر ملت اسلام فرد ہونے کی وجہ سے اہل ملت کے ساتھ متفق و متحد رہنے پر مجبور ہیں۔

بلکہ جب کبھی اسلامی و دینی معاملات پر اُن کو کچھ بولنے اور لکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ تو بڑی دھواں دھار تقریریں کرتے ہیں۔ اور نہایت دھوم دھام کے مضامین سپرد قلم فرماتے ہیں۔ لیکن جب ان کے اعمال و افعال اور دین و دیانت کا حال دیکھا جائے تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ آج کل کے مسلمان لیڈروں میں ایسے بہت سے افراد نظر آتے ہیں۔

گر نبودے واقفانِ امرِ کُن		در جہاں رد گشتہ بودے ایں سخن

ترجمہ — اگر امر کُن (یعنے قدرت حق) کے واقف (موجود) نہ ہوتے۔ تو یہ بات (کہ اللہ تعالےٰ جمادات سے کلام کرا سکتا ہے) دنیا میں [illegible]

مطلب — چونکہ اللہ تعالےٰ کا حکم [illegible] اہل اللہ صاحب باطن لوگ موجود رہتے ہیں جنہیں بعض کو

جمادات کے احساس و شعور کا کشف عیان ہے۔ اور بعض کو کشف وجدانی اور شرح صدر ہے۔ اور بہت سے لوگ ان کے اتباع سے اس مسئلے کے قائل ہیں۔ بدیں وجہ یہ مسئلہ دنیا میں بالکل رد نہیں ہوا۔ لیکن اگر خدا نخواستہ یہ حضرات نہ ہوتے تو دنیا میں اس بار یک بات کو ماننے والا کوئی نہ ہوتا۔ کیونکہ عقل متوسط جس کی حد ادراک مدرکات ظاہریہ تک ہے اس کو قبول کرنے سے معذور رہوتی۔ اور منکر لوگ اس کی تردید میں پر زور دلائل پیش کرتے۔ پس یہ مسئلہ دنیا بھر کے سامنے ناقابل تسلیم بن جاتا +

صد ہزاراں زاہلِ تقلید و نشاں　　اُفگند شاں نیم وہمے در گماں

لغات - تقلید، کسی کے پیچھے لگنا۔ کسی کی بات کو بلا مطلب دلیل مان لینا۔ نشان، آثار +

ترجمہ - لاکھوں (فلاسفہ و طبیعین کے) مقلدوں اور لکیر کے فقیروں کو نیم وہم گمان میں ڈال دیتا ہے +

مطلب - یہاں سے فلاسفہ و طبیعین کے علوم و دلائل کے ضعف کا بیان ہے۔ یعنی جو لوگ محض فلسفہ کے پیچھے لگ کر آثار ظاہری سے اسباب پر استدلال کرتے ہیں اور اسباب و علل حقیقیہ تک نہیں پہنچتے ان کے فاسد توہمات ان کو غلط نتائج پر لے جاتے ہیں۔ اور بقول حضرت عراقی رح فلسفہ فلسفی کو آدمی سے گدھا بنا دیتا ہے ؎

چو عیسیٰ قصد بالا کن بروں بر لاشہ زیں پستی　　میا ایں جا کہ خر گیرند دجالان یونانی

کہ بظن تقلید و استدلال شاں　　قائم ست و جملہ پر و بالِ شاں

ترجمہ - کیوں کہ ان کی تقلید اور دلیل (اور ان کے) سارے پر پرزے ظن پر قائم ہیں +

مطلب - اور ظن ناقابل اعتماد چیز ہے ۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡئًا - اور ظن حق کے سامنے کچھ مفید نہیں (نجم ع۲)

شبہۂ انگیزد آں شیطانِ دُوں　　در فتند ایں جملہ کوراں سرنگوں

لغات - دوں، کمینہ، ذلیل۔ کوراں، اندھے عقل کے اندھے۔ بے بصیرت مراد فلسفی لوگ۔ سرنگوں، سر کے بل۔ اوندھے

ترجمہ - وہ کمینہ شیطان ایک ایسا شبہ پیدا کر دیتا ہے۔ کہ یہ سب کمینے (فلسفی) سر کے بل گر جاتے ہیں۔

پائے استدلالیاں چوبیں بود　　پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

لغات - استدلالی، ادراک حقائق میں دلائل عقلیہ سے کام لینے والا۔ چوبیں، لکڑی کا۔ بے تمکین، کمزور +

ترجمہ - دلائل پر مٹنے والوں (باطن کے اندھوں) کا پاؤں لکڑی کا ہوتا ہے۔ لکڑی کا پاؤں سخت کمزور ہوتا ہے۔ صائب رح ؎

جستجوئے گہر از نقش سپے موج کند　　سادہ لوحے کہ رو حق بدلائل برود

اختلاف - بعض اصحاب سے سنا ہے۔ کہ مثنوی کے بعض شاذ و نادر نسخوں میں اس شعر کے بعد یہ شعر درج ہے۔

گر با ستدلال کارِ دیں بُدے　　فخر رازی رازدارِ دیں بُدے

یعنے اگر دین کا مدار استدلال پر ہوتا تو امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ دین کے رازدار ہوتے +

مولانا احمد حسن کانپوری مرحوم نے بھی حاشیہ مثنوی میں لکھا ہے ۔ کہ بعض نسخوں میں یہ شعر دیکھا گیا ہے ۔ مگر عام متداول و معتبر نسخوں میں نہیں ہے ۔ لہٰذا اس کو حاشیہ پر درج کیا جاتا ہے ۔ اور انہوں نے اس کو یوں نقل فرمایا ہے:- ؎

گر کسے از عقل با تمکیں بُدے　　　فخر رازی راز دارِ دیں بُدے

یعنے اگر کوئی شخص عقل کی بدولت اپنا عقیدہ محکم بنا سکتا ۔ تو فخر رازی دین کے راز دار ہوتے ؛

اس شعر کی روایت کے علاوہ عجائب پسند لوگوں کی زبانوں پر امام فخر الدین رازی رح کے بوقت وفات شیدایان[1] کے مقابلے میں اپنے استدلال عقلیہ کے ذریعہ سے عہدہ برآ نہ ہو سکنے ۔ اور آخر بعض پیشوایان طریقت کی بدولت منزلِ نجات پر فائز ہونے کا عجیب و غریب قصّہ چڑھا ہوا ہے ۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ اس قسم کی باتیں ان لوگوں کے دفتر اباطیل کے اوراق پریشان ہیں ۔ جن کو محض فسانہ تراشی کا شوق ہوتا ہے ۔ اور وہ اپنے اس شوق کے پورا کرنے میں اکابر ملّت اور پیشوایان اُمّت کے حق میں سوء ادب کا ارتکاب کرنے سے بھی نہیں جھجکتے ۔ ہر چند کہ مولانا رح اور امام ممدوح ہمعصر تھے ، اور بقول المعاصرہ سبب المنافرہ دو شخصوں کی معاصرۃ ایک دوسرے کے حق میں تعریفی کلمات زبان و قلم سے مترشح ہونے کی موجب ہو سکتی ہے ۔ مگر حضرۃ مولٰنا رح سے جو دبستان ادب کے اُستاد الکل ہیں ۔ یہ ممکن نہیں ۔ کہ وہ ایک ادنےٰ ادنےٰ مسلمان کے حق میں ہجو صریح نہیں بلکہ ہجو ملیح تعریفی کلمات بھی استعمال کریں ۔ چہ جائیکہ امام فخر الدین جیسے امام عالی شان کے حق میں ۔ جن کے فخر ملّت و دین ہونے پر سواد اسلام متفق ہے ۔ لہٰذا گمان غالب بلکہ اغلب ہے ۔ کہ یہ شعر الحاقی ہے ۔ جو کسی معاند اسلام نے تفرقہ اندازی کے لئے داخل کر دیا ؛

اس مسئلہ کے متعلق ایک نوٹ شرح ہٰذا کے دوسرے حصّے میں بھی سپرد قلم ہو چکا ہے ۔ فتدبر

غیرِ آں قُطبِ زمانِ دیدہ وَر　　　کز ثباتش کوہ گردد خیرہ سر

لغات قطب ، ولی اللہ صاحب ارشاد ۔ دیدہ ور ، صاحب بصارت ۔ ثبات ، ثابت قدمی ۔ خیرہ سر ، حیران ؛

ترجمہ ۔ بخلاف اس کے وہ قطب زمانہ صاحب بصیرت (شیطان کے وساوس سے تزلزل و مذبذب نہیں ہوتا) جس کے (علمی و فعلی اور حالی) ثبات و استقلال کے آگے پہاڑ بھی (با وجود اس قدر ثابت قدمی کے) حیران ہے ؛

پائے نابینا عصا باشد عصا　　　تا نیفتد سرنگوں او بر حصا

لغات ۔ عصا ، لاٹھی ۔ حصا ، سنگریزے ؛

ترجمہ ۔ اندھے کا پاؤں صرف لاٹھی ہوتی ہے (جس کی مدد سے وہ راستہ ٹٹول ٹٹول کر چلتا ہے) تاکہ مبادا وہ سنگریزوں پر سرنگوں ہو کر گر جائے ؛

مطلب ۔ اسی طرح فلسفی لوگ بھی بصیرت باطن کے اندھے ہیں ۔ ان کی لکڑی استدلال عقلی ہے ۔ جو بظاہر ٹھیک نظر آتا ہے ۔ مگر چونکہ اس کے مقدمات کا مدار اکثر وہمی و تخمینی ہوتا ہے ۔ اس لئے وہ پورے طور پر قابل اعتماد نہیں ہوتا ۔ جامی رح ؎

جانبِ کفر است اشاراتِ او　　　باعثِ خوف است بشاراتِ او

[1] شیدایان سے مراد [illegible] ۱۲

آں سوارے کو سپہ را شد ظفر اہلِ دیں را کیست؟ سلطانِ بصر

لغات۔ ظفر، فتحیابی۔ سلطانِ بصر، بینائی کا حکمران۔ فرما نروائے بصیرت۔ یعنی جس کی بصیرت زیادہ تیز ہو۔

ترجمہ۔ (اور) ایسا سوار جو اہلِ دین کی سپاہ کے لئے (موجب) فتح ہو۔ کون ہے؟ وہ فرمانروائے بصیرت ہے (جس کی بینائی سب سے زیادہ تیز ہے۔ یعنی ولیِ عارف)۔ صائب رح ؎

نور را نشمارند از اربابِ بصیرت با آنکہ شرر در جگرِ سنگ شمارند

با عصا کوراں اگر رہ دیدہ اند در پناہِ خلقِ روشن دیدہ اند

ترجمہ۔ اگر (مذکورہ) اندھوں نے عصا کے ساتھ راستہ دیکھ لیا ہے۔ تو (اسی لئے کہ) وہ روشن چشم مخلوق (اولیاء اللہ) کی پناہ میں ہیں۔

مطلب۔ محجوب البصیرت لوگ جن کے پاس علوم عقلیہ کے سوا اور کوئی ذریعہ حق شناسی کا نہیں۔ وہ بھی اگر فائز بمطلوب ہوتے ہیں تو اہل اللہ کی طفیل ہوئے ہیں۔ صائب رح ؎

ہمتِ پیراں دلیلِ ماست ہر جا می رویم قوتِ پرواز چوں تیر از کماں داریم ما

گر نہ بینایاں بُدندے و شہاں جملہ کوراں خود بمُردندے عیاں

لغات۔ بینایاں، اہلِ بصیرت، مراد اہل اللہ۔ بدندے، بودندے۔ شہاں سلاطینِ اقلیمِ سلوک، اولیاء اللہ۔

ترجمہ۔ آنکھوں والے لوگ اور سلاطین نہ ہوتے تو ظاہر ہے کہ تمام اندھے (کوئی معاون دستگیر نہ ہونے کی وجہ سے) ہلاک ہو جاتے۔

نے ز کوراں کشت آید نے درود نے عمارت نے تجارت ہا و سود

لغات۔ کشت، فصل بونا۔ درود، فصل کاٹنا۔ عمارت، تعمیر۔

ترجمہ۔ (کیوں کہ) اندھوں کو نہ فصل بونی آتی ہے۔ نہ کاٹنی۔ نہ تعمیر بنانی آتی ہے۔ نہ تجارت اور منافع (حاصل کرنے کے طریقے)

مطلب۔ جس طرح دنیا میں اندھے سامان خوراک کی بہم رسانی اور رہنے سہنے کے لئے مکان کی تیاری میں دوسرے آنکھوں والے معاونوں کے محتاج ہیں۔ اور پھر عام انتظام اور قیام امن کے لئے حکام وقت کی ضرورت ہے ورنہ بیچارے اندھے سامان خوراک نہ ملنے سے یا مکان نہ ہونے سے یا عدم امن سے ہلاک ہو جاتے۔ اسی طرح محجوب البصیرت بھی عارفین کے محتاج ہیں۔ ورنہ وہ موت جہل سے ہلاک ہو جاتے۔ جو ظاہری موت سے بدتر ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

گر نبودے رحمت و افضالِ شاں در شکستے چوبِ استدلالِ شاں

لغات۔ افضال، مہربانی، عنایت۔ در زائد ہے۔

ترجمہ - اگران (اہل بصیرت اولیاء اللہ) کی شفقت و عنایت نہ ہوتی تو ان لوگوں کی استدلال کی لاٹھی ٹوٹ کر رہ جاتی (اور وہ راستہ بھول کر ہلاکت کے گڑھے میں جا گرتے) +

این عصا چہ بود قیاسات و دلیل　　آں عصا کہ دادشاں بینا جلیل

ترجمہ یہ عصا کیا ہے ؟ قیاسات و دلائل ہیں۔ (جس سے کوئی دعوی ثابت کیا جاتا ہے) (یہ) وہ عصا ہے جو ان کو (خداوند) بصیر و جلیل نے دیا ہے +

مطلب - یعنے اللہ تعالٰی ہی نے ان کو یہ عصائے استدلال عطا فرمایا تھا - اور مقصود اس عطیہ سے یہ تھا کہ اس سے وہ لوگ انبیاء و اولیاء کی مراتب شناسی کی منزل طے کریں۔ مگر وہ بدقسمتی سے اُلٹا ان کے ساتھ نصوص صریحہ کا انکار یا ان میں تاویلیں کرنے لگے - چنانچہ فرماتے ہیں :-

او عصاتاں داد تا پیش آمدید　　آں عصا از خشم ہم بروے زدید

لغات - پیش آمدید، آگے بڑھو - ترقی کرو بمعنے پیش آئید +

ترجمہ (لوگو!) اس نے یہ لکڑی تم کو اس لئے دی ہے کہ تم (اس کے ذریعہ سے) آگے بڑھو - (مگر تم (بے وقوفی سے) غصے میں آکر اس لکڑی کو اس کے خلاف استعمال کرنے لگے +

چوں عصا شد آلت جنگ و نفیر　　آں عصا را خرد بشکن اے ضریر

لغات - آلت جنگ، اسلحہ، ہتھیار - نفیر، گریز - بھاگڑ - خرد - ریزہ ریزہ - ضریر، اندھا +

ترجمہ - جب (یہ) عصا (بجائے رستہ طے کرنے کے) جنگ اور مخالفت کا آلہ بن گیا - تو اے عصا والے اندھے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال - (یہ کسی کا کام نہیں) +

مطلب - جب ان استدلالات عقلیہ سے احقاق حق کا کام لینے کی بجائے ان کو محض اسکات مناظر اور الزام خصم کا آلہ بنا لیا گیا حتٰے کہ نصوص کے مقابلے میں بھی ان کو استعمال کرنے سے گریز نہیں کیا جاتا - تو گویا یہ لفت تہمت کا سامان بن گیا۔ اس حالت میں ان سے دستکش ہونا ہی اچھا ہے +

حلقۂ کوراں بچہ کار اندرید　　دیدباں را درمیانہ آورید

لغات - حلقۂ جماعت، دیدبان، اہل بصیرت + ترکیب - حلقہ پر حرف جار مقدر ہے - اندر کا تعلق حلقہ کے ساتھ ہے، اور بچہ کار بمعنے چرا ہے یا اندر کا تعلق بچہ کار کے ساتھ ہے - اور حلقۂ کوراں منادی ہے +

ترجمہ (۱) (لوگو!) تم اندھوں کی جماعت میں کیوں بیٹھے ہو - کسی اہل بصیرت (پیر کامل) کو اپنے درمیان لاؤ +

(۲) اے اندھوں کے گروہ! تم کس (فضول) دھندے میں مستغرق ہو الخ - کسی اہل بصیرت الخ

مطلب - اہل کشف کو وسیلہ بناؤ - تاکہ اس معطی عقل یعنے حق سبحانہٗ کے دامن سے متمسک ہو سکو - جس کا ذکر اگلے شعر میں آتا ہے، اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ انبیاء و اولیاء کے کلام کو بلا تامل قبول کرو - غنی رح س

پیرو ما شو کہ ہم چوں خامہ در راہِ سخن پے بمعنے بیتواں بُردن زنقشِ پائے ما

دامنِ او گیر کو داد ست عصا درنگر کادم چہا دید از عصٰے

لغات ۔ کو، کہ او ۔ کاف بیانیہ ہے ۔ نگر بہیں، در زائد ہے ۔ کادم کہ آدم کاف بیانیہ ہے ۔ چہا چہ کے ساتھ الف اظہار کثرت کے لئے شامل ہے یعنے بسیار ۔ عصٰے ۔ صیغہ ماضی ہے عصیان سے اور آئت فعصٰی آدم ربّہٗ فغوٰی کی طرف اشارہ ہے ۔ جس کا ترجمہ یہ ہے ۔ کہ آدم نے اپنے پروردگار کے حکم کے خلاف کیا ۔ پس وہ (بہشت یا عمر جاودانی سے) بے بہرہ رہ گئے ۔ صنائع ۔ عصا اور عصٰے میں صنعت تجنیس اور دوسرے کلمے میں صنعت تلمیح

ترجمہ ۔ اس (ذات پاک) کا دامن پکڑو ۔ جس نے تم کو یہ لکڑی بخشی ہے (اس کی عدول حکمی نہ کرو) دیکھو حضرت آدم علیہ السلام نے عدول حکمی کا کیا نتیجہ دیکھا ۔ (کہ بہشت سے اُترنا پڑا) اقبال سلمہ ؎

ناکس از فرمان پذیری کس شود آتش ار باشد زطغیاں خس شود

باد را زندانِ گل خوشبو کند قید بو را نافۂ آہو کند

چوں عصا شد مار و اُستن باخبر معجزۂ موسیٰؑ و احمدؐ درنگر

لغات ۔ چون یعنے چگونہ ۔ بعض نسخوں میں دونوں مصرعوں میں تقدیم و تاخیر ہے ۔ اس صورت میں شعر کی بندش زیادہ واضح اور صاف ہو جاتی ہے ۔

ترجمہ ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ دیکھو ۔ کہ کس طرح لکڑی کا اژدہا اور (مذکورہ) ستون باشعور بن گیا ۔

مطلب ۔ دلائل عقلیہ کو چھوڑ کر معجزہ کو دیکھنا چاہیئے ۔ جو رسول کی سچائی پر شاہد ہوتے ہیں ۔ تاکہ رسول کی تصدیق دل میں جاگزیں ہو ۔ اور جو کچھ رسول حکم دے اس کو بلا حیلہ و حجت تسلیم کرنا چاہیئے ۔ جس کو تقلید کہتے ہیں ۔ پھر امید ہے کہ بصیرت سے پردہ خفا اٹھ جائے گا ۔ اور حقائق منکشف ہو جائیں گے ۔ حافظ رح ؎

اے قبلۂ ہر کہ مقبل آمد کویت روئے دل جملہ بختیاراں سویت

امروز کسے کز تو بگرداند روئے فردا بکدام دیدہ بیند رویت

از عصا ماری و از اُستن حنین پنج نوبت میزنند از بہر دیں

لغات ۔ ماری میں یائے مصدری ہے ۔ یعنے مار شدن حنین گریہ زاری ۔

ترجمہ ۔ لکڑی کا سانپ بن جانا اور ستون کا گریہ و زاری کرنا دین (حق کے ثبوت) کے لئے پانچ وقت نوبت بجاتے ہیں ۔

مطلب ۔ پانچ وقت کی نوبت سے غلبہ و فوقیت مراد ہے ۔ یعنے جس طرح بادشاہوں کی نوبت ان کے غلبہ و جلال کے اظہار کے لئے بجتی ہے ۔ اسی طرح معجزات انبیاء کے صدق و راستی کو با وازِ بلند ثابت کر رہے ہیں ۔

گر نہ نامعقول بودے ایں مزہ کے بُدے حاجت بچندیں معجزہ

لغات ۔ نامعقول، خلاف عقل ۔ عقل سے برتر ۔ مزہ، ذوق ۔ بدے، بودے کا مخفف *

ترجمہ ۔ اگر یہ (دین کا) ذوق عقل سے برتر نہ ہوتا (بلکہ عقل ناقص کے موافق ہوتا) تو (سب لوگ اُسکو فوراً قبول کر لیتے ۔ پھر) اتنے معجزات کی ضرورت کیوں پڑتی *

مطلب ۔ حکیم ناصر خسرو کی کتاب درّمکنون میں لکھا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو علوم انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہوتے ہیں ۔ وہ دو حال سے خالی نہیں ۔ یا تو عقول اور حواس کے توسط سے حاصل ہوتے ہیں ۔ یا بلا واسطہ عقول و حواس ۔ دوسری قسم کے علوم کو لامعقول ولا محسوس کہتے ہیں ۔ اور یہ وہ احکام ہیں جو ذات الٰہی سے متعلق ہیں پہلی قسم کے علوم کا حصول یا تو محض عقول بلا حواس کے توسط سے ہو یا عقول و حواس دونوں کے توسط سے ۔ پہلے علم کو جس کا تعلق مجردات سے ہے معقولات کہتے ہیں ۔ اور دوسرے کا نام جس کا تعلق احوال جسمانیات سے ہے ۔ علم محسوسات ہے ۔ اور دلیل و برہان جو حواس کے اختراعات سے ہے ۔ خود محسوسات میں بھی ہمیشہ اثبات مدعا میں عہدہ برا نہیں ہوتی ۔ تو معقولات اور لامعقولات ولا محسوسات میں اس کی کیا پیش جا سکتی ہے ۔ پس انبیاء علیہم السلام کا علم جو ذات الٰہی سے تعلق رکھتا ہے لامحالہ تعلیم الٰہی پر موقوف ہے ۔ جس کو لامعقول ولا محسوس کہتے ہیں ۔ کیونکہ عقل اپنے اس مبدء کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتی ۔ جو اس کی ذات میں مؤثر ہے ۔ کیوں کہ یہ مسلمہ امر ہے کہ اثر اپنے مؤثر کو جس کا اس سے سابق ہونا لازم ہے ۔ ادراک نہیں کر سکتا ۔ پس جب عقول اپنے مبدء کے ادراک سے عاجز ہیں ۔ تو ذات الٰہی کی کنہ کیوں کر ادراک کر سکتے ہیں ۔ اس سے ثابت ہوا کہ علوم انبیاء لامعقول ولا محسوس ہوتے ہیں ۔ اور یہ علم عقل یاز دہم میں ہی ودیعت کئے جاتے ہیں ۔ جس سے انبیاء کی عقل مراد ہے اور معجزات اس کے نتائج ہیں ۔ مولانا رح کی اس شعر میں نامعقول سے یہی مراد ہے ۔ لیکن چونکہ عوام انبیاء کے ان لطیف و غامض علوم کو نہیں سمجھ سکتے ۔ پس ان کو مطیع و منقاد اور مقر حق بنانے کے لئے معجزات کا ظہور ہوتا ہے (مولانا احمد حسن مرحوم)

هرچه معقول ست عقلت میخرد ۔۔۔ بے بیانِ معجزه بے جزر و مد

لغات ۔ مے خرد، قبول مے کند ۔ بیان اظہار ۔ جزر دریا کے پانی کا اتر جانا ۔ مدّ دریا کے پانی کا چڑھاؤ ۔ یہاں جزر و مد سے تردد و تذبذب مراد ہے *

ترجمہ (کیوں کہ) جو بات عقل (ناقص) کے مطابق ہوتی ہے، اس کو تمہاری عقل بلا اظہار معجزہ اور بلا تردد قبول کر لیتی ہے *

ایں طریقِ نکر نامعقول بیں ۔۔۔ در دلِ ہر مُقبلے مقبول بیں

لغات ۔ نکر بمعنے منکر جو ضد ہے معروف کی، اجنبی، غیر معلوم ناشناسا، مراد خرق عادت ۔ مقبول، خدا رسیدہ، نیکمرد

ترجمہ ۔ (پھر بھی) اس خارق عادت اور عقل سے برتر طریق کو دیکھو ۔ کہ ہر نیک بخت آدمی کے دل میں کیس طرح مقبول ہو رہا ہے *

مطلب ۔ یعنے توحید کے ادراک کا طریقہ عقل سے برتر ہے، اور وہ طریقہ کشف و ذوق ہے ۔ اور ذوق و وجدان کے حصول کا مدار ذکر دوام و توجہ تام و قطعی تعلقات و ترک خطرات پہ ہے ۔ حافظ رح سے

با یار کجا نشیند آنکو اندیشۂ خاص و عام دارد

صائبؒ گر سبک سازی چو شبنم از علائق خویش را می‌تواں در پیشگاہِ خاطرِ گل بار یافت

غنیؒ در گوشۂ بے تعلقی جائے دل ست وارستہ ہمیشہ در تماشائے دل ست

کشتی چو قلندراں بہ پہلو بندد آں را کہ ہوائے سیر دریائے دل است

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ ہمسفروں سے تعلق قطع کرو۔ تو صاحبِ کرامت بن جاؤ۔ ؎

بگسل از صحبتِ ایں ہمسفراں تا چوں خضر ہر کجا پائے نہی جائے قدم سبز شود

آں چناں کز بیمِ آدم دیو و دَد در جزائر در رمیدند از حسد

ہم ز بیمِ معجزاتِ انبیا سر کشیدہ منکراں زیرِ گیا

لغات۔ دیو، جن۔ شیطان۔ دَد، درندہ وحشی۔ جزائر جزیرے ۔

ترجمہ۔ جس طرح شیاطین اور وحوش آدمی کے خوف اور (بنیز) حسد سے جزائر میں بھاگ گئے۔ اسی طرح منکر لوگ انبیاء کے معجزات کے خوف سے (کیوں کہ ان کو قبول نہ کرنے سے عذاب نازل ہوتا ہے) گھاس کے نیچے پناہ لیتے ہیں۔

مطلب۔ اس سے وہ ملحدین و زنادقہ مراد ہیں۔ جو مولانا کے زمانے میں تھے، اور وہ اسلامی عہدِ حکومت تھا۔ نیز ہر اسلامی عہدِ حکومت کے منکرین مراد ہو سکتے ہیں۔ جس میں احکامِ اسلام پر عمل ہوتا ہے کیونکہ وہاں منکرین کو ان کے انکار و الحاد کی پاداش میں قتل کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ صرف زبانی جھوٹے اقرار کی آڑ میں پناہ لیتے ہیں۔ جس کو مولانا نے "زیرِ گیا" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن ہمارے زمانے میں اس ملک کے ملحدوں کو اس طرح منافقانہ اقرار کی آڑ میں پناہ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ اب افکار و آراء کی خود سری اور حکومت وقت کی لامذہبی نے جس کو مذہبی آزادی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کفر و الحاد و زندقہ و بے دینی کو گرم بازاری کا موقع دے رکھا ہے۔ اب دن دہاڑے دین و مذہب کی توہین اور شعائرِ اسلام کی تکذیب کی جاتی ہے۔ کوئی چشمِ احتساب ان لوگوں کی نگران اور کوئی درۂ تعزیر ان کی سرکوبی کیلئے موجود نہیں۔ صائبؒ رح ؎

عافیت در روزگار و روشنی در روز نیست کس نمی داند کہ روز و روزگاں را چہ شد

حافظؒ ہر کسے روز بہی مے طلبد از ایام مشکل آں ست کہ ہر روز بتر مے بینم

فرماتے ہیں۔ کہ منکر لوگ اپنے بناوٹی اسلام اور مصنوعی دینداری کا اظہار اس لئے کرتے ہیں۔ کہ

تا بناموسِ مسلمانی زیند در تسلس تا ندانی کیستند

لغات۔ ناموس، عزت و آبرو، اور قاعدہ و قانون شعر میں دونوں معنے چسپاں ہیں۔ زیند مضارع ہے زیستن سے۔ تسلس، سالوس بمعنے فریب سے باب تفعل کا مصدر بنا لیا گیا ہے۔ مکر و فریب کرنا۔

ترکیب۔ [illegible] سے زیند کے ۔

ترجمہ۔ (۱) تاکہ فریب کے ساتھ اسلامی آبرو میں زندگی بسر کریں (یا ۲) تاکہ فریب کے ساتھ اسلام کے قانون و آئین کے ماتحت (دوسرے سچے مسلمانوں کی سی با عزت) زندگی بسر کریں۔ یہاں تک کہ تم کو یہ معلوم نہ ہو کہ کون ہیں؟ (سچے مسلمان ہیں یا منکر؟)

ہمچو قلّابان بر آں نقدِ تباہ ۔ نقرہ مے مالند و نامِ پادشاہ

لغات۔ قلّاب، قلب ساز، کھوٹے سکّے بنانے والا۔ تباہ، کھوٹا، غیر اصلی، خراب، نقرہ، چاندی +

ترجمہ۔ ان کی مثال اُن قلب سازوں کی سی ہے۔ جو کھوٹی نقدی پر چاندی کا پانی چڑھا کر بادشاہ کا نام منقش کرتے ہیں (اسی طرح :-)

ظاہرا الفاظِ توحید و شرع ۔ باطنِ آں ہمچو در ناں تخمِ ضرع

لغات۔ ضرع، ایک زہریلی بوٹی کا نام ہے۔ تخم ضرع اس بوٹی کے بیج +

ترجمہ۔ ان لوگوں کے ظاہری الفاظ توحید اور شرع (کے مطابق) ہیں۔ باطن اُن کا ایسا ہے جیسے روٹی کے اندر ضرع کے بیج + فخر جرجانی رح

گلِ نرگس نکو باشد بدیدن ۔ و لیکن تلخ باشد در چشیدن

فلسفی را زہرہ نے تا دم زند ۔ دم زند دینِ حقش برہم زند

لغات۔ فلسفی، اہل فلسفہ۔ حکماء کا ایک گروہ جو بعض عقائد باطلہ۔ مثلاً وجود ممکن، قدم عالم، نفی حشر کا قائل ہے۔ مگر ان میں سے بعض کسی کسی مسئلہ میں مائل بحق بھی ہیں۔ مثلاً افلاطون حدوث عالم کا معترف ہے، شیخ الرئیس بو علی سینا جو نامی و گرامی فلسفی تھے اسلامی عقائد کے پابند تھے۔ فلسفہ کا لفظ فلاسوف سے مشتق ہے۔ فلا کے معنے یونانی زبان میں محبّت کے ہیں اور سوف کے معنے حکمت +

ترجمہ۔ فلسفی کو تاب نہیں کہ دم مارے۔ اس نے دم مارا اور دینِ حق نے اُس کو ٹہنچنی دی +

مطلب۔ اوپر کے پانچ شعروں کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ فلاسفہ ملحدین کا دل نور ایمان سے خالی ہوتا ہے۔ مگر وہ سیاست دین سے ڈر کر ظاہری مسلمان بن جاتے اور عقائد صحیحہ کا زبانی اقرار کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر کوئی بات خلاف شرع زبان سے نکلی۔ تو ہماری خیر نہیں +

دست و پائے او جمادِ جانِ او ۔ ہر چہ گوید آں دو در فرمانِ او

ترجمہ۔ اس (فلسفی) کے ہاتھ پاؤں (بھی تو عصا اور ستون کی طرح) جماد ہیں۔ پھر وہ دونوں اُس کی جان کا حکم مانتے ہیں (پس اگر دیگر جمادات ایسا کریں تو کیا تعجب ہے) +

با زباں گرچہ کہ تہمت مے نہند ۔ دست و پا ہاشاں گواہی مے دہند

ترجمہ۔ (فلسفی لوگ) اگرچہ زبان سے (یہ) افترا باندھتے ہیں (کہ جمادات تعمیل حکم نہیں کر سکتے۔ مگر خود اُن کے

ہاتھ پاؤں اس کے خلاف شہادت دیتے ہیں +

مطلب - ان دو شعروں میں ایک الزامی دلیل پیش کی ہے - یعنے فلسفی لوگ ہر چند کہ اپنی زبان سے یہ رٹ لگائے جاتے ہیں - کہ جمادات میں شعور و اطاعت کی صلاحیت نہیں - مگر خود انہی کے وجود کے اندر اس کے خلاف شہادت موجود ہے - دیکھو ان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا سب کے سب جماد ہیں - مگر وہ ان کے دل کا حکم سُنتے ہیں اسکو سمجھتے ہیں اور اس کے مطابق افعال بجالاتے ہیں - پس یہ جمادات کا احساس و شعور اور اطاعت ہے یا کچھ اور ؟

اظہارِ معجزہ پیغمبر علیہ السلام بسخن آمدن سنگریزہ در دست

پیغمبر علیہ السلام کا معجزہ ظاہر فرمانا یعنی کنکریوں کا ابوجہل کے ہاتھ میں بول اٹھنا

ابوجہل و گواہی دادن بر رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر شہادت دینا

مطلب - اوپر فرمایا تھا ع فہم کرداست ایں ندارا چوب و سنگ، پھر آگے چل کر فرمایا، آنچہ گفتم داشتائی سنگ و چوب - در بیانش قصۂ ہشدار خوب - اس کے بعد جمادات میں سے چوب کا احساس و شعور کے متعلق ستون حنانہ کا قصہ بیان فرمایا - اب سنگ کے احساس کی دلیل میں اس معجزہ کا ذکر فرماتے ہیں - صاحب کلید مثنوی لکھتے ہیں - کہ یہ روایت میری نظر سے نہیں گذری - جس سے غالباً ان کی مراد یہ ہے - کہ صحاح ستہ وغیرہ مشہور متداول کتب حدیث میں یہ روایت نہیں آئی +

سنگہا اندر کفِ بوجہل بود گفت اے احمد بگو ایں چیست زود

ترجمہ - ابوجہل کے ہاتھ میں کنکریاں تھیں - کہنے لگا - اے محمدؐ جلدی بتاؤ یہ کیا ہے ؟

گر رسولی چیست در مشتم نہاں چوں خبرداری ز رازِ آسماں

ترجمہ - اگر تم پیغمبر ہو - تو (بتاؤ) میرے ہاتھ میں کیا چیز پوشیدہ ہے - جب کہ تم آسمان (تک) کے بھیدوں سے واقف ہو - (تو اس قریب ترین چیز کا پتہ کیوں نہ بتاؤ گے ؟) +

گفت چوں خواہی بگویم کاں چہاست یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست

لغات - چوں بمعنے چگونہ چا چہ + ترکیب - ما کی ضمیر متکلم سے آنحضرت صلعم کی ذات مبارک مراد ہے +

ترجمہ - آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں بتاؤں کہ یہ کیا ہے - یا وہ چیزیں (خود) بول اٹھیں کہ ہم سچے اور برحق پیغمبر ہیں +

گفت بوجہل آں دُوم نادر تر است گفت آرے حق ازاں قادر تر است

ترکیب - دوسرے مصرعہ میں گفت کی ضمیر مستتر فاعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے حق مبتدا ہی اور قادر خبر
ترجمہ - ابوجہل نے کہا - وہ دوسری بات عجیب ہے (وہ کرو) آپ نے فرمایا ہاں اللہ اس سے بھی زیادہ قادر ہے۔

گفت شش پارہ حجر در دستِ تست — بشنو از ہر یک تو تسبیح درست

ترجمہ - فرمایا تیرے ہاتھ میں چھ پتھریاں ہیں۔ (اب) ہر ایک سے صاف لفظوں میں تسبیح سن لے۔

از میانِ مشتِ او ہر پارہ سنگ — در شہادت گفتن آمد بے درنگ

ترجمہ - اس کی مٹھی سے ہر پتھری بلا توقف کلمہ شہادت پڑھنے لگی۔

لا الٰہ گفت و الا اللہ بگفت — گوہرِ احمد رسول اللہ سفت

ترجمہ - اور بولا لا الٰہ الا اللہ (ساتھ ہی) محمد رسول اللہ کا موتی پرویا۔

نظامیؒ — فراخی بدو دعوتِ تنگ را — گواہی بر اعجازِ او سنگ را
جامیؒ — سنگ سیہ در کفِ تو سبحہ سنج — دل سیہاں را شدہ زاں سبحہ رنج
عراقیؒ — خود بود دریا و دستش منبع آبِ حیات — سنگریزہ ہم در و گویا شوند آواز تند

چوں شنید از سنگہا بوجہل ایں — زد ز خشم آں سنگہا را بر زمیں

ترجمہ - جب ابوجہل نے پتھریوں سے یہ سُنا - تو غصے کے ساتھ اُن پتھریوں کو زمین پر دے مارا۔

گفت نبود مثلِ تو ساحر دگر — ساحراں را سر توئی و تاجِ سر

ترجمہ - (اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا - کہ تم سا کوئی جادوگر نہ ہوگا - تم ہی جادوگروں کے سردار اور افسر ہو۔

چوں بدید آں معجزہ بوجہل تفت — گشت در خشم و بسوئے خانہ رفت

ترجمہ - جب گرم مزاج ابوجہل نے وہ معجزہ دیکھا - تو غضبناک ہوا - اور گھر کی راہ لی۔

رہ گرفت و رفت از پیشِ رسول — او فتاد اندر چہِ آں زشتِ سفول

لغات - زشت، بد، برا - بدبخت، شقی - سفول - پست فطرت، دون ہمت - بعض نسخوں میں سفول کی بجائے جہول صحیح ہے - جس کے معنے نادان کے ہیں۔
ترجمہ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے چلتا بنا - وہ بدخو، پست دخیال، چاہ (گمراہی) میں گر گیا۔

معجزہ را دید و شُد بدبخت و زَفت سوئے کفر و زندقہ شُد تیز رفت

لغات - زفت موٹا - ٹھوس، سخت - زندقہ، بے دینی - تیز رفت، تیز رفتار۔

ترجمہ - اس نے معجزہ دیکھا - اور (بجائے ہدایت پانے کے اور بھی) بدبخت اور سخت ہو گیا (اور) کفر اور بے دینی کی طرف تیز چلنے لگا۔

خاک بر فرقش کہ بُد کور و لعین چشمِ او ابلیس آمد خاک بیں

لغات - فرق مانگ مراد سر، بُد مخفف بود - خاک بین - کسی کے فضائل کو چھوڑ کر اُس کے معائب کو دیکھنے والا سرکش، متکبر - مغرور۔

ترجمہ - اس کے سر پر خاک (پڑے) کیوں کہ وہ (ازل سے) اندھا اور ملعون تھا - اس کی آنکھ ابلیس (کی آنکھ) تھی - جو (آدم علیہ السلام کے) مادہ خاکی کو دیکھنے والا (اور ان کے فضائل و کمالات سے چشم پوشی کرنے والا) ہے۔

این سخن را نیست پایاں اے عمو قصۂ آں پیرِ چنگی باز گو

ترجمہ - بڑے میاں! اس بحث کی انتہا نہیں (اب) پھر اُس بڈھے سرنگی نواز کا قصہ چھیڑو۔

باز گرد و حالِ مطرب گوش دار زانکہ عاجز گشت مطرب ز انتظار

ترجمہ - پھر واپس چلو اور مطرب کا حال سُنو - کیوں کہ بیچارہ مُطرب انتظار میں تھک گیا۔

مطلب - مطرب کو منتظر قرار دینا ایک شاعرانہ تخیل ہے - ورنہ حکایت کا انتظار سامع کو ہوتا ہے - نہ کہ خود محکی عنہ کو - اس تخیل کا منشاء یہ ہے کہ شاعر نے ذوقی و وجدانی استغراق سے اپنے آپ کو اصل واقعہ میں شامل سمجھ لیا ہے - گویا مطرب کا واقعہ از سر تا پا اسی وقت خود اُس کے سامنے وقوع پا رہا ہے - چونکہ اثنائے قصہ میں ندائے غیب اور جمادات کا اس ندا کو سننا منکرین کا احساس جمادات کو تسلیم نہ کرنا اور ان کی تردید وغیرہ مباحث چھڑ گئے تھے - اس لئے مطرب جس کے بقیہ واقعات معرض التوا میں پڑ گئے - گویا اس بات کا منتظر کھڑا ہے - کہ آگے کے حالات وقوع میں آئیں۔

بقیہ قصۂ پیرک چنگی و پیغام رسانیدن بدو

مطرب بڈھے کا باقی ماندہ قصہ اور اُس کو پیغام پہنچانا

بانگ آمد مر عُمر را کاے عُمر بندۂ ما را ز حاجت باز خر

لغات - کاے - کہ اے - الف نہیں پڑھا جاتا - باز خریدن چھڑانا - نجات دلانا۔

ترجمہ - حضرت عمرؓ کو آواز آئی - کہ اے عمر ہمارے ایک بندے کو محتاجی سے نجات دلاؤ۔

مطلب - یہ آواز چونکہ بامر حق تھی۔ اور کسی فرشتہ کی وساطت سے جس کو ہاتف کہتے ہیں پہنچی - محض اس لئے اس کو آوازِ حق کہنا چاہیئے - جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کے نزول میں جبرئیل علیہ السلام کی قرأت کو اپنی قرأت قرار دیا ہے "فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ" یعنے جب ہم اس کو پڑھیں اس کے پڑھنے کا اتباع کیا کرو۔

بندۂ داریم خاص و محترم　　　سوئے گورستاں تو رنجہ کُن قدم

لغات - محترم ۔ مُعزز۔ قدم رنجہ کُن ۔ تشریف لے چلو۔

ترجمہ - ہمارا ایک خاص و ذی عزت بندہ ہے - آپ قبرستان کی طرف قدم رنجہ کریں (اور اس سے ملاقات فرمائیں)

اے عُمر ابرجہ ز بیت المال عام　　　ہفتصد دینار بر کف نہِ تمام

لغات - برجہ ، جہیدن - کُودنا - اُٹھ کھڑے ہونا سے - بر زائد ہے - عام ، بڑا ، مرکزی ، سنٹرل - تمام کامل - پُورا - ترکیب - از بیت المال متعلق ہے نِہ کے - تمام تاکید ہے ہفت صد کی۔

ترجمہ - اے عمر اُٹھو (اور) بیت المال عام سے پورے سات سو دینار ہاتھ میں لو۔

پیش او بَر کاے تو مارا اختیار　　　ایں قدر بِستاں کنوں معذور دار

لغات - بَر فعل امر ہے بُردن سے ، اختیار - مختار ، برگزیدہ ، پسندیدہ ، بستاں بگیر ستاندن سے۔

ترکیب - کاے تو مارا الخ بیان ہے جس کا مبین ایں مقدر ہے ، تقدیر کلام یوں ہے ، پیش او بر وایں بگو الخ۔

ترجمہ (یہ دینار) اُس کے پاس لے جاؤ (اور کہو) کہ ہمارے برگزیدہ (دوست) اب اِس قدر لے لو۔ (اور بالفعل) معذور رکھو (یعنے پھر اور دیا جائے گا)

ایں قدر از بہر ابریشم بہا　　　خرج کُن چوں خرج شد اینجا بیا

ترجمہ (بالفعل) اسی قدر بطور عوض ساز و سرود (لے کر) خرچ کرو - جب خرچ ہو جائے تو یہاں آؤ (پھر کچھ نہ کچھ اور مل جائے گا)۔

پس عمر زاں ہیبتِ آواز جست　　　تا میاں را بہرِ ایں خدمت ببست

ترجمہ - پس حضرت عمرؓ اس آواز کی ہیبت سے (جاگ) اُٹھے (اور) اس حکم کی تعمیل کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔

سُوئے گورستاں عمر بنہاد روئے　　　در بغل ہمیاں دواں در جستجو

ترجمہ - حضرت عمرؓ نے قبرستان کی طرف رُخ کیا - بغل میں ہمیانی تھی - تلاش میں دوڑے دوڑے پھرتے تھے۔

گرد گورستاں دواں شد او بسے　　　غیر آں پیر او ندید آنجا کسے

ترجمہ - قبرستان کے اِردگرد بہتیرا دوڑے - اس بڈھے کے سوا اور کوئی شخص اُن کو نظر نہ پڑا۔

گفت ایں نبود دگر بارہ دوید — ماندہ گشت و غیر آں پیر او ندید

ترجمہ (دل میں) کہا یہ نہیں ہوگا۔ پھر دوسری مرتبہ دوڑے۔ تھک گئے اور اس بڈھے کے سوا کوئی نظر نہ آیا۔

گفت حق فرمود ما را بندہ ایست — صافی و شائستہ و فرخندہ ایست

لغات۔ صافی، پاک، نزاہت پسند۔ شائستہ، لائق، مہذب، فرخندہ، مبارک ہست نیک دل +

ترجمہ (جی ہی جی میں) کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ نے تو فرمایا ہے کہ وہ ہمارا بندہ پاک و شائستہ اور مبارک ہے +

پیر چنگی کے بود خاص خدا — حبّذا اے سرّ پنہاں حبّذا

لغات۔ حبّذا بفتح حائے حطی و بائے مشدّد مفتوح افعال مدح میں سے ہے۔ واہ وا۔ سبحان اللہ +

ترجمہ۔ بھلا ایک سرنگی بجانے والا بڈھا کیوں کر خدا کا خاص بندہ ہو سکتا ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ یہ کیا پوشیدہ راز ہے +

بار دیگر گرد گورستاں بگشت — ہمچو آں شیر شکاری گرد دشت

ترجمہ۔ دوسری مرتبہ پھر قبرستان کے گرد چکر لگایا۔ جیسے شکاری شیر جنگل کے گرد (منڈلاتا پھرتا ہے)

چوں یقیں گشتش کہ غیر پیر نیست — گفت در ظلمت دل روشن بسے ست

ترجمہ۔ جب یقین ہو گیا کہ بڈھے کے سوا یہاں کوئی اور نہیں (تو دل کے اطمینان کے لئے) کہا اندھیرے میں بہتیرے روشندل ہوتے ہیں (کیا تعجب یہی مطرب ولی اللہ ہو)

آمد و با صد ادب آنجا نشست — بر عمر عطسہ فتاد و پیر جست

ترجمہ۔ (یہ سوچ کر) آپ آئے اور پورے ادب کے ساتھ (اُس کے پاس) بیٹھ گئے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ کو چھینک آئی اور (اس کی آواز سے جھاگ کر) بڈھا اُٹھ بیٹھا۔

مر عمر را دید و ماند اندر شگفت — عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت

لغات۔ شگفت، تعجب، حیرت۔ لرزیدن۔ کانپنا، تھر تھرانا +

ترجمہ۔ (بڈھے نے) حضرت عمر کو دیکھا۔ تو ہکا بکا رہ گیا۔ چل دینے کا قصد کیا۔ اور کانپنے لگا +

گفت در باطن خدایا از تو داد — محتسب بر پیر کے چنگی فتاد

لغات۔ باطن، دل۔ داد، فریاد، دہائی۔ محتسب، اسلامی حکومت میں ایک خاص عہدہ دار ہوتا تھا۔ جو لوگوں کے عام چلن کی نگرانی کرتا تھا۔ شراب خوری۔ قمار بازی وغیرہ مخرب اخلاق باتوں پر خاص طور پر گرفت کرتا تھا۔ آج

کل کی اصطلاح میں پولیس افسر کہنا چاہیئے +
ترجمہ - دِل میں کہا اسے خدا تیری دُہائی ہے - بڈھے چنگی پر چال چلن کے متعلق گرفت کرنے والا آن پڑا۔

چُوں نظر اندر رُخِ آں پیر کرد   دید اورا شرمسار و رُوئے زرد

ترجمہ (حضرت عمر رضنے) جب اس بڈھے کے چہرے پر نظر کی - تو اُس کو نادم (اور خوف سے زرد رُو پایا) +

پس عُمر گُفتش مترس از من مَرم   کِت بشارتہا ز حق آوردہ ام

لُغات - مَرم، فعل نہی رمیدن بھاگنا سے - کِت، کہ ترا - کہ برائے تو، کاف علت کا ہے +
ترجمہ - پھر حضرت عمر رض نے فرمایا مجھ سے خوف نہ کر - (اور) مت بھاگ - کیوں کہ میں تیرے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے خوشخبریاں لایا ہوں +

چند یزداں مدحتِ خُوئے تو کرد   تا عُمر را عاشقِ رُوئے تو کرد

لُغات - چند - اس قدر - اتنی - مدحت، تعریف - خوئے، خصلت، عادت، اخلاق +
ترجمہ - اللہ تعالیٰ نے تیری خصلت کی اس قدر تعریف کی ہے کہ عمر کو تیرا مشتاق دیدار بنا دیا +

پیشِ من بنشین و مہجوری مَساز   تا بگوشت گویم از اقبال راز

لُغات - مہجوری - جدائی - علیحدگی - فراق - اقبال، خوش نصیبی۔
ترجمہ - میرے سامنے بیٹھ جا - جدائی (اختیار) نہ کر - تاکہ میں تیرے کان میں (تیری) خوش قسمتی کا راز بیان کروں +

حق سلامت میکند مے پُرسَدت   چُونی از رنج و غمانِ بے حَدَت

لُغات - سلامت میکند ترا، سلام میکند - می پرسدت، ترا مے پرسد، چونی، چگونہ ہستی +
ترجمہ - اللہ تعالیٰ تجھ کو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے - کہ رنج اور بے شمار غموں میں تیرا کیا حال ہے +

نِک قراضہ چند ابریشم بہا   خرج کن ایں را و باز ایں جا بیا

لُغات - نِک، مخفف اینک - یہ لو - ابریشم بہا کے معنے گزر چکے۔
ترجمہ - یہ لے چند پارہ زر و سیم تیرے گانے بجانے کا عوض ہیں - ان کو خرچ کر - اور پھر ضرورت پڑے تو یہاں آجانا +

پیر لرزاں گشت چوں ایں را شنید   دست مے خائید و برخود می طپید

لُغات - خائیدن چبانا - کاٹنا، برخود طپیدن، لوٹنا - مضطرب ہونا +
ترجمہ - بڈھے نے جب یہ سُنا تو تھر تھر کانپنے لگا - ہاتھ کاٹتا تھا - اور اضطراب سے لوٹتا تھا +

اختلاف - بعض نسخوں میں اس شعر کے الفاظ یوں ہیں ؎

پیر ایں بشنید و بر خود مے طپید　　دست مے خائید و جامہ مے درید

مطلب و معنے میں چنداں تفاوت نہیں *

بانگ مے زد کاے خدائے بے نظیر　　بس کہ از شرم آب شد بیچارہ پیر

ترجمہ - چلّا چلّا کر کہتا تھا - کہ اے خدائے بے نظیر (یہ) بیچارہ بڈھا شرم سے پانی پانی ہُوا جاتا ہے - غنی ؒ ؎

ہر چند شد نہی از سیاہی دواتِ سر　　مشقِ گنہ ہنوز چو اطفال مے کنم

بر چہرہ ندارم از مسلمانی رنگ　　بر من دارد شرف سگِ اہلِ فرنگ

آں روسیہم ببیں کہ باشد صد بار　　دوزخ را ننگ و اہلِ دوزخ را ننگ

چوں بسے بگریست و ز حد رفت درد　　چنگ را زد بر زمین و خُرد کرد

ترجمہ - جب بہت رو دیا اور اُس کا درد حد سے بڑھ گیا - تو سرنگی کو زمین پے مارا ، اور پُرزے پُرزے کر ڈالا -

گفت اے بودہ حجابم از الٰہ　　اے مرا تو راہزن از شاہراہ

لغات - حجاب پردہ ، آڑ ، رکاوٹ - راہزن ، ڈاکو ، شاہراہ ، آباد و معمور رستہ *

ترجمہ - اور کہنے لگا - اے (سرنگی) ، تو ہی خدا کی طرف سے میرا حجاب (غفلت) تھی - تو ہی شاہراہ (اطاعت) سے میری رہزنی کرتی تھی *

اے بخوردہ خونِ من ہفتاد سال　　اے ز تو رویم سیہ پیشِ کمال

لغات - ہفتاد ستر - مطرب کی عمر مُراد ہے ، رویم سیاہ ، مجھے نادم و خجل ہونا پڑا - کمال سے اہل کمال مُراد ہیں *

ترجمہ - اے (سرنگی) ، تو ہی ستر سال تک میرا لہو پیتی رہی - تیرے ہی سبب سے اہل کمال کے سامنے میرا مُنہ کالا رہا *

اے خدائے با عطائے با وفا　　رحم کن بر عمرِ رفتہ بر جفا

ترجمہ - اے اللہ تو بخشش والا اور وفا والا ہے - میری عمر پہ رحم کر جو ظلم و بدعت میں بسر ہوئی ہے سعدیؒ

بر انداختم نقد عمرِ عزیز　　بدست از تکلوئی نیاوردہ چیز

چو من زندہ ہرگز مبادا کسے　　کہ مرگش بہ از زندگانی بسے

داد حق عمرے کہ ہر روزے از آں　　کس نداند قیمتِ آں در جہاں

ترجمہ - اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ عمر عطا فرمائی تھی - جس کا ایک ایک دن (ایسا قیمتی ہے) کہ دُنیا بھر میں کوئی اس کی قیمت نہیں جانتا - سعدیؒ ؎

سکندر کہ بر عالمے حکم داشت | در آندم کہ بگذشت عالم گذاشت
میسر نبودش کزو عالمے | ستانند و مہلت دہندش دمے
صائبؔ کیسہ پردازان دنیا غافل اند از نقد وقت | ورنہ نقدے ایں چنیں در کیسۂ ایام نیست

خرج کردم عمر خود را دم بدم   **در دمیدم جملہ را در زیر و بم**

لغات - زیر و بم فن موسیقی میں آوازوں کے نام ہیں - زیر نرم آواز بم بھاری آواز ٭
ترجمہ (اگر ایں لئے (اس عمر) کا لمحہ لمحہ بے فائدہ خرچ کیا - ساری عمر کو زیر و بم (کی مختلف موسیقی آوازوں) میں پھونک دیا - و نعم ما قیل ؎

افسوس کہ گشت عمر بیہودہ تلف | دنیا بعبث گذشت و دیں رفت ز کف
رنجیدہ خدا و خلق راضی نشدند | ضائع کردیم پارۂ آب و علف

آہ کز یاد رہ و پردۂ عراق   **رفت از یادم دم تلخ فراق**

لغات - رہ مخفف راہ راگ کا آغاز - شروع کرنا - اس کے بعد راگ کو سرود کہتے ہیں - پردۂ عراق ایک راگنی کا نام ہے ٭
ترجمہ - ہائے راہ اور پردۂ عراق (کی راگنیوں) کے خیال میں جدائی روح کا وقت تلخ مجھکو بھول گیا ٭
و نعم ما قیل ؎

افسوس کہ در حجاب ہستی ماندیم | در بند ہوائے خود پرستی ماندیم
از آتش حرص و ہوا آب شدیم | بالا نرسیدیم بہ پستی ماندیم

وائے کز تری زیر افگند خرد   **خشک شد کشت دل من دل بمرد**

لغات - تری - تازگی - رونق - شاد دلی - بضرورت شعری براءت پڑھی جاتی ہے - زیر افگند ایک راگنی ہے یعنی موسیقی کے مشہور چوبیس شعبوں میں سے ایک شعبہ کا نام ہے - خرد - چھوٹا - مراد ناچیز - ذلیل ٭
ترجمہ - افسوس کہ زیر افگند (کی راگنی) کی تازگی سے جو ذلیل چیز تھی میرے دل کی کھیتی سوکھ گئی دل مر گیا
مطلب یعنے شوق طاعت جاتا رہا - اور دل سیاہ و سخت ہو گیا ٭

وائے کز آواز ایں بیست و چہار   **کارواں بگذشت و بیگہ شد نہار**

لغات - آواز بیست و چہار - چوبیس راگنیاں - بیگہ - بے وقت - دیر - نہار - دن ٭
ترجمہ - افسوس کہ ان چوبیس راگنیوں کی وجہ سے (میں ایسا مست و غافل ہوا کہ) قافلہ چلا گیا - اور دن سب بے وقت ہو گیا ٭

اے خدا فریاد زیں فریاد خواہ   **داد خواہم نے ز کس زیں داد خواہ**

ترجمہ - اے خدا فریاد ہے (اور کسی سے نہیں بلکہ خود) اسی فریادی (یعنے اپنے آپ کے ظلم) سے میں انصاف چاہتا ہوں - اور کسی سے نہیں (بلکہ) اس داد خواہ سے ٭

ابو سعید ابوالخیر

ہر کس از دستِ غیر نالہ کند — سعدی از دستِ خویشتن فریاد
آتش بدو دست خویش در خرمنِ خویش — چوں خود زدہ ام چہ نالم از دشمن خویش
کس دشمن من نیست منم دشمنِ خویش — اے وائے من و دستِ من و دامن خویش

دادِ خود چوں من ندادم در جہاں — عمر شد ہفتاد سال از من جہاں

صنائع - جہان بمعنے عالم اور جہاں بمعنے جہندہ وگذرندہ میں صنعت تجنیس تمام +
ترجمہ - جب میں نے دنیا میں اپنا انصاف نہ کیا تو (اسی حالت میں) میری عمر ستر سال آگے بڑھ گئی +

دادِ خود از کس نیابم جز مگر — زانکہ او از من بمن نزدیک تر

ترکیب - از کس نیابم مستثنےٰ منہ از آنکہ الخ مستثنےٰ - جز حرف استثناء - مگر زائد +
ترجمہ - میں اپنا انصاف کسی سے نہیں پا سکتا - ہاں اُس سے (پاؤں گا) جو میرے لئے خود مجھ سے بھی زیادہ نزدیک ہے +
مطلب - یہاں اس آیت کریمہ کے معنوں کی طرف اشارہ ہے وَ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ اور ہم شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہے + (ق - ع ۲) مولنا اسمٰعیل رح ؎

مکشوف ہوا کہ دید حیرانی ہے — معلوم ہوا کہ علم نادانی ہے
ڈالا ہے تلاش قرب نے دوری میں — مشکل ہی یہی بڑی کہ آسانی ہے

اب آگے مطرب اس قرب کی وجہ بیان کرتا ہے :-

کیں منی از وے رسد دم دم مرا — پس ورا بینم چو ایں شد گم مرا

لغات - منی من ضمیر متکلم کے ساتھ یائے مصدری شامل ہے - خودی - اپنی ہستی - دم دم لمحہ بلمحہ +
ترجمہ - جس کی طرف سے یہ میری ہستی مجھ کو لمحہ بلمحہ (بطور تجدد امثال) پہنچتی ہے - پس جب اس (ہستی) کا لاشئے ہونا مجھ کو معلوم ہو گیا - تو میں اس (اللہ تعالیٰ) کو دیکھوں گا +
مطلب - صوفیہ علیہ فرماتے ہیں - کہ مخلوق کو خالق کی طرف سے ہر آن میں تازہ وجود از سر نو عطا ہوتا رہتا ہے - اور اس اخذ وعطا میں کوئی زمانی انفصال نہیں ہے - کہ مخلوق پر کوئی لمحہ بلا وجود گذرے - اس کو تجدد امثال کہتے ہیں - اس شعر میں اسی کی طرف اشارہ ہے + کما قیل

تجدد امثال

وجودِ جملہ عالم از وجودش — مدد ہر لحظہ ممکن را ز بودش
چو گردد منقطع فیضش بیک دم — شود کارِ جہاں درحال برہم

مطلب یہ کہنا ہے کہ جب میرا وجود اس قدر بے ثبات و بے بود چیز ہے کہ ہر لمحہ اس پر عدم و وجود طاری ہوتا رہتا ہے - تو اس کی بے ثباتی کو محسوس کرنے کے بعد مجھے خدا ہی خدا نظر آنے لگا + جامی رح ؎

عمرے ست دل بمہر و وفائے تو بستہ ایم — پیوند با تو کردہ و از خود گسستہ ایم
میانِ عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست — تو خود حجابِ خودی حافظ از میاں برخیز

همچو آنکه با تو باشد زر شمر　　سوئے او داری نه سوئے خود نظر

ترجمہ (یعنی عطا کرنے والے کو دیکھنے اور اپنے آپ کو نہ دیکھنے کی مثال ایسی ہے) جیسے کوئی شخص تمہیں روپے گن (کر دے) رہا ہو۔ تم اُس پر نظر رکھو گے۔ نہ کہ اپنے آپ پر*

مطلب - جب کوئی کریم النفس کسی محتاج کو روپے گن گن کر دینے لگے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ اس وقت محتاج اس کو کمال امتنان و احسانمندی کی نظر سے اور نہائت توجہ اور محویت کے ساتھ دیکھ رہا ہوگا۔ اور انسان میں اپنے ذاتی محاسن کے احساس سے جو کسی وقت خود بینی کا جذبہ رونما ہوتا ہے۔ وہ اس وقت اس محتاج میں مطلقاً نہ ہوگا۔ بلکہ اس کی تمام توجہات اس کریم النفس ہی کی طرف منعطف ہوں گی۔ جب ایک زر و سیم عطا کرنے والے کی طرف اِس قدر خالص توجہ ہو سکتی ہے۔ تو سوچنا چاہیئے کہ جس شخص کو اپنے دولت ہستی عطا کرنے والے کریم برحق کے فضل و احسان کا احساس ہے۔ اس کی توجہات اپنے معطی کی طرف کس قدر محویت کے ساتھ ہوں گی۔ جس کا کرم وجود دوسروں کے کرم سے اکمل و اوسع ہے۔ اور جس کی عطا و بخشش دوسروں کی عطا سے افضل و اعلےٰ ہے:- ؎

سعدیؒ　　کرا توتِ وصفِ احسانِ اوست　　کہ اوصاف مستغرقِ شانِ اوست

همچنیں در گریه و در ناله او　　می شمرد جرمِ چندیں ساله او

ترجمہ - وہ (پیر چنگی) اسی طرح روتا چلاتا اپنے سالہا سال کے گناہوں کو شمار کر رہا تھا*

گردانیدن عمرؓ نظر او از مقامِ گریه که هستی ست بمقامِ استغراق

حضرت عمرؓ کا اسکی نظر کو گریہ کے مقام سے جو کہ ہستی ہے استغراق کی طرف پھیر دینا

پس عمر گفتش که ایں زاریِ تو　　هست هم آثارِ هشیاریِ تو

ترجمہ پس حضرت عمرؓ نے اس کو فرمایا۔ تیری یہ زاری بھی (طریقۂ عشق و محبت میں ناپسندیدہ ہے کیونکہ یہ) تیری ہوشیاری (یعنی خویش بینی) کی علامت ہے*

مطلب - یعنے اگرچہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے رونا اور گڑگڑا کر توبہ و استغفار کرنا فی نفسہ بُرا نہیں بلکہ اچھا ہے مگر عشق و محبت جو وصول الی اللہ کا سب سے اعلےٰ اور برتر طریقہ ہے۔ اِس کے لئے مناسب یہ ہے کہ ایک مرتبہ گناہوں سے کامل ندامت کے ساتھ توبہ کر لی جائے۔ پھر بار بار اپنے گناہوں کو قصداً یاد نہ کرے۔ کیونکہ اس کے لئے اپنے حالات کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ جو صاف طور پر اپنی خودی کا احساس اور خویشتن بینی ہے۔ اور عشق و محبت کا تقاضا ہے کہ پوری محویت و استغراق ہو۔ اور یہ دونوں حالتیں ایک دوسرے کے منافی ہیں۔ حافظؒ

خمارِ عشق تو دی شب در اندرونم بود　　کجاست وقتِ عبادت چہ جائے وقتِ دعا

واضح ہو کہ وصول الی اللہ کے متعدد طریقے ہیں۔ اور ہر ایک طریقہ دوسرے سے مختلف ہے۔ گو ان سب کا منتہےٰ اور مآل ایک ہی ہے۔ مگر نہج و نوعیت کے مختلف ہونے سے ایک طریقہ دوسرے طریقے کے اثر کو مضر

ہے۔ چنانچہ گریہ و زاری بھی رجوع الی اللہ کا ایک طریقہ ہے۔ اور استغراق بھی ایک طریقہ ہے۔ مگر گریہ وزاری استغراق کے منافی ہے۔ اور اسی لئے حضرت عمر رضؓ نے مطرب کو اس سے منع فرمایا۔ باقی رہی یہ بات کہ گریہ وزاری کے طریقے پر استغراق کو ترجیح کیوں دی۔ بلکہ گریہ وزاری کو ناپسندیدہ کیوں کہا۔ حالانکہ وہ ایک طریقہ وصول الی اللہ کا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک منتہی کے لئے محویت حالت کاملہ ہے۔ اور غیر اللہ کا احساس و شعور خواہ خود اپنے متعلق ہی ہو۔ حالت ناقصہ ہے۔ اور حالت ناقصہ کو بمقابلہ حالت کاملہ کے مجازاً و اصطلاحاً گناہ و خطا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگرچہ فی الواقع وہ گناہ نہ ہو۔ بلکہ ایک حالت حسنہ ہو + حافظ رحؒ

در مقامے کہ بیاد لب او مے نوشند　　سفلہ آن مست کہ باشد خبر از خویشتنش

امیر خسرو رحؒ　　ہر کرا کن مکن ہوش و خرد در کار است　　مشنو از وے سخن عشق کہ او ہشیار است

بعد ازاں او را ازاں حالت براند　　زاعتذارش سوئے استغراق خواند

لغات - براند - ہٹایا، منع کیا۔ اعتذار، توبہ و استغفار۔ استغراق، محویت۔ سُکر۔ اپنی خودی کا عدم احساس +

ترجمہ - پھر اس کو اس حالت سے ہٹایا۔ (گناہوں کی) عذر آوری سے (نکالا۔ اور) استغراق کی طرف بلایا +

ہست ہشیاری زیاد ما مضٰے　　ماضی و مستقبلت پردہ خدا

لغات - ما مضٰے - جو گزر چکا - ماضی - گذر جانے والا - مستقبل - آئندہ +

ترجمہ ہشیاری (یعنے شعور خودی، یاد گذشتہ سے (ہوتی) ہے - تیرا خیال ماضی اور فکر مستقبل ایک حجاب ہے (جو) حق تعالیٰ کے قرب و وصل سے تیرا مانع ہے +

مطلب - یہ مولنا کا مقولہ ہے - یعنے ماضی و مستقبل کے خیالات استغراق و محویت کے مانع ہیں - اس لئے اہل طریقت کا ارشاد ہے - کہ صوفی کو ابن الحال رہنا چاہیئے - اور محض اپنے گناہوں کی یاد آوری سے اللہ کا ذکر زیادہ مفید ہے - چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے - وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ یعنے اور وہ ایسے نیک لوگ ہیں - کہ جب کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں - یا اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں - تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں - اور خدا کے سوا گناہوں کے معاف کرنے والا ہی کون ہے - اور جو کچھ کر بیٹھتے ہیں - تو دیدہ و دانستہ اس پر اصرار نہیں کرتے (آل عمران ع ۱۴)

آتشے درزن بہر دو تا بکے　　پرگرہ باشی ازیں ہر دو چو نے

ترجمہ - ان دونوں (ماضی و مستقبل) کو آگ لگا دو - تم کب تک ان دونوں (کے فکر) سے نے کی طرح پُرگرہ رہوگے +

مطلب - ماضی و مستقبل کے افکار کثیرہ سے قلب پر جو حجابات واقع ہو جاتے ہیں - اُن کو نے کی گرہوں سے تشبیہ دی ہے - فرماتے ہیں - کہ ان حجابات کو آگ لگا دو - کیونکہ فکر ماضی اور تذکر خطیات ایک تو استغراق کو مانع ہوگا دوسرے اس سے دل میں ایک قسم کا انقباض پیدا ہوتا ہے - جس سے ذکر حق کی حلاوت اور محبت حق کا سرور مٹ جاتا

ضعیف بلکہ زائل ہو جاتا ہے - اور یہ طریقہ عشق میں مفید ہے ✤

تا گرہ باقی بود ہمراز نیست ۔۔۔ ہم نشین آں لب و آواز نیست

ترجمہ (دیکھو) جب تک (دنے میں) گرہ رہتی ہے (اور پھونکنا) آر پار نہیں جاتی - تو وہ بینواز کی ہمراز نہیں ہوتی - اس لب د آواز کی ہم نشین نہیں بنتی ✤

چوں بطوفِ خود بطوفی مرتدی ۔۔۔ چوں بخانہ آمدی ہم باخودی

لغات - طوف - چکر لگانا - اصطلاح شریعت میں خانہ کعبہ کے گرد پھرنا جو فریضہ حج کے ارکان میں سے ہے ✤ بطوفی بطوف ہستی - یائے خطاب رابطہ جملہ ہے مرتدی میں بھی یائے خطاب رابطہ جملہ ہے ✤ خانہ خانہ کعبہ بیت اللہ ✤

ترجمہ (حج میں) جب تو اپنی ہستی کے ساتھ (کعبہ کا) طواف کرے - تو مرتد ہے (کہ شرک کرتا ہے) جب خانہ (کعبہ) میں آیا - تو بھی خودی میں مشغول رہا عراقی رح ؎

بطوافِ کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند ۔۔۔ کہ بیرونِ در چہ کردی کہ درونِ خانہ آئی

اے خبرہات از خبردہ بے خبر ۔۔۔ توبۂ تو از گناہِ تو بتر

لغات - خبرہا اخبار ماضی و مستقبل - خبردہ ، خبر دینے والا یعنی اللہ تعالیٰ ✤ بے خبر وہ شخص جس کو کچھ خبر نہ ہو - یا وہ چیز جس میں اخبار حق کے آثار نہ ہوں - شعر کے دونوں معنے بیان ہو سکتے ہیں کما ترٰی

ترکیب - یا تو "اے خبرہات" کی تقدیر "ایکہ ترا خبرہا است" ہے - اس صورت میں "از خبردہ بے خبر" جملہ سابق پر معطوف ہوگا - اور بے خبر سے مراد مخاطب ہوگا جس کو کوئی خبر نہیں - یا خبرہات مبتداء اور بے خبر اس کی خبر ہے اس صورت میں خبرہا کو بے خبر کہا ہے - اب دونوں تقدیروں پر ترجمہ کا تفاوت ملاحظہ ہو :-

ترجمہ (۱) اے (مخاطب) جس کو (ماضی و مستقبل کی) بہت سی خبریں (حاصل) ہیں (اور جو) مخبر (برحق یعنی اللہ تعالیٰ) سے بے خبر ہے - تیری توبہ تیرے گناہ سے بدتر ہے ✤

(۲) اے (مخاطب) تیری (ماضی و مستقبل کی) خبریں مخبر (صادق یعنی اللہ تعالیٰ) سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں - تیرا عذر گناہ بدتر از گناہ ہے ✤

مطلب پہلی تقدیر پر مطلب یہ ہے - کہ تم اپنے گزشتہ اور آئندہ حالات کے خیال میں محو ہو - اس لئے متوجہ الی اللہ نہیں ہو سکتے - دوسری صورت میں یہ مطلب ہے - کہ تمہاری خبروں کی نوعیت اس قسم کی ہے - کہ وہ تمہارے مخبر حقیقی سے بے خبر ہونے پر دلالت کرتی ہیں - کیوں کہ تم ماضی و مستقبل کی یاد میں مگن ہو - اور ماسوائے کی یاد غفلت کی مترادف ہے - پھر فرماتے ہیں - کہ تمہاری توبہ تمہارے گناہوں سے بھی بدتر ہے - کیوں کہ توبہ کے وقت بالکلیہ رجوع بحق مطلوب ہوتا ہے - اور گناہ کے وقت حق تعالیٰ سے غفلت ہوتی ہے - پس اگر رفع غفلت کے وقت بھی غفلت کرے - تو اس کا قبح گناہ سے بھی زیادہ ہو جائے گا - کما قیل ؎

حضورِ خاطر اگر در نماز نیست ترا ۔۔۔ امیدہا بنماز نکردہ بیشتر است

وقیل ؎ زبسکہ طاعت آلودہ با گناہ کنم ۔۔۔ بسجدہ ہمچو نگیں نامہ را سیاہ کنم

اب مذکورہ قسم کی توبہ کے بدتر از گناہ ہونے کی وجہ بیان فرماتے ہیں *

راہِ فانی گشتہ راہِ دیگر ست   زانکہ ہشیاری گناہِ دیگر ست

ترجمہ - کیوں کہ فانی (مستغرق باللہ) کا راستہ ہی اور ہے - اس لئے کہ ہشیاری (یعنے شعور خودی اہل عشق کے نزدیک) ایک قسم کا گناہ ہے *

مطلب - اہل استغراق ایسی حالت سے محترز رہتے ہیں - جس میں ماسوی اللہ کی طرف متوجہ ہونا پڑے اگرچہ وہ ماسوی اللہ خود اپنی ذات ہی کیوں نہ ہو - کیوں کہ ان کے نزدیک ماسوی اللہ کی طرف متوجہ ہونا - جتنے کہ خود اپنی طرف متوجہ و ملتفت ہونا - جس کو مولانا ہشیاری سے تعبیر فرماتے ہیں گناہ ہے - سعدی رح

حریفِ عشق کہ از خویشتن خبر دارد   شراب صرف محبت نخوردہ است تمام

صائب رح   دیویم چوں زخویش خبردار مے شویم   چوں بے خبر شویم زہستی پری وشیم

اے تو از حالِ گذشتہ توبہ جو   کے کنی توبہ ازیں توبہ بگو

ترجمہ - اے حالِ گذشتہ سے توبہ کرنے والے - تو اس توبہ سے (جو مستلزم غفلت ہے کب توبہ کریگا *

جامی رح ؎   از شربِ مدام ولاف دشمب توبہ   وز عشق بتانِ سیم غبغب توبہ
در دل ہوسِ گناہ و بر لب توبہ   زیں توبۂ نادرست یارب توبہ

گاہ بانگِ زیر را قبلہ کنی   گاہ گریہ زار را قبلہ زنی

لغات - بانگ زیر، راگ کی نرم و نازک آواز - قبلہ کردن، اپنا مرکز توجہات بنانا - گریہ زار، پھوٹ پھوٹ کر رونا - دردِ دل سے رونا - قبلہ زدن - بوسہ دینا - پیار کرنا *

صنائع زیر اور زار میں قبلہ بکسر اور قبلہ بضم میں تجنیس ہے اور شعر مرصع ہے *

ترجمہ - (یا تو) کبھی (وہ حال تھا کہ) راگ کی آواز کو قبلہ توجہ بنا رکھا تھا - (یا) کبھی (یہ خیال ہے کہ) دردناک زاری کو پسند کر رہا ہے *

مطلب - حضرت عمرؓ کا مطرب سے خطاب ہے، کہ تو ایام معصیت میں تو حق تعالٰے سے دور تھا ہی - اب توبہ وانابت کی حالت میں بھی مشغولی بغیر حق کا گناہ کر رہا ہے - غرض تو ہر وقت غیر حق کے ساتھ مشغول رہنے میں آزاد رہا ہے - ہاں کبھی یہ مشغولی بصورت معصیت تھی - اور کبھی بشکل طاعت - بہرحال گناہ دونوں صورتوں میں ہے - مگر واضح رہے کہ پہلی صورت میں گناہ حقیقی معنے میں ہے، اور دوسری صورت میں اصطلاحًا کما بیّناہ انفًا *

چونکہ فاروق آئینہ اسرار شد   جانِ پیر از اندروں بیدار شد

ترجمہ - چونکہ حضرت (عمر) فاروق رضی اللہ تعالٰے عنہ اسرار (الٰہیہ) کے آئینہ تھے (اس لئے اُن کی توجہ اتحادی سے) بڈھے کی جان باطن سے بیدار ہو گئی *

مطلب - چونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ اسرار الٰہیہ کے آئینہ تھے - اور اسماء الٰہیہ کے انوار اُن کے چہرے میں

درخشاں تھے۔ اس بڈھے نے وہ اسرار اُن کے چہرہ سے مشاہدہ و مطالعہ کر کے وصول الحق کا درجہ حاصل کر لیا۔ ؎

حافظ رح — من بسر منزلِ عنقا نہ بخود بردم راہ — قطعِ ایں مرحلہ با مُرغِ سُلیمان کردم

ہمچو جاں بے گریہ و بے خندہ شُد — جانش رفت و جانِ دیگر زندہ شُد

ترجمہ (اور) وہ روح (مجرد) کی طرح رونے اور ہنسنے سے پاک ہو گیا۔ اُس کی جان (بحیثیت تعلق نفس تو) فانی ہو گئی۔ اور دوسری روح (مجرد) زندہ ہو گئی +

مطلب۔ جس طرح روح گریہ و خندہ سے منزہ ہے۔ اور یہ صفات جسم سے خاص ہیں۔ اِسی طرح وہ پیر بھی ان صفات سے منزہ ہو گیا۔ اس کی ظاہری جان فنا ہو گئی۔ اور دوسری جان زندہ و باقی ہو گئی ؟ یعنے اس نے فانی فی اللہ ہو کر بقاء باللہ کا درجہ حاصل کر لیا۔ جو وجود اور لوازم وجود سے پاک ہو جانے کا ثمرہ ہے ؎

بیا جامی نہ بودِ خود بپرہیز — زپندارِ وجودِ خود بہ پرہیز
گرت فخر و ننگے ہست از تست — ورت بوئے و رنگے ہست از تست
مُصفا شو ز حرص و کینہ خویش — مصقل کن رخِ آئینہ خویش
بود نورِ جمالِ شاہدِ غیب — بتابد چوں کلیم اللہ ست از جیب
شود چشم دلت روشن بداں نور — نماند سرِّ جاناں بر تو مستور

حیرتے آمد درونش آں زماں — کہ بروں شد از زمین و آسماں

ترجمہ۔ اس وقت اُس کے باطن میں ایک حیرت پیدا ہو گئی۔ (کہ لازمہ استغراق تھی)، جس سے وہ زمین و آسمان سے باہر (یعنے بے خود) ہو گیا + صائب رح ؎

بے خودی با ہر چہ آمیزد بمعراجش بُرد — ہیچ نخلے زیر دستِ خود نسازد تاک را

جُستجوئے ماورائے جُستجو — من نمیدانم تو میدانی بگو

ترجمہ۔ اس حالت میں اُس کو) ایک خاص جستجو (متعارف جستجو سے علیحدہ (پیدا ہوئی) میں اس جستجو کی ماہیت (بیان کرنا) نہیں جانتا۔ تم جانتے ہو تو بیان کر دو +

مطلب۔ یعنے متعارف جستجو تو کسبی ہوتی ہے۔ مطرب مذکور کی جستجو کسبی اور خود پیدا کردہ نہ تھی۔ بلکہ اضطراری و انجذابی تھی۔ یہ ترجمہ اس اعتبار سے ہے۔ کہ یہ شعر مولنا رح کا مقولہ قرار دیا جائے۔ بعض شارحین نے ز دو منہم محمد (صناح و بحر العلوم رح) دوسرے مصرعہ کو پیر چنگی کا مقولہ بنا کر یوں مطلب بیان کیا ہے کہ "چونکہ پہلے معلوم ہو چکا کہ پیر چنگی نے حضرت فاروق رض کی ذات مبارک میں، جو آئینہ اسرار تھی۔ اسرار حق مشاہدہ کئے۔ اور اس سے وہ محو حیرت ہو گیا۔ لہذا مولنا فرماتے ہیں۔ کہ وہ ایک ایسی (عالیہ) جستجو میں لگ گیا۔ جو مخلوق کی متعارف جستجو سے جداگانہ تھی۔ اور حضرت فاروق رض سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ کہ میری عقل اس حیرت میں تباہ ہو گئی۔ آپ جو کچھ اس بارہ میں جانتے ہیں۔ وہ بلا توسط زبان مجھ پر ظاہر فرمائیں" لیکن بعض محقق شارحین فرماتے ہیں۔ کہ سیاق و سباق اس معنے کی تائید نہیں کرتا +

جستجوئے از ورائے حال و قال   غرقہ گشتہ در جمال ذو الجلال

لغات - حال و قال ، حالی و وجدانی و ذوقی کیفیت جس کا اظہار دائرۂ کلام سے باہر ہے - اور وہ محتاج تکلم ہے مگر یہاں متعارف حال مراد ہے - اور قال بمعنے تکلم ہے - غرقہ ، غرق - ذو الجلال ، اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے +

ترجمہ رہاں اتنا معلوم ہے کہ) ایک خاص جستجو (پیدا ہوئی - جو) حال و قال سے جداگانہ تھی - (چنانچہ وہ) خداوند تعالیٰ کے جمال میں مستغرق ہو گیا ؛ حافظ رحمہ سہ

از خم خویش چناں مست بیدم کردی یارم   کز خیال تو بخود باز نہ ہے پی دانم

استغراق سے انجذابی استغراق مراد ہے - اور اس کا قال سے خارج ہونا تو ظاہری ہے - کیوں کہ وہ ایک ذوقی امر ہے - رہا حال سے خارج ہونا - سو حال سے مراد حال متعارف ہے - یعنی وہ کیفیت نادرہ جو خود پیدا کی جائے - گو اسکا اکتساب کے بعد طاری ہونا اپنے اختیار سے باہر ہو - جیسا کہ اوپر مراسے ۳ کی شرح میں مذکور ہوا - اور چونکہ ہر شخص کی کیفیت اپنی اپنی ہوا کرتی ہے - اس لئے ایک صاحب حال کو دوسرے صاحب حال کی کیفیت مفصل معلوم نہیں ہو سکتی - اس لئے بالتفصیل ہے ۔ فرما کر اجمالاً ذکر کرنے پر اکتفا فرمایا - کہ وہ مستغرق جمال ہو گیا +

سعدی رہ سہ   ایں مدعیاں در طلبش بے خبر انند   کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

غرقہ نے کہ خلاصی باشدش   یا بجز دریا کسے بشناسدش

لغات - خلاصی نجات - دریا دریائے وحدت - ذات احدیت +

ترجمہ - یہ استغراق ایسا نہ تھا - جس سے اس کی خلاصی (ممکن) ہو - یا اس دریائے (وحدت) کے سوا جس میں وہ مستغرق ہو گیا تھا - کوئی اس کو پہچان سکے +

مطلب - پہلے مصرع کا مطلب دو طرح ہو سکتا ہے - ایک تو یہ کہ وہ استغراق ایسا نہ تھا - جو زائل ہو جاتا - اس کی وجہ یہ ہے - کہ چونکہ قوت تحمل انکشاف سے بڑھ کر تحمل نہیں ہو سکتی - اس لئے اگر ایسی حالت میں کوئی کیفیت وہبی طور پر طاری ہو جاتی ہے - تو صاحب کیفیت اس میں بیخود اور مغلوب العقل ہو جاتا ہے - اور اس کو اس سے افاقہ نہیں ہوتا - بلکہ بعض اوقات مر بھی جاتا ہے - یہی معنے ہیں - خلاصی نہ ہونے کے + دوسرا مطلب یوں ہو سکتا ہے کہ استغراق و فنا کا یہ اثر تھا - کہ ماسوی اللہ سے تعلقات قطع ہو جائیں - اور اوصاف نفسانیہ مضمحل ہو جائیں - وہ اثر ایسا قوی تھا کہ کبھی زائل نہیں ہو سکتا - اگرچہ کسی قدر افاقہ ہو جائے - یہی معنے اس قول کے ہیں کہ اَلْفَانِیْ لَا یُرَدُّ یعنی مقام فنا میں پہنچنے والا اس درجہ سے تنزل نہیں کرتا - یا اس کو مرتبہ قبولیت سے رد نہیں کیا جاتا - اسی لحاظ سے کہا گیا ہے کہ واصل مردود نہیں ہوتا - اور اہل لطائف نے اس کی عجیب مثال دی ہے - کہ بالغ کبھی نابالغ نہیں ہو سکتا - دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے استغراق کی کیفیت وہی دریا جانتا ہے - جس میں وہ غرق ہے - ہم تم کیا جانیں - جیسے کہ پہلے کہا تھا - من کے دانم تو میدانی بگو - (کلید)

عقل جزو از کل گویا نیستی   گر تقاضا بر تقاضا نیستی

لغات عقل جزو ، انسان عارف ، عقل کل ، ذات حق - گویا ، قائل بولنے والا ، کہنے والا +

ترجمہ (یہ اجمالی ذکر ہم نے کر تو دیا۔ مگر) عقل جزوی عقل کل کے متعلق (اجمالاً بھی) کچھ بیان نہ کر سکتی۔ اگر (ادھر سے) تقاضے پر تقاضا نہ ہوتا +

مطلب - یعنے ذات احدیت کے انوار جلال میں مستغرق ہونے کی بالتفصیل کیفیت تو اس کو معلوم ہے مصلحت اس کا اجمالاً ذکر کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتی۔ کیوں کہ اندیشہ تھا کہ عوام الناس مثال کو حقیقت پر اور معاملہ الٰہیہ کو اپنے معاملہ پر قیاس کر کے غلطی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ مگر چونکہ الہاماً تقاضے پر تقاضا ہوتا تھا۔ اس لئے مجملاً اسکا ذکر کیا گیا۔ نیز اسی سے طالبوں کے لئے کچھ نہ کچھ فائدہ بھی منصور ہے +

چوں تقاضا بر تقاضا می رسد　　موج آں دریا بدینجا مے رسد

ترجمہ - چونکہ (ذات حق کی طرف سے) تقاضے پر تقاضا ہو رہا ہے (اس لئے) اس دریا (یعنے عالم غیب کے فیض بیان) کی موج یہاں آ پہنچی +

اختلاف - بعض نسخوں میں اس شعر سے پہلا شعر یوں ہے۔ عقل جز از کل پذیرا نیستے الخ اور اس نسخے میں گویا کی بجائے پذیرا کے لفظ سے دونوں شعروں کا مطلب اس طرح ہو گیا۔ کہ عقل جزوی (یعنے سالک) عقل کل (یعنے ذات حق) کے فیوض کو ہرگز نہیں لے سکتا تھا۔ (کیوں کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک) اگر (ادھر سے) جذبہ پر جذبہ نہ ہوتا (یعنے اس کے فضل سے دولت وصول میسر ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ برابر جذبے پہ جذبہ پہنچ رہا ہے۔ اس لئے اس دریا (یعنے عالم غیب) کی موج (فیض) اس جگہ (یعنے قلب سالک میں) پہنچ رہی ہے (جس سے وہ واصل ہو جاتا ہے) +

عراقیؒ　　آفتاب جذبۂ تو شبنم اشباح را　　در زمانے از زمیں بر آسمان انداختہ

حافظؒ　　برحمت سر زلف تو واثقم ورنہ　　کشش چو نبود ازاں سو چہ سود کوشیدن

صائبؒ　　گرچہ چوں سیلی از غبار رہ گراں گردیدہ ام　　جذبۂ دریا سبک رفتار مے سازد مرا

چونکہ قصۂ حال پیر اینجا رسید　　پیر و جانش روئے در دریا کشید

ترجمہ - جب بڈھے کا واقعہ یہاں تک پہنچا، تو بڈھا اپنی جان سمیت (حیرت کے) دریا میں اُتر گیا +

مطلب - بڈھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر اور روحانی توجہ سے متاثر ہو کر دریائے وحدت میں مستغرق یعنے فانی فی اللہ ہو گیا۔ حافظؒ ؎

شدم فسانہ بسر گشتگی کہ ابروئے دوست　　کشیدہ در خمِ چوگانِ خویش چوں گویم

پیر دامن را ز گفت و گو فشاند　　نیم گفتہ در دہانِ او بماند

لغات - دامن فشاندن، ترک کر دینا۔ نیم گفتہ، اُدھی بات +

ترجمہ - بڈھا گفتگو سے دست بردار ہو گیا۔ آدھی بات کہی (آدھی) اُس کے منہ میں رہ گئی +

مطلب - یعنے اس وقت بڈھے پر جو کیفیت طاری ہو گئی۔ اس کو وہ دائرہ بیان میں نہ لا سکا۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ توبہ و استغفار کے سلسلے میں جو تقریر کر رہا ہے، اس سے ایک دم بیخود ہو گیا۔ جو بات کہہ رہا تھا وہ بھی ناتمام رہ گئی کما قیل ؎

حیران ترا لب بہ سخن وا شدنی نیست　　چوں بلبل تصویر کہ گویا شدنی نیست

از پئے ایں عیش و عشرت ساختن　　صد ہزاراں جاں بشاید باختن

ترجمہ - اس قسم کی عیش وعشرت کے لئے (جو بڈھے کو میسر ہوئی - ایک جان تو کیا اگر لاکھوں جانیں بھی دیں تو وہ بھی قربان کر دی جائیں۔

مطلب - اوپر جو کہا تھا "جانش رفت و جان دیگر زندہ شد" یعنے اس بڈھے کی ایک جان جاتی رہی - اور دوسری جان زندہ ہوگئی - اب فرماتے ہیں - کہ اسی جان زندہ ابدی کی سی زندگی حاصل کرنے کے لئے اگر لاکھوں جانیں دینی پڑیں تو کوئی مضائقہ نہیں - یہ زندگی ان جانوں کے مقابلہ میں زیادہ قابل قدر ہے - ؎

تمنا مے کند مسکیں عراقی　　نہ دریابد بقا بعد از فنائے

در شکار بیشہ جاں باز باش　　ہمچو خورشید جہاں جاں باز باش

صنائع - دونوں مصرعوں کے لفظ جانباز میں صنعت تجنیس ہے۔

ترجمہ - میدانِ روح (یعنے عالم معنے) کے شکار کھیلنے میں باز بن جا - جہاں کے سورج کی طرح جان باز بن جا (جو اپنی جان یعنے روشنی نچھاور کرتا پھرتا ہے)

مطلب - یعنے حیات باقیہ کا شکار مارنے کے لئے باز کی طرح عالی ہمت ہو - اور حیات باقیہ کا حصول حیات فانیہ کے مضمحل کرنے پر موقوف ہے - صائب رح ؎

ز تو گلشن ہستی بر دیادِ فنا　　کہ شعلہ از تہ دل چوں شرر توانی زد

جاں فشاں افتاد خورشید بلند　　ہر دمے تی مے شود پُر مے کنند

لغات - جانفشاں اپنی جان کو لٹا دینے والا - جان کو صرف کر دینے والا - تی تہی کا مخفف خالی۔

ترجمہ - عالی رتبہ سورج جانفشاں (یعنے نور افشاں) واقع ہؤا ہے - ہر لمحہ وہ نور سے خالی ہو جاتا ہے پھر پُر کر دیتے ہیں۔

مطلب - بعض شارحین نے اس شعر کا مطلب یوں لکھا ہے کہ آفتاب کی طرف نظر کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اس قدر شعاعیں نیچے پڑ رہی ہیں گویا وہ ان سے خالی ہو جاتا ہے - لیکن جب پھر نظر کی جائے تو اسی طرح پھر پُر کا پُر نظر آتا ہے - اس سے یہ اشارہ بھی پایا جاتا ہے - کہ اہل کرم کا خزانہ جود اور بخشش سے کبھی ختم نہیں ہوتا - صائب رح ؎

کاسۂ اہلِ کرم خالی نمی گردد ز جود　　ماہِ نو شد بدر و نو بہ ماہ تاباں کم نشد

ولہ ؎　　آنچناں کز کاوشِ آب چشمہ مے گردد زیاد　　دولتِ ارباب کرم افزوں ز سائل مے شود

مگر بعض محقق شارح فرماتے ہیں - کہ یہ شعر تجدد امثال کے مسئلہ پر مشتمل ہے - یعنے سورج کا اپنے نور سے خالی اور پُر ہونا اس قدر سرعت تواتر سے وقوع میں آتا ہے کہ ان دونوں حالتوں میں زمانا کچھ انفصال نہیں ہے - اس لئے مذکورہ بالا توجیہ کے تکلف کی ضرورت نہیں کیونکہ اس تقدیر پر سورج کا نور سے خالی ہونا اور پھر پُر ہو جانا محض وہمی ہے نفس الواقع نہیں - بخلاف تجدد امثال کے کہ وہ ایک امر واقعی اور نفس الامری ہے - آگے

اشعار سے بھی تجدد امثال ہی کی تائید پائی جاتی ہے

در وجودِ آدمی جان و رواں　　　میرسد از غیب چون آبِ رواں

صنائع ۔ رواں کے لفظ میں صنعت تجنیس ہے +

ترجمہ ۔ آدمی کے وجود میں جان و روح غیب سے اس طرح پہنچتی ہے ۔ جیسے آب رواں +

مطلب ۔ اس سے بھی تجدد امثال کی طرف اشارہ ہے ۔ یعنے جانبازی سے تم کو اندیشہ نہ کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ یہ جان ہر وقت نئی سے نئی آتی ہے ۔ اور پہلی جان فنا ہوتی رہتی ہے ۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ جان کا خرچ ہونا مضر نہیں ۔ فوراً اس کا بدل مل جاتا ہے ۔ پس اس قیاس سے اگر جان کو عشق الٰہی میں مضمحل کر لیا جائے ۔ اُسکے بدلے میں جان معنوی حاصل ہو جائے گی ۔ آب رواں کی مثال سے تجدد امثال کے مسئلے پر روشنی ڈالنا مقصود ہے یعنے جس طرح نہر کا پانی ایک لمحہ میں کسی خاص جگہ پر ہوتا ہے ۔ دوسرے لمحہ میں اس جگہ وہ پانی نہیں ہوتا ۔ بلکہ اس کی بجائے دوسرا پانی ہوتا ہے ۔ گو بظاہر سارا پانی ایک ہی نظر آتا ہے ۔ اسی طرح جان آناً فاناً نئی سے نئی آتی رہتی ہے ۔ اگرچہ تمام جانوں کے تماثل سے اتحاد کا شبہ پڑتا ہے ۔ کماقیل ؎

کشتگانِ خنجر تسلیم را　　　ہر زماں از غیب جانے دیگر ست

ہر زماں از غیب نو نو می رسد　　　وز جہاں تن برون شو می رسد

ترکیب ۔ نو نو صفت ہے جس کا موصوف جان مقدر ہے برون شو بتاویل مفرد مضاف الیہ ہے ۔ جس کا مضاف صدا محذوف ہے +

ترجمہ ۔ ہر لمحہ غیب سے نئی سے نئی (جان بطور تجدد امثال) پہنچتی ۔ اور "دنیائے جسم سے نکل جاؤ" (کی صدا) آتی رہتی ہے +

جانفشاں اے آفتابِ معنوی　　　مر جہانِ کہنہ را بنما نوی

لغات ۔ آفتاب معنوی ، روحانی سورج جس سے انوار معرفت کا فیض پہنچتا ہے ۔ مراد مرشد عارف کامل نوی نو یعنے جدید کے ساتھ یائے مصدری شامل ہے ۔ جدت ، تازگی + صنائع کہنہ اور نوی میں صنعت تضاد +

ترجمہ ۔ اے معارف و حقائق کے سورج (یعنے عارف کامل) آپ بھی جانفشانی (یعنے انوار معرفت کا افاضہ) فرمائیں ۔ اور (مُردہ دلوں کی) پرانی دنیا کو تازہ کر دیجے +

مطلب ۔ ہمارے نسخے میں یہ شعر اوپر کے دو شعروں سے پہلے یعنے ؎ جانفشاں افتاد خورشید بلند الخ کے بعد لکھا ہے ۔ بے شک اس شعر کو مذکورہ شعر سے خاص ربط ہے ۔ مگر مابعد کے دونوں شعروں یعنے : در وجود الخ اور ہر زماں الخ کا ربط اس شعر یعنے جان فشان افتاد الخ کے ساتھ بیان مسئلہ تجدد امثال کی وجہ سے اقوی تھا لہذا اقوی کو قوی پر ترجیح دینا مناسب سمجھ کر دوسرے نسخے کا اتباع کیا گیا ۔ اور اس شعر کو وہاں سے اٹھا کر آخر میں درج کیا گیا ۔ آفتاب کی مذکورہ بالا مثال سے بطور تفریع عارف کامل سے استدعا کرتے ہیں ۔ کہ آپ بھی آفتاب ظاہری کی طرح تاریک طبائع کو انوار معرفت سے منور فرما دیجے ۔ حافظ رح ؎

دریں شبِ سیاہم گم گشت راہِ مقصود　　　از گوشۂ بروں آے اے کوکبِ ہدایت

تفسیر دعائے آں دو فرشتہ کہ ہر روز بر سر بازار منادی کنند کہ اللّٰھم اعط کل منفق خلفا

اُن دو فرشتوں کی دعا کی تفسیر جو ہر روز سر بازار منادی کرتے ہیں کہ الٰہی ہر خرچ کرنے والے کو عوض

وکل ممسکٍ تلفا و بیان آنکہ منفق مجاہدِ راہِ حق است نہ مسرفِ راہِ ہوا

دے اور ہر کنجوس کو مال کی بربادی دے" اور اس بات کا بیان کہ منفق راہ حق میں کوشش کرنیوالا ہے نہ کہ حرص کی راہ میں۔

مطلب - یہ بیان اوپر کے مضمون کی تائید کرتا ہے ۔ اوپر انفاق روح کے متعلق بحث چلی آتی تھی، اب انفاق مال کا بیان ہے، عنوان بالا میں جو حدیث مندرج ہے وہ یوں مروی ہے عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الاٰخر اللھم اعط ممسکا تلفا منفق علیہ یعنے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر روز جب بندوں پر صبح آتی ہے، دو فرشتے اترتے ہیں ۔ ایک کہتا ہے الٰہی خرچ کرنے والے کو اُس کے خرچ کے عوض میں مال دے ، اور دوسرا کہتا ہے الٰہی کنجوس کو مال کی بربادی دے ۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ)

گفت پیغمبر کہ دائم بہرِ پند　　　دو فرشتہ خوش منادی مے کنند

ترجمہ - پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ دو فرشتے بغرض نصیحت یہ عمدہ منادی کرتے ہیں ۔

کاے خدایا منفقاں را سیر دار　　　ہر درم شاں را عوض دِہ صد ہزار

ترجمہ کہ اے خدا خرچ کرنے والوں کو خوشحال رکھ ۔ اُن کے خرچ کئے ہوئے ایک ایک درم کے بدلے لاکھ دے ۔

اے خدایا ممسکاں را در جہاں　　　تو مدہ الّا زیاں اندر زیاں

ترجمہ - اے خدا کنجوسوں کو دنیا میں نقصان پہ نقصان کے سوا کچھ نہ دے ۔

اے خدایا منفقاں را دِہ خلف　　　اے خدایا ممسکاں را دِہ تلف

ترجمہ - اے خدا خرچ کرنے والوں کو معاوضہ دے ۔ اے خدا کنجوس کو تلف دے ۔

مطلب - انفاق سے یہاں مطلق خرچ کرنا مراد ہے ۔ خواہ فرائض شرعیہ کی قسم سے ہو جیسے زکوٰۃ ۔ کفارات فدیئے وغیرہ یا عام خیرات و مبرات سے ہو ۔ جیسے قومی چندے میں کچھ دینا ۔ سائل کو کچھ عطا کرنا ۔ محتاجوں کی کچھ اعانت کرنا ، یا اپنی ذات اور متعلقین پر خرچ کیا جائے ، ان سب اقسام کے خرچوں میں توسع اور فراغ حوصلگی کی بہت سی احادیث میں فضیلت آئی ہے ۔ بشرطیکہ اسراف و تبذیر تک نوبت نہ پہنچے ۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن اٰدم ان تبذل الفضل خیر لک

وان تمسکہ شرلك ولا تلام علی کفاف وابدء بمن تعول رواہ مسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فرزند آدم تیرا (ضرورت سے) زائد بچا ہوا مال خرچ کر ڈالنا تیرے لئے بہتر ہے۔ اور تیرا اُس کو روک رکھنا تیرے لئے بُرا ہے۔ اور بقدر رفع حوائج مال محفوظ رکھنے پر تجھ کو ملامت نہیں کی جائے گی۔ اور پہلے اپنے اہل و عیال پر خرچ شروع کر، اس کو مسلم نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ) سعدی رح

زنعمت نہادن بلندی مجوئے　　کہ نا خوش کند آب استادہ بوئے

بہ بخشندگی کوش کآب رواں　　بسیلش تفقد کند آسماں

حافظ رح　اموالِ گنج قاروں ایام داد برباد　　درگوشِ گل فرو خواں تا از نہاں ندارد

صائب رح　دولتِ سنگدلاں زود بسر می آید　　سیل از سینۂ کہسار بسرعت گذرد

مُنفِق و مُمسِک محل بیں بہ بود　　چوں محل باشد مؤثّر مے شود

لغات - محل بین، موقع شناس - مؤثر، اثر کرنے والا یہاں اچھا نتیجہ پیدا کرنے والا مراد ہے +

ترجمہ (مگر اتنا یاد رہے کہ) خرچ کرنے والے اور خرچ نہ کرنے والے مناسب موقعہ ملحوظ رکھنے والے اچھے ہوتے ہیں۔ جب (اُن سے ہر ایک فعل پر) موقع ہو۔ تو (اچھا) اثر کرتا ہے +

مطلب - حدیث کے اطلاق سے یہ شبہ واقع ہو سکتا تھا۔ کہ شائد مطلق انفاق محمود اور مطلق امساک مذموم ہے۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ اس شبہ کو رفع کرنے کے لئے فرماتے ہیں۔ کہ خرچ کرنا اس صورت میں محمود و مستحسن ہے کہ اس کا وقوع مناسب موقعہ پر ہو۔ اگر خرچ کرنے کا موقعہ مناسب نہیں۔ تو اس صورت میں انفاق کی بجائے امساک محمود ہوگا۔ اور انفاق غیر مفید بلکہ مضر ہوگا۔ جیسے کسی معصیت میں خرچ کرنا۔ پس کسی مناسب مصرف میں انفاق بہتر ہے۔ اور غیر مصرف میں انفاق اچھا ہے۔ اسی طرح غیر مصرف میں انفاق مذموم ہے۔ اور مصرف میں امساک بُرا ہے۔ یعنے انفاق و امساک دونوں اپنے اپنے موقع پر محمود و مذموم ہیں۔ ان مواقع کو پہچان کر انفاق و امساک پر عمل کرنے والا نیک آدمی ہے۔ سعدی رح ؎

بگفتیم در باب احسان بسے　　ولیکن نہ شرط است با ہر کسے

بخور مردم آزار را خون و مال　　کہ از مرغ بد کندہ بہ پر و بال

کسے را با خواجہ تست جنگ　　بدستش چرا مے دہی چوب و سنگ

بر انداز بیخے کہ خار آورد　　درختے بپرور کہ بار آورد

اے بسا امساک کز انفاق بہ　　مالِ حق را جز بامرِ حق مدہ

ترجمہ - اے (مخاطب) بہت سے موقعوں پر خرچ نہ کرنا خرچ کرنے سے بہتر ہوتا ہے۔ اللہ کے دیئے ہوئے) مال کو امر حق کے سوا خرچ نہ کرو +

مطلب - انفاق مطلقاً اچھا اور امساک مطلقاً بُرا نہیں ہے۔ مثلاً کسی راہزن یا مفسد یا میخوار کی مالی اعانت کرنا بھی انفاق ہے۔ مگر چونکہ احتمال ہے کہ اس اعانت سے راہزن مسلح ہو کر راہزنی پر آمادہ ہو جائے گا۔ مفسد قوت پاکر فساد کا سامان کرے گا۔ اور میخوار شراب خرید کر مستی اختیار کرے گا۔ لہذا اس انفاق سے امساک اچھا ہے۔

اور ایسے مواقع میں انفاق کرنا اللہ کے دیئے ہوئے مال کو اس کی نافرمانی پر صرف کرنا ہے۔ جو بجائے کارِ ثواب ہونے کے گناہ ہے۔ سعدیؒ ؎

نہ ہر کس سزاوار باشد بمال ‏‏ یکے مال خواہد یکے گوشمال

چو گربہ نوازی کبوتر برد ‏‏ چو فربہ کنی گرگ یوسف خورد

بنائے کہ محکم ندارد اساس ‏‏ بلندش مکن ور کنی زو ہراس

تا عوض یابی تو گنجِ بیکراں ‏‏ تا نباشی از عدادِ کافراں

کاشتراں قرباں ہمے کردند تا ‏‏ چیرہ گردد تیغ شاں بر مصطفےٰ

لغات۔ بیکراں بے انتہا۔ ختم نہ ہونے والا۔ عداد شمار۔ چیرہ، غالب + ترکیب۔ پہلے شعر میں کافراں مبین ہے۔ دوسرا شعر اس کا بیان۔ پھر دونوں شعر مل کر علت ہوئی شعر سابق کے دوسرے مصرعہ کی +

ترجمہ۔ تاکہ تم کو بیشمار مال (یعنے ثواب) عوض میں ملے۔ (اور) تاکہ (حکم خدا کے خلاف خرچ کرنے سے تمہارا شمار (اُن) کافروں میں نہ ہو۔ اور جو اس غرض سے اونٹوں کی قربانیاں دیتے تھے۔ کہ ان کی تلوار مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر غالب آئے +

مطلب۔ کافر لوگ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مغلوب کرنے کے لئے اونٹوں کی قربانیاں دیتے تھے۔ کہ خدا ان قربانیوں کی بدولت ہم سے خوشنود ہو کر ہم کو غلبہ اور فتح بخشے۔ ہر چند ان کا یہ انفاق بظاہر مستحسن نظر آتا ہے مگر چونکہ وہ فی غیر محلہ تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کی بجائے اس کی ناراضگی اور غضب کا باعث ہوا حتےٰ کہ وہ کافر بجائے فتحیاب ہونے کے اُلٹا مغلوب و مقہور اور تباہ و برباد ہو گئے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ دنیا کی اس زندگی میں جو کچھ بھی یہ لوگ (اسلام کی مخالفت میں) خرچ کرتے ہیں۔ اس کی مثال اس ہوا کی سی ہے جس میں بڑی ٹھنڈ تھی۔ وہ ان لوگوں کے کھیت کو جا لگی جو اپنا ہی نقصان کر رہے تھے۔ اور آخرکار اس کو تباہ کر گئی اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے + (آلِ عمران ع) - اور دوسری جگہ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ○ اس میں شک نہیں کہ یہ کافر لوگ اپنے مال اس لئے خرچ کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو راہ خدا سے روکیں۔ سو یہ لوگ تو مال کو اسیطرح خرچ کرتے ہی رہیں گے۔ مگر وہی مال ان کے حق میں موجب حسرت ہوگا۔ پھر مغلوب بھی ہوں گے (الانفال ع)

مولٰنا فرماتے ہیں۔ کہ تم بھی موقع اور محل دیکھ کر مال خرچ کیا کرو۔ مبادا بے محل خرچ کرنا ان کفار کی طرح باعث وبال ہو جائے +

امرِ حق را باز داں از واصلے ‏‏ امرِ حق را در نیابد ہر دلے

لغات۔ واصل، عارف، محقق، عالم جید۔ یعنے کمال کو پہنچا ہوا خواہ کمال عرفان کو یا کمال علم کو۔ امرِ حق سے مراد ہیں

ایک حکم خداوند تعالیٰ دوسرا حق الامر یا حقیقی بات، اور دونوں معنے یہاں چسپاں ہو سکتے، یعنے پہلے معنے کے اعتبار سے انفاق کے متعلق خدا حکم خدا مراد ہے، اور دوسرے معنے کے لحاظ سے صحیح اور حقیقی معنے میں انفاق مقصود ہے

ترجمہ (اگر تم کو خود) امر حق (کی شناخت نہیں تو اس) کو کسی واصل سے معلوم کرو (بے شک) امر حق کو اول (اپنے اجتہاد سے) معلوم نہیں کر سکتا (اس میں کسی دوسرے باکمال کا اتباع لازمی ہے)۔

مطلب۔ انفاق کے متعلق امر حق کو معلوم کرنے کے لئے صرف اپنے قیاس فاسد سے کام نہ لو۔ بلکہ کسی کامل سے دریافت کرکے اس پر عمل کرو۔ اس میں یہ بات بھی مضمر ہے کہ غیر محقق کو محقق کی تقلید کرنی چاہیئے۔ مشکل اور باریک مسائل میں اپنے عقلی و قیاسی ڈھکوسلوں سے کام لینا اچھا نہیں۔ اقبال سلمہٗ ؎

تقلید کی ضرورت

کیفیت ہا خیزد از صہبائے عشق	ہست ہم تقلید از سمہائے عشق
کامل بسطام در تقلید فرد	اجتناب از خوردن خربوزہ کرد
عاشقی محکم شو از تقلید یار	تا کمند تو بود یزدان شکار

چوں غلامے باغیے کو عدل کرد — مالِ شہ بر باغیاں او بذل کرد

ترجمہ (بے محل خرچ کرنے والے کی مثال ایسی ہے) جیسے کسی باغی غلام نے جو (اپنی دانست میں) عدل کرتا ہے۔ بادشاہ کے مال کو باغیوں پر خرچ کر دیا۔

طرفہ تر کانرا ہمے پنداشت عدل — کز سخاوت کردہ ام ایثار و بذل

لغات۔ طرفہ عجیب بات۔ ایثار کسی کے فائدے کو اپنے فائدہ پر مقدم رکھنا۔ بذل خرچ کرنا۔ انفاق شعر کا فیہ محل نظر ہے۔

ترجمہ زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اس نے اس کو عدل سمجھ لیا۔ کہ میں نے سخاوت کی وجہ سے (محتاجوں کے لئے) فائدہ رسانی (کی ہے) اور (ان پر) مال خرچ کیا ہے۔

بندہ پندارد کہ او خود عدل کرد — مالِ شہ را بر مساکیں بذل کرد

ترجمہ۔ غلام (غلطی سے) سمجھتا ہے کہ اُس نے انصاف کیا ہے۔ کہ بادشاہ کے مال کو محتاجوں پر خرچ کر دیا۔

مطلب۔ محتاج یہاں بالمعنے الاعم استعمال ہوا ہے۔ یعنے جس کو ضرورت درپیش ہو۔ چونکہ باغیوں کو لشکر فراہم کرنے اور سب کو اسلحہ کے ساتھ مسلح کرنے اور اس کے لئے سامان رسد مہیا کرنے کے لئے روپے کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے روپیہ کے محتاج ہیں۔ غلام سمجھتا ہے کہ میں نے جو باغیوں کی اعانت کی ہے۔ تو گویا محتاجوں کی حاجت روائی کی ہے۔ جو ثواب کا کام ہے۔ حالانکہ پرورش مجرمین بدترین جرم ہے۔ سعدیؒ ؎

مکن با بداں نیکی اے نیک بخت	کہ در شورہ نادان نشاند درخت
نگو تم مراعات مردم مکن	کرم پیش نامرداں گم مکن
ترحم بہ پلنگِ تیز دنداں	ستمگاری بود بر گوسفنداں

اختلاف۔ یہ شعر ہمارے نسخے میں نہیں ہے۔

عدلِ ایں باغی و دادش پیشِ شاہ چہ فزاید؟ دوری و روئے سیاہ

ترجمہ (خیال کرنا چاہیئے) اس باغی کا (یہ عدل) و انصاف بادشاہ کے سامنے کس بات میں اضافہ کرے گا؟ دُوری اور سیاہ روئی میں +

در نُبِیِ اِنذارِ اہلِ غفلت ست کاں ہمہ اِنفاقہا شاں حسرت ست

لغات - نُبِی نون کے ضمہ با کے کسرہ اور یائے مجہول کے ساتھ فارسی لفظ ہے بمعنے قرآن مجید - اِنذار، ڈرانا دھمکانا +

ترجمہ - قرآن مجید میں (محل شناسی سے) غفلت کرنے والوں کے لئے دھمکی آئی ہے - کیوں کہ ان کی تمام داد و دہش حسرت ہے +

مطلب - یہاں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ترجمہ پیچھے گذر چکا +

قربانی کردن سرداران عرب باُمید قبول افتادن

سرداران عرب کا قبولیت کی امید پر قربانی دینا

سروران مکہ در حربِ رسُول بُودشاں قرباں باُمیدِ قبول

لغات - حرب، جنگ - قُربان، قربانی - وہ چیز جو راہِ خدا میں تصدق کی جائے - تاکہ اُس کا تقرب حاصل ہو +

ترجمہ - مکے کے سرداروں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جنگ میں قربانی دی اس امید پر کہ قبول ہو جائے (اور ہم کو فتح نصیب ہو)

بہرِ ایں مومن ہمے گوید زبیم در نماز اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم

ترجمہ - اِس لئے مومن (محل انفاق میں غلطی کرنے کے) خوف سے نماز میں دعا کرتا ہے - کہ الٰہی ہم کو) سیدھا راستہ دکھا +

مطلب - چونکہ مشرکین مکہ کا مذکورہ بالا انفاق اُن کے گمان میں نیک کام مگر درحقیقت نہایت بُرا کام تھا - اِسلئے مومن نمازی سورۂ فاتحہ کی قرأت میں یُوں دعا کرتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○ یعنے الٰہی ہم کو سیدھا راستہ دکھا - ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ اُن لوگوں کا رستہ جن پر غضب نازل ہُوا - اور نہ گمراہوں کا + اور یہاں مغضوب علیہم سے یہود اور ضالین نصاریٰ مراد ہیں - مطلب یہ ہے کہ جس طرح یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار نیک کاموں کے گمان میں بُرے کاموں کے مرتکب ہوتے رہے اور کفار مکہ نے بگمانِ تقرب بری نیت سے قربانیاں دیں +

ہم اس قسم کی غلطی میں نہ پڑیں - اور ان لوگوں کی راہ سے ہم دُور رہیں - سعدی رح ~

از تو بحہ نالم کہ دگر داور نیست وز دست تو ہیچ دست بالاتر نیست

آں را کہ تو رہ دہی کسے گم نکند
وانرا کہ تو گم کنی کسے رہبر نیست

یہاں سے اوپر بارھویں شعر منفق و ممسک الخ تک جملہ معترضہ تھا - جو انفاق کے بیان میں ضمناً مواقع انفاق کے متعلق آگیا ہے - اب آگے پھر مطلب سابق کی طرف عود فرماتے ہیں +

آں درم دادن سخی را لائق ست — جاں سپردن خود سخائے عاشق ست

ترجمہ - وہ درم دینا تو سخی کو لائق ہے (اور) جان دینا عاشق کی سخاوت ہے -

مطلب - یہاں سے پھر جان بازی کی ترغیب شروع فرماتے ہیں - یعنے اہل کرم مال و زر دیتے ہیں اور اہل عشق مال و زر سے بھی زیادہ محبوب چیز یعنے جان دے ڈالتے ہیں - کما قیل ؎

یک جاں چہ متاعے ست کہ سازیم فدایت
رالا چہ تواں کرد کہ موجود ہمین است

ناں دہی از بہر حق نانت دہند — جاں دہی از بہر حق جانت دہند

ترجمہ - اگر تم خدا کے نام پر روٹی دوگے - تو تم کو اس کے عوض میں روٹی ملے گی - اگر تم خدا کے نام پر جان دوگے تو جان ملے گی +

مطلب - اوپر سخی کی سخاوت کے مقابلے میں عاشق کی سخاوت کا ذکر تھا - کہ وہ جان دے ڈالتا ہے - اب اس بڑی سخاوت کے بدلے اجر کا ذکر ہے - کہ بقول "جیسا دوگے ویسا پاؤ گے" جان دینے والوں کو اس کے معاوضے میں بھی جان جیسی عالی قدر چیز دی جاتی ہے - یعنے اپنے آپ کو فنا کرنے سے ان کو وہ زندگی جاوید عطا کی جاتی ہے - جس پر عدم طاری نہیں ہوتا - جامی رح ؎

خوش آنکہ چو نیست شد دریں عشق مجاز
دیگر بوجود خویشتن نامد باز

زاں پس چو وجود یافت ازاں مایۂ ناز
جاوید برو در عدم گشت فراز

گر بریزد برگہائے ایں چنار — برگ بے برگیش بخشد کردگار

لغات - برگ ریختن، کنایہ ہے فنا ہونے سے - چنار، کنایہ ہے ہستی ظاہری سے، برگ، سامان - پتے - بے برگی بے سامانی +

ترجمہ - اگر اس چنار کے پتے جھڑ جائیں (یعنے یہ ناپائیدار ہستی فنا ہو جائے) تو اللہ تعالیٰ اس کو (اس ہستی کے پھول) پتوں سے فارغ رہنے کا سامان عطا فرماتا ہے +

مطلب - یعنے اگر یہ موہوم ہستی فنا ہو جائے - تو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے وہ مجرد ہستی عطا فرماتا ہے جسکو کبھی زوال نہیں - ؎

تو ہم جامی تمام از خود بروں آے
بدولت خانۂ سرمد دروں آے

ازیں جائے گراں جاناں قدم نہ
قدم در دولت آباد عدم نہ

نبودی و زیانے ہم نبودت
مباش امروز ہم کاشت سودت

اس شعر کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے - اور اگلے شعر کے ساتھ یہ مطلب چسپاں بھی ہے - کہ جس طرح درخت موسم خزاں میں برگ و بار سے خالی ہو کر پھر چند روز میں خدا کے فضل سے از سر نو سرسبز ہو جاتا ہے - تم بھی اگر انفاق

سے تہیدست ہو جاؤ۔ تو اس کا فضل تم کو ازسرنو مالا مال کیوں نہ کرے گا۔ صائب رح سے

در زیر بار قرض نماند کفِ کریم | یا دستگیر خلق خدا یار مے شود

گر نماند از جود در دستِ تو مال | کے کند فضل الٰہت پائمال

ترجمہ ۔ اگر داد و دہش کی کثرت سے تمہارے ہاتھ میں مال نہیں رہا ۔ تو اللہ تعالیٰ تم کو (افلاس کے ہاتھوں) برباد کب ہونے دے گا +

مطلب ۔ اہل کرم کو اللہ تعالیٰ نہ صرف افلاس سے بلکہ تمام شدائد و مصائب سے بچاتا ہے ، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع شروع میں نزول وحی سے مرعوب و متحیر ہو گئے تھے ۔ تو ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپکی ان کلمات سے تشفی کی تھی " نہیں نہیں آپ کو ڈر کس بات کا ہے ۔ میں دیکھتی ہوں کہ آپ اقربا پر شفقت کرتے ہیں ۔ سچ بولتے ہیں ۔ رانڈوں اور یتیموں اور بیکسوں کی دستگیری فرماتے ہیں ۔ مہمانوں کی مدارات اور مصیبت زدوں سے ہمدردی کرتے ہیں " اس سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ جود و کرم اور ایثار و مروت سے خوف و خطرات زائل ہوتے ہیں ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بادروا بالصدقۃ فان البلاء لا یتخطاہا یعنے جلدی صدقہ دو کیوں کہ بلا اس سے پیش دستی نہیں کر سکتی + (مشکوٰۃ) سعدی رح سے

درختے ست مردِ کرم باردار | وزو بگذری ہیزم کوہسار
حطب را اگر تیشہ بر پے زنند | درختِ برومند را کے زنند
بسے پائیدار اے درختِ ہنر | کہ ہم میوہ داری وہم سایہ در

ہر کہ کارد گردد انبارش تہی | لیکنش اندر مزرعہ باشد بہی

لغات ۔ کارد ، فعل مضارع کاشتن ، بونا سے ۔ انبار ، غلہ کا ڈھیر ، اناج کا کھتا ۔ مزرعہ ، کھیتی ۔ بہی ، بہتری و بہبودی

ترکیب ۔ ہر کہ کارد شرط اور گردد الخ اسکی جزا مل کر مستدرک منہ دوسرا مصرعہ مستدرک ۔ لیکنش میں شین بمعنے او را +

ترجمہ ۔ جو شخص (اناج) کاشت کرتا ہے اس کی کوٹھار خالی ہو جاتی ہے ۔ مگر اُس کی کھیتی میں (پیداوار کی) بہتری ہوتی ہے +

مطلب ، خیرات کا ایک ایک دانہ خرمن بن جاتا ہے ۔ صائب رح سے

بدادن سے تواں بر داشت از ہر دانہ خرمنہا | بکشتن تخم را دہقاں ز حاصل باز مے دارد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍؕ وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ جو لوگ اپنے مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۔ اُن کی خیرات کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں پیدا ہوئیں ۔ ہر بال میں سو دانے اور اللہ برکت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ۔ اور اللہ بڑی گنجائش والا واقف ہے (سورۃ بقرع ۳۶)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب فان اللہ یتقبلہا بیمینہ ثم یربیہا لصاحبہا کما یربی احدکم فلوہ حتی تکون مثل الجبل متفق علیہ یعنی جو شخص اپنی پاک کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر بھی خیرات کرے ۔ اور

خیرات و مبرات سے مصائب و بلیات ٹل جاتی ہیں

خیرات سے مال بڑھتا ہے

اللہ تعالےٰ پاک مال ہی کو قبول کرتا ہے - تو اللہ تعالیٰ اس کو بڑی قدر کے ساتھ قبول کرتا ہے - پھر اس کی پرورش کرتا ہے - جس طرح کوئی تم میں سے اپنے بچھیرے کو پالتا ہے - یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے (مشکوٰۃ)

وآنکہ در انبار ماند و صرفہ کرد　　اسپش و موش حوادثہاش خورد

لغات - ماند، رہنے دیا - صرفہ، کفایت - بخل - اسپش، بضم الف وضم بائے فارسی وہ کرم جو پشمینے کو چاٹ جاتا ہے - اور وہ کرم جو اناج کو کھا جاتا ہے -

ترجمہ - اور (بخلاف اس کے) جس نے (اناج کو) کوٹھار میں رکھ چھوڑا اور (اس میں) بخل کیا - اس (کے اناج) کو حوادث کا گھن اور چوہے کھا گئے -

مطلب - قرآن مجید کی سورۂ نون میں اللہ تعالیٰ نے بخیلوں کی ایک جماعت کا ذکر فرمایا ہے - کہ ان کا ایک باغ تھا - وہ قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ صبح کو ہم اپنے باغ کے پھل توڑیں گے - اللہ کی قدرت سے رات رات کے اندر ایک ایسی بلا نازل ہوئی کہ ان کا تمام باغ اجڑ گیا - وہ لوگ صبح کو اٹھے - اور سب اکٹھے ہو کر میوے توڑنے کے لئے چلے - اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے - کہ دیکھنا آج کوئی محتاج سوالی باغ کے اندر نہ آنے پائے (ورنہ اس کو کچھ دینا پڑے گا) فانطلقوا وھم یتخافتون ○ ان لا یدخلنھا الیوم علیکم مسکین ○ آخر ان لوگوں کو اپنے بخل و امساک کا نتیجہ دیکھ کر نادم و پشیمان ہونا پڑا -

ایں جہاں نفی ست در اثبات جو　　صورتت صفر ست در معنات جو

لغات - نفی، نابود - معدوم - صفر، خالی - معنات، معنے تو -

ترجمہ - یہ جہان عدم (محض کی مثل) ہے - اثبات (یعنی بقاءِ حقیقی) میں (مطلوب کو) تلاش کرو (تمہاری) ہستی (ظاہری) محض ناچیز ہے اور اپنے معنے میں (مقصود) تلاش کرو -

مطلب - اس شعر کا ربط پہلے اشعار کے ساتھ یوں ہے کہ جو کچھ اس جہان میں ہے - مثلاً جان - نان اور مال وغیرہ جس کے انفاق کا ذکر چلا آ رہا ہے - سب کچھ فانی و بے بود ہے - اس کو ناچیز و معدوم سمجھنا چاہیئے - اور حق تعالےٰ کو جو اثبات اور ہست حقیقی ہے تلاش کرنا چاہیئے - پھر دوسرے مصرعہ میں فرمایا ہے - کہ حق سبحانہٗ تم سے جدا نہیں - بلکہ تمہارا معنے اور حقیقت ذات حق ہی ہے - صورت اور وجود ظاہری کا خیال ترک کرو جو ناچیز ہے - بلکہ معنے کو دیکھو کہ جو کچھ ہے یہی ہے -

سوال - جب یہ عالم بقول صوفیہ خود ہی فانی و بے بود ہے - تو اس کو نفی و معدوم کرنے کے کیا معنے ہوں گے کیا یہ تحصیل حاصل نہیں ؟

جواب - بے شک یہ جہان نفی و فانی ہے - تاہم وہم و خیال میں اس کا وجود قائم ہے - اس وہمی و خیالی وجود کو بھی نفی و معدوم کرنا چاہیئے - کیوں کہ غیر کی حیثیت سے اس کا وجود وہم و خیال کے بغیر اور کہیں نہیں - پس اس غیریت کو نفی کرنا مقصود ہے - اور غیر کی نفی میں حق کا اثبات ہے (حواشی مولانا احمد حسنؒ) عراقیؒ ؎

امروز مرا در دلِ جز یار نمی گنجد　　در یار چناں پر شد کاغیار نمی گنجد

امیر خسروؒ　　بخدا کہ سینہ ام را بشگاف و جاں بروں کن　　کہ درونِ خانۂ تو دگرے چہ کار دارد

جانِ شور و تلخ پیشِ تیغ بر جانِ چوں دریائے شیریں را بخر

لغات ۔ شور و تلخ، کھاری اور کڑوی مگر یہاں نکمی اور ناکارہ مراد ہے ۔ بخر امر ہے خریدن سے ۔

ترجمہ (اس) نکمی اور ناکارہ جان کو حوالہ تیغ کرو (اس کی بجائے) ایسی جان حاصل کرو جو میٹھے (پانی والے) دریا کی طرح (کثیر الفوائد) ہو ۔

مطلب ۔ تمہاری موجودہ جان جو غلبہ نفس اور صفات جسمانیہ سے تلخ و شور ہو چکی ہے اُس کو فنا کر دو ۔ اس فنا کے بعد ایک ایسی بقا حاصل ہو گی ۔ جس سے تمہاری جان دریائے شیریں کی طرح اسرار و معارف کی لہروں کے ساتھ موجزن ہو گی ۔

ور نمے تانی شُدن زیں آستاں گوش کُن بارے زمن ایں داستاں

لغات ۔ تانی مخفف توانی کا ۔ بارے، یہ کلمہ قلت قبول اور استدعائے قلیل کیلئے بولا جاتا ہے ۔ چنانچہ بارے گوش کن کے معنے آخر یہ تو سن لو ۔ کم از کم یہ تو سُن لو ۔ ذرا اتنا سن لو ۔

ترجمہ ۔ اگر تم اِس آستانہ (دنیا) سے گذر کر شبستان غیب میں جا) نہیں سکتے تو ذرا مجھ سے یہ قصہ سُن لو

مطلب ۔ یہ قصہ خلیفہ مامون الرشید کا ہے ۔ جس کے پاس ایک اعرابی مینہ کا پانی بطور ہدیہ لے گیا ۔ جو راستے میں موسمی گرمی اور مشک کے اثر سے تلخ و شور ہو گیا تھا ۔ چونکہ اعرابی ایک بے آب و گیاہ خطے کا باشندہ تھا ۔ اس لئے اس کی نظر میں یہ پانی بڑا بے نظیر تحفہ تھا ۔ تاہم خلیفہ نے بنظر غریب پروری اُس کے ہدیے کی بڑی قدر کی ۔ اور اس کو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا ۔ مولانا لکھتے ہیں کہ پھر خلیفہ نے اُس کو دریائے دجلہ کی راہ سے کشتی پر سوار کر کے واپس بھیجدیا ۔ مگر بعض دوسری کتابوں میں لکھا ہے ۔ کہ خلیفہ نے اعطائے مال و منال کے علاوہ کمال درجے کی مروّت یہ کی ۔ کہ اُس کو فوراً خشکی کے راستے سے اپنے نوکروں کے ساتھ روانہ کر دیا ۔ تاکہ مبادا وہ دریائے دجلہ کا شیریں و خوشگوار پانی چکھ کر اپنے ہدیے کی حقارت پر نادم ہو ۔ مولانا کا مقصد اس قصے کے ایراد سے یہ ہے کہ جب دنیوی بادشاہ نے ایک امیدوار کی اِس قدر قدر افزائی کی ۔ تو اس جواد مطلق اور کریم برحق سے کیا بعید ہے کہ تم کو اپنے عطایائے کثیرہ کے ساتھ اس سے زیادہ نہال کر دے ۔

قصّہ خلیفہ کہ در کرم از حاتم طائی گذشتہ بود

ایک خلیفے کا قصہ جو بخشش میں حاتم طائی سے بڑھ گیا تھا

یک خلیفہ بود در ایّامِ پیش کردہ حاتم را گدائے جودِ خویش

لغات ۔ خلیفہ، جانشین، قائم مقام ۔ نائب ۔ عرف عام میں نائبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں ۔ سب سے پہلے خلیفہ رسول اللہ حضرت ابابکر رضہ تھے ۔ پھر حضرت عمر رضہ پھر درجہ بدرجہ دوسرے خلفاء راشدین ، ان کے بعد باقی خلیفے اور اگرچہ اکثر خلفاء بنی امیہ اور بعض خلفائے بنی عباس اپنی دینی کمزوریوں کی وجہ سے خلافت پیغمبری کے لوازم سے عاری تھے ۔ مگر اس مقدس منصب کے لحاظ سے وہ سب خلیفہ ہی کہلاتے ہیں ۔ حاتم یمن کے ایک مشہور مہمان نواز ، اور

خلیفہ کا قصہ

کریم النفس سردار کا نام ہے - جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کچھ عرصہ پیشتر گزرا ہے - اس کا بیٹا عدی بن حاتم اطاعت سے منکر ہؤا - اور لشکر اسلام کے مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگ گیا - مگر جب اُس نے اپنے قید شدہ خویش واقارب اور دیگر متعلقین کے ساتھ پیغمبر اسلام علیہ السلام کا کمال حسن سلوک سنا تو عقیدت مندی کے ساتھ خود حاضر ہؤا - اور بصدق دِل ایمان لایا - اور جلیل القدر صحابہ میں شامل ہوکر آپ کی خدمت میں رہنا اختیار کیا - اس سردارزادہ کو صید افگنی کا بڑا شوق تھا - جب شکار کو نکلتا - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ مدینے سے باہر تک تشریف لے جاتے - اسی لئے احکام صید کے متعلق اکثر احادیث عدی ابن حاتم سے مروی ہیں +

ترجمہ - گذشتہ زمانے میں ایک (کریم النفس) خلیفہ تھا - جس نے حاتم (جیسے سخی) کو (بھی) اپنی بخشش کا فقیر بنا رکھا +

مطلب - حاتم کو اس خلیفہ کا محتاج کرم قرار دینا ایک شاعرانہ مبالغہ ہے - جو مراسم مدح میں داخل ہے - ورنہ کہاں حاتم کا زمانہ اور کہاں خلیفے کا - حاتم صدی ڈیڑھ صدی سے زیادہ پہلے گذر چکا تھا +

رایتِ اکرام وجود افراشتہ فقر وحاجت از جہاں برداشتہ

ترجمہ - جس نے عطا و بخشش کا جھنڈا بلند کر رکھا تھا - محتاجی اور حاجت جہان سے اٹھا دی تھی - صائبؒ

کریم سائلِ خود را غنی کند یک بار دوبارہ لب نکشاید صدف برابر بہار

بحر وکاں از بخششِ صاف آمدہ داد او از قاف تا قاف آمدہ

لغات - بحر دریا، سمندر - کان، معدن - قاف، کوہ قاف، ایک پہاڑ کا نام ہے - جو ایشیا اور یورپ کے درمیان واقع ہے - چونکہ اہل ایشیا کی حد نظر یہی پہاڑ تھا اس لئے شعرا نے اِس کو عالم کی انتہا سمجھا - بلکہ اس کو تمام عالم کے گرداگرد محیط فرض کر لیا - اس لئے قاف تا قاف سے دنیا کے اِس سرے سے اس سرے تک مراد ہوتی ہے +

ترجمہ - سمندر اور کان اُس کی بخشش کی کثرت سے (موتیوں اور جواہرات سے) خالی ہو گئے - اس کی داد و دہش دنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک (جاری) تھی +

مطلب - یہ خلیفہ کے جود و کرم کی مدح بطور مبالغہ ہے - یعنے اس کی داد و دہش میں سونا چاندی، مروارید اور جواہرات اس قدر خرچ ہوتے تھے - کہ سرکاری خزانہ خالی ہونے کے بعد پھر سمندروں سے موتی نکالنے اور کانوں سے سونا چاندی اور جواہرات برآمد کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی - حتےٰ کہ وہ بھی خالی ہو جاتے تھے +

در جہانِ خاک ابر و آب بُود مظہرِ بخشایشِ وہّاب بُود

لغات - جہان خاک، زمین، دنیا - مظہر، جائے ظہور - وہ انسان یا کوئی اور چیز جس میں کوئی ایسی صفت پائی جائے جو کمالیت کے درجے میں اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت اور اسم ہو، مثلاً ایک عالم اللہ کی صفت علم اور اس کے اسم علیم کا مظہر ہے - اور ایک سخی کو اللہ تعالےٰ کی صفت کرم وجود اور اسم کریم و وہاب کا مظہر کہیں گے - وہّاب ہا کی تشدید سے بڑی بخشش عطا کرنے والا + صنائع خاک و آب میں صنعت تضاد ہے +

ترجمہ - وہ اس خاک عالم (یعنے دنیا) میں (گویا ایک) ابر اور پانی تھا (وہ اس) بڑی بخشش والے (یعنی

باری تعالیٰ کی بخشش کا مظہر تھا +

مطلب - اس کریم النفس خلیفہ کا وجود محتاج و فاقہ کش لوگوں کے لئے ایسا تھا جیسے پژمردہ درختوں کے لئے ابر بہار اور جود و کرم جو اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کمالیہ ہے - اس خلیفے میں اس صفت کا پر تو نمایاں تھا +

از عطایش بحر و کان در زلزلہ سوئے جودش قافلہ در قافلہ

ترجمہ - اُس کی دکثرت، عطا سے سمندر اور کان میں ہلچل پڑ گئی تھی - اُس کی سخاوت کی طرف قافلے پر قافلے (چلے آتے تھے)

قبلۂ حاجت در و دروازہ اش رفتہ در عالم بجود آوازہ اش

لغات، قبلہ کعبہ، مرکز توجہات جس کی طرف رخ کیا جائے، قبلۂ حاجات وہ ہے، جس کی طرف اہل حاجت لوگ چل کر جائیں - جس طرح حاجی لوگ خانہ کعبہ کی طرف جاتے ہیں ۔ چو کعبہ قبلہ حاجت شد از دیار بعید - روند خلق بدیدارش از بسے فرسنگ - آوازہ، شہرت +

ترجمہ - اُس کا دروازہ اور آستانہ (اہل حاجت کا قبلہ بن گیا تھا - وہ جہان بھر میں بخشش کے ساتھ مشہور ہو چکا تھا +

ہم عجم ہم روم ہم ترک و عرب ماندہ از جود و سخایش در عجب

ترجمہ - اسکی بخشش اور سخاوت سے اہل عجم بھی حیران تھے - اہل روم بھی، ترک بھی، اور عرب بھی +

آب حیواں بود و دریائے کرم زندہ گشتہ ہم عرب زو ہم عجم

ترجمہ (وہ خلیفہ) آبحیات تھا - اور بخشش کا دریا تھا - اس (کی سخاوت) سے عرب و عجم میں جان پڑ گئی تھی +

اندر ایام چنیں سلطان داد بشنو اکنوں داستانے باکشاد

لغات - داد سے صاحب داد یعنے سخی و کریم النفس مراد ہے، کشاد، کشائش، فرحت +

ترجمہ ایسے سخی خلیفے کے عہد میں ایک فرحت انگیز قصہ (واقع ہوا) اب (اُس کو) سنو +

قصۂ اعرابی درویش و ماجرا کردن زن با او از فقر و درویشی

ایک غریب اعرابی کا قصہ اور اس کی بیوی کا محتاجی اور غریبی کے متعلق اُسکے ساتھ تکرار کرنا

یک شب اعرابی زنے مر شوئے را گفت و از حد برد گفت و گوئے را

ترجمہ - ایک رات ایک بدوی عورت نے گفتگو کو حد سے زیادہ طول دے کر (اپنے) شوہر سے کہا +

کیں ہمہ فقر و جفا ہا می کشیم　　جملہ عالم در خوشی ما ناخوشیم

ترجمہ - کہ ہم یہ تمام محتاجی اور مصیبتیں جھیلتے ہیں - سارا جہان خوش ہے (مگر) ہم ناخوش ہیں ۔

نان ماں نے نان خورش ما درد و رشک　　کوزہ ماں نے آب ماں از دیدہ اشک

لغات - ماں ضمیر متکلم مضاف الیہ، یا بجتنے مارا - اس صورت میں نان پر کسرہ اضافت نہیں پڑھا جائے گا - نانخورش - روٹی کا لازمہ - دال، سالن - رشک سے یہاں حسد مراد ہے ۔

ترجمہ - روٹی ہمیں (میسر) نہیں - سالن ہمارا درد و حسد ہے - کوزہ ہمارے پاس نہیں - پانی ہمارا آنکھوں کے آنسو ہیں ۔ کما قیل ؎

از غم افلاس او قائم بہ بیہوشی گذشت　　چوں چراغ مفلساں عمرم بہ بیہوشی گذشت

جامۂ ما روز تاب آفتاب　　شب نہالین و لحاف از ماہتاب

ترکیب، روز ظرف ہے می باشد فعل ناقص مقدر کی جامہ ما اسم اور تاب آفتاب خبر - اسی طرح شب ظرف ہے نہالین و لحاف مرکب عطفی اسم از ماہتاب خبر ۔

ترجمہ - دن کو ہمارا لباس سورج کی گرمی ہے - رات کو ہمارا بچھونا اور لحاف چاندنی ہے ۔

قرص مہ را قرص نان پنداشتہ　　دست سوئے آسماں برداشتہ

ترجمہ - (ہم جو دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو) ہم نے چاند کی ٹکیا کو روٹی سمجھ لیا ہے (اس لئے اس کے پکڑنے کو) آسمان کی طرف ہاتھ بڑھایا ہے ۔ سعدی مرحوم ؎

شب چو عقد نماز بر بندم　　چہ خورد بامداد فرزندم

ننگ درویشاں ز درویشی ما　　روز و شب از روزی اندیشی ما

ترجمہ - ہماری محتاجی (یہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ ہماری بے نوائی) سے اور رات دن ہمارے فکر روزی میں غرق رہنے سے محتاجوں کو بھی شرم آتی ہے ۔

خویش و بیگانہ شدہ از ما رماں　　بر مثال سامری از مردماں

لغات - رماں اسم حالیہ رمیدن سے - سامری بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا - جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اُن کی قوم بنی اسرائیل مصر سے نکلی - تو یہ بھی اس میں تھا - دریائے نیل کو عبور کرتے وقت جب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان لوگوں کے لئے دریا میں خشک راستہ نکل آیا - اور حضرت جبرئیل ایک گھوڑی پر سوار اس راستے سے گذر رہے تھے تو سامری نے دیکھا کہ جہاں جہاں گھوڑے کا پاؤں پڑتا ہے - وہاں فوراً سبزہ اُگتا جاتا ہے - سامری نے اس کرشمہ کو دیکھ کر گھوڑی کے پاؤں کی مٹی اُٹھا کر اپنے پاس رکھ لی - جب حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت کے حصول

کے لئے کوہ طور پر تشریف لے گئے - تو اُن کی غیبت میں سامری نے موقع پا کر لوگوں سے زیورات طلب کئے - اور ان کو ڈھال کر ایک بچھڑے کی شکل کا بت بنا لیا - اور وہ مٹی اس میں رکھ دی - جس کے اثر سے بچھڑا بولنے لگا - پھر سامری نے لوگوں کو کہا تمہارا خدا تو یہی ہے - موسٰی غلطی سے اور خدا بتاتے ہیں - جب حضرت موسٰی علیہ السلام تشریف لائے اور یہ قصہ دیکھا تو سخت غضبناک ہوئے - پہلے اپنی قوم کو سخت ملامت کی - پھر اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو سخت سُست کہا - اس کے بعد سامری سے فرمایا یہ کیا کارروائی ہے ؟ اُس نے کہا مجھے وہ چیز دکھائی دی جو اوروں کو نظر نہیں آئی - تو میں نے فرشتے کے نقش قدم سے مٹھی بھر لی - پھر اُس کو ڈھلے بچھڑے میں ڈال دیا - اور میرے دل نے مجھ کو ایسی ہی صلاح دی - موسٰی علیہ السلام نے کہا فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ الخ یعنے چل دُور ہو - اس زندگی میں تو تیری یہ سزا ہے کہ کہتا پڑا پھرے گا (دیکھو مجھے کوئی نہ چھو جانا (ورنہ ہم دونوں کو تپ آجائے گی) اور تیرے لئے (عذاب آخرت کا) ایک وعدہ اور بھی ہے - جو کسی طرح تجھ سے ٹلے گا نہیں (سورۂ طٰہٰ) اس کے بعد سامری کا یہ حال تھا - کہ لوگوں سے بچتا بھاگا بھاگا پھرتا تھا - کہ اگر کوئی چھو گیا - تو بخار چڑھ جائے گا - جو حضرت موسٰی کا معجزہ تھا +

ترجمہ - خویش اور بیگانے ہم سے بھاگتے ہیں - جس طرح سامری لوگوں سے (بھاگتا تھا) کَمَا قِیْلَ ؎

چناں در چشمہا بد نقشم از ما تنگ تہیدستی ۔۔۔ کہ می سازد نگیں پہلو تہی از کندن نامم

گر بخواہم از کسے یک مُشت نَسک ۔۔۔ مر مرا گوید خَمُش کُن مرگ و جسک

لغات - نَسک، نون کے فتحہ اور سین کے سکون سے - عدس، مسور - خَمُش، خاموش شو، یعنے امر - کُن مرگ، بمیر مرجا - جسک، رنج بلا - اس کے ساتھ بکن مقدر ہے یعنے جسک بکن +

ترجمہ - اگر میں کسی سے مٹھی بھر مسور مانگتی ہوں - تو وہ (طیش کے ساتھ) یہ جواب دیتا ہے کہ چُپ رہ ! مرجا !! مصیبت میں رہ !!! کَمَا قِیْلَ ؎

بروز تنگدستی آشنا بیگانہ مے گردد ۔۔۔ صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ مے گردد

مر عرب را فخر غزو ست و عطا ۔۔۔ در عرب ما ہمچو خط اندر خطا

لغات - غزو، جہاد، جنگ + صنائع - خط اور خطا میں صنعت تجنیس مطرف +

ترجمہ - اہل عرب کو جنگ جوئی اور داد و دہش پر فخر ہے (مگر ہم ان دونوں سے عاری ہیں) عرب میں ہماری وہی حیثیت ہے - جیسے لکیر میں حرف غلط - کَمَا قِیْلَ ؎

مفلساں را کس نمی پرسد زدنیا کن قیاس ۔۔۔ چونکہ خالی شد کسے در گردنش دستے نکرد

چہ غزا ما بے غذا خود کُشتہ ایم ۔۔۔ یا بشمشیر عدم سر گشتہ ایم

لغات - عدم، موت - سرگشتہ، پریشان حال، تباہ و برباد - صنائع - غزا اور غذا میں تجنیس مضارع +

ترجمہ - کہاں کی جنگجوئی ہم تو خوراک کے بغیر مرے جا رہے ہیں یا موت کی تلوار سے تباہ ہو رہے ہیں :- ؎

سعدیؒ

عمر گراں مایہ دریں صرف شد ۔۔۔ تا چہ خورم صیف و چہ پوشم شتا

چہ خطا ما بے خطا در آتشیم　　چہ نوا ما دردوغم را مفرشیم

لغات - نوا سامان - مفرش، فرش، پامال +
ترجمہ (ہم سے) کیا خطا (ہوئی ہے؟) کہ ہم خطا کے بغیر ہی آتش (رنج واندوہ) میں (جل رہے) ہیں (ہمارے پاس) سامان کہاں؟ ہم تو درد وغم سے پامال ہورہے ہیں۔ کما قیل
چناں پُرست دلِ تنگم از تہیدستی　　کہ من زصحبتِ دل دِل زصحبتم تنگ ست

چہ عطا ما بر گدائی مے تنیم　　مرگس را در ہوا رگ مے زنیم

لغات - تنیدن - آمادہ ہونا، کوشش کرنا - درہوا، بحالتِ پرواز - رگ زدن فصد لینا -
ترجمہ - ہم (اہلِ عرب کی سی) سخاوت کیا (کریں) خود دریوزہ گری پر آمادہ ہیں - اڑتی مکھی کی فصد کھولنی چاہتے ہیں +

گر کسے مہماں رسد گر من منم　　شب بخسپد دلق اورا بر کنم

لغات - خسپیدن - خفتن - سونا - دلق، گدڑی، کمبلی - من منم میں پہلے من سے اپنی ذات مراد ہے - اور دوسرے من سے یا تو اپنی اخلاقی پستی کی طرف یا حالت افلاس کی طرف اشارہ ہے +
ترجمہ (۱) بالفرض کوئی مہمان (آج کل ہمارے ہاں) آجائے - تو اگر میں اپنے (مفلسانہ) کرتوت پر آجاؤں - تو (جب) وہ رات کو سو جائے گا - تو میں اس کا کمبل اتار لوں +
(۲) اگر میں (ایسی ہی مفلس رہی جیسی کہ) میں (اب) ہوں - تو جب کوئی مہمان آئے گا - رات کو اُس کے سوتے وقت اس کی کمبلی اتار لوں گی +
مطلب ان دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے کہ اب ہمارا افلاس اور تہیدستی اس انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ ہم کو نہ اپنی عزت و آبرو کی پروا رہی ہے - نہ تقوے اور پارسائی کی - ہماری طمع اور گرسنہ چشمی کا یہ عالم ہے - کہ مکھی تک کا خون چوسنے کو تیار ہیں - ہم کو ارتکاب معاصی پر یہاں تک جرأت ہوگئی ہے کہ اپنے مہمان کو لوٹ لینے سے باک نہیں رہا - سعدی رح
در گرسنگی قوتِ پرہیز نماند　　افلاس عناں از کفِ تقویٰ بستاند

زیں نمط زیں ماجرا و گفتگو　　بر دراز حدِ عبارت پیش شو

لغات - نمط، طرح - طرز، طریقہ - عبارت، بیان - وہ الفاظ جن کے ذریعہ سے مطلب ادا کیا جائے - شو، شوہر +
ترجمہ - (غرض) اس طرز کے ساتھ وہ تکرار و گفتگو (اپنے) شوہر کے سامنے کرتی تھی - جو دائرۂ بیان سے باہر تھی + حدیث میں آیا ہے - کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان اشقی الاشقیاء من اجتمع علیہ فقر الدنیا وعذاب الاخرۃ - یعنے سب سے زیادہ بدبخت وہ ہے - جس کے لئے دنیا میں محتاجی اور آخرت میں عذاب دونوں جمع ہو جائیں (جامع صغیر)

کز عنا و فقر ما گشتیم خوار سوختیم از اضطراب و اضطرار

لغات - عنا، تکلیف، مشقت، سختی، رنج - اضطراب، بیقراری - اضطرار، مجبوری - بے چارگی +
ترجمہ - کہ سختی اور محتاجی سے ہم خوار ہو گئے - بے قراری اور مجبوری سے جل گئے +

تا بکے ما ایں چنیں خواری کشیم غرقہ اند بحر ژرف آتشیم

لغات - غرقہ، غرق - ژرف، عمیق - گہرا +
ترجمہ - ایسی خواری ہم کب تک جھیلتے رہیں گے - ہم آتش (فقر) کے گہرے دریا میں غرق ہو رہے ہیں

ناگہ ار روزے در آید میہماں شرمسار ہا بریم از وے بجاں

ترجمہ - اگر اچانک کسی روز کوئی مہمان آ نکلے تو اس سے بنہایت شرمندگی اٹھانی پڑے

لیک مہماں گر در آید بے ثبوت وانکہ کفش میہماں سازیم قوت

لغات - لیک بمعنی بلکہ - ثبوت تحقیق حال، کفش، جوتا - قوت بواو معروف روزی +
ترجمہ - بلکہ اگر کوئی مہمان (ہماری حالت کی، تحقیق کئے بغیر آ نکلے - اور کچھ ہماری رعایت حال نہ کرے تو یقین رکھو کہ ہم مہمان کا جوتا بھی (رنج) کھائیں گے +
مطلب اوپر کے شعر سے یہ مفہوم ہوتا تھا - کہ مہمان کی آمد سے ہم شرمندہ ہو جائینگے - اور اگر اس کو کچھ نفع نہیں پہنچا سکیں گے - تو کوئی ضرر بھی نہ پہنچائیں گے - اس شعر میں اس توہم کو رفع کیا ہے - کہ ہم صرف عدم فائدہ رسانی سے شرمندہ ہی نہیں ہوں گے - بلکہ کچھ نہ کچھ اس کا نقصان بھی کریں گے - اور وہ اس کے لئے اس بات کی سزا ہو گی - کہ اس نے ہماری حالت کا کچھ خیال نہ کیا - اور ضیافت الٰہ اسنے کی امید پہ منہ اٹھائے چلا آیا +

مغرور شدن مریدانِ محتاج و تشبیہ بمدعیانِ مزوّر و ایشاں را

محتاج مریدوں کا دھوکا کھانا اور بناوٹی مدعیان ولایت سے شبہ میں پڑ جانا اور اُن کو

شیخ واصل پنداشتن و نقد را از نقل ندانستن و نیافتن

شیخ واصل سمجھ بیٹھنا - اور کھرے کو کھوٹے سے نہ پہچاننا اور نہ پانا

بہر ایں گفتند دانایاں بفن میہمانِ محسناں باید شدن

لغات دانایان بفن فن کے ماہر واقفان کار، محسنان احسان وسلوک کرنے والے لوگ +

ترجمہ۔ اسی لئے بعض تجربہ کار اصحاب نے بتایا ہے کہ محسنوں کا مہمان ہونا چاہیئے (جو نیک سلوک کریں)
مطلب۔ چونکہ مفلس کا مہمان ہونا۔ موجب خسران بلکہ باعث نقصان ہے۔ اس لئے بزرگوں نے ہدایت کی ہے۔ کہ محسن و منعم لوگوں کے مہمان بننا چاہیئے۔ کما قیل ؎

آبروئے خویشتن در مطبخ دُوناں مریز ۔۔۔ چوب نتواں خورد چوں آتش ہبوئی آب دناں

یہاں مفلس ظاہر کے حال سے مفلس باطن کے حال کی طرف انتقال ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ کہ اس مفلس ظاہر کے حال سے وہی بات بطور درس عبرت مفہوم ہو سکتی ہے۔ جو بزرگوں نے فرمائی ہے۔ کہ کسی ایسے شیخ کے مرید نہ ہو جو دولت عرفان سے مفلس اور حلیہ کمال سے عاری ہو۔ اور نفس کا اتباع اور لذائذ و رغائب کا حصول اس کا شیوہ ہو۔ سعدی رح ؎

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند ۔۔۔ او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

بلکہ ایسے عارف کی صحبت سے متمتع ہونا چاہیئے جو مسند کمال کا صدر نشین ہو اور خلق اللہ اسکے فیوض سے بہرہ یاب ہوتی ہو۔ ؎

جامی اگر نقد یقین بایدت ۔۔۔ چدے جہدے یہ ازین بایدت
پا بکش از ہرچہ بود ناگزیر ۔۔۔ دامن اقبال چنین پیر گیر

تو مرید و میہمانِ آں کسی ۔۔۔ کو ستاند حاصلت را از خسی

لغات۔ حاصل، کمائی، پیداوار۔ خسی کمینہ پن۔ خس کے ساتھ یائے مصدری شامل ہے۔

ترجمہ (بخلاف اس کے) تم اس (بے بضاعت پیر) کے مُرید اور (روحانی) مہمان ہو۔ جو تم (کو روحانی غذا دینے کی بجائے) تمہاری سابقہ کمائی کو کمینہ پن کے ساتھ چھین لے۔

مطلب:۔ حاصل سے مراد یا تو ظاہری مال و زر ہے۔ کہ مکار لوگ پیری کے لباس میں اپنے مُریدوں معتقدوں سے نذر و نیاز کے نام سے اُن غریبوں کی محنت و مشقت کی کمائی سمیٹتے پھرتے ہیں ؎

گر ہوائے دولت دنیاست صائب در سرت ۔۔۔ دانہ از تسبیح ساز و دام از سجادہ کن

یا یہ مراد ہے۔ کہ تم نے پہلے ذکر و فکر اور اشغال و ریاضات سے جو کچھ کیفیات باطنیہ حاصل کی تھیں۔ اس تاریک باطن پیر کی صحبت بد کے اثر سے وہ بھی زائل ہوگئیں۔ سعدی رح

گر نشیند فرشتہ با دیو ۔۔۔ وحشت آموزد و خیانت وریو

وکذا قیل

کم نشین با بداں کہ صحبتِ بد ۔۔۔ گرچہ پاکی ترا پلید کند
آفتاب ار چہ روشن ست اورا ۔۔۔ پارۂ ابر ناپدید کند

نیست چیرہ چوں ترا چیرہ کند ۔۔۔ نُور ندہد مر ترا تیرہ کند

لغات۔ چیرہ غالب، قابو پانے والا۔ تیرہ، تاریک، بے نور۔

ترجمہ۔ وہ خود (تو مشکلات مقام پر) غالب آنے والا نہیں ہے۔ تم کو کیوں کر غالب کرے گا۔ وہ تم کو منور نہیں (بلکہ اُلٹا) تاریک بنا دے گا۔ سعدی رح ؎

روئے اگر چند پریچہرہ و زیبا باشد　　　نتواں دید در آئینہ کہ نورانی نیست

چوں وراں نورے نبُد اندر قِراں　　　نور کے یابند ازوے دیگراں

لغات - نبُد - بُود کا مخفف ہے - قِران، قرب، نزدیکی +

ترجمہ - جب نور اسکے نزدیک بھی نہیں آیا - تو اس سے دوسرے لوگ کیوں کر نور پا سکتے ہیں - حافظ رح

سایۂ طائر کم حوصلہ کارے نکند　　　طلب سایۂ میمون ہمائے بکنیم

ہمچو اَعمش کو کند دارُوئے چشم　　　چہ کشد در چشمہا الا کہ یشم

لغات - اعمش وہ شخص جس کی آنکھوں سے مرض کے سبب سے پانی جاری رہے - یشم ایک پتھر کا نام ہے - جس کا استعمال آنکھوں کے لئے مضر بتاتے ہیں - بعض نسخوں میں پشم بپائے فارسی درج ہے - یعنے اون + ترجمہ - مثلاً کوئی بندھیائی ہوئی آنکھوں والا جو خود مرض چشم میں مبتلا ہے، اگر دوسرے کی آنکھ کا علاج کرے گا تو اس کی آنکھوں میں سنگ یشم نہ ڈال دیگا تو اور کیا کرے گا (یا یوں کہو کہ وہ جو کچھ اس کی آنکھوں میں ڈالے گا - وہ یشم کی طرح کوئی بے فائدہ چیز نہیں تو اور کیا ہوگی) +

مطلب - جو شخص خود مرض چشم میں مدت سے بیمار ہے اور اس کے علاج و معالجہ میں کامیابی حاصل نہیں کر سکا - وہ دوسرے مریض چشم کا کیا خاک علاج کرے گا - اگر کرے گا تو سمجھو اس کی آنکھوں کی خیر نہیں - نیم حکیم خطرہ جان +

عورت کی شکائت فقر و فاقہ کے ضمن میں پیران ناقص کی صحبت سے پرہیز کرنے کا مسئلہ آ پڑا تھا جن کو میزبان مفلس سے تشبیہ دی ہے - اب پھر اسی عورت کا سلسلہ کلام چلتا ہے +

حالِ ما این ست در فقر و عنا　　　ہیچ مہمانے مبا مغرورِ ما

لغات - عنا رنج، سختی، تکلیف - مبا، مخفف ہے مباد کا - مغرور دھوکے میں آنے والا +

ترجمہ - عورت نے کہا، محتاجی اور سختی میں ہمارا یہ حال ہے - مبادا کوئی مہمان ہم سے دھوکا کھائے +

قحطِ دہ سال ار ندیدی در صُوَر　　　چشمہا بکشا و اندر ما نگر

لغات - در صُوَر، صورت میں، متصور، متشکل، مجسم +

ترجمہ - اگر تم نے دس سال کا قحط مجسم نہیں دیکھا تو آنکھیں کھولو اور ہم کو دیکھ لو +

ظاہرِ ما چوں درونِ مدعی　　　در دلش ظلمت زبانش شعشعی

لغات - مدعی، جھوٹا دعوی دار - ظلمت، تاریکی - شعشعی، وہ چیز جو چمکیلی اور بآب و تاب ہو - شعشعہ کے معنی روشنی آفتاب - اس کے آخر میں یائے نسبت لاحق ہوئی شعشعی بن گیا +

ترجمہ - ہماری ظاہری حالت (جھوٹا) دعوی کرنے والے کے باطن کی طرح پراگندہ ہے - جس کے

باطن میں تاریکی ہوتی ہے۔ اور زبان باآب و تاب ہے۔
مطلب۔ عورت کہتی ہے۔ کہ ہمارا ظاہری حال اس قدر ابتر و خراب ہے۔ جیسے جھوٹے مدعی کا باطنی حال ہوتا ہے۔ دوسرا مصرعہ اور آئندہ اشعار مدعی کے باطن کا بیان ہیں۔ یعنے اس کے دل میں تاریکی بھری ہوتی۔ اگرچہ زبان دل فریب کلمات اور دلچسپ الفاظ سے آشنا ہوتی ہے۔ لیکن ان کا صدور دل بے نور سے ہوتا ہے۔ اس لیئے ان کا اثر بھی بجلی کی چمک کی طرح ظلمت افزا ہوتا ہے (جامی رح) سہ

نہ بر بروں وسے از لمعۂ ہدایت نور نہ در درون وسے از شعلۂ محبت جوش

از خدا نے بوئے اورا نے اثر دعوتش افزوں ز شیث و بوالبشر

لغات۔ شیث علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند اور منصب پیغمبری سے مشرف تھے۔ بوالبشر نوع انسان کا باپ۔ حضرت آدم علیہ السلام کا لقب ہے۔
ترجمہ۔ اس کو خدا کی طرف سے نہ بوئے (معرفت) پہنچی ہے۔ نہ اثر (حال مگر) اس کی دعوت حضرت شیث اور حضرت آدم علیہما السلام (وغیرہ انبیاء) سے بڑھی ہوئی ہے۔
مطلب۔ باطن میں نور معرفت اور ذوق طریقت کا نام ونشان نہیں۔ اور ظاہر میں جوش دعوے کا یہ عالم ہے۔ کہ دعوت و تبلیغ کی بلند آہنگی پیغمبروں سے بھی بڑھی جاتی ہے۔ مذکورہ دونوں پیغمبروں کے ذکر سے ان کی تخصیص مقصود نہیں۔ بلکہ ان سے مطلق انبیاء مراد ہیں۔ یا ان کا خاص ذکر بلحاظ ان کی اولیت کے ہے۔ کہ مدعی کا دعویٰ تبلیغ سب سے متقدم نبیوں کی تبلیغ سے بھی آگے بڑھا جا رہا ہے۔ جب کہ ارشاد و تبلیغ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔

دیو ننمودہ ورا ہم نقش خویش او ہمے گوید ز ابدالیم بیش

لغات۔ دیو، شیطان۔ ابدال، اولیاء کی ایک جماعت، دیکھو مفصل حال پہلی جلد میں۔
ترجمہ (کشف کا تو یہ حال ہے کہ) اس کو شیطان نے بھی کبھی اپنی شکل نہ دکھائی ہو گی (مگر) دعوے یہ ہے۔ کہ ہم ابدال سے بھی بڑھ کر ہیں۔

حرف درویشاں بدزدیدہ بسے تا گماں آید کہ ہست او خود کسے

ترجمہ۔ بندگان دین کے بہت سے ملفوظات چرا (کر یاد کر) رکھے ہیں۔ تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ وہ بھی کوئی (باکمال) ہے

خردہ گیرد در سخن بر بایزید ننگ دارد از درون او یزید

لغات۔ خردہ، عیب، خردہ گیری، عیب گیری، نکتہ چینی۔ بایزید، ایک مشہور ولی کامل کا نام ہے۔ یزید ابن معاویہ خلفائے بنی امیہ میں سے ایک ظالم و فاسق خلیفہ جن کے عہد میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰے عنہ کی شہادت کا سانحہ وقوع پذیر ہوا۔
صنائع۔ بایزید و یزید میں تجنیس۔

ترجمہ - (اپنی شہرت بڑھانے کے لئے) بایزید (جیسے اکابر اولیاء) کی باتوں میں عیب گیری کرتا ہے (حالانکہ) اُس کے باطن سے یزید (جیسے سیاہ باطن) کو بھی عار آتی ہے ⁘

ہر کہ داند مرورا چوں بایزید　　　روزِ محشر حشر گردد با یزید

صنائع - بایزید کے لفظ میں صنعت تجنیس ملحوظ ہے ⁘
ترجمہ - جو شخص اس (پاکھنڈی) کو بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے برابر سمجھے گا - وہ قیامت کے روز یزید کے ساتھ اُٹھے گا ⁘

مطلب - کیوں کہ یزید پلید نے اپنے آپ کو باوجود بد اعمال ہونے کے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر سمجھا - اِس لئے جو شخص ایسے مکار و فریبی اور مزوّر پیر کو حضرت بایزید کے برابر سمجھے گا - وہ اِس بے انصافی میں یزید کے ساتھ شریک جرم ہے - اور احادیث سے ثابت ہے - کہ ہر شخص قیامت میں اپنے ہم مشرب لوگوں کے ساتھ اُٹھے گا - اِس لئے اس کا حشر بھی یزید کے ساتھ ہوگا مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جو شخص کسی گروہ سے مشابہت پیدا کرے - وہ اس میں شامل ہے (جامع صغیر)

بے نوا از نان و خوانِ آسماں　　　پیشِ او ننداخت حق یک اُستخواں

لغات - نان و خوانِ آسماں، غذائے روحانی، فیوض غیب - استخواں سے یہاں اُونے سے اُونے فیضِ غیبی مراد ہے
ترجمہ وہ (بناوٹی ولی) روحانی غذا سے محروم ہے - حق تعالیٰ نے اُس کے آگے ایک ہڈی بھی نہیں ڈالی

او ندا کردہ کہ خواں بنہادہ ام　　　نائبِ حقّم خلیفہ زادہ ام

ترجمہ - (مگر) وہ لوگوں کو منادی کر رہا ہے کہ (چلے آؤ) میں نے (معرفت کا) خوان چُنا ہے - میں خدا کا نائب ہوں (اور کیوں نہ ہو) میں خلیفۃ اللہ (یعنے حضرت آدم علیہ السلام) کا فرزند ہوں ⁘

اَلصَّلا سادہ دلانِ پیچ پیچ　　　تا خورید از خوانِ جودم ہیچ ہیچ

ترکیب سادہ دلانِ پیچ پیچ منادیٰ - اَلصَّلا جوابِ ندا - یہ جملہ ندائیہ معلول ہوا - تا خورید الخ علت، پیچ پیچ مولانا کا مقولہ ہے - جو اِس جملے سے الگ ہے ⁘
ترجمہ - اے سادہ لوح لوگو! جو (حماقت کی) پیچ در پیچ (قید میں گرفتار ہو) صلائے عام ہے - تاکہ تم میرے خوانِ فیض سے بہرہ حاصل کرو - (مگر اس کے پاس) خاک بھی نہیں خاک بھی نہیں ⁘

سالہا بر وعدۂ فردا کساں　　　گردِ آں در گشتہ فردا نارساں

ترکیب - گشتہ فعل - کسان فاعل - سالہا ظرف زمان - گردِ آں در ظرف مکان بر وعدہ فردا متعلق یہ جملہ فعلیہ ہوا - فردا نارساں الگ جملہ ہے ⁘
ترجمہ - لوگ اُس کے کل کے وعدے پر برسوں اُس کے دروازے پر چکر لگاتے رہے - (مگر) کل

آنے والی (ثابت) نہ ہوتی ۔ حافظ رح ؎

دیدہ پیر مغانم ز من مرنج اے شیخ چراکہ وعدہ تو کردی و او بجا آورد

دیر باید تا کہ سرِّ آدمی آشکارا گردد از بیش و کمی

ترجمہ ۔ آدمی کے باطن کا حال مدتوں کے بعد جاکر کھلتا ہے ۔ کہ زیادتی ہے یا کمی ہے +

مطلب ۔ چند روزہ صحبت سچے اور جھوٹے کے پرکھنے اور شیخ کامل و شیخ مزوّر میں تمیز کرنے کے لئے کافی نہیں ۔ کیوں کہ جس طرح کسی کامل کے کمالات باطن کا انکشاف جلدی نہیں ہوتا ۔ اسی طرح ایک خبیث النفس کے خبث نفس کا اندازہ بھی جلدی نہیں لگتا ۔ سعدی رح

تواں شناخت بیک روز از شمائل مرد کہ تا کجاش رسیدست پائیگاہِ علوم

ولے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

صائبؒ سر نوشت جوہر از آئینہ خواندن مشکل ست از خط نازک رقمہا چوں تواں دراک کرد

زیرِ دیوارِ بدن گنجیست یا خانۂ مور ست و مار و اژدہا

ترجمہ (چند روزہ صحبت سے یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ اس مدعی کے) بدن کی دیوار کے نیچے (معرفت کا) خزانہ ہے ۔ یا (رذائل نفسانیہ کے) چیونٹی، سانپ، اژدھے (وغیرہ) کا گھر ہے +

مطلب ۔ گنج سے مراد وہ پاکیزہ روح ہے ۔ جو اخلاق حمیدہ سے متصف اور عادات رذیلہ سے پاک اور کاشف اسرار الٰہیہ اور واقف معارف شرعیہ ہو ۔ اور مار و مور سے وہ خبیث روح مراد ہے ۔ جو ان اوصاف سے عاری اور اطوار رذیلہ سے موصوف ہو ۔ غرض کہ جسم کے حجاب میں اچھی یا بُری روح کا اندازہ لگنا مشکل ہے ۔ سعدی رح

چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست نویسندہ داند کہ در نامہ چیست

چونکہ پیدا گشت کو چیزے نبود عمرِ طالب رفتہ آگاہی چہ سود

لغات ۔ پیدا، ظاہر، نمایاں ۔ طالب، مُرید، طالب فیض +

ترجمہ (آخر) جب معلوم ہوا کہ وہ (شیخ مزوّر) کچھ بھی نہ تھا ۔ تو اس وقت مُرید کی عمر گذر چکی ۔ اب اصل حقیقت سے مطلع ہو (کر پچھتا) نے سے کیا فائدہ ؟

مطلب جب مرید ایک مکار اور بناوٹی مرشد کی مریدی میں اپنی زندگی کی کمائی اور ایسے قیمتی اوقات صرف کر چکنے کے بعد اس کی مکاری سے آگاہ ہوتا ہے ۔ تو اب کیا کر سکتا ہے ۔ اوّل تو اس وقت اس کی عمر قریب الاختتام ہوتی ہے ۔ یا اگر کچھ ایام حیات باقی ہیں ۔ اور اس پیر کی بیعت کو فسخ کر کے کسی شیخ کامل سے تعلیم و تربیت حاصل کر سکتا ہے ۔ تو ضعف پیری اور اضمحلال قویٰ اس کو ریاضات و اشغال کی اجازت نہیں دیتا اس لئے وہ تہذیب نفس اور تزکیہ باطن سے محروم رہ جاتا ہے +

در بیان آنکہ نادر افتد کہ مریدے در مدعی مزور اعتقاد بصدق بندد

اس بات کا بیان کہ شاذ و نادر ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی مرید کسی بناوٹی مدعی کی سچائی کا معتقد ہو جائے

کہ او کیست و بدیں اعتقاد بمقامے برسد کہ شیخش بخواب ندیدہ باشد

اور ایسے مقام پر پہنچ جائے جو اس کے شیخ نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہو

و آب و آتش اورا گزند نکند و شیخش را گزند کند ولیکن نادر باشد

اور پانی اور آگ اس کو نقصان نہ پہنچائیں اور شیخ کو نقصان پہنچائیں لیکن ایسا شاذ و نادر ہوتا ہے

لیک نادر طالب آید کز فروغ — در حق او نافع آید آں دروغ

ترجمہ - لیکن ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے - کہ کسی مرید کے حق میں اس کی (اعتقادی) روشنی کی بدولت وہ جھوٹ مفید ثابت ہو (گو ایسا ہونا ممکن ہے)

مطلب اوپر ارشاد فرمایا تھا - کہ پیر ناقص سے مرید کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا - اس پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات ایک مرید اپنے خلوص اعتقاد اور حسن نیت کی بدولت فائز بالمرام ہو جاتا ہے - پھر شیخ مزور سے بچنے کی کیا ضرورت ہے - اس کا جواب یہ ہے - کہ یہ اس پیر کا فیض نہیں ہے - بلکہ خود مرید کے اپنے خلوص نیت و صفائی عقیدت کا نتیجہ ہے - جو پیر کے فیضان سے الگ چیز ہے - اور اوپر پیر ناقص کے بے فیض ہونے کا ذکر تھا - جو یہاں بھی صادق آرہا ہے - کیونکہ مرید مذکور کا یہ حصول فیض پیر سے نہیں ہے - بلکہ خود اس کی اپنی فطرت صافیہ اور سجیت صالحہ سے ہے - ہاں یہ درست ہے - کہ اس شیخ مزور کا انتساب اس مرید کے لئے تصفیہ باطن اور تہذیب نفس کا محرک بن گیا - مگر یہ ایک محض اتفاقی بات ہے - شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے - کہ کسی پیر ناقص کی نسبت مرید کی قلبی صلاحیتوں کے ابھرنے کی محرک ہو جائے - بخلاف اس کے ایسے پیر کا ضرر کثیر الوقوع ہے - لہذا یہ حکم نہیں لگا سکتے - کہ شیخ مزور کی صحبت و انتساب سے بچنا ضروری نہیں - یہ اشعار اسی جواب پر مشتمل ہیں +

او بقصد نیک خود جائے رسد — گرچہ جاں پنداشت آں آمد جسد

ترجمہ - وہ اپنی نیک نیتی کی بدولت کسی اعلےٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے - اگرچہ جس (مدعی) کو اس نے روح (مجرد) سمجھا تھا - وہ (دراصل) جسم (کثیف) تھا + سعدی رح ؎

آں کہ چوں پستہ دیدمش ہمہ مغز — پوست بر پوست بود ہمچو پیاز

مر ورا اَز وے نماید حالہا — کہ ندید آں ہیچ شیخش سالہا

ترجمہ ۔ اُس کو ایسے حالات باطنیہ وارد ہوتے ہیں ۔ جو اُس کے مرشد کو برسوں کچھ بھی دیکھنے نصیب نہیں ہوئے +

چُوں تحرّی دردِلِ شب قبلہ را — قبلہ نے واں نمازِ اُو را روا

لغات ۔ تحرّی، طلب صواب، تلاش بہتر کسی ٹھیک اور صحیح بات کی جستجو کرنا ۔ قبلہ کی سمت کے متعلق اپنا قلبی اطمینان کرلینا جب کہ اُس کے متعلق شک ہو ۔ دلِ شب، آدھی رات +

ترجمہ ۔ مثلاً کوئی شخص آدھی رات کو جبکہ قبلہ کی سمت معلوم کرنے کا کوئی یقینی ذریعہ موجود نہ ہو ایک خاص سمت کو قبلہ یقین کرلے ۔ حالانکہ وہ قبلہ نہیں ہے ۔ اور وہ اُس کی نماز (از روئے فتویٰ) درست ہے +

مطلب ۔ کبھی خطا بھی ثواب کا کام دے جاتی ہے ۔ جس طرح تحرّی کرنے والے کی نماز جبکہ وہ رو بقبلہ نہ ہو وہی حکم رکھتی ہے ۔ جیسی قبلہ رُخ ہوکر پڑھنے والے کی نماز ۔ اسی طرح کبھی پیر ناقص کا متوسل وہی روحانی فضائل حاصل کرلیتا ہے ۔ جو ایک پیر کامل کے مرید کو حاصل ہوتے ہیں ۔ حاصل جواب یہ ہے ۔ کہ ہر کام کی بنا اور ہر حکم کا مدار واقعات اکثریہ پر ہوتا ہے ۔ اور ایسے امور اتفاقیہ نادرہ دعوے کی کلیت میں خلل انداز نہیں ہو سکتے ۔ راز اس میں یہ ہے کہ وصول الی اللہ جذبے سے حاصل ہوتا ہے ۔ اور جذبہ عموماً سلوک سے پیدا ہوتا ہے اور سلوک شیخ کامل کے بغیر ممکن نہیں ۔ اور سلوک کے بغیر اگرچہ احیاناً جذبہ پیدا ہو جاتا ہے ۔ جیسے کہ اوپر تسلیم کیا گیا ہے ۔ مگر النادر کالمعدوم +

مُدعی را قحطِ جاں اندر سرست — لیک ما را قحطِ ناں بر ظاہرست

ترجمہ ۔ (عورت کہتی ہے) مدعی (ولائت) کے باطن میں (پاک) روح کا قحط ہے لیکن ہمارے ظاہر حال میں روٹی کا قحط ہے +

ما چرا چوں مدّعی پنہاں کنیم — بہرِ ناموس مُزوّر جاں کنیم

لغات ۔ ناموس، عزت و آبرو، حیثیت ۔ جاں کنی، مشقت اُٹھانا ۔ جان کھپانا +

ترکیب پنہاں کنیم کا مفعول یہ حال خود مقدر ہے ۔ دوسرا مصرعہ بتقدیر عاطف معطوف ہے +

ترجمہ ۔ ہم کیوں مدعی (ولائت) کیطرح (اپنی حالت کو) چھپائے رکھیں (کیوں)، بناوٹی عزت کے لئے اپنی جان کھپائیں +

مطلب ۔ ہم کو کیا ضرورت ہے ۔ کہ اپنے افلاس کو چھپا کر جھوٹی فارغ البالی کی بناوٹی عزت کے لئے تکلیف اٹھائیں جیسے کہ مدعی اپنے عیب کو لوگوں کی نظر سے چھپاتا ہے ۔ ہم کو چاہیئے ۔ کہ محنت سے کمائیں ۔ اور مال و زر کے ساتھ سچی خوشحالی اور عزت حاصل کریں +

اختلاف ۔ بعض نسخوں میں "ماچرا" کی بجائے ماجرا بجیم تازی درج ہے ۔ جس کے معنے ہیں، قصّہ، واقعہ، سرگذشت اس صورت میں یہ جملہ استفہامیّہ کی بجائے خبریہ ہو جائے گا اور ترجمہ یوں ہو گا +

(کہ ہماری حالت یہ ہے کہ) اپنی سرگذشت (افلاس) کو ایک مدعی (کمال) کی طرح چھپائے بیٹھے ہیں اور ایک بناوٹی عزت کے لئے (افلاس و مسکنت میں اپنی جان)، توڑ رہے ہیں (کہ اظہار احتیاج موجب ذلّت ہے)"

بعض دوسرے نسخوں میں اوپر کا شعر مردِ رارو مے نمائد حالہا الخ یہاں مندرجہ بالا شعر کے بعد درج ہے، اور بعض ایسے نسخے بھی ہیں ۔ جن میں شعرِ مذکور کہیں بھی درج نہیں +

صبر فرمودن اعرابی زنِ خود را و فضیلتِ صبر و فقر گفتن با زنِ خود

اعرابی کا اپنی عورت کو صبر کی ہدایت کرنا ۔ اور اُس سے صبر و فقر کی فضیلت بیان کرنا

شوئے گفتش چند جوئی دخل و کشت — خود چہ ماند از عُمر افزُوں تر گذشت

ترجمہ ۔ شوہر نے اس کو کہا ۔ تو کہاں تک آمدنی اور پیداوار کی تلاش کرتی رہے گی ۔ عمر ہی کیا رہ گئی زیادہ تر تو گذر چکی ہے ۔ سعدی رح

تو غافل در اندیشۂ سود و مال — کہ سرمایۂ عمر شد پائمال

عاقل اندر بیش و نُقصاں ننگرد — زانکہ ہر دو ہمچو سیلے بگذرد

ترجمہ ۔ عقلمند آدمی زیادتی اور نقصان میں نظر نہیں کرتا ۔ کیونکہ دونوں سیلاب کی طرح گذر جاتے ہیں +

نظامی رح

جہاں دامِ خویش از تو یکسر بُرد — بجز عہد فرستد بیا عز برُد

چو باراں کہ یک یک مہیا شود — شود سیل وانگہ بدریا شود

خواہ صاف و خواہ سیلِ تیرہ رو — چوں نمے پاید دمے از وے مگو

ترجمہ ۔ پانی کی رو خواہ صاف ہو یا گدلی ہو ۔ جب وہ ٹھیرنے والی نہیں تو اُس کا ذکر ہی کیا ؟ جامی رح

مغرور مشو بمال چوں بے خبراں — زیرا کہ بود مال چو ابرِ گذراں

ابرِ گذراں اگرچہ گوہر بارد — خاطر ننہد مردِ خردمند براں

اندریں عالم ہزاراں جانور — مے زِید خوش عیش بے زیر و زبر

لغات ۔ خوش عیش، مزے سے زندگی بسر کرنے والا ۔ زیر و زبر ۔ نشیب و فراز، انقلاب احوال، تردد و تفکر +

ترجمہ ۔ اِس جہان میں ہزاروں جانور بلا تردد مزے مزے سے زندگی بسر کر رہے ہیں +

شکر مے گوید خدا را فاختہ　　بر درخت و برگِ شب ناساختہ

لغات - برگِ شب - شام کی خوراک، رات بسر کرنے کا سامان - ساختن، تیار کرنا +

ترکیب - بر درخت متعلق ہے مے گوید کا - و برگ شب ناساختہ حال ہے فاختہ سے +

صنائع - درخت اور برگ میں ایہام تناسب +

ترجمہ فاختہ ہے کہ درخت پر (بیٹھی) خدا کا شکر کر رہی ہے - بحالیکہ اُس نے رات کے لئے کچھ سامان نہیں کیا - نظامی رح

غمِ روزی مخور تا روز ماند　　کہ خود روزی رساں روزی رساند

حمد مے گوید خدا را عندلیب　　کاعتمادِ رزق بر تُست اے مجیب

لغات - عَندَلیب، عین اور دال کے فتحہ سے بلبل، ہزار داستان - کسرہ غلط ہے، مجیب، دعا قبول کرنے والا اسمائے باری تعالےٰ میں سے ایک اسم ہے +

ترجمہ - بلبل (بھی) خدا کی تعریف کرتی ہے - کہ اے دعاؤں کو قبول کرنے والے رزق کا بھروسہ تجھ پر ہے - جامی رح

مہمان توام درصفِ اربابِ ارادت　　بنشستہ بہر چیز کہ آید ز تو راضی
بنہادہ بخوانِ کرمت دیدۂ امید　　انعام ترا منتظرم نے متقاضی

باز دستِ شاہ را کردہ نوید　　از ہمہ مُردار ببرِیدہ امید

لغات - نوید بضم نون وکسرہ واؤ ضیافت کی اطلاع، خوشی، خوشخبری - بشارت - امید بریدن، امید منقطع کردینا +

ترجمہ - اسی طرح باز نے بادشاہ کے ہاتھ پر پیغام ضیافت پاکر تمام مرداروں سے اُمید منقطع کرلی +

مطلب - باز کی نظر توقع خاص اپنے آقا کے دستِ کرم سے وابستہ ہوجاتی ہے - تو اُس کو زاغ و زغن کے ساتھ مردار خواری کی کشمکش میں پڑنے کی ضرورت نہیں - یہی حال ہے ایک متوکل علے اللہ کا - صائب رح

چو دوختی زجہاں چشم - فکرِ رزق مکن　　کہ باز بستہ نظر را دہند طعمہ ز دست

اختلاف - بعض نسخوں میں اس کے بعد یہ شعر درج ہے ؎

نخوت و دعوے و کبر و تُرہات　　دُور کن از دل کہ تا یابی نجات

مگر ہمارے نسخے میں یہ شعر آگے تیئیس شعروں کے بعد عورت کے قول میں آئے گا - اور یہی نسخہ اقرب للصواب ہے - مرد کی تقریر میں رزق خوار مخلوق کے ذکر سے اس کو کچھ بھی مناسبت نہیں +

ہمچنیں از پشہ گیری تا بفیل　　شُد عیال اللہ و حق نعم المُعیل

لغات - پشہ بتشدید شین - مچھر - بعوضہ - گیری، فرض کرلو - لے لو ابتدائے غایت کے لئے بھی ہوسکتی ہے

نعم المعیل - نعم افعال مدح سے ہے۔ معیل میم کے ضمہ اور عین کے کسرہ سے، مراد اپنے عیال کی خوب پرورش کرنیوالا ترجمہ - اس طرح مچھر سے لے کر ہاتھی تک (سب جاندار) اللہ کے عیال ہیں۔ (جن کو وہی پالتا ہے) اور اللہ بہت اچھا پرورش کرنے والا ہے +

مطلب - نعم المعیل سے اس بات کا اظہار مقصود ہے۔ کہ وہ اپنی مخلوق میں سے ہر متنفس کو بلا تخصیص رزق دیتا ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ط كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ اور جتنے جاندار زمین میں چلتے پھرتے ہیں۔ ان کی روزی اللہ کے ذمے ہے۔ اور وہی ان کے ٹھکانے کو اور ان کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے۔ سب کچھ لوح محفوظ میں درج ہے۔

عیال اللہ کے لفظ سے اس حدیث کی طرف اشارہ ہے عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ رواہ البیہقی یعنے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ پس تمام مخلوق میں سے اللہ کو پیارا وہی شخص ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ نیک سلوک کرے (مشکوٰۃ)

مطلب یہ ہے کہ چھوٹی بڑی مخلوق سب اس کے خوان کرم سے بہرہ یاب ہے۔ سعدی رح

ادیم زمین سفرۂ عام اوست — بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

ایں ہمہ غمہا کہ اندر سینہ ہاست — از غبار و گرد باد و بود ماست

لغات - سینہ سے مراد باطن، دل - گرد باد، بگولا - بود، ہستی، دنیوی زندگی +

ترجمہ - یہ تمام غم جو (ہمارے) دلوں میں آتے رہتے ہیں - ہماری ہستی موہوم کے گرد و غبار کے سبب سے ہیں +

مطلب - مولانا رح یہاں سے رزق وغیرہ کے فکر تشویش کی علت اور اس کا معالجہ بیان فرماتے ہیں یعنے یہ تمام فکر واندوہ اور غم والم اس موجودہ ہستی کے آثار ہیں - اگر اس ہستی کو فنا کر لیں - اور اس سے دست بردار ہو جائیں - تو غم والم خود بخود زائل ہو جائیں گے - وجہ یہ ہے کہ انسان کو اس ہستی سے خاص اُنس ہے پس جو چیز مخل ہستی ہوتی ہے - وہ اس کو ناگوار گزرتی ہے، تنگی رزق اور فقر و افلاس اسی قبیل سے ہے لیکن اگر دنیوی زندگی کے ساتھ دلچسپی ہی نہ رہے - بلکہ اس کی نظر میں ناچیز اور ہیچ ہو جائے - تو ہر مصیبت جو مخل زیست ہو گوارا ہو جائے گی - صائب رح

نفس آں زماں بر آرم بفراغت از تہ دل — کہ غبار ہستی من بہوا رسیدہ باشد

حضرت عراقی رح نے کیا خوب کہا ہے - باقی باللہ موت سے آرام پاتا ہے - اور باقی بالنفس جان کنی کی اذیت سہتا ہے - ؎

بہ دگر زندہ یابی ز مرگ آسائشے کُلّی — دگر زندہ بجانی تو ضرورست جان کنان میری

ایں غمان بیخ کن چوں داس ماست — ایں چنیں شد و آنچناں وسواس ماست

لغات - بیخ کن، کاف کے فتحہ سے جڑ اکھیڑنے والا - داس کھیتی کاٹنے کا آلہ - درانتی +

ترجمہ - یہ غم جو ہماری زندگی کی جڑیں کاٹ رہے ہیں، شل ور انتی گئے ہیں۔ (اور یہ امر کہ) اس طرح ہوگیا یا اُس طرح ہوگیا (محض) ہمارے وسوسے اور خیال ہیں +

مطلب - انسان ہمیشہ مختلف اندیشوں میں مبتلا رہتا ہے۔ مثلاً یہ بات ہوئی تو فلاں مصیبت آجائے گی۔ یا فلاں امر واقع ہوا تو وہ آفت آپڑے گی۔ حالانکہ فکر و اندیشہ کسی آفت و مصیبت کو ٹال نہیں سکتا۔

عمر خیام غفرلہ

از بودنی اے دوست چہ داری تیمار وز فکرت بیہودہ دل و جان افگار
خرم بزی و جہاں بشادی گذراں تدبیر نہ با تو کردہ اند اول کار

ونعم ماقیل ؎

فکر آئینہ مکن تصدیع بیہدہ مکش خود بخود ہر چہ نصیب ست ہماں خواہد بود

وآنکہ ہر رنجے ز مُردن پارہ ایست جزو مرگ از خود بران گر چارہ ایست

لغات - مُردن، موت - بِراں امر ہے راندن سے - دور کر دے - ہٹا دے - دفع کردے +

ترجمہ - یاد رکھو کہ ہر تکلیف (خواہ کتنی ہی بڑی ہو) موت کی تکلیف کا ایک ادنےٰ حصہ ہے اگر کوئی تدبیر ہے تو بھلا اس حصے کو تو دفع کر دو (یقیناً نہ کر سکو گے)

صائب رح

زترکتاز حوادث مسلّی مطلب زسیل کعبہ مکرر خراب گردیدہ ست

چوں ز جزو مرگ نتوانی گریخت واں کہ کلّش بر سرت خواہند ریخت

لغات - کلّش، مرکب اضافی ہے۔ کل مضاف شین ضمیر مضاف الیہ جو مرگ کی طرف راجع ہے +

ترجمہ - پھر جب تم اس حصہ موت سے گریز نہیں کر سکتے - تو کل (یعنے موت) تم پر ضرور طاری کریں گے - حافظ رح ؎

مزن دم ز حکمت کہ در وقتِ مرگ ارسطو دہد جان چو بیچارہ گرد

صائب رح

مرگ را نتواں برشوت از سر خود دور کرد ایں نہنگ جانستاں را چشم بر اسباب نیست

نظامی رح

گیں ہفت خدنگ چار میخی ویں نہ سپر ہزار میخی
با حربۂ مرگ اگر ستیزند افتند چنانکہ بر نخیزند

جزو مرگ ار گشت شیریں مر ترا واں کہ شیریں میکند کل را خدا

ترجمہ - (پس چھوٹی چھوٹی تکلیفوں پر بےصبری نہ کرو) اگر جزو موت (یعنے تکالیف) کو گوارا کرلوگے تو یاد رکھو کہ کل یعنے موت کو بھی خدا آسان کر دے گا - صائب رح

ایں تلخیٔ سپہر زراہِ مروّت است تا بر تو زہر مرگ چو حلوے شود لذیذ

دردہا از مرگ مے آید رسول از رسولش رو مگرداں اے فضول

ترجمہ (چھوٹے چھوٹے) درد و رنج موت کے قاصد ہیں (جو اُس کی طرف سے آتے ہیں) اسے بیوقوف

اُس کے قاصد سے مُنہ نہ پھیر۔ صائب رح

عارفاں را دِل قوی گردد ز فوجِ حادثات — بحر از باد مخالف صاحبِ جوشن شود

ہر کہ شیریں مے زید او تلخ مُرد — ہر کہ او تن را پرستد جاں نبُرد

ترجمہ۔ جو شخص خوشگوار (زندگی) بسر کرنے کا عادی ہوتا ہے۔ وہ تلخ کامی میں مرتا ہے۔ جو تن پروری کرتا ہے وہ سلامت نہیں رہے گا۔ سعدی رح

مردِ درویش کہ بارِ ستمِ فاقہ کشید — بدرِ مرگ ہمانا کہ سبکسار آید

وانکہ در دولت و در نعمت آسانی زیست — مُردنش زیں ہمہ شک نیست کہ دشوار آید

بہمہ حال اسیرے کہ ز بندے بجہد — خوشتر از حال امیرے کہ گرفتار آید

گوسفنداں را ز صحرا مے کشند — آنکہ فربہ تر مر او را مے کشند

لغات۔ پہلا کشند کشیدن سے اور دوسرا کشتن سے مشتق ہے، اور دونوں میں صنعت تجنیس ہے۔

ترجمہ۔ بکریوں کو جنگل سے کھینچ لاتے ہیں۔ جو سب سے موٹی ہو۔ اُس کو ذبح کرتے ہیں (یہی حال موٹے تازے تن پرور آدمی کا ہے) صائب رح

توانگر از نشاطِ فربہی در خود نمے گنجد — از یں غافل کہ ہم پہلوئے چربِ اوست قصابش

جامی — زورمندی مکن اے خواجہ بزر — کاخر کار زبوں خواہی رفت

فربہت کرد بسے نعمت و ناز — زاں بیندیش کہ چوں خواہی رفت

شب گذشت و صُبح آمد اے قمر — چند ایں افسانہ را گیری ز سر

لغات۔ قمر، چاند۔ شوہر اپنی بیوی کو از راہ محبت قمر کے نام سے خطاب کرتا ہے۔ یعنے اے ماہرو اے بدر سیما از سر گرفتن، تازہ کرنا۔ بار بار چھیڑنا۔ صنائع شب، صبح، قمر، افسانہ مناسبات ہیں۔

(ترجمہ۔ اے چاند کی سی صورت والی بیوی عمر کی) رات گذر چکی۔ اور (موت کی) صبح آگئی۔ تو کب تک اس (فقر و فاقہ کے) قصّے کو تازہ کرتی رہے گی۔ صائب رح

برائے روزیئے اک روز نیز فکرے کن — بس ست چند کنی فکر آب و ناں ایں جا

نو جواں بودی و قانع تر بُدی — زر طلب گشتی خود اوّل زر بُدی

ترجمہ۔ جب تو جوان تھی تو بڑی قانع تھی۔ اب (شدت حرص سے) زر مانگنے لگی۔ پہلے (کمال غنا سے) خود بمنزلہ زر تھی۔ صائب رح

آدمی پیر چو شد حرص جواں مے گردد — خواب در وقتِ سحرگاہ گراں مے گردد

رز بُدی پُر میوہ چوں کاسد شدی — وقتِ میوہ پختنت فاسد شدی

لغات - رز بتقدیم رائے مہملہ انگور - اس میں اور پہلے شعر کے کلمہ زر میں تجنیس قلب ہے - فاسد خراب +

ترجمہ - تو پہلے انگور کی شاخ تھی - جو میووں سے پُر تھی - اب کیوں کم قدر ہو گئی - جب ترا میوہ پکنے کا وقت آیا تو خراب ہو گئی +

مطلب میوہ جب پک جاتا ہے - تو شاخ سے الگ ہو جانے کا متقاضی ہوتا ہے - اسی طرح جب انسان بڑھاپے یعنے پختگی کو پہنچ جاتا ہے - تو لازم ہے کہ دنیا کی دل بستگی چھوڑ دے - کما قیل ؎

برسوادِ عمر چوں زد موئے کافوری بیاض　　　یک قلم بائد حساب آرزوہا سرکشید

لیکن اگر بڑھاپے کو پہنچ کر بھی دنیا سے بدستور دلبستگی قائم رہے - تو گویا میوہ پکنے کے بعد بھی کچا کا کچا رہا - یا خراب ہو گیا - کما قال مولانا اسمٰعیل مرحوم ؎

یہ قول کسی بزرگ کا سچا ہے　　　ڈالی سے جدا نہ ہو تو پھل کچا ہے

چھوڑی نہیں جس نے حبِ دنیا دل سے　　　گو ریش سفید ہو مگر بچا ہے

میوہ ات باید کہ شیریں تر شود　　　چوں رسن تاباں نہ واپس تر رود

ترجمہ - تیرا میوہ تو اب اور بھی زیادہ میٹھا ہونا چاہیئے تھا - نہ کہ الٹا بٹی ہوئی رسی کیطرح بل اترنے لگے -
مطلب یعنے پختگی عمر کا تقاضا تو یہ تھا - کہ دل دنیا سے سیر ہو کر حبِّ مال و زر سے دست کش ہو جاتا نہ یہ کہ الٹا تنزل کی حالت ہو جائے - اور بجائے زُہد و قناعت کے حرص و طمع غالب آجائے - کما قیل ؎

شود در وقت پیری قامتِ انسان دو تا یعنی　　　بایں مقراض باید از جہاں قطع نظر کردن

جُفتِ مائی جُفت باید ہم صفت　　　تا بر آید کارہا با مصلحت

ترجمہ - تو ہماری زوجہ ہے - اور زوجہ (کو زوج سے) ہمرنگ ہونا چاہیئے - تاکہ سب کاروبار حسب مصلحت سرانجام پائیں - سعدی رح ؎

زن و مرد باہم چناں دوست اند　　　کہ گوئی دو مغز و یکے پوست اند

براں بندہ حق نیکوئی خوبست　　　کہ با او دل و دست زن راست ست

جُفت باید بر مثالِ ہمدگر　　　در دو جُفتِ کفش و موزہ درنگر

لغات - جفت جوڑا - میاں بیوی - کفش - جوتی -

ترجمہ - جوڑا ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہونا چاہیئے - (چنانچہ) جوتی اور موزے کے جوڑے پر غور کر لو (کہ اگر دونوں تنگی و فراخی اور طرز و انداز اور رنگ و روغن میں متفاوت ہوں تو کس قدر نقص ہے) سعدی رح ؎

دل آرام باشد زنِ نیک خواہ　　　ولیکن ز زنِ بد خدایا پناہ

چو طوطی کہ زاغش بود ہم نفس　　　غنیمت شمارد خلاص از قفس

گر یکے کفش از دو تنگ آید بپا　　　ہر دو جُفتش کار ناید مر تُرا

ترجمہ۔ (چنانچہ) اگر دونوں میں سے ایک جوتا پاؤں میں تنگ ہے۔ تو تمہارے لئے دونوں بیکار ہیں +

جفت در یک جو دوال دیگر بزرگ ۔۔۔ جفت شیر بیشہ دیدی ہیچ گرگ

ترجمہ۔ (بھلا کبھی ایسا دیکھا ہے کہ) ایک پاؤں میں جوتا چھوٹا اور دوسرے میں بڑا ہو۔ کبھی دیکھا ہے کہ جنگل کے شیر کا جفت بھیڑیا ہو۔ صائب ؒ ؎

گر دو بے نسبت بہم باشند صد سال آشنا ۔۔۔ مے کند بے نسبتی در یک زماں از ہم جدا

راست نابد بر شتر جفت جوال ۔۔۔ آں یکے خالی و آں پُر مال مال

لغات۔ راست، ٹھیک، درست۔ جوال، گون۔ تھیلا +

ترجمہ۔ اونٹ پر تھیلوں کا (ایسا) جوڑا ٹھیک نہیں آسکتا۔ جن میں ایک خالی اور دوسرا مال سے پُر ہو۔

من روم سوئے قناعت دل قوی ۔۔۔ تو چرا سوئے شناعت مے روی

لغات۔ دل قوی، با ہمت۔ بجرأت۔ شناعت شین کے فتحہ سے بدی، برائی، طعنہ +

ترجمہ۔ میں جرأت کے ساتھ قناعت کی طرف جا رہا ہوں۔ تو کیوں برائی کی طرف جاتی ہے +

مرد قانع از سر اخلاص و سوز ۔۔۔ زیں نسق مے گفت با زن تا بروز

ترجمہ (غرض وہ) قانع آدمی اخلاص اور سوز دل سے اسی طرح دن (چڑھنے) تک اپنی بیوی کو ہدایت کرتا رہا +

نصیحت کردن زن شوہر را کہ سخن افزوں از قدم و مقام خود مگو کہ لِمَ

عورت کا شوہر کو نصیحت کرنا کہ اپنے قدم اور مقام سے بڑھ کر بات نہ کرو کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ لِمَ

تَقُولُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کہ ایں سخنہا اگرچہ راست است اما ایں مقام توکل ترا نیست و ایں

وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے کہ یہ باتیں اگرچہ صحیح ہیں مگر تم اس مقام توکل کے اہل نہیں ہو اور یہ

سخن گفتن فوق مقام معاملہ خود ترا زیان دارد و کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ باشد

باتیں اپنے مقام معاملہ سے بڑھ کر کہنا تمہارے لئے مضر ہیں اور ارشاد خداوندی کی مصداق ہیں کہ اس کا بڑا عذاب ہے

مطلب۔ اس عنوان میں اس آیت قرآنی کی طرف اشارہ ہے کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ یعنے اللہ کے نزدیک یہ بات، بڑی موجب عذاب ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔ ؎

سعدیا گرچہ سخن دان و مصالح گوئی ۔۔۔ بعمل کار بر آید بسخندانی نیست

زن بر وزد بانگ کاے ناموس کیش　　من فسون تو نخواہم خورد بیش

لغات - ناموس - عزت - آبرو - کیش - طریقہ - فسون - فریب کی باتیں +
ترجمہ - عورت نے ڈانٹ کر کہا کہ اے (ظاہری) عزت کے شیدائی میں اب زیادہ تیرے دام میں نہ آؤں گی

ترہات از دعوے و دعوت مگو　　رو سخن از کبر و از نخوت مگو

لغات - ترہات - بضم تائے وفتحہ رائے مشدد اباطیل - جھوٹی اور بناوٹی باتیں +
ترجمہ - (اپنے کمال کا) دعوے (کرنے) اور (دوسروں کو اپنے کمال کی طرف) بلانے کی لاف زنی نہ کر - چل دُور ہو اور خود پسندی کی جڑ نہ ہانک - سعدیؒ

مکن گفتمت مردمی خویش فاش　　چو مردی نمودی مخنث مباش

چند حرف طمطراق کار و بار　　کار و حال خود ببیں و شرم دار

لغات - طمطراق بضم ہر دو طاء - شان وشوکت - کروفر +
ترجمہ - اپنے کاروبار کے کروفر کی باتیں کہاں تک کرے گا - اپنے کام اور حال کو دیکھ اور شرم کر سعدیؒ

پیاز آمد آں بے ہنر جملہ پوست　　کہ پنداشت چوں پستہ مغزے دروست
ازیں نوع طاعت نیاید بکار　　برو عذر تقصیر طاعت بیار

نخوت و دعوی و کبر و ترہات　　دور کن از دل کہ تا یابی نجات

لغات - نخوت - خود پسندی +
ترجمہ - غرور اور دعوے اور تکبر اور بیہودہ سرائی دل سے نکال دو - تاکہ تم کو نجات ملے - کما قیل

از کبر مدار ہیچ در دل ہوسے　　کز کبر بجائے نرسیدست کسے
چوں زلف بتاں شکستگی عادت کن　　تا صید کنی ہزار دل در نفسے

کبر زشت و از گدایاں زشت تر　　روز سرد و برف و آنگہ جامہ تر

ترجمہ (یوں تو) تکبر (ہر حالت میں) بُرا ہے - مگر مفلسوں کے لئے تو بہت ہی بُرا ہے (ایک تو مفلسی کا) ٹھنڈا دن اور (محتاجی کی) برف (برسے) اور اس پر (تکبر سے) کپڑے تر ہوں (تو ظاہر ہے - کہ کس قدر بُرا حال ہوگا) +

چند آخر دعوی و باد بروت　　اے ترا خانہ چو بیت العنکبوت

لغات - باد بروت - مونچھوں میں ہوا - مونچھوں کو تا و دینا - مراد غرور و تکبر - بیت العنکبوت - مکڑی کا گھر - جس کا بے بنیاد اور کمزور ہونا ضرب المثل ہے - اور قرآن مجید میں بھی اس کی تمثیل آئی ہے +

ترجمہ (یہ) دعوے اور مونچھوں کو تاؤ دینا کب تک رہے گا۔ اس شخص جس (کے دعووں) کا گھر کڑی کے جانے کیطرح بے بنیاد ہے۔ نظامی رح

چند کنی دعوے مردانگی
کم زن کم زن کہ کم از یک زنی

از قناعت کے تو جاں افروختی ــــ از قناعتہا تو نام آموختی

ترجمہ۔ تم نے (فی الواقع) قناعت کے ساتھ اپنی روح کو روشنی کب دی ہے (ہم سے پوچھو تو) تم نے صبر و قناعت کا نام ہی نام سیکھ رکھا ہے۔

گفت پیغمبر قناعت چیست؟ گنج ــــ گنج را تو وا نمیدانی ز رنج

ترجمہ۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ قناعت کیا ہے؟ خزانہ۔ مگر تم کو خزانہ اور تکلیف میں فرق کرنے کی توفیق نہیں ہے۔

مطلب۔ یہ شعر اس حدیث کے مضمون پر مشتمل ہے کہ اَلْقَنَاعَۃُ کَنْزٌ لَا یَفْنٰی یعنی قناعت وہ خزانہ ہے کہ ختم نہیں ہوتا اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مال و زر کا خزانہ ختم ہوتا ہے۔ لیکن قناعت کے سبب سے جو دولت طمانیت دل کو حاصل ہوتی ہے۔ وہ افلاس اور مالداری میں یکساں رہتی ہے۔ اور اس کی حالت زائل نہیں ہوتی صاحب کلید مثنوی لکھتے ہیں۔ کہ یہ حدیث مجھے یاد نہیں۔ اور کتاب تمییز الطیب من الخبیث مؤلفہ شیخ امام علامہ عبدالرحمن بن علی بن محمد شیبانی شافعی میں لکھا ہے کہ حدیث القناعۃ مال لا ینفد و کنز لا یفنی کو طبرانی نے اوسط میں جابر رض سے روایت کیا ہے و نعم ما قال الحافظ الشیرازی ؎

دولتے را کہ نباشد غم از آسیب زوال
بے تکلف بشنو دولت درویشان است

ایں قناعت نیست جز گنج رواں ــــ تو مزن لاف اے غم و رنج رواں

لغات۔ گنج رواں بہت بڑا خزانہ۔ جس سے قارون کا خزانہ مراد ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق خیال ہے کہ جب وہ خدا کے حکم سے غرق زمین ہوا۔ اور اس وقت سے وہ برابر نیچے کی طرف رواں ہے۔ کما قال الحافظ رح

گنج قارون کہ فرو میرود از قہر ہنوز
خواندہ باشی کہ ہم از غیرت درویشان است

صنعت۔ پہلا رواں بمعنے جاری دوسرا بمعنے جان ہے اور یہ صنعت تجنیس ہے۔

ترجمہ۔ یہ قناعت تو ایک بے انتہا خزانہ ہے۔ اسے (صاحب جنہیں) جان کے مجسم غم و رنج (کا خطاب دینا چاہیئے) لاف زنی نہ کرو۔ صائب رح ؎

طرف مردم سنجیدہ خودستائی نیست
کہ کار آتش یاقوت تراز خائی نیست

تو مخوانم جفت و کمتر زن بغل ــــ جفت انصافم نیم جفت دغل

لغات۔ مخواں مت کہو۔ مت بلاؤ۔ بغل زدن۔ کنایہ ہے اظہار خوشی سے۔ جس طرح کبوتروں کا جوڑا باہم شادمانی کا اظہار کرتا ہے۔ تو دونوں بغل بہ بغل پرواز کرتے ہیں۔ دغل کھوٹا۔ کھوٹ۔ مکار۔ مکر۔

ترجمہ - تم مجھ کو اپنی بیوی مت کہو اور زوجیت کا اظہار نہ کرو - میں انصاف کی زوجہ ہوں نہ کہ بے انصافی کی -

چوں قدم با شاہ و بابگ مے زنی　　چوں مگس را در ہوا رگ مے زنی

لغات - قدم زدن ہمسر ہونا ہمرکاب چلنا - پہلے مصرعہ میں چوں استفہامیہ ہے - دوسرے میں حرف شرط +

ترجمہ - جب تم (شدت افلاس سے) اڑتی مکھی کا خون چوستے ہو - تو ہر بادشاہ اور سردار کے برابر ہونے کا دعوے کیوں کرتے ہو -

مطلب - بزرگ ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں - کہ یا تو ظاہری تموّل سے خوشحال ہوں - یا غنائے قلب سے مالامال ہوں ظاہری تموّل کی بجائے تو تم مفلس و نادار ہو - اور غنائے قلب کی جگہ مکھی چوس کہلانے کے سزاوار رہو - پھر بزرگوں کی ہمسری کا دعوے فضول ہے - حافظ رح

تکیہ بر جائے بزرگاں نتواں زد بگزاف　　مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی

باسگاں زیں استخواں در چالشی　　چوں نے اشکم تہی در نالشی

لغات چالش، بکسر لام - حملہ - چھینا جھپٹی - شکم اشکم پیٹ، نالش رونا چیخنا +

ترجمہ (تمہارا حال تو یہ ہے) کہ ایک ہڈی پر کتوں کے ساتھ چھینا جھپٹی کرتے ہو - تم خالی پیٹ والی بانسری کی طرح یوں ہی شور و فغاں کر رہے ہو +

سوئے من منگر بخواری سست سست　　تا نگویم آنچہ در رگہائے تست

لغات خواری، حقارت، ذلت، سست سست نیچی نگاہوں سے، غیر وقیع نظر سے +

ترجمہ - ہم (عورتوں کو) حقارت کے ساتھ نیچی نگاہوں سے نہ دیکھو - مبادا تمہاری رگ رگ کے بھید کھول کر رکھ دوں - کما قیل ؎

بانسیم لم یزلی گشت ظاہر ذلیل را　　عیب از غلاف کنہ چہ تیغ اصیل را

عقلِ خود را از من افزوں دیدۂ　　تو من کم عقل را چوں دیدۂ

ترجمہ - تم نے اپنی عقل کو مجھ سے افضل سمجھا - پھر مجھ سی ناقص العقل کو کیوں (اپنے لئے) پسند کیا +

مطلب - عورت کہتی ہے کہ مجھ کو ایک عورت ہونے کی حیثیت سے بنظر حقارت نہ دیکھو - اگر میں ایسی ہی ناقص العقل اور حقیر و ذلیل ہوں تو تم نے مجھ کو اپنی زوجیت کے لئے کیوں اختیار کیا تھا +

ہمچو گرگِ زشت اندر ما مجہ　　اے ز ننگ عقلِ تو بے عقل بہ

لغات - زشت، بد - بدخو - مجہ، صیغہ نہی ہے - جستن کودنا سے - ننگ، شرم و عار +

ترجمہ (ایک) بدخو بھیڑیئے کی طرح ہم پر حملہ نہ کرو - سارے صاحب! تمہاری اس قابل شرم عقل سے بے عقل ہی بھلا +

چونکہ عقل تو عقیلہ مردم ست　　آں نہ عقل ست آنکہ مار و کژدم ست

لغات۔ عقیلہ، اونٹ کے پاؤں باندھنے کی رسی۔ صنائع۔ عقل و عقیلہ میں مجانست لفظی ہے۔

ترجمہ۔ چونکہ تمہاری عقل لوگوں (کو پھانسنے) کا پھندا ہے (اس لئے) وہ عقل نہیں۔ بلکہ سانپ اور بچھو ہے۔ حافظ رح

بزیر دلقِ مرقع کمندہا دارند　　درازدستئ ایں کوتہ آستیناں بیں

خصمِ ظلم و مکر تو اللہ باد　　دستِ عقل تو زما کوتاہ باد

لغات۔ خصم، جھگڑنے والا۔ مقابل۔ حریف، دشمن۔

ترجمہ۔ تمہارے ظلم اور فریب اللہ سمجھے۔ خدا کرے تمہارے عقل کی دست درازی ہم سے کم ہو۔

ہم تو ماری ہم فسونگر اے عجب　　مارگیر و ماری اے ننگِ عرب

لغات۔ ماری مار کے ساتھ یائے خطاب شامل ہے۔ ننگِ عرب اہل عرب کے لئے باعث عار۔

ترجمہ۔ اے عرب کے لئے موجب عار! تعجب ہے۔ کہ تم سانپ بھی ہو (کہ لوگوں کو ڈستے ہو) اور سانپ کو پکڑنے والے افسونگر بھی ہو (کہ لوگوں کو پھانستے پھرتے ہو)

زاغ اگر زشتی خود بشناختے　　ہمچو برف از رنج و غم بگداختے

(ترجمہ) (تم گویا ایک کوے ہو جو اپنے عیب کو محسوس نہیں کرتے) کوا اگر اپنی بدصورتی کو محسوس کرتا تو رنج و غم سے برف کیطرح پگھل جاتا۔

مرد افسوں گر بخواند چوں عدو　　او فسوں بر مار و مار افسوں برو

ترکیب۔ گر حرف شرط۔ مرد فاعل بخواند کا افسون مفعول بہ۔

ترجمہ۔ (افسوں پڑھنے والا) آدمی اگر سانپ پر (اس کا) دشمن بن کر افسوں پڑھتا ہے۔ اور سانپ بھی اس پر افسون پڑھتا ہے۔

مطلب۔ افسوں گر چاہتا ہے کہ میں افسوں کے زور سے سانپ کو مسخر کرلوں۔ مگر جب وہ سانپ کو تسخیر کرنے اور اپنے بس میں لانے کا اس قدر شائق ہے۔ کہ اس کے لئے ہزار حیلے کرتا ہے۔ اور تدبیروں سے کام لیتا ہے۔ تو خود بھی سانپ کے دام تسخیر میں گرفتار ہے۔ جس کے لئے اس قدر مارا مارا پھرتا ہے۔ یہ گویا سانپ کا افسون ہے۔ اگرچہ حقیقۃً سانپ کوئی افسون نہیں پھونکتا۔ مگر مارگیر کے شوق و طلب کی حالت اس کے مشابہ ہے۔ کہ گویا سانپ نے اس کو مسخر کر رکھا ہے۔ مطلب اس بیان سے یہ ہے۔ کہ جو شخص کسی کو مکر و حیلہ سے ضرر پہنچاتا ہے۔ وہ خود بھی مکر و حیلہ کا شکار ہو جاتا ہے۔ سعدی رح

صیاد نہ ہر بار شکارے ببرد　　باشد کہ یکے روز پلنگش بدرد

گر نبودے دامِ او افسونِ مار کے فسونِ مار را گشتے شکار

ترجمہ - اگر سانپ کا افسون اُس کے حق میں جال کا کام نہ کر جاتا - تو وہ کیوں اُس کا شکار ہو کر کشاں کشاں اُس کے شوق میں چلا آتا +

مردِ افسون گر ز حرصِ کسب کار درنیابد آں زماں افسونِ مار

ترجمہ - (مگر) افسون گر اپنی روٹی کمانے کی حرص سے اس وقت سانپ کے افسون کو (جس سے مُراد اُس کا وصف جاذب ہے) محسوس نہیں کرتا +

مار گوید اے فسون گر ہیں و ہیں آنِ خود دیدی فسونِ ما ببیں

ترجمہ - سانپ (زبان حال سے) کہتا ہے - اے فسون گر خبردار ہو جا - تو نے اپنا (منتر) تو (چلا) دیکھا اب ہمارا جادو بھی دیکھ +

تو بنامِ حق فریبی مر مرا تا کنی رسوائے شور و شر مرا

ترجمہ - تو اللہ کے نام سے (جو افسوں میں درج ہے) مجھ کو پھانستا ہے - تاکہ مجھ کو (تماشائیوں کے) شور و شر سے رسوا کرے +

نامِ حقّم بست نے آں رائے تو نامِ حق را دام کردی وائے تو

ترجمہ - مجھ کو اللہ کے نام نے مسخر کیا - نہ کہ تیری تدبیر اور رائے نے - افسوس تو نے اللہ کے نام سے جال کا کام لیا ہے ؎

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے دامِ تسخیر مکن چوں دگراں قرآں را

نامِ حق بستاند از تو دادِ من من بنامِ حق سپردم جان و تن

ترجمہ - اب اللہ ہی کا نام تجھ سے میرا انصاف دلائے گا - میں اللہ کے نام پر اپنے جسم و جان کو سپرد کرتا ہوں +

تا بزخمِ من رگِ جانت برد یا ترا چوں من بزندانے برد

ترجمہ - تاکہ وہ میرے زخم سے تیرے رشتۂ حیات کو توڑ ڈالے - یا تجھ کو بھی میری طرح قید خانے میں ڈالدے

زن ازیں گونہ خشن گفتارہا خواند بر شوئے خود او طومارہا

لغات - خشن خا کے فتحہ اور شین کے کسرہ سے عربی میں بمعنے درشت، سخت، سکھرا - ناگوار - طومار، دفتر +

ترجمہ (غرض) عورت اپنے شوہر کے سامنے اس قسم کی ناگوار باتوں کے دفتروں کے دفتر پڑھتی جاتی تھی +

نصیحتِ مرد زن را کہ در فقیراں بخواری منگر و در کارِ حق بگمان

مرد کا عورت کو نصیحت کرنا کہ فقیروں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔ اور اللہ کے معاملے میں کمال کے

کمال نگر و طعنہ مزن در فقر و فقیراں از بے نوائی خویشتن

گمان سے نظر کرو۔ اور اپنی مفلسی سے فقر اور فقیروں پر حملہ نہ کرو

مرد چوں ایں طعنہ ہا از زن شنفت — مستمع شد بعد ازاں بین تا چہ گفت

ترجمہ۔ شوہر نے جب عورت سے یہ طعنے مہنے سنے تو پہلے تو چپکا سنتا رہا۔ پھر دیکھو کیا جواب دیتا ہے۔

گفت اے زن تو زنی یا بو الحزن — فقر فخر آمد مرا طعنہ مزن

ترجمہ۔ بولا اری عورت تو عورت ہے یا غم کی پڑیا ہے۔ یاد رکھ کہ فقر کا فخر ہونا مشہور ہے اور مجھ کو طعنہ نہ دے۔

مطلب۔ مولانا کے کلام سے یہ مفہوم نہیں ہوتا "فقر فخر" حدیث کے الفاظ ہیں۔ مگر ایک حدیث ان کلمات کی مشہور ہے کہ الفقر فخری و بہٖ افتخر یعنے فقر میرا فخر ہے اور میں اسپر مفتخر ہوں۔ موضوعات ملا علی قاری میں لکھا ہے کہ ابن حجر عسقلانی کے نزدیک یہ باطل اور موضوع ہے۔ تاہم فقر کی فضیلت میں بہت سی احادیث صحیحہ مروی ہیں انتہیٰ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلعت فی الجنۃ فرایت اکثر اھلھا الفقراء واطلعت فی النار فرایت اکثر اھلھا النساء متفق علیہ یعنے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے بہشت میں نظر اٹھا کر دیکھا تو اس کے رہنے والے اکثر فقیر لوگ دیکھے۔ اور دوزخ میں نظر کی تو اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں۔ بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے (مشکوٰۃ)۔ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فقراء المہاجرین یسبقون الاغنیاء یوم القیمۃ الی الجنۃ باربعین خریفاً رواہ مسلم فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے روز ہجرت کرنے والے نادار لوگ غنی لوگوں سے چالیس برس پہلے جنت میں جائیں گے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ) عن قتادۃ ابن النعمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا احب اللہ عبداً حماہ الدنیا کما یظل احدکم یحمی سقیمہ الماء رواہ احمد والترمذی یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب رکھتا ہے تو اس کو دنیا سے یوں بچاتا ہے جیسطرح تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو پانی سے بچانے لگتا ہے۔ اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ) عن عمران ابن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب عبدہ المؤمن الفقیر المتعفف ابا العیال رواہ ابن ماجہ یعنے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کو وہ مومن بندہ پیارا ہے جو فقیر پرہیزگار اور عیال دار ہو اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ)۔ حافظ رہ ؎

گرچہ بے ساماں نماید کار ما سہلش مبیں — کاندریں کشور گدائے رشک سلطانی بود

صائبؒ ؎ فقر بے قدر کند سلطنتِ عالم را — ہوسِ ملک نباشد پسرِ ادہم را

فوائد نفیسہ

مال و زر سر را بود ہمچوں کلاہ کل بود آں کز کلہ سازد پناہ

لغات۔ کل، گنجا۔ کلہ مخفف کلاہ + صنائع کل اور کلاہ میں تجنیس +

ترجمہ۔ مال و دولت (دولت مند کو اپنے عیوب کے چھپانے کے لئے) ایسی ہے۔ جیسے سر کے لئے ٹوپی جو شخص ٹوپی سے پردے کا کام لے وہ گنجا ہوتا ہے +

مطلب۔ ٹوپی در اصل سر کی زیب و زینت کے لئے وضع ہوئی ہے۔ مگر گنجا اس کو زینت سر کی بجائے زیادہ تر حجاب سر کی غرض سے استعمال کرتا ہے۔ لہذا جو شخص لوگوں کے سامنے کبھی ٹوپی اتارنا گوارا نہ کرے تو سمجھو کہ وہ گنجا ہے۔ اسی طرح مال و زر مال دار کے عیوب کے لئے بمنزلہ پردہ ہے۔ کہ لوگ اس کے رعب منزلت یا طمع فوائد سے اس کی عیب گیری نہیں کرتے۔ کما قال الظہوری غفرلہ ؎

کسے را کہ زر پیش آوردہ است عیوبش ہمہ در پس پردہ است
از وبس تبرا تو گر شد بہت از وبس تقاضا مدارا شد است
نیابد بسی مسیحا دوا صداع ہوس بے طلائے طلا

اور جس طرح ایک گنجے ٹوپی کے اتر جانے سے لوگوں کے سامنے خجل و خفیف ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک دنیا دار متمول بھی زوال دولت کے بعد ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔ مگر بندگان حق چونکہ پہلے ہی عیب دار نہیں ہوتے۔ اس لئے زوال نعمت کے بعد وہ اور بھی مقبول خلق ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ

آنکہ زلف و جعد رعنا بایدش چوں کلاہش رفت خوشتر آیدش

لغات۔ جعد بفتح جیم موئے مرغول۔ گھنگریلے بال۔ رعنا خوبصورت۔ رفت دور ہوا۔ اتر گیا +

ترجمہ (بخلاف اس کے) جس کے سر پر زلف اور خوبصورت بال ہوں۔ جب اس کی ٹوپی اتر جائے۔ تو اس کی صورت پیاری پیاری لگتی ہے +

مطلب۔ اسی طرح ایک مرد اہل اللہ اگر بحالت تمول لوگوں کا مرجع عام تھا۔ تو زوال دولت کی حالت میں اس کی طرف لوگوں کی توجہ اور رجوع کم نہیں ہوتا۔ بلکہ بڑھ جاتا ہے۔ پس جس طرح حسین کا حسن و جمال برہنگی سر کی حالت میں زیادہ دلکش ہوتا ہے۔ اسی طرح اہل کمال کے کمالات بے زری کی حالت میں زیادہ جاذب اور مؤثر ہوتے ہیں۔

مرد حق باشد بماند بصر پس برہنہ بہ کہ پوشیدہ بصر

لغات۔ بماند میں باء زائد ہے۔ پوشیدہ بصر، نابینا +

ترجمہ۔ مرد خدا کی مثال بینائی کی سی ہے۔ پس (تم ہی بتاؤ کہ یہ) بینائی کھلی اچھی یا (دولت کے حجاب میں) ڈھکی ہوئی؟

مطلب۔ مرد خدا کے لئے مال و دولت کے غیر مناسب ہونے کی دوسری مثال ہے۔ یعنے جس طرح آنکھ کے لئے حجاب مانع باصرہ ہے۔ اسی طرح مال و زر اہل کمال کے لئے بصیرت باطن کا حجاب ہے۔ صائب رح ؎

گرا نبہائے غفلت لازم افتادہ ست دولت را
کہ در جوش بہاراں خواب سنگیں می شود پیدا

وقت عرضہ کردن آں بردہ فروش
بر کند از بندہ جامہ عیب پوش

لغات - عرضہ کردن، پیش کرنا - فروخت کے لئے مال دکھانا - بردہ غلام لونڈی +

ترجمہ - بردہ فروش غلام کو (خریدار کے سامنے پیش کرتے وقت اس کے کپڑے اوتار ڈالتا ہے جن میں عیب چھپ سکتے ہیں +

مطلب خاصان حق کے لئے بے زری و ناداری کے اچھا ہونے کی تیسری مثال ہے - جس طرح ایک بے عیب غلام کو اس کا آقا فروخت کے وقت برہنہ کر دیتا ہے - اور اس کی برہنگی اس کے بے عیب ہونے کی دلیل ہوتی ہے - اسیطرح خاصان حق کا دولت و ثروت سے خالی ہونا اُن کے عیوب سے پاک ہونے کی نشانی ہے +

ور بود عیبے برہنہ اش کے کند
بل بجامہ خدعۂ باوے کند

لغات عیبے کے ساتھ درو مقدر ہے - خدعہ، فریب دھوکا +

ترجمہ - اور اگر فی الواقع اُس کے جسم پر کوئی عیب ہو تو بھلا اُس کو کب ننگا کرنے لگا - بلکہ کپڑوں ہی میں اُس کے ساتھ (خریدار کو) دھوکا دے گا +

گوید ایں شرمندہ است از نیک و بد
از برہنہ کردن او از تو رمد

ترجمہ (چنانچہ) کہے گا (اس کو ننگا ہونے پر مجبور نہ کیجیے کیونکہ) یہ بھلے بُرے لوگوں سے حیا کرتا ہے - اگر ننگا کر دیگے تو آپ کے سامنے سے بھاگ جائے گا +

خواجہ در عیب ست غرقہ تا بگوش
خواجہ را مال ست و مالش عیب پوش

ترجمہ - سیٹھ جی عیب میں کانوں تک ڈوب رہے ہیں - (مگر) سیٹھ جی کے پاس مال ہے - اور مال نے آپ کے عیب چھپا رکھے ہیں +

کز طمع عیبش نہ بیند طامعے
گشت دلہا را طمعہا جامعے

ترجمہ - کیونکہ اہل طمع (جن کی اس سے کوئی غرض وابستہ ہے) طمع کے سبب سے اُس کے عیوب کو محسوس نہیں کرتے - یہ حرص و طمع ہی ہے (مالدار اور رئیس کے خوشامدی کے) دلوں نے باہم ملا رکھا ہے +

ور گدا گوید سخن چوں زرِّ کان
رہ نیابد کالۂ او در دکان

لغات - زرِّ کان - خالص سونا، کان سے نکلا ہوا سونا جوں کا توں جس میں کوئی کھوٹ نہ ملائی گئی ہو - کالہ - متاع سامان و اسباب جس کو کالا بھی کہتے ہیں +

ترجمہ اور (بخلاف اِس کے مفلس کو کوئی پوچھتا نہیں) اگر مفلس خالص سونے کی سی (قیمتی) باتیں بھی کرے

تو اُس کا مایۂ (سخن) دکان رگوش، میں داخل ہونے نہیں پاتا۔ کما قیل ؎

مفلساں راکس نمی پرسد نہ مینا کن قیاس　　چونکہ خالی شد کسے در گردنش دستے نکرد

کارِ درویشی ورائے فہم تُست　　سوئے درویشاں تو منگر سُست سُست

ترجمہ (بیوی!) فقیری کا معاملہ تیری سمجھ سے بالا ہے۔ پس مناسب ہے کہ فقیروں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ۔ صائب رح ؎

باصاف ضمیراں باادب باش کہ بسیار　　از آب گہر آئینۂ زنگار گرفت است

زانکہ درویشی ورائے کارہاست　　دمبدم از حق مر ایشاں را عطاست

ترجمہ۔ کیونکہ فقیری تمام معاملات سے جداگانہ ہے۔ فقیر لوگوں کو لمحہ بلمحہ خدا کے ہاں سے انعام ملتا ہے +

بلکہ درویشاں ورائے ملک و مال　　روزیِ دارند ژرف از ذوالجلال

ترجمہ۔ بلکہ فقیر لوگ (ظاہری) ملک و مال سے بڑھکر ایک گہری روزی اللہ کے ہاں پاتے ہیں +

حق تعالیٰ عادل ست و عادلاں　　کے کنند استمگری بر بے دلاں

لغات۔ استمگری میں الف زائد ہے۔ اصلی لفظ ستمگری ہے۔ بیدل۔ عاجز۔ مسکین۔ عاشق +

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ بڑا عادل ہے۔ اور اہل عدل عاجزوں پر کب ظلم کرتے ہیں (اس لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ درویشوں کو اپنی عنایات سے محروم رکھے)

آں یکے را نعمت و کالا دہند　　ویں دگر را بر سر آتش نہند

ترجمہ۔ (بھلا یہ ممکن ہے۔ کہ) اس ایک کو تو نعمت اور سامان دیں۔ اور اور ہر ایک کو (مفت میں) آتشِ (فقر) میں ڈالیں۔ (اور کوئی پوشیدہ انعام نہ دیں)

آتش سوزد کہ دارد ایں گماں　　بر خدائے خالق ہر دو جہاں

ترجمہ۔ جو شخص دو عالم کے پیدا کرنے والے خدا کے حق میں یہ (غلط) گمان رکھے۔ اُس کو (دوزخ کی) آگ جلائے +

فقر فخری نز گزاف ست و مجاز　　صد ہزاراں عز پنہان ست و ناز

لغات۔ نز۔ نہ از کا مخفف ہے۔ گزاف۔ گپ، شیخی کی بات۔ مجاز غیر حقیقی۔ وہ کلمہ جو اپنے اصلی معنے کی بجائے کسی دوسرے ایسے معنے کے لئے استعمال کیا جائے۔ جن کے لئے وہ موضوع نہیں ہوا +

ترجمہ۔ یہ قول کہ فقر میرا فخر ہے۔ کوئی گپ نہیں ہے۔ نہ اپنے اصلی معنے سے جداگانہ ہے۔ (بلکہ اس میں)

لاکھوں عزتیں اور ناز پوشیدہ ہیں +
مطلب الفقر فخری کے قول کی تحقیق اوپر گذر چکی - مولانا سے بھی اس کے حدیث ہونے کا کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا بلکہ صرف اتنا مفہوم ہوتا ہے - کہ یہ قول جو ممکن ہے کہ کسی ولی اللہ کا ہو - اور لوگوں نے غلطی سے اسکو حدیث سمجھ لیا - اپنے معنے و مطلب کے لحاظ سے فضول نہیں ہے - نہ اس کے معنے میں کوئی تصنع اور خفا ہے بلکہ یہ بات درست ہے - کہ فقر ایک قابل فخر چیز ہے - جس میں بجائے ذلت و مسکنت کے لاکھوں عزتیں و نعمتیں پنہاں ہیں - چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِبْغُوْنِي فِي ضعفائكم فانما ترزقون او تنصرون بضعفائكم یعنے تم میری خوشنودی اپنے مساکین میں طلب کرو - تم کو ان ہی کی بدولت رزق دیا جاتا ہے یا فرمایا مدد دی جاتی ہے (مشکوٰۃ)

از غضب بر من لقبہا راندۂ مار خوے و مار گیرم خواندۂ

لغات - لقبہا اسماء، القاب یہاں وہ الفاظ مراد ہیں جو عورت نے طنزاً مرد کے حق میں استعمال کئے تھے - راندن ملاق کرنا مُنہ سے نکالنا +
ترجمہ - (بیوی!) تم نے غصے میں آکر میرے بہت سے نام دھرے - سانپ کی خصلت والا بتایا - اور سانپ پکڑنے والا کہا - حافظ رح ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

گر بگیرم مار و دندانش کنم تا کش از سر کوفتن ایمن کنم

لغات کنم پہلے مصرعہ میں بفتح کاف کندن سے اور دوسرے میں بضم کاف کردن سے مشتق ہے +
ترجمہ (سانپ تو میں ہوں نہیں - ہاں) اگر سانپ کو تسخیر کرتا ہوں - اور اُن کے دانت توڑ ڈالتا ہوں تو اس لئے کہ اس کو سر کچلے جانے سے بچاؤں +
مطلب یعنے میں خود کوئی زہریلا اور بدطینت انسان تو نہیں ہوں - البتہ بدطینت لوگوں کی اصلاح کیا کرتا ہوں سو اس میں انہی کا فائدہ ہے - کہ ان کے رذائل نفسانیہ کے دانت توڑ کر ان کو ہلاکت ابدی کی سزا سے بچا لیتا ہوں - امیر خسرو رح ؎

فرشتہ مے شود و جبرئیل و علی کسے کہ در پئے غوث گرد گار بود

زانکہ آں دنداں عدوے جان اوست من عدو را مے کنم زیں علم دوست

ترجمہ - کیوں کہ وہ دانت اس کی جان کے دشمن ہیں - میں اس علم (افسوں گری) سے (سانپ کے سے) دشمن کو (لوگوں کا) دوست بناتا ہوں +
مطلب - چونکہ مرید کے اوصاف رذیلہ نفسانیہ عداوت خلق اور غضب حق کا باعث ہیں - جس سے دنیا میں اسکے جانی و بدنی ضرر اٹھانے اور آخرت میں عذاب الیم پانے کا احتمال ہے - لہذا میرا اس کے ان اوصاف کو دُور کرنا یہ معنے رکھتا ہے - کہ گویا میں اسکو خلق اور خالق کا محبوب و مقبول بناتا ہوں +

صاحب کلید مثنوی فرماتے ہیں۔ کہ اس میں قول مشہور ریاءُ الشیخ خیر من اخلاص المرید کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ یعنے کامل اگر اپنے کمالات کا اظہار کرتا ہے۔ تو اس میں بھی یہ غرض محمود ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کا اعتقاد مستحکم اور راسخ ہو جائے اور وہ اپنے حسن عقیدت اور خلوص ارادت کی بدولت ہدایت پائیں۔ اور مرید کا خلوص محض اس کی اپنی ذات کے لئے مفید ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ اس سے مستفید نہیں ہوتے اور ظاہر ہے کہ نفع متعدی افضل ہے نفع لازم سے۔ سعدی رح ؎

گفت او گلیم خویش بدر مے برد ز موج ویں جہد مے کند کہ بگیرد غریق را

از طمع ہرگز نخوانم من فسوں ایں طمع را کردہ ام من سرنگوں

ترجمہ۔ میں طمع (زر) سے افسوں ہرگز نہیں پڑھتا۔ (کیوں کہ) اس طمع کو تو میں پہلے ہی (ریاضت کے ذریعہ سے) پست کر چکا ہوں۔ صائب رح ؎

صلح کن با نان خشک از لذتِ الوانِ دہر از جگر ایں خون فاسد را باید نشتر برآر

حاشَ لِلّٰہ طمع من از خلق نیست از قناعت در دلِ من عالمے ست

لغات حاشَ لِلّٰہِ یا حاشَا لِلّٰہِ۔ پاکی اور دوری ہے۔ اللہ تعالےٰ کو اس بات سے۔ توبہ توبہ +

ترجمہ۔ توبہ توبہ! مجھ کو لوگوں سے طمع نہیں ہے (بلکہ) میرے دل میں قناعت کا ایک جہان (آباد) ہے +

مطلب۔ مصلحان خلق اور ہادیان امم کو کوئی حرص مال دامن گیر نہیں ہوتی وَ یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مَالًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ (ھود ع ۳) اور بھائیو! میں اس کے صلے میں طالب زر نہیں ہوں۔ میری مزدوری تو بس اللہ ہی پر ہے

از سرِ امرود بُن بینی چناں زاں فرود آتا نماند آں گماں

لغات۔ بُن بوٹا۔ پیڑ جیسے سرو بن سرو کا بوٹا نار بن انار کا پیڑ +

ترجمہ۔ تم امرود کے درخت پر بیٹھی ایسا دیکھ رہی ہو۔ اِس سے نیچے اتر کر دیکھو، تاکہ تم کو یہ گمان نہ رہے +

مطلب۔ تم اپنے خیال کی طرف داری سے الگ ہو کر غور کرو تو تم پر اصلیت منکشف ہو جائے گی۔ اس شعر میں ایک مشہور کہانی کی طرف تلمیح ہے۔ جس کا ذکر مثنوی شریف کے دفتر چہارم کے اواخر میں بھی ہے۔ یعنے ایک بدکار عورت نے ارادہ کیا کہ اپنے شوہر کے سامنے بدکاری کا ارتکاب کرے۔ شوہر کو ایک امرود کے درخت کے پاس لے جا کر بولی۔ میں اوپر چڑھ کر میوہ جھاڑتی ہوں تم چُنتے جاؤ۔ جب وہ اوپر چڑھی تو نیچے کی طرف جھانک کر نہائت غیظ و غضب سے چلانے لگی۔ ارے کم بخت مخنث! یہ کیا کار روائی ہے۔ کہ کوئی لوطی تیرے ساتھ فعل . . . . کر رہا ہے شوہر بولا کیا تو دیوانی تو نہیں ہو گئی۔ یہاں تو کوئی بھی دوسرا مرد موجود نہیں ہے۔ پھر عورت بڑے اصرار و تکرار کے بعد نیچے اتری۔ اور شوہر سے کہا تم اوپر چڑھو۔ میں میوہ چنوں گی۔ جب وہ اوپر چڑھ گیا۔ تو عورت نے اپنے آشنا کو اشارے سے بلا لیا۔ جو پاس ہی کہیں چھپا ہوا موجود تھا اور . . . . شوہر نے

عورت کو ڈانٹا اور چلانا شروع کیا۔ کہ ارے بدکار یہ کیا ہو رہا ہے۔ عورت نے ہنس کر کہا۔ او ہو! اب مجھے معلوم ہوا کہ جو شخص اس درخت پر چڑھتا ہے اس کو نیچے کا حال کچھ کا کچھ نظر آنے لگتا ہے۔ تم کوئی خیال نہ کرو۔ اور اپنا کام کئے جاؤ۔ یہ محض نظر کا دھوکا ہے۔

چونکہ برگردی و سرگشتہ شوی   خانہ را گردندہ بینی آں توئی

لغات گردی اور گردندہ گشتن پھرنا سے مشتق ہیں۔ ترکیب۔ اِن کی ضمیر گردندہ کی طرف راجع ہے۔

ترجمہ۔ جب تم گھومنے لگو اور تمہارا سر پھرنے لگے تو تم کو گھر گھومتا نظر آئے گا (حالانکہ) تم خود گھومتے ہو

مطلب۔ مرد نے اوپر کہا تھا کہ اصلاح مردم سے میرا مقصد طمع زر نہیں ہے۔ اور تم جو مجھ پر حرص و طمع کا الزام لگاتی ہو۔ یہ محض تمہاری غلط بینی اور بدگمانی ہے۔ پھر غلط بینی کی دو مثالیں بیان کیں۔ ایک امرود کے درخت پر چڑھنے والے کی مثال۔ کہ جب وہ عورت اس پر چڑھی تو اس نے ایک غیر واقع امر پر شور مچانا شروع کر دیا۔ اور جب مرد چڑھا تو اس کو ایک غیر متوقع امر کے دیکھنے اور اس پر چیخنے چلانے کی نوبت آئی۔ دوسری مثال گھومنے والے کی دی ہے۔ جو گھر کو چکر لگاتا دیکھتا ہے۔ حالانکہ گھر اپنی سابقہ حالت پر قائم ہے۔ یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ غلط بینی کے متعلق درخت امرود کی مثال درست نہیں۔ کیونکہ یہاں کوئی غلط بینی نہیں ہے۔ بلکہ عورت کی طرف سے راست بینی کے ساتھ غلط گوئی کا وقوع ہوا ہے۔ اور مرد راست بینی پر راستگوئی کر رہا ہے۔ اس سوال کا جواب خود مولانا دفتر چہارم کے اندر اس قصے کے عنوان میں بایں الفاظ دیتے ہیں "اگر کسے گوید کہ آں چہ آں مردے دید خیال نبود۔ جواب کہ ایں مثال است نہ مثل۔ در مثال ہمیں قدر بس بود کہ اگر بر سر امرود بن نہ رفتے ہرگز آں تماشا ندیدے خواہ خیال خواہ حقیقت" یعنے یہ مثل نہیں بلکہ مثال ہے اور مثال میں اسی قدر کافی ہے۔ کہ اگر وہ درخت امرود پر نہ چڑھتا تو یہ حال نہ دیکھتا۔ خواہ وہ حال محض تخیل ہو یا واقعی۔

در بیان آنکہ جنبیدن ہر کسے از آنجا است کہ وے بیند کس را از چنبرہ وجود

یہ بیان کہ کسی کو ہر چیز کا حرکت کرتے نظر آنا اس سبب سے ہے کہ وہ سب کو اپنے وجود کے منفذ سے

خود بیند تابۂ کبود آفتاب را کبود نماید و سرخ سرخ نماید چوں تابہا از

دیکھتا ہے۔ نیلا چشمہ سورج کو نیلا دکھاتا ہے۔ سرخ چشمہ سرخ دکھاتا ہے۔ اور جب چشمے رنگ سے

رنگ بیروں آید و سفید شود از ہمہ تابہائے دیگر راست گوتر باشد

خالی ہوں اور سفید ہوں۔ تو تمام چشموں سے زیادہ صحیح دکھلانے والے ہونگے۔

دید احمد را ابوجہل و بگفت   زشت نقشے کز بنی ہاشم شگفت

لغات۔ ابوجہل قریش کا ایک سردار جو بدترین دشمن اسلام اور عدو رسول تھا۔ اس کا نام عمر بن ہشام اور کنیت

ابوجہل کا ذکر

ابوالحکم تھی - مگر پھر اہل اسلام کے عرف میں اُس کے مناسب حال کنیت ابوجہل قرار پائی - غزوۂ بدر میں ایک انصاری کی تلوار سے واصل جہنم ہُوا - نقشی میں یائے خطاب بطور رابطہ جملہ آئی ہے - بنی ہاشم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہاشم تک آپ کا سلسلہ نسب یُوں ہے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم - ہاشم کے والد کا نام عبد مناف تھا - جن کے ایک بیٹے کی اولاد بنی ہاشم اور دوسرے فرزند کی اولاد بنی اُمیّہ کہلاتی +

ترجمہ - ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر کہا کہ تم (معاذ اللہ) ایک بُرے نقش ہو جسکا بنی ہاشم میں ظہور ہُوا

گفت احمد مر ورا کہ راستی — راست گفتی گرچہ کار افزاستی

لغات - راستی اور افزاستی میں یائے خطاب ہے - کار افزا ضروری کام سے زیادہ جھک مارنیوالا - بیہودہ گو +

ترجمہ - آپ نے فرمایا - ہاں تو سچا ہے (اور) سچ کہتا ہے اگرچہ (فی نفسہٖ) بیہودہ گو ہے +

دید صدیقش بگفت اے آفتاب — نے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب

لغات - صدیق بڑا راستگو - اور راستی پر نہایت یقین کرنے والا - حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے + شرقی و غربی میں یائے خطاب رابطہ جملہ ہے - تاب امر ہے تافتن سے یہاں بطور دعا آیا ہے +

ترجمہ (بخلاف اِس کے) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کی زیارت کی - تو عرض کیا - اے (کمالات کے) آفتاب جو مشرق و مغرب کی جہتوں سے منزہ ہو خدا آپ کو خوب درخشاں رکھے +

گفت احمد راست گفتی اے عزیز — اے رہیدہ تو ز دُنیائے نچیز

لغات - رہیدہ صیغہ اسم فاعل رستن چھوٹنا سے - نچیز مخفف ہے ناچیز کا +

ترجمہ - (ان کو بھی) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا کہ اے عزیز تم جو دنیائے ناچیز سے آزاد ہو سچ کہہ رہے ہو +

حاضراں گفتند کاے صدر الوریٰ — راست گفتی دو ضد گو را چرا

لغات کاے کہ اے - الف غیر ملفوظ ہے - صدر الوریٰ - مخلوق کے سردار - ضد گو، خلاف بولنے والا +

ترجمہ - حاضرین نے عرض کیا اے سرور عالم کیا وجہ ہے - کہ آپ نے (ایک ہی امر کے متعلق) دو متضاد باتیں کہنے والوں کو راست گو قرار دیا +

گفت من آئینہ ام مصقولِ دست — تُرک و ہندو در من آں بیند کہ ہست

لغات مصقول مصفا، صیقل شدہ - تُرک سے گورا اور ہندو سے کالا مراد ہے +

ترجمہ - فرمایا میں (ایک) آئینہ ہوں جس کو (قدرت کے) ہاتھ سے صیقل کیا گیا ہے (گورا) ترک اور (کالا) ہندو مجھ میں ویسی ہی صورت دیکھتا ہے - جیسی وہ رکھتا ہے +

مطلب - ایک مثل مشہور ہے - کہ کسی حبشی کو ایک آئینہ کہیں سے مل گیا - اٹھا کر جو دیکھا - او - اس میں اس کو اپنی کالی کلوٹی گھناؤنی اور بھدّی صورت نظر آئی - تو آئینے کو بدصورت سمجھ کر زمین پر دے مارا - حالانکہ وہ بدصورتی خود اس کے چہرے میں تھی نہ کہ آئینے میں - کما قیل ؎

گر من آئینہ رو را زشت منظر دیدهٔ روئے خود را چارہ کن آئینہ را زشت نیست

ہر کرا آئینہ باشد پیش رُو زشت و خوب خویش را بیند درو

ترجمہ - جس شخص کے سامنے آئینہ دھرا ہو - وہ اس میں اپنے ہی بُرے بھلے اوصاف کا مشاہدہ کرتا ہے۔

اے زن ار طمّاع مے بینی مرا زیں تحرّی زنانہ برتر آ

لغات طمّاع - بہت حریص، صیغہ مبالغہ ہے - تحرّی تلاش صواب کی کوشش کرنا - اٹکل پچو - قیاس۔

ترجمہ - اے بیوی اگر تم مجھ کو بڑا حریص سمجھتی ہو (تو یہ تمہاری بڑی غلطی ہے - لہذا) عورتوں کی طرح اٹکل کے تکّے چلانے چھوڑ دو۔

مطلب تحرّی زنانہ کے لفظ میں یہ نکتہ مضمر ہے - کہ عورتیں چونکہ ناقص العقل ہوتی ہیں - اس لئے ان میں شک و شبہ اور سوء ظن کا مادہ زیادہ ہوتا ہے - موہوم باتوں پر بدگمان ہوجانا اور بے سر و پا خیالات سے بگڑ بیٹھنا ان کا شیوہ ہوتا ہے - جامی رح

عقل زن ناقص است و دینش نیز ہرگزش کامل اعتقاد مکن
گر بد ست از وے اعتبار مگیر ور نکو بود ے اعتماد مکن

آں طمع را ماند و رحمت بود کو طمع آنجا کہ آں نعمت بود

لغات - ماند مضارع ہے مانستن مشابہ شدن سے ان کا مشارالیہ دونوں مصرعوں میں اس مرد کا فعل تسخیر مردم ہے

ترجمہ (البتہ میرا) یہ تسخیر مردم کا فعل، طمع سے ملتا جلتا ضرور ہے - مگر (واقع میں) وہ رحمت ہے جہاں ایسی نعمت ہو - طمع (کے الزام) کا وہاں کیا کام۔

امتحاں کن فقر را روزے دو تو تا بفقر اندر غنا بینی دو تو

لغات تو پہلے شعر میں ضمیر مخاطب ہے - دوسرے مصرعہ میں دو تو سے دوگنا مراد ہے لہذا شعر میں صنعت تجنیس ہے
ترجمہ - تم ذرا دو دن کے لئے فقیری (کے فوائد) کا امتحان تو کر دیکھو - تاکہ تم کو فقیری میں دوگنی تونگری نظر آئے - حافظ رح ؎

دریں بازار اگر سودے ست با درویش خورسند ست خدایا منعمم گرداں بدرویشی و خورسندی
حافظ غبار فقر و قناعت ز رخ مشو کیں خاک بہتر از عمل کیمیاگری ست

صبر کن با فقر و بگذار ایں ملال زانکہ در فقر ست عزِّ ذو الجلال

ترجمہ۔ فقیری پر صبر کرو اور یہ رنج چھوڑ دو۔ کیوں کہ فقیری میں خداداد عزت ہے۔ حافظ رح

گرچہ بے ساماں نماید کار ما سہلش مبیں ۔ کاندریں کشور گدائے رشک سلطانے بود

سرکہ مفروش و ہزاراں جاں ببیں ۔ از قناعت غرق بحر انگبیں

لغات۔ سرکہ فروختن ترش روئی کرنا۔ انگبین شہد۔

ترجمہ۔ ترش روئی نہ کر۔ اور دیکھ کہ ہزاروں جانیں قناعت کی بدولت شہد (یعنی باطنی حلاوت) کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ صائب رح

در قناعت لب خشک و مژہ پر نم نیست ۔ عالمے ہست دریں گوشہ کہ در عالم نیست

عمر خیام غفرلہٗ ۔ در دہر ہر آنکہ غم فانی دارد ۔ وز بہر نشست آشیانے دارد

نے خادم کس بود نہ مخدوم کسے ۔ گو شاد بزی کہ خوش جہانے دارد

صد ہزاراں جان تلخی کش نگر ۔ ہمچو گل آغشتہ اندر گل شکر

لغات۔ آغشتہ، آلودہ۔ لت پت۔ گلشکر، گلقند۔

ترجمہ۔ دیکھ لاکھوں جانیں جو (ریاضت و نفس کشی کی) تلخی چکھ رہی ہیں (لذات باقیہ کے) گلقند میں پھول کیطرح لت پت ہو رہی ہیں۔ حافظ رح

تا صد ہزار خار نمے روید از زمین ۔ از گلبنے گلے بگلستاں نمی رسد

صائبؒ ۔ صبر کن بر نفس گرم خود اے تشنہ جگر ۔ کہ چو دل آب شود چشمۂ حیواں گردد

اے دریغا مر ترا گنجا بُدے ۔ تا ز جانم شرح دل پیدا شُدے

لغات۔ گنجا بضم کاف فارسی مخفف گنجائش۔

ترجمہ اے (بیوی!) کاش تم کو سمجھنے کی گنجائش ہوتی تو اس وقت میری جان سے (اسرار) قلب کی شرح ظاہر ہوتی۔ حافظ رح

آں کس ست اہل بشارت کہ اشارت داند ۔ نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجاست

ایں سخن شیر ست در پستان جاں ۔ بے کشندہ خوش نمیگردد رواں

ترجمہ۔ یہ (معرفت کے اسرار کی) باتیں دودھ ہیں۔ جو روحانی پستان میں ہے۔ جب تک اس کو کوئی چوسنے والا (طالب) نہ ہو۔ وہ اچھی طرح جاری نہیں ہوتا۔

مطلب۔ اسرار معرفت کی تقریر بازور کلام اور حسن بیان جبھی پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ سامع کے دل میں بھی شوق سماعت اور جذبہ طلب ہو۔ ورنہ بیان کرنے والی طبیعت رک جاتی ہے۔ سعدی رح

فہم سخن چوں نکند مستمع ۔ قوت طبع از متکلم مجوے

نصحت میدان ارادت بیار ۔ تا بزند مرد سخن گوئے گوے

مستمع چوں تشنہ و جوینده شد — واعظ ار مرده بود گوینده شد

ترجمہ - سننے والا جب شائق اور طالب ہو۔ تو واعظ اگر (کمزوری جسم یا دل کی عدم حضوری سے) مرده سا بھی ہو تو (جوش بیان سے) بولنے لگتا ہے :۔ ؎

بسط کن جا آمیا بساط سخن — کہ ازاں خوبتر بساطے نیست
لیک خامش نشین دم درکش — طبع را گر دراں نشاطے نیست
نیست کافی نشاط طبع تو نیز — اگر از سامع انبساطے نیست

مستمع چوں تازه آید بے ملال — صد زباں گردد بگفتن گنگ و لال

لغات - تازه تازه دم۔ ملال تھکان، اکتا جانا۔ گنگ، گنگا۔ لال، گونگا +

ترجمہ - سننے والا جب تازه دم اور بے تھکان ہو۔ تو سینکڑوں گونگے اور بے حس زبانیں بھی بولنے لگتی ہیں۔ صائب رح ؎

مستمع صاحب سخن را بر سر کار آورد — غنچہ خاموش بلبل را بگفتار آورد

چونکہ نامحرم در آید از درم — پرده در پنہاں شوند اہل حرم

لغات - نامحرم اجنبی۔ غیر آدمی۔ پرده در در پرده۔ حرف جار مؤخر آیا ہے۔ حرم، عزت و آبرو کی جگہ۔ چونکہ مستورات پر ناموس و آبرو کا مدار سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے زنان خانہ خصوصاً رؤسا و امراء کے زنانخانہ کو حرم اور مستورات کو اہل حرم کہنے لگے +

ترجمہ - (اور) جب کوئی نامحرم دروازے سے آتا ہے تو مستورات پردے میں چھپ جاتی ہیں +

مطلب - جس طرح حاضرین کے ذوق و شوق سے خطیب و واعظ کے بیان کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح ان کی طبائع کا جمود و خمود واعظ کی قوت بیان کو پست کر دیتا ہے۔ عمر خیام غفر اللہ لہ ؎

افسوس کہ صد ہزار معنئ دقیق — از بے خردی خلق ناگفتہ بماند

ور در آید محرمے دور از گزند — بر کشایند آں ستیراں روئے بند

لغات - گزند سے ضرر۔ دور از گزند بطور دعا استعمال کیا ہے۔ ستیراں، مستورات، پرده نشین عورتیں۔ روئے بند نقاب، برقع

ترجمہ - بخلاف اس کے خدا سلامت رکھے۔ اگر کوئی محرم آتا ہے تو وہ پرده نشین عورتیں برقع اٹھا دیتی ہیں

مطلب - اسرار سلوک اور حقائق معرفت اپنے اخفا کے لحاظ سے مثل مستورات ہیں۔ مخاطب اگر صاحب ذوق اور طالب استماع ہے تو وہ بمنزلہ محرم ہے۔ جس کے سامنے آنے سے مستورات کو کوئی حجاب نہیں۔ اگر وہ منکر یا بد استعداد ہے۔ تو گویا نامحرم اس سے یہ پرده نشیناں راز مخفی رہتی ہیں۔ یعنی واعظ و قائل کی طبیعت منقبض ہو جاتی ہے اور کچھ بیان کرنے کو اس کا جی نہیں چاہتا +

ہر چہ را خوب و خوش و زیبا کنند
از برائے دیدۂ بینا کنند

ترجمہ - جس چیز کو جمیل و شکیل اور خوب صورت بنایا جاتا ہے - اسے اس آنکھ کے لئے (ایسا) بنایا جاتا ہے جو نظر رکھتی ہے (اندھے کو کیا دکھایا جائے گا) صائب رح

بنائے بصاحب نظرے گوہر خود را
عیسےٰ نتواں گشت تبصدیقِ خرے چند

سعدی رح
نور گیتی فروز چشمۂ ہور
زشت باشد بچشم موشک کور

کے بود آوازِ چنگ از زیر و بم
از برائے گوش بے حس اصم

لغات - زیر و بم، علم موسیقی کی اصطلاح میں نرم و بلند آوازیں - اصم، بہرا، جس کو کچھ سنائی نہ دے -

ترجمہ - بھلا زیر و بم کی آواز جو سرنگی سے نکلتی ہے - بہرے کے بے حس کان کے لئے کیوں کر (مناسب) ہو سکتی ہے۔

مطلب - فقر و درویشی کے رموز سمجھنے کے لئے استعداد و صلاحیت کا ہونا ضروری ہے - حافظ رح سه

گوہر پاک بباید کہ شود قابلِ فیض
ورنہ ہر سنگ و گلے لولو و مرجان نشود

صائب رح
ہر سخن گوشے و ہر حرفے سامعے دارد جدا
شربتِ سیمرغ نتواں برگلوئے مور ریخت

مشک را حق بہر خوشدم نکرد
بہر شم کرد و پئے اخشم نکرد

لغات - خوشدم، خوشبودار، خوش آواز - دم کے معنے سانس پھونک اور بو کے ہیں - شم بفتح شین و تشدید میم سونگھنا - اخشم، جس میں سونگھ کی طاقت نہ ہو۔

ترجمہ - مشک کو اللہ تعالےٰ نے بے فائدہ خوشبودار نہیں بنایا (اس کو) سونگھنے کے لئے بنایا ہے اس شخص کے لئے نہیں بنایا جس میں سونگھنے کی طاقت نہ ہو۔

نائے را حق بیہدہ خوشدم نکرد
بہر انس آمد پئے اہرم نکرد

لغات - اِنس الف کے کسرہ سے انسان - اور ضمہ سے بمعنے الفت، محبت الٰہی یہاں دونوں معنے چسپاں ہو سکتے ہیں اہرم بفتحہ الف و راء شیطان - اہرمن - ڈوئی کو بھی اہرم کہتے ہیں - بعض شارحین نے یہی معنے اختیار کئے ہیں۔

ترجمہ (۱) بانسری کو اللہ تعالےٰ نے بے فائدہ خوش آواز نہیں بنایا - انسان کے لئے بنایا ہے نہ کہ شیطان کے لئے - حافظ رح سه

تا نگردی آشنا زیں پردہ بوئے نشنوی
گوش نامحرم نباشد جائے پیغام سروش

ترجمہ ۲ اگر اُنس بضم الف اور اہرم بمعنے کفچہ ہو تو ترجمہ یوں ہوگا) بانسری کو اللہ تعالےٰ نے فضول خوش آواز نہیں بنایا - یہ محبت الٰہی (کو ترقی دینے) کے لئے ہے ڈوئی بنانے کے لئے نہیں۔

خلق زمین و آسمان بہر خداست
درمیاں بس نور و نار افراختہ است

ترجمہ۔ (اسی طرح) اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان کو بنا کر ان کے درمیان بہت سے نوز و نار (خیر و شر) بلند کئے ہیں (کہ ہر ایک کے جدا جدا اہل ہیں) +

ایں زمیں را از برائے خاکیاں　　آسماں را مسکنِ افلاکیاں

لغات۔ خاکی جو چیزیں خاک سے پیدا ہوئیں اور زمین ان کا مقام ہے۔ موالید ثلاثہ، جمادات، نباتات، حیوانات۔ مسکن قیام گاہ۔ افلاکیاں۔ اہل افلاک۔ فرشتے۔ ارواح۔ مجردات +

ترجمہ۔ (مثلاً) اس زمین کو اہلِ خاک کے لئے (پیدا کیا) آسمان کو اہل فلک کے رہنے کا مقام (بنایا)

مردِ سفلی دشمن بالا بود　　مشتریٔ ہر مکاں پیدا بود

لغات سفلی، مائل بسفل۔ نیچے درجہ کا دشمن۔ متنفر۔ غیر مائل۔ مشتری، خریدار۔ خواہشمند۔ طالب +

ترجمہ (اور ہر مخلوق کو اپنے عالم سے مانوس کردیا۔ چنانچہ) دنیا کا آدمی بالطبع جنت فوق سے متنفر ہوگا (اسی طرح) ہر مکان کا قدردان ظاہر ہے +

مطلب۔ عام ساکنان خاک اسی حالت اور حیثیت کے ساتھ آسمان کو اپنا مسکن نہیں بنا سکتے۔ اور اہل فلک زمین کو اپنی دائمی قرارگاہ نہیں ٹھیرا سکتے۔ پس ہر چیز اور اُس کے مسکن میں مناسبت شرط ہے۔ اسی طرح سلوک کے اسرار کا مشائق وہی ہو سکتا ہے۔ اور وہی ان کو سمجھ سکتا ہے۔ جس کو ان کے ساتھ مناسبت ہو + یا یہ مطلب ہے کہ سخن نافہم اور کند ذہن آدمی کی نظر پستی میں محدود رہتی ہے۔ وہ مطالب عالیہ کا ادراک نہیں کرسکتا۔ اور ذکی الطبع اور روشندل آدمی حقائق و معارف کے فلک کی سیر کرتا ہے۔ وہ ادنےٰ مطالب میں محصور نہیں رہتا۔ وہی ان حقائق کو سُننے اور سمجھنے کا اہل بھی ہے +

اے ستیرہ ہیچ تو برخاستی　　خویشتن را بہر کور آراستی

لغات۔ ستیرہ۔ ستر سے مشتق ہے۔ پردہ نشین +

ترجمہ۔ اے پردہ نشین! بھلا کبھی تم اندھے (خاوند) کے لئے اپنا بناؤ سنگار کرنے کھڑی ہوئی ہو (نہیں بلکہ آنکھوں والے کے لئے) +

مطلب۔ شوہر اپنی بیوی کو یہ جتانا چاہتا ہے۔ کہ عورت کو تزئین حسن اور آرائش جمال کی ضرورت اسی وقت ہوتی ہے۔ جب شوہر کی چشم اشتیاق اس کے نظارے کے لئے وا ہو۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی عورت اپنے اندھے شوہر کے لئے بناؤ سنگار کرنے کی زحمت اٹھائے۔ اسی طرح ایک کور بصیرت انسان کے آگے حُسن حقائق اور جمال معارف کا بازار آراستہ کرنا فضول ہے۔ کیوں کہ وہ اس سے کوئی حظ نہیں اٹھا سکتا۔ پس میں تم کو اسرار کی باتیں کیا بتا سکتا ہوں +

گر جہاں را پُر دُرِ مکنوں کنم　　روزیٔ تو چوں نباشد چوں کنم

لغات۔ مکنون، محفوظ، پوشیدہ۔ دُر مکنون وہ قیمتی موتی جس کو بغرض حفاظت چھپا کر رکھا جائے، روزی حصہ بہرہ

چوں پہلا چوں حرف شرط ہے - دوسرا استفہامیہ ہے +
ترجمہ - اگر میں دنیا بھر کو (رموزِ حقائق کے) قیمتی موتیوں سے لبریز کردوں - جب (اس میں سے) تیرا (کچھ بھی) حصّہ نہ ہو - تو میں کیا کر سکتا ہوں +

ترکِ جنگ و رہزنی اے زن بگو — ور نمیگوئی بترکِ من بگو

ترجمہ اری عورت! لڑائی اور رہزنی چھوڑ دے - اگر (یہ) نہیں چھوڑتی تو مجھے چھوڑ دے +
مطلب رہزنی سے ذوقِ فقیری میں ہارج اور لطفِ درویشی میں مزاحم ہونا مراد ہے - جو عورت سے اس بحث میں وقوع پذیر ہو رہا ہے - بیچارا درویش عورت کی کوردلی اور ستیزہ کاری سے تنگ آکر اس سے کنارہ کشی چاہتا ہے - کما قیل ؎

از جورِ زن کسیکہ بخواہد گریختن — اندک مسافتے بود از قاف تا بقاف
صد سال ستر از زنِ بد نزدِ اہلِ عقل — بودن ہمیشہ صائم و دائم باعتکاف

مر مرا چہ جائے جنگِ نیک و بد — کایں دلم از صلحہا ہم مے رمد

ترجمہ - بھلا مجھے بھلے برے سے جنگ کرنے کا کیا موقع (میں تو ان باتوں سے یہاں تک بے تعلق ہوں - کہ) میرا دل صلح و آشتی سے بھی بھاگتا ہے - کما قیل ؎

چناں ملول شدم ز آشنائی مردم — اگر عزیز شوم ہرگز آشنا نکنم

بر سرِ ایں ریشہا نیشم مزن — زخمہا بر جانِ بے خویشم مزن

لغات - بیخویش - بے خود - جو آپے میں نہ ہو +
ترجمہ - میرے اِن زخموں پر ڈنک نہ مار - میری بے خود جان کے زخم نہ لگا + کما قیل ؎

مرا خود دل دردمند ست و ریش — تو نیز م نمک بر جراحت مریش

گر خمش گردی و گر نہ آں کنم — کہ ہمیں دم ترکِ خان و ماں کنم

لغات - خمش مخفف ہے خاموش کا - خان و مان گھر بار + ترکیب گر خمش گردی شرط کی جزا مقدر ہے یعنی بہتر ست
ترجمہ اگر تم خاموش رہوگی (تو بہتر) ورنہ میں تو یہ کروں گا - کہ ابھی گھر بار چھوڑ کر چلا جاؤں گا - سعدیؒ

دل آرام باشد زنِ نیک خواہ — ولیکن زنِ بد خدایا پناہ
چو طوطی کہ زاغش بود ہم نفس — غنیمت شمارد خلاص از قفس

پا تہی گشتن بہ است از کفشِ تنگ — رنجِ غربت بہ کہ اندر خانہ جنگ

لغات کفش، جوتی - غربت مسافری - بے وطنی +
ترجمہ (کیونکہ) تنگ جوتی (کی تکلیف اٹھانے) سے ننگے پاؤں پھرنا اچھا ہے - خانہ جنگی (کی مصیبت) سے

مسافری کی تکلیف سہنا بہتر ہے +

مطلب - شیخ سعدی رح کا ایک شعر جو بوستان میں درج ہے اس شعر سے بالکل ملتا جلتا ہے - گویا انہی الفاظ کو دوسری بحر کے سانچے میں ڈھال لیا گیا ہے - شیخ اور مولانا رح ہمزمانہ تھے - ممکن ہے ایک صاحب کا شعر دوسرے کے یاد ہو - اور نظم لکھتے وقت وہی الفاظ ان کی زبان پر آگئے ہوں - وہ شعر یہ ہے ؎

تہی پائے رفتن بہ از کفشِ تنگ　　　بلائے سفر بہ کہ در خانہ جنگ

عرف عام میں عورت کو بنظر ذلت وحقارت پانوں کی جوتی سے تشبیہ دی جاتی ہے - اور بدمزاج و درشت خو عورت کو تنگ جوتی کہا کرتے ہیں + ؎

خاوندِ ملول سے کیا میں نے سوال　　　ایسی زنِ خوبرو پھر اس سے یہ ملال!
بولا جوتی تو ہے یہ خوش رنگ مگر　　　پانوں ہی سے پوچھو اسکے برتاؤ کا حال

اسلام میں عورت کی عزت

اور عورت کو جوتی کے برابر ذلیل وخوار سمجھنے کا خیال غالباً ہندوستان یا انگلستان کی اقوام سے منقول ہو کر اسلامی شاعری میں آیا ہے - جس کو ان دو بزرگوں نے رسم شاعری کے مطابق اپنے اپنے کلاموں میں درج فرما لیا - مگر اسلام کی خالص تعلیم عورت کی تذلیل وتحقیر سے پاک ہے - بخلاف اس کے دوسری اقوام میں عورت کو ایک ناچیز اور بے حیثیت ہستی سمجھا گیا ہے - فرنگستانی اقوام میں جب عورت بیاہی جاتی ہے - تو اس کی ہستی اور حیثیت کالعدم ہو جاتی ہے - اور اس کا خاص نام جو ماں باپ نے رکھا تھا - اور اس کے مستقل وجود کا مظہر تھا متروک ہو جاتا ہے - اور اس کی بجائے اس کو شوہر کے نام سے مثلاً مسز براؤن یا مسز فریڈک وغیرہ کہکر پکارا جاتا ہے - جس کا یہ مطلب ہے کہ اب اس کی ہستی شوہر کی ہستی میں جذب ہو کر معدوم ومنتفی ہو گئی - پس جب ایک ہستی کو فنا ونابود سمجھ لیا جائے تو ظاہر ہے کہ اُس کے حقوق کا کیا حال ہوگا - ہندوؤں میں عورت کے حقوق اور مفاد مخصوص کو جس بیدردی وناانصافی سے کچلا جاتا ہے - وہ اس سے بھی زیادہ افسوسناک ہے - ہندوؤں کی معاشرت میں عورت کو بہائم ووحوش بلکہ اینٹ پتھر کے برابر سمجھا گیا ہے - ان کے ہاں باپ کی جائیداد میں سے خواہ لاکھوں کروڑوں کی ہو - بیٹی ایک حبّے کی حق دار نہیں - صرف جہیز، چھٹی، ناتک چھک وغیرہ رسوم کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً کچھ دے دلا کر اس کی اشک شوئی کی جاتی ہے - ان کے ہاں عورت کا مال عورت کا اپنا عورت کی جائیداد عورت کی کمائی اس کی ملک مخصوص نہیں ہو سکتی - وہ سب شوہر کا حق ہے - ان کے ہاں جب عورت بیاہی جاتی ہے تو اس کی عام قلبی ودماغی آزادیاں مسلوب ہو جاتی ہیں - شوہر خواہ نہایت بدکار، بدمعاش اور جرائم پیشہ ہو - یا بالکل کھٹو نالائق اور فاقہ مست ہو - یا سخت تندمزاج - آتش زبان اور دراز دست ہو - اس کی ایک پاک طینت وحلیم الطبع اور نیک دل بیوی کا کوئی حق نہیں - کہ کسی مذہبی قانون کی بدولت اسکے شکنجے سے رستگاری پاکر راحت کی زندگی بسر کرنے کی آرزو بھی کرسکے - ان کے ہاں یہ مذہبی حکم ہے - کہ جب شوہر مرجائے تو بیوی بقیہ عمر کے لئے اپنے آپ کو اس شوہر کی بیوی سمجھے - خواہ شوہر کے جسم کی خاکستر کا ایک ذرہ بھی صفحۂ ہستی پر موجود نہ ہو - اور خواہ بیوی ابھی چند سال بلکہ چند ماہ کی معصوم بچی ہی ہو - اس کو کوئی حق نہیں کہ وہ بقیہ زندگی رنڈاپے کی اندوہناک اور جگر سوز حالت سے نکل کر دوسری شادی سے آرام کے دن بسر کرنے کی خواہش کرے - ان ننگ بشریت حکموں کے مقابلے میں ترتیب وار اسلام پاک کے انسانیت نواز احکام ملاحظہ ہوں - قرآن مجید میں صاف حکم ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ * یعنی عورتوں کو

بھی اسی طرح حق حاصل ہیں۔ جس طرح ان کے ذمے مردوں کے حقوق ہیں۔ اور ہاں مردوں کو ان پر فوقیت حاصل ہے۔
اسلام نے عورت کو وراثت میں ایک معقول و مقرر حصہ دیا ہے لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ (نساء ع)
یعنے وراثت میں بیٹے کے لئے دو حصے اور ایک بیٹی کے لئے ایک حصہ ہے۔ جو لوگ عورتوں کا حق تلف کرتے ہیں ان
کی تنبیہ کے لئے کیا صاف حکم آیا ہے لِلرِّجَالِ نصیب مما ترك الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترك
الوالدان والاقربون مما قل او کثر نصیبا مفروضا۔ مردوں کا حصہ ہے اس مال میں سے جو ماں باپ اور رشتہ دار
چھوڑ مریں اور عورتوں کا بھی حصہ ہے اس مال میں سے جو چھوڑ مریں ماں باپ اور دوسرے رشتہ دار تھوڑا مال ہو
یا بہت حصہ مقرر کیا ہوا (نساء ع)

اسلام پاک نے عورت کو اپنے مال و جائیداد اور اپنی کسب اور کمائی کا خاص مالک قرار دیا ہے لِلرِّجَالِ نَصِیبٌ
مِّمَّا اکْتَسَبُوْا ط وَلِلنِّسَاءِ نَصِیبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ ط مردوں کا حصہ ہے جو انہوں نے کمایا۔ اور عورتوں کا حصہ ہے
جو انہوں نے کمایا (سورہ نساء ع)

اسلام نے شوہر کی اور بیوی کی باہمی اَن بَن ہونے کی حالت میں اجازت دی ہے۔ کہ عورت اگر چاہے تو کسی طرح
شوہر سے طلاق لے کر اس سے علیحدگی اختیار کرلے۔ اور حسب مصلحت دوسری پرامن اور باآرام معاشرت کی بنیاد رکھ لے
یا اگر ایک خاص میعاد پر دونوں میں صلح و سازگاری ہو جائے تو اسی طرح اپنی زوجیت قائم رکھ سکتے ہیں الطلاق
مرتان فامساك بمعروف وتسریح باحسان یعنے طلاق دو مرتبہ ہے۔ جس کے بعد یا تو روک رکھنا ہے دستور کے
موافق یا رخصت کرنا ہے احسان کے ساتھ (بقرہ ع ۲۹) اسلام نے عورت کو اختیار دیا ہے۔ کہ طلاق پانے یا شوہر کے
انتقال کر جانے کے بعد جہاں چاہے دوسرا نکاح کر کے اپنی آئندہ زندگی باآرام بسر کرنے کی سبیل نکالے۔ اور جو
لوگ تعصب رسمی یا کسی خود غرضی سے اس ارادہ میں حارج ہوں ان کو سختی سے منع کیا ہے و اذا طلقتم النساء
فبلغن اجلھن فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف ط اور جب تم طلاق
دے دو۔ اپنی بیویوں کو پھر پہنچ جائیں وہ اپنی عدت کو۔ تو نہ روکو انہیں اس سے کہ وہ نکاح کریں اپنے شوہروں سے
جب وہ راضی ہو جائیں آپس میں + (بقرہ ع)

مراعات کردن زن شوئے را و استغفار نمودن از گفت خود

عورت کا شوہر کے ساتھ ادب سے پیش آنا اور اپنی بات سے معافی چاہنا

زن چو دید او را کہ تند و توسن ست — گشت گریاں گریہ خود دامِ زن ست

لغات توسن تاء کے فتحہ سے شوخ و تند اور سرکش گھوڑا +

ترجمہ۔ عورت نے جب دیکھا کہ وہ تند اور تیز ہے۔ تو رونے لگی (اور) رونا تو عورتوں کا ایک خاص جال ہے جس میں
سنگ دل سے سنگ دل مرد بھی گرفتار ہو جاتا ہے) جامی ؒ ہے

چراغ کذب را کا فروزد شِ زن — بجز اشک دروغش نیست روغن
ازاں روغن چراسنے گر فروزد — بیک ساعت جہانے را بسوزد

گفت از تو کے چنیں پنداشتم ۔۔۔ از تو من امید دیگر داشتم

ترجمہ (اور) کہنے لگی مجھ کو تم سے ایسی توقع کب تھی ۔ (کہ ایک ذراسی بات پر گھر بار تیاگ کرنے کھڑے ہو جاؤ گے) میں تو تم سے کچھ اور ہی امید رکھتی تھی +

زن در آمد از طریق نیستی ۔۔۔ گفت من خاکِ شمایم نے ستی

لغات نیستی ، خاکساری ، عجز و نیاز ۔ ستی ، زن نیک ، خاتون از غیاث + صنائع نیستی اور نے ستی میں صنعت تجنیس تام +

ترجمہ عورت عجز و انکسار کا طریقہ اختیار کر کے بولی میں تمہاری خاک (پا) ہوں ۔ بیوی نہیں ہوں +

مطلب اس میں بیوی ہونے سے انکار نہیں ۔ بلکہ بطور عجز اپنے تنزل کا اقرار ہے ۔ یعنے بیوی ہونا تو بڑی بات ہے ۔ میں تو آپ کی کفِ پا کی مٹی ہوں ۔ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ آپ سے بحث کرنے لگی + حافظ رح ؎

خیالِ حوصلۂ بحر مے پزم ہیہات ۔۔۔ چہاست بر سر ایں قطرۂ محال اندیش

جسم و جان و ہر چہ ہستم آنِ تست ۔۔۔ حکم و فرماں جملگی فرمانِ تست

ترجمہ جسم اور روح جو کچھ میرے پاس ہے تمہارا مال ہے ۔ تم کو اختیار ہے جو چاہو حکم دو ۔ کما قیل ؎

در دائرۂ فرماں ما نقطۂ پر کاریم ۔۔۔ لطف آنچہ تو اندیشی حکم آنچہ تو فرمائی

گر ز درویشی دلم از صبر جست ۔۔۔ بہر خویشم نیست ایں بہر تو است

ترجمہ ۔ اگر میرا دل فقیری میں صبر کرنے سے اٹھ بھاگا ۔ تو خود میرے لئے نہیں ۔ بلکہ تمہارے ہی (آرام کے) لئے + ونعم ما قال امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ ؎

مرخس را کہ بسوزند بجو ہست غم نیست ۔۔۔ غم آن است کہ پیشِ در تو دُود کنند

تو مرا در دردہا بودی دوا ۔۔۔ من نمے خواہم کہ باشی بے نوا

ترجمہ (اور میں تمہاری بے نوائی پر کیوں کر صبر کرتی)، تم مصائب میں میرے غمگسار رہے ہو ۔ میں نہیں چاہتی کہ تم تنگ دست رہو +

جانِ تو کز بہر خویشم نیست ایں ۔۔۔ از برائے تست ایں بانگ و حنیں

لغات جانِ تو ، تیری جان کی قسم یہاں حرف قسم مقدر ہے ۔ غیر خدا کی قسم کھانا جو غیر مشروع ہے تو یہ حکم قسم منعقدہ میں ہے اور عام طور پر جو قسم اثنائے کلام میں کھا لیتے ہیں وہ منعقد نہیں ہوتی ۔ نہ اس میں حنث لازم آتا ہے لعمری اور لعمری اکابر کے کلام میں موجود ہیں ۔ بلکہ قرآن مجید میں آیا ہے لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ (سورۃ الحجر ع ۵) تمہاری جان کی قسم کہ وہ اپنے نشے میں بے خود ہیں ۔ حنین ، رونا ، چلانا +

ترجمہ تمہاری جان کی قسم کہ یہ (شکایت) خاص اپنے لئے نہیں ہے ۔ یہ شور و فغاں تمہارے ہی لئے ہے +

خویشِ من واللہ کہ بہرِ خویشِ تو ہر نفس خواہد کہ میرد پیشِ تو

لغات - خویشِ من، میری ہستی - بہرِ خویشِ تو، خاص تمہارے لئے - ہر نفس - ہر لحظہ، ہر دم +
ترکیب - واللہ قسم - خواہد فعل - خویشِ من مبین اور کہ بہر خویش تست بیان مل کر فاعل ہوا - ایں مبین مقدر اور کہ میرد الخ اس کا بیان مل کر مفعول بہ ہوا - یہ سب کلمات جملہ فعلیہ ہو کر جواب قسم ہوا +
ترجمہ - واللہ میری ہستی جو خاص تمہارے لئے ہے - ہر لحظہ یہ تمنا رکھتی ہے کہ تمہارے سامنے جان دے +
مطلب بیوی کی اپنے پیارے شوہر کے سامنے جان دینے کی آرزو دو باتوں پر مبنی ہے - ایک تو یہ کہ اس کا صدمہ اپنی زندگی میں مجھے دیکھنا نہ پڑے پہلے میں ہی مروں - دوسرے جب موت آئے تو اس کے سامنے آئے - ایسا نہ ہو کہ میں آخری دیدار سے محروم رہوں - امیر خسرو رح

جاناں چو دہد فرماں بر کشتنِ مشتاقاں پیشِ نظرش رفتن بردار چہ خوش آید

کاش جانت کش روانِ من فدے از ضمیرِ جانِ من واقف شدے

لغات - کش کہ اورا - فدے، فدا کا امالہ لیا گیا ہے - قربان، نثار - ضمیر دل کی بات - ما فی القلب +
ترجمہ کاش تمہاری جان جس پر میری جان قربان (ہو جائے) میرے دل کی بات سے واقف ہو جاتی +
مطلب - میری باتیں اگرچہ سنجیدگی کا لہجہ رکھتی تھیں - لیکن مخلصانہ و ہوا خواہانہ تھیں - اگر تم کو میرے خلوص قلب کا پتہ لگ جاتا تو اس قدر بدگمانی نہ کرتے اور روکھی سوکھی گفتگو کرنے پر نہ آ جاتے + قال بعضہم ؎

دُور باید کرد از خاطر غبارِ شکوہ را صفحۂ آئینۂ دِل درخورِ زنگار نیست

چوں تو با من ایں چنیں بُودی بظن ہم زجاں بیزار گشتم ہم زتن

ترجمہ - جب تم (میرے دِل کی بات سے واقف نہیں ہو - بلکہ) مجھ پر اس قسم کی بدگمانی رکھتے ہو (کہ میں محض اپنے آرام کے لئے طالب زر ہوں) تو میں زندگی سے بیزار ہوں - ؎

عراقی از دِل و جاں آزماں امید برید کہ چشمِ جادوئے تو چیں در ابرواں انداخت

خاک را بر سیم و زر کردیم چوں تو چنینی با من اے جانم سکوں

ترجمہ سارے دلارام جب تم مجھ سے ایسے (ناراض) ہو تو میں سونے چاندی پر خاک ڈالتی ہوں - امیر خسرو رح

بریں مقدار رنجے ہم نمی خواہم براں خاطر کہ از خونم پریشانی بود آں نا پشیماں را

تو کہ در جان و دلم جا مے کنی زیں قدر از من تبرا مے کنی

لغات - در جان و دل جا کردن، محبوب بن جانا - تبرا اظہار بیزاری +
ترجمہ - تم جو میرے دِل و جان میں گھر کر چکے ہو - مجھ سے اس قدر بیزاری ظاہر کر رہے ہو +

اے تبرا کن کہ ہستت دستگاہ ۔ اے تبرائے ترا جاں عذر خواہ

ترجمہ ۔ جی ہاں تم بیزاری ظاہر کرو ۔ کیوں کہ تمہارا زور چلتا ہے (اور) تمہاری بیزاری کے لئے (میری) جان عذر خواہ ہے (کہ زور آور جو چاہے کرے) +

یاد مے کن آں زمانے را کہ من ۔ چوں صنم بودم تو بودی چوں شمن

لغات ۔ صنم ، بُت ۔ مجسمہ ۔ شمن ، شین اور میم کے فتحہ سے بُت پرست +

ترجمہ ان دنوں کو یاد کر جب کہ میں (عہد جوانی میں) مثل بُت (شیریں ادا) تھی ۔ اور تم (میرے عشق و محبت میں) مثل بُت پرست (مجھ پر فدا) تھے ۔ (کیا اب سابقہ پیمان محبت کا لحاظ بھی نہیں کرتے) +

بندہ بر وفقِ تو دل افروخت است ۔ ہر چہ گوئی پخت گویم سوخت است

ترجمہ (خیر ا اب تو) بندی نے تمہاری مرضی کے موافق دِل کو (نور رضا مندی سے) روشن کر لیا ہے ۔ جس چیز کو تم کہو گے پک گئی ۔ میں (تا ئیداً) کہوں گی (بلکہ) جل گئی + ۔ سعدی رح

اگر شاہ روز را گوید شب است ایں ۔ بباید گفت اینک ماہ و پروین

من سپاناخ توام ہر چہ پزی ۔ یا بہ ترشی یا بہ شیریں مے سزی

لغات ۔ سپاناخ ، پالک کا ساگ ۔ ہر چہ ۔ بہر چہ مرا ۔ پزی فعل مضارع مخاطب از پختن ۔ مے سزی ۔ ترا سزاوار است +

ترجمہ میں (حسن اطاعت میں) اب تمہارے لئے پالک (کا ساگ) ہوں ۔ جس چیز میں مجھ کو پکاؤ گے ۔ ترشی یا شیرینی میں تمہارے لئے سب زیبا ہے ۔ (گھر کی مرغی دال برابر) +

کفر گفتم نک بایماں آمدم ۔ پیشِ حکمت از سرِ جاں آمدم

ترجمہ ۔ کفر کی بات میرے منہ سے نکل گئی تھی ۔ دیکھو اب میں ایمان لاتی ہوں ۔ تمہارے حکم پر جان سے حاضر ہوں کما قیل ؎

سر بر ندارم از خطِ حکمِ تو چوں قلم ۔ گر بند بندِ من کنی از یک دگر جدا

خوئے شاہانہ ترا نشناختم ۔ پیشِ تو گستاخ خر در تاختم

لغات ۔ خر ۔ گدھا ۔ یہاں سواری کا گدھا مراد ہے ۔ تاختن ، دوڑانا +

ترجمہ ۔ تمہاری شاہانہ طبیعت مجھ کو معلوم نہ تھی (اس لئے) تمہارے آگے مرکب دوڑانے لگی ۔ حضرت ؎

آنجا کہ لطفِ شامل و خلقِ کریم تست ۔ جرم گذشتہ عفو کن و ما جرا مپرس

چوں ز عفو تو چراغے ساختم ۔ توبہ کردم اعتراض انداختم

ترجمہ - اب جو میں نے تمہاری عفو کو اپنا چراغ (راہ) بنا لیا - تو میں توبہ کرتی ہوں اور بحث سے باز آتی ہوں +

مے نہم پیشِ تو شمشیر و کفن — میکنشم پیشِ تو گردن را بزن

ترجمہ - تمہارے آگے تلوار اور کفن رکھدیتی ہوں - تمہارے حضور میں (اپنی) گردن پیش کرتی ہوں (اگر چاہو تو) قتل کردو - کما قیل ؎

گر قتل ہے منظور چل آ بسم اللہ — یہ تیغ ہے حاضر یہ گلا بسم اللہ

از فراقِ تلخ مے گوئی سخن — ہر چہ خواہی کن و لیکن ایں مکن

ترجمہ - تم فراق (کی سی) ناگوار (چیز) کا ذکر کرتے ہو (برائے خدا) اور جو چاہو کرو - مگر یہ نہ کرنا - حضرت سنائی ؒ

تواں بہجرِ تو آساں وداع کردن جان — ولے وداع تو آساں نمی تواں کردن

در من از تو عذر خواہے ہست سر — با تو بے من او شفیعے مستمر

لغات - سر سین کے کسرہ سے باطن - اندرون اس پر در حرف بکا مقدر ہے - مستمر ، ہمیشہ ، مدام +

ترجمہ - میرا ایک پوشیدہ عذر خواہ تمہارے اندر موجود ہے - جو میری عدم موجودگی میں بھی ہمیشہ تمہارے آگے میری سفارش کرتا رہتا ہے +

عذر خواہم در درونت خُلقِ تست — ز اعتمادِ او دلِ من جرم جُست

ترجمہ - (اور وہ) عذر خواہ (جو) تیرے اندر (موجود ہے) تیرا حسن خلق ہے - اس کے بھروسے پر میرے دل نے جرم کا ارتکاب کیا ہے - نظامی رحمۃ اللہ علیہ ؎

دریں امیدہائے شاخ در شاخ — کرمہائے تو مارا کرد گستاخ

رحم کن پنہاں ز خود اے خشمگیں — اے کہ خُلقت بہ ز صد من انگبیں

ترجمہ - پس اے ناراض ہونے والے اے (صاحب خلق) جن کا خلق سنو من شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے خود ہی تہ دل سے رحم کرو + قَالَ بَعْضُهُمْ ؎

من بجُود معذرت جرم ندارم لیکن — چشم دارم کہ مرا لطف تو دارد معذور

زیں نسق مے گفت با لطف و کشاد — در میانِ گریہ بر رُو او فتاد

لغات نسق بفتحتیں ، طرز - طریق - کشاد ، کشائش دل +

ترجمہ (غرض عورت) اسی طرح نرمی کی باتیں دل کھول کر کہہ رہی تھی (اور) رو رو کر منہ کے بل گرتی تھی

گریہ چوں از حد گذشت و ہائے ہائے — زو کہ بے گریہ بُد او خود دلربائے

از حنینش مرد را شد دل زجائے

لغات - ہائے ہائے آہ وفغان کی آواز - جنیدن - رونا چیخنا - دل از جاشدن، رحم آنا - ترس آنا - دل ہل جانا +
ترجمہ - جب اُس کا ہائے ہائے کرنا اور رونا دھونا حد سے گذر گیا تو مرد کا دل ہل گیا +

چوں قرارش ماند وصبرش بجاے زانکہ بے گریہ بُد او خود دلربائے

لغات چوں حرف استفہام - بجا ماندن قائم رہنا - بُد مخفف بود +
ترجمہ - بھلا اب (عورت کو روتی دیکھ کر) اس کا صبر و قرار کیوں کر قائم رہتا - جب کہ وہ رونے کے بغیر ہی دل ربا تھی +

شُد ازاں باراں یکے برقے پدید زو شرارے بر دلِ مردے جہید

لغات - شرارے میں یاء وحدت ہے - اور مردے میں یاء زائد ہے بضرورت شعری +
ترجمہ اس (گریہ وزاری کے) مینہ سے (تاثیر کی) ایک بجلی پیدا ہوئی اور اس (بجلی) کا ایک شرارہ مرد کے دل پر گرا +

زانکہ بندہ رُوئے خُوبش بُود مرد چُوں بود چوں بندگی آزاد کرد

ترجمہ (اور تاثیر کا شرارہ اس کے دل پر) اس لئے (گرا) کہ مرد اس کی صورت پسندیدہ کا غلام تھا - پھر جب آزاد (معشوقہ) خود اس کی غلامی کرنے لگی تو (خیال کرو - کہ مرد کا) کیا حال ہونا چاہیئے +

آنکہ از کبرش دلت لرزاں بود چُوں شوی چوں پیشِ تو گریاں بود

ترجمہ جس (معشوق) کے غرور (حسن) سے تیرا دل (مرعوب ہوکر پہلے ہی) کانپتا ہو - جب وہ تیرے آگے رونے لگے - تو تیرا کیا حال ہوگا +

آنکہ از نازش دل وجاں خُوں بود چونکہ آید در نیاز او چوں بود

ترجمہ جس (معشوق) کے ناز سے دل وجان خون ہو - جب وہ عجز و انکسار کرنے لگے تو (تیری) کیا (کیفیت ہو)

آنکہ در جور و جفایش دام ہاست عُذر ما چہ بود چو او در عُذر خاست

ترجمہ جو (معشوق) اپنے جور و جفا میں بھی ہمارے (پھنسانے کے) لئے ایک جال (کا کام کر رہا) ہے - جب وہ خود عذر کرنے کھڑا ہو - تو (بجز سر تسلیم خم کرنے کے) ہمارا کیا عذر ہوگا +

آنکہ جز خوں ریزیش کارے نبُود چُوں نہد گردن زہے سودا و سُود

ترجمہ - جس (معشوق) کا کام خونریزی کے سوا اور کچھ نہ ہو - جب وہ (عاجزی سے) گردن جھکائے تو اچھا سودا اور اچھا منافع ہے +

آنکہ جز گردن کشی ناید ازو | خوش درآید با تو چوں باشد بگو

ترجمہ - جس (معشوق) سے گردن کشی کے سوا اور کچھ کام نہ ہوتا ہو۔ جب تیرے ساتھ اچھی طرح پیش آئے - تو (تیرا) کیا (حال) ہوگا ؟

زُیِّنَ لِلنَّاس حق آراستہ است | زانکہ حق آراست چوں تانند رست

لغات - آراستہ است، مزین کردیا ہے - آیت کے کلمہ زین کے ساتھ اس کو مناسبت ہے - تانند مخفف ہے توانند کا
ترجمہ - (شوہر کے دل پر اثر ہونے کی وجہ یہ تھی کہ) اللہ تعالے نے (بفحوائے آیہ (زُیِّنَ لِلنَّاسِ الخ (عورتوں کی محبت مردوں کے دلوں میں) مزین کردی ہے - جس چیز کو اللہ تعالے نے مزین کیا ہو اس سے کیوں کر چھوٹ سکتے ہیں +
مطلب اللہ تعالے فرماتا ہے - زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۔ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۔ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○ لوگوں کو (دنیا کی) مرغوب چیزوں یعنے بیبیوں اور بیٹوں سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیروں اور عمدہ عمدہ گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتی کے ساتھ دلبستگی بھلی معلوم ہوتی ہے - یہ دنیا کی زندگی کے فائدے ہیں - اور اچھا ٹھکانا تو اسی اللہ کے ہاں ہے (آل عمران ع ۲)

کسے را کہ بینی گرفتار زن | مکن سعدیا طعنہ بروے مکن
تو ہم جور بینی و یارش کنی | اگر یک زماں در کنارش کنی

چوں پے یَسْکُنَ اِلَیْہَاش آفرید | کے تواند آدم از حوا برید

لغات - آفریدن، پیدا کرنا - بریدن - قطع تعلق کرنا - پہلے مصرعہ میں شین کی ضمیر بطور اضمار قبل الذکر آئی ہے -
ترجمہ - جب اللہ تعالے نے اُن کو (یعنے حضرت حوا کو) بفحوائے لیسکن الیہا (حضرت آدم علیہ السلام کی الفت کے لئے) پیدا کیا - تو آدم، حوا سے کب قطع تعلق کر سکتے ہیں +
مطلب - قرآن مجید کی اس آیت کیطرف تلمیح ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۔ وہی (قادر مطلق) ہے جس نے تم کو تن واحد (یعنے آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا - اور اسی کی جنس کا اس کا جوڑا بنایا - تاکہ مرد عورت کی طرف رغبت کرے + (اعراف ع ۲۳)

رستم زال ار بود وز حمزہ بیش | ہست در فرماں اسیر زالِ خویش

لغات - رستم زال میں اضافت ابنی ہے - یعنے زال کا بیٹا رستم جو ایران کی روایات قدیمہ میں ایک مشہور و معروف پہلوان کا نام ہے - وہ کیکاؤس کا فوجی افسر تھا - جس نے افراسیاب کے مقابلے میں اپنی شجاعت و جوانمردی کے حیرت خیز جوہر دکھائے تھے - فردوسی کا شاہنامہ اس کے کارناموں سے مزین ہے +
حمزہ - ایک مشہور پہلوان تھا - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے چھوٹے چچا کا نام ہے - جو ہاشمی

رستم زال، حمزہ زال

تہور و شجاعت اور غیرت و شہامت کے اعلےٰ نمونہ تھے - ایک موقعہ پر ابو جہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ سے برافروختہ ہو کر آپ سے بدسلوکی کی - حمزہ رضؓ کو یہ حال معلوم ہوا - جوش غیرت میں دوڑے گئے - اور اس کے سر پر زور سے ایک کمان رسید کی - جب حضرت عمر رضؓ نے مائل باسلام ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے زید بن ارقم کے دروازے پر دستک دی - جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بمعہ صحابہ تشریف فرما تھے - تو سب صحابہ حضرت عمر کا نام سن کر سہم گئے - کیوں کہ اسلام کے ساتھ ان کی عداوت مشہور تھی - مگر حضرت حمزہ نے کڑک کر کہا کچھ پرواہ نہیں آنے دو - اگر نیک ارادے سے آیا ہے تو بہتر ورنہ دیکھ لیا جائے گا - حضرت حمزہ نے جنگ بدر میں بھی مردانگی کے اعلےٰ جوہر دکھائے تھے - مشرکوں کا سپہ سالار اعظم عتبہ ابن ربیعہ انہی کے تیغ خون آشام کا لقمہ بنا تھا - اس کی بیٹی ہندہ نے جو ابو سفیان کی بیوی تھی - ایک غلام وحشی نام کو حمزہ سے انتقام لینے پر آمادہ کیا - چنانچہ جب حضرت حمزہ جنگ احد میں کفار کو تہ تیغ کرنے اور اپنی شمشیر خارا شگاف کے جوہر دکھانے میں مصروف تھے - تو وحشی نے ایک پتھر کی آڑ میں چھپ کر زہر میں بجھایا ہوا حربہ دور سے ان پر پھینکا جس کا زخم کاری لگا - اور وہ شہید ہو گئے - پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ سمیت مدینہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا انصار کے گھروں میں لوگ اپنے شہیدوں کی یاد میں ماتم برپا ہیں - آپ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا - لیکن اے حمزہ آج تیرا رونے والا کوئی نہیں - یہ بات انصار کے کانوں تک پہنچ گئی - تو انہوں نے جھٹ اپنے اپنے گھروں کی عورتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دولتکدہ مبارک پر بھیج دیں جنہوں نے آکر حضرت حمزہ رضؓ کا ماتم کیا - یہاں ماتم سے مراد ماتم پرسی ہے - نہ کہ رونا پیٹنا)

صنائع - پہلا زال نام پدر رستم اور دوسرا زال بمعنے پیرزن ہے - اس لئے اس لفظ میں صنعت تجنیس ہے +

ترجمہ (مرد) اگرچہ (طاقت میں) رستم بن زال (کے برابر) اور حمزہ سے بڑھ کر ہی ہو - تو بھی اپنی عورت کے حکم کا مطیع ہو گا +

مطلب - اس شعر میں مرد کی بڑی سے بڑی طاقت کا یہ معیار قائم کیا گیا ہے - کہ وہ رستم کے برابر اور حمزہ سے بڑھ کر ہو جس سے رستم کی قوت کا حمزہ سے زیادہ ہونا لازم آتا ہے - اور ممکن ہے کہ وہ پہلوان جس کا نام حمزہ تھا رستم سے کم مرتبہ ہو - لیکن اگر حمزہ سے مراد حضرت حمزہ عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوں تو یہ امر ناقابل قبول بن جاتا ہے - رستم کوئی ایسی فوق الفطرت ہستی نہ تھی - کہ اس سے اوپر طاقت کا کوئی درجہ تصور میں نہ آسکے - فردوسی نے شاہنامہ میں جو اس کی طاقت و قوت کے فلک نما قلعے تعمیر کئے ہیں - ان کی بنیادیں صرف فردوسی کے تخیل میں ہیں - چنانچہ ایک جگہ وہ خود اعتراف کرتا ہے - کہ سے

منش رستمے کردہ ام در جہان وگرنہ یلے بود در سیستان

بخلاف اس کے حضرت حمزہ کی عدیم النظیر شجاعت کوئی فرضی افسانہ نہیں - بلکہ ان کی تیغ خارا شگاف کی بجلی آج بدر و احد کے ذروں میں چشمک زن ہے - اس دعوے کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا - کہ جب رستمی زور بازو کے وارثوں کا مقابلہ خاندان حمزہ کے ادنےٰ خادموں سے ہوا تو انہوں نے ساسانی عظمت و شوکت کا تختہ الٹ دیا +

آنکہ عالم مست گفتش آمدے کلمینی یا حمیرا میزدے

لغات - گفت، گفتار - کلام - حمیرا - حمراء (سرخ اندام) کی تصغیر ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے ازراہ محبت لقب استعمال کرتے تھے - میزدے - میگفتے زدن بمعنے گفتن بھی آتا ہے - جیسے حرف زدن +

ترجمہ - وہ (ذاتِ مبارک) بھی جن کے کلمات سے جہان بہرمست تھا - (اپنی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کمال محبت رکھتے تھے - اور پیار سے) فرماتے - اے حمیرا مجھ سے باتیں کر +

مطلب - وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی باتوں کا ایک عالم مشتاق تھا - خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باتوں کے مشتاق تھے - جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی ان زوجہ مطہرہ کے ساتھ شدت محبت کی دلیل ہے +

آب غالب شد بر آتش از نہیب   ز آتش او جوشد کہ باشد در حجیب

لغات ، نہیب نون اور ہاء کے کسرہ سے - نہاب کا امالہ ہے ، جو عربی لفظ ہے - ہیبت ، عظمت - خوف - رعب - بفتح نون بروزن نقیب بمعنے غارت گر - حجیب ، حجاب کا امالہ ہے - پردہ - آڑ -

ترجمہ (گو بظاہر مرد غالب ہے - مگر عورت اپنی بات چلا ہی لیتی ہے - مثلاً ، پانی اپنی عظمت کے سبب سے آگ پر غالب ہے - مگر جب وہ (دیگچی وغیرہ کسی برتن کے) پردے میں ہو تو آگ سے اُبلنے لگتا ہے +

چونکہ دیگے حائل آمد ہر دو را   نیست کرد آں آب را کردش ہوا

ترجمہ - جب دونوں کے مابین دیگ حائل ہو - تو آگ اس کو ہوا بنا کر نابود کر دیتی ہے +

مطلب - نیچے آگ ، اوپر پانی - دونوں کے درمیان دیگ کی سطح حائل - اب تماشا یہ ہے - کہ اس دیگ کی سطح پانی کو تو آگ پر یورش کرنے نہیں دیتی - اور آگ کی حرارت برابر دیگ کی سطح سے نفوذ کر کے پانی کو فنا کرتی جاتی ہے - اسی طرح مرد اور عورت کے درمیان زوجیت کا ایک حجاب حائل ہے - جس نے مرد کی قوت وصولت کو تھام رکھا ہے اور عورت کے ناز نخرے برابر چھری کٹاری کا کام کرتے رہتے ہیں + جامی رح ؎

ز کید زن دل مرداں دو نیم است   زناں را کیدہائے بس عظیم است

ظاہراً بر زن چو آب ار غالبی   باطناً مغلوب و زن را طالبی

ترجمہ - اگرچہ تم بظاہر (اپنی) بیوی پر غالب ہو (مگر) فے الواقع (بوجہ ترحم و شفقت) بیوی کے مغلوب و گرویدہ ہو +

ایں چنیں خاصیتے در آدمی ست   مہر حیواں را کم ست آں از کمی ست

ترجمہ - اس قسم کی خاصیت (کہ مرد عورت کے ساتھ ترحم اور شفقت اور محبت کا برتاؤ رکھے) نوع بشر سے خاص ہے - دوسرے جانداروں میں محبت کم ہوتی ہے - اور یہ (ان کے) نقص (فطرت) کے سبب سے ہے +

مطلب - اسرار آفرینش پر غور کرنے والوں کے نزدیک عجائبات فطرت میں محبت ایک بلند ترین لطیفہ ہے - بلکہ کہا گیا ہے - کہ تمام کائنات محبت ہی کی بدولت وجود میں آئی - مبدءِ ایجادِ اشیا بمقتضائے کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق محبت است (اخلاق جلالی) پس کوئی چیز اپنی فطرت اور قوام وجود میں جس قدر کامل ہوگی - لطیفہ محبت و الفت اسی قدر اس میں بدرجۂ کمال پایا جائے گا - کائنات عنصریہ میں جمادات سب سے ادنے درجے پر ہیں - ان سے اوپر نباتات کا رتبہ ہے - پھر وحوش و بہائم کا - اور اسی تناسب مدارج سے ان میں جذب و میلان کی کمی و بیشی کا فرق ہے - چنانچہ حیوانات میں باہم جذب میلان خاص حد تک پایا جاتا ہے - نباتات میں بھی کچھ نہ کچھ اس کا

ثبوت ملتا ہے اور جمادات ہیں نہ ہونے کے برابر ہے۔ لیکن انسان چونکہ اپنی فطرت اور قوام وجود میں تمام کائنات عنصریہ سے جید الاعتدال اور افضل دارفع ہے۔ اس لئے اس میں محبت و میلان کا جذبہ بدرجۂ اکمل واتم موجود ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ ایں چنیں خاصیتے در آدمی است۔ یہ جذبہ کامل طور پر دوسرے حیوانات میں نہیں۔ جس کی وجہ ان کا نقص فطری ہے جسکو مولانا نے "کمی" کے لفظ سے تعبیر کرلیا ہے۔ حیوانات میں نر و مادہ کی مصاحبت و مقاربت صرف ان کے دواعی طبعیہ تک محدود ہوتی ہے۔ اس سے آگے کوئی شوق و میلان ان میں نہیں رہتا۔ اور ماں اور بچے کا تالف و اتحاد صرف بچے کے زمانہ پرورش تک موقوف ہے۔ اس کے بعد ان میں کوئی محبت و ارتباط قائم نہیں رہتا۔ بلکہ باہم قطعی بیگانگی و اجنبیت پیدا ہوجاتی ہے۔ مگر انسانی افراد میں محبت کا یہ عالم ہے۔ کہ ہر فرد کی اپنے متعلقین کے ساتھ خواہ اُن میں مصاہرت کا تعلق ہو یا نسب کا ہر حال میں ہر جگہ ہر وقت اور عمر کے ہر حصے میں محبت و الفت قائم رہتی ہے۔ حافظ رحمہ ؎

خلل پذیر بود ہر بنا کہ مے بینی　　　مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است

یہ تو تھا شعر کا مطلب۔ اب ہم ایک اور سبق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو اس شعر سے ہم کو ملتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہر چند مرد بمقابلہ عورت کے قوی و توانا با شوکت و صولت اور باعظمت و ہیبت ہے۔ لیکن اس کی انسانیت و آدمیت متقاضی ہے کہ عورت کے لئے اس پر محبت و الفت کا جذبہ غالب ہو۔ اور اس کی شدت و حدت اور تہور و شجاعت کی تلوار جو کارزار عالم کی مختلف کشمکشوں اور معرکوں میں استعمال کرنے کے لئے اُسے ملی ہے۔ عورت کے معاملے میں بڑی حد تک نیام میں رہی ہے۔ عورت کی کمزوری و ناتوانی کو اپنے قوت و شوکت کا تختۂ مشق بنانا ذرا ذرا سی شکایات پر اسکے ساتھ برسر پیکار ہوجانا۔ ادنےٰ ادنےٰ تقصیروں میں سخت محاسبات پر اتر آنا۔ محض شکوک و اوہام کی بنا پر اس کو مجرم و مستوجب سزا سمجھ لینا شیوۂ انسانیت کے خلاف ہے۔ عورتوں سے اگر تقصیریں بھی سرزد ہوں تو حتےٰ الوسع عفو و تحمل لازم ہے۔ اور یہی انبیاء و اولیاء اور صلحاء کا مسلک رہا ہے +

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔ "زوجین کا تعلق تمام منزلی تعلقات سے عظیم الشان اور سب سے زیادہ نافع اور زیادہ ضروری ہے۔ اس لئے تمام شرائع کی توجہات اس تعلق کو قائم رکھنے اس کو خوشگوار بنانے اور اس کے نقائص کو رفع کرنے کی طرف مبذول رہی ہیں۔ اور کوئی تعلق الفت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ اور الفت کے لئے باہم ہمدردی اور موجبات شکایت سے چشم پوشی اور تفرقہ انگیز باتوں سے پرہیز اور آپس میں خندہ روئی اور خوش کلامی ضروری ہے۔ لہذا حکمت ربانی اس امر کی مقتضی ہوئی کہ لوگوں کو ان امور کی ترغیب دی جائے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلْعٍ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے بارے میں میری وصیت پر عمل کرو اور ان کی سرشت میں کجی اور نقص ہے۔ اور وہ ایک امر لازم ہے جو گویا انہوں نے اپنے مادے سے توارثًا پایا ہے جو شخص اپنی عورت سے مقاصد منزلی حاصل کرنے کا خواہاں ہے۔ اس کو لازم ہے کہ معمولی امور میں عفو و درگذر اور اکثر خلاف طبع باتوں میں کظم غیظ سے کام لے۔ ہاں جو سنگین حالات غیر محمودہ کے لئے ناقابل برداشت ہوں وہ اس سے مستثنےٰ ہیں۔" الخ +

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم

دربیان حدیث اِنَّهُنَّ يَغْلِبْنَ الْعَاقِلَ وَيَغْلِبُهُنَّ الْجَاهِلُ

اس حدیث کا ذکر کہ عورتیں عقلمند پر غالب آتی ہیں اور جاہل اُن پر غالب آتا ہے

مطلب - یہ حدیث بایں الفاظ حدیث کی مشہورہ و متداول کتابوں میں نہیں ملتی - ممکن ہے کسی غیر مشہور کتاب میں آئی ہو - البتہ بعض احادیث میں اس کے مضمون کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے - مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ حواشی مثنوی میں کسی شارح سے نقل فرماتے ہیں - کہ ممکن ہے یہاں عاقل سے وہ شخص مراد ہو - جس پر حقائق مکشوف ہوں - اور وہ عورت کی حقیقت سے واقف ہو - اور وہ عورت میں کسی ایسے راز کا ادراک کرتا ہو - جس کے لئے اس کا مطیع و منقاد ہونا ضروری ہو - صحیحین میں یہ حدیث مروی ہے مَا رَأَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِیْنٍ اَذْھَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْھُنَّ یعنے میں نے کوئی ایسی مخلوق ناقص عقل و دین نہیں دیکھی جو عورتوں سے بڑھکر ہوشیار آدمی کی عقل کو شکست دیدے +

گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلاں — غالب آید سخت بر صاحبدلاں

ترجمہ - پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ عورت عقلمند اور صاحب دل لوگوں پر سخت غالب آتی ہے +

باز بر زن جاہلاں غالب شوند — زانکہ ایشاں تند و بس خیرہ رَوند

لغات - باز ، برگشتن - واپسی - یہاں بمناسبت محاورہ برخلاف اس کے یا بمقابلہ اس کے ترجمہ خوب ہوگا - زن سے جنس زن مراد ہے - ترجمے میں یہ رعایت ملاحظہ ہو +

ترجمہ - بخلاف اس کے جاہل لوگ عورت ذات پر غالب آتے ہیں - کیونکہ وہ تندی اور نہایت اکھڑپن کے ساتھ چلتے ہیں +

مطلب - اوپر جو کہا تھا - کہ مردوں کا عورتوں کے ساتھ رافت و رقّت کے ساتھ پیش آنا شیوۂ آدمیت ہے - اس کی تائید میں مذکورہ حدیث پیش کی ہے - یعنے جو شخص عقل و دانش اور حق شناسی و قدردانی وغیرہ صفات آدمیت سے موصوف ہوگا وہ عورتوں کے ناز کو تحمل و رواداری کے ساتھ برداشت کرے گا - اور جو شخص عورت کے حقوق سے بے پروا ہوا اور اس کے احسانات کا غیر معترف ہے - وہ عورتوں کے ساتھ جبر و تشدد سے پیش آئے گا - حضرت شیخ سعدی رح نے مذاقیہ الفاظ میں اس نکتے کو کس خوبی سے ادا کیا ہے - ؎

جوانے ز ناسازگاری جفت	بر پیر مردے بنالید و گفت
گراں باری از دست ایں خصم چیر	چناں مے برم کا سیا سنگ زیر
بسختی بنہ گفتنش اے خواجہ دل	کس از صبر کردن نگردد خجل
بشب سنگ بالائے اے خانہ سوز	چرا سنگ زیریں نباشی بروز

کم بود شاں رقّت و لطف و وِداد — زانکہ حیوانی ست غالب بر نہاد

لغات - رقّت راء کے کسرہ اور قاف کی تشدید سے نرم دلی - دل پتلا ہونا - وِداد - واو کے کسرہ سے محبت کرنا پیار کرنا نہاد ، وجود ، سرشت +

ترجمہ - ان میں نرمی اور مہربانی اور پیار کم ہوتا ہے کیونکہ (ان کے) وجود پر بہیمیت غالب ہوتی ہے (اور حیوانوں کی محبت پائیدار نہیں ہوتی کما مر ! نقل)

مطلب اس میں جاہلوں کے عورتوں پر غالب ہونے کی وجہ بیان فرمائی ہے - کہ ان میں رقّت و رافت نہیں ہوتی جو انسانیت

کے لوازم ہیں اور ان کے لوازم انسانیت سے عاری ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان پر بہیمیت غالب ہوتی ہے +

مہر و رقت وصفِ انسانی بود — خشم و شہوت وصفِ حیوانی بود

صنائع۔ یہ شعر مرصع ہے۔ اور اس میں صنعت جمع بھی ہے +

ترجمہ۔ محبت اور نرمی انسانی صفات ہیں۔ غصہ اور شہوت بہائم کے وصف ہیں +

مطلب۔ عورت کے ساتھ عاقل کے عاقلانہ سلوک اور جاہل کے جاہلانہ برتاؤ کے بیان میں جو مولانا نے مہر و رقت اور خشم و شہوت کے لفظ درج کئے ہیں۔ دیکھئے کن نکات عجیبہ پر مشتمل ہیں۔ فرماتے ہیں کہ محبت انسان کیلئے اس کے حسن تقویم کی بدولت خاص امتیازی وصف ہے۔ جو مرد و عورت کے دائمی حسن تعلق کا باعث ہے۔ پھر بعض اختلافات و تنازعات کی وجہ سے جو غصہ و ناراضگی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے محبت کو نقصان پہنچنے کا امکان ہوتا ہے۔ اس کا علاج رقت ہے۔ جو قدرت نے انسان ہی کے حصے میں دی ہے۔ جب کوئی غصہ پیدا کرنے والی بات پیش آتی ہے تو فوراً طبیعت پر رقت غالب آتی ہے۔ اور غصے کو برہم کن افعال کا مرتکب نہیں ہونے دیتی۔ لیکن جو جاہل شخص ان انسانی فضائل سے معریٰ ہے وہ نرا حیوان ہے۔ اس میں چوپائیوں کی سی شہوت اور درندوں کا سا غصہ ہوتا ہے۔ اس کی محبت انسانی محبت نہیں بلکہ حیوانی ہے۔ جو لذائذ شہوت کے حاصل کرنے پر مبنی ہے۔ یہ محبت غیر مستقل اور ناپائیدار ہے۔ اور صرف حصول لذت تک ظہور پذیر رہتی ہے۔ جیسے کہ بہائم و وحوش کا شیوہ ہے اور جب غصہ آتا ہے تو اس محبت کا ایک شمہ باقی نہیں رہتا +

پرتوِ حق ست آں معشوق نیست — خالق ست آں گوئیا مخلوق نیست

لغات۔ پرتو، نور، چمک، روشنی۔ گوئیا۔ حرف تشبیہ۔ ترکیب۔ آں معشوق نیست جملہ اسمیہ کے بعد بل حرف اضراب مقدر ہے جس کے بعد آں معشوق بعلت پرتو حق است ایک الگ جملہ مقدرہ ہے۔ دوسرے مصرعہ میں آں کا مشار الیہ عورت ہے +

ترجمہ۔ وہ (یعنے عورت بے وجہ) معشوق نہیں (بلکہ وہ) اللہ کا نور (ہونے کی وجہ سے معشوق) ہے۔ اور (اس لحاظ سے) وہ خالق ہے مخلوق نہیں +

مطلب یعنے عاقل کو جو عورت کے ساتھ محبت ہے وہ درحقیقت اللہ کے ساتھ ہے۔ کیوں کہ عورت بعض صفات الٰہیہ کی مظہر ہے۔ اس لئے اللہ کی محبت کے ساتھ بالطبع عورت کے ساتھ بھی محبت ہوتی ہے۔ اور عورت کی یہ محبوبیت تشبیہ بالخالق کے مرتبے میں ہے۔ مخلوقیت کے مرتبے میں نہیں۔ عورت کی مظہریت صفات چند اعتبارات سے ہے۔ اول یہ کہ وہ مرد کی جاذب قلب ہے۔ دوم بچے کی مُولِّد و مصوّر ہے۔ سوم بچے کی مربّی ہے۔ چہارم شوہر کے لئے اس سے سکونِ قلب ہے۔ پنجم وہ مصلح امور معیشت ہے (کلید) +

اِس شعر کا ایک اور طرح بھی ترجمہ ہو سکتا ہے۔ جو اظہار مطلب میں تکلفات کا محتاج نہیں یعنے پہلے مصرعہ میں معشوق کو مبتدا پرتو حق کو اس کی خبر قرار دیا جائے اور آں عورت معشوق نیست الگ جملہ ہو۔ اور دوسرے مصرعہ میں آں کا مشار الیہ معشوق ہو۔ اب ترجمہ یوں ہوگا:۔

(اگرچہ بظاہر عورت معشوق ہے۔ مگر درحقیقت) معشوق اللہ کا پرتو ہے (جو عورت میں نمایاں ہے)، وہ (خود) معشوق نہیں (پس اس صورت میں) گویا خالق معشوق ہوا نہ کہ مخلوق +

تسلیم کردن مرد خود را بانچہ التماس زن بود از طلب معیشت و آں

مرد کا عورت کی فرمائش کے آگے سر تسلیم خم کردینا جو تلاشِ روزگار کے متعلق تھی اور اس

اعتراض را اشارۂ حق داشتن

تکرار کو حق تعالیٰ کا اشارہ سمجھنا

بنزدِ عقل ہر دانندہ ہست — کہ با گردندہ گردانندۂ ہست

ترجمہ - ہر عقلمند کی عقل کے نزدیک (یہ بات صحیح) ہے۔ کہ ہر پھرنے والی چیز کے ساتھ پھرانے والا ہے +

ازاں چرخہ کہ گرداندزنِ پیر — قیاسِ چرخ گرداں را ہمے گیر

ترجمہ - اس چرخہ سے جس کو بڑھیا چلارہی ہے - چرخ گرداں کو قیاس کرلو +

مطلب - مندرجہ عنوان دونوں شعر حضرت نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں - جو انہوں نے مثنوی شیریں و خسرو میں وجود باری تعالےٰ کے اثبات میں لکھے ہیں۔ مطلب ان کا یہ ہے کہ آثار کے وجود سے ان کے موثر کا پتہ لگتا ہے - اور نقوش کا مشاہدہ ان کے نقاش کی طرف رہنمائی کرتا ہے - صائب رح

دِل گواہ است کہ در پردہ دِل آرائے ہست — ہستی قطرہ دلیل است کہ دریائے ہست

اِس طرح مرد عورت کی درخواست کو جو تلاش معاش کے لئے تھی مان لیتا ہے - اور اس کی تکرار و حجت کو من جانب اللہ سمجھتا ہے - اور اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ کسی کی ایذارسانی سے دلگیر نہ ہونا چاہیئے - کیونکہ جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے تصرفات اور اختیارات سے ہوتا ہے - جس میں کوئی نہ کوئی اس کی حکمت مرکوز ہوتی ہے

سعدی رح — گر گزندت رسد ز خلق مرنج — کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج

از خدا داں خلاف دشمن و دوست — کہ دِلِ ہر دو در تصرفِ اوست

مرد ازاں گفتن پشیماں شد چناں — کز عوانی ساعتِ مُردن عواں

لغات :- عواں بفتح عین و تشدید واو - ظالم، سخت گیر، سپاہی، مگر یہاں بلا تشدید استعمال ہوا ہے - عوانی میں یائے مصدری شامل ہے +

ترجمہ - مرد اپنی گفتگو سے ایسا پچھتایا جیسے ایک ظالم پولیس افسر مرتے وقت اپنے ظالمانہ اعمال سے (پچھتاتا ہے) +

گفت خصمِ جانِ جاں چوں آدمم — بر سرِ جاں من لگد ہا چوں زدم

لغات خصم، دشمن، مخالف - جانِ جاں، جان کی جان، مراد محبوب، پیارا، لگد - لاتیں مارنا، بدسلوکی مراد ہے +

ترجمہ (اور) کہنے لگا (ارے ہے) میں اپنی پیاری کے ساتھ کیوں (ناحق) جھگڑتا رہا۔ کیوں جان (سے عزیز معشوق) کے ساتھ بدسلوکی کی*

چوں قضا آید نماند فہم و رائے　　کس نمے داند قضا را جز خدائے

ترجمہ۔ جب قضا آتی ہے تو فہم اور عقل (قائم) نہیں رہتی۔ قضا (کی آمد) کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا*

چوں قضا آید فرو پوشد بصر　　تا نداند عقل ما پا را ز سر

ترجمہ۔ جب قضا آتی ہے تو (عقل دور اندیش کی) آنکھیں بند کر دیتی ہے۔ حتیٰ کہ ہماری عقل کو سر پیر کی خبر نہیں رہتی کما قیل ؎

قضا شخصے ست پنج انگشت دارد　　چو خواہد از کسے کارے بر آرد
دو بر دیدہ گزارد داں دو بر گوش　　یکے بر لب نہد گوید کہ خاموش

زاں امام المتقین داد ایں خبر　　گفت اِذَا جَاءَ الْقَضَا عَمِیَ الْبَصَر

لغات امام المتقین، پرہیزگاروں کے امام۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد ہیں*
ترجمہ۔ اسی لئے امام المتقین (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) نے فرمایا ہے کہ جب قضا آتی ہے تو آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں*

چوں قضا بگذشت خود را مے خورد　　پردہ بدرید و گریباں مے درد

ترجمہ۔ جب قضا گذر جاتی ہے تو (آدمی تاسف سے) اپنے آپ کو کاٹ کھاتا ہے (غفلت کا) پردہ اٹھتے ہی (وہ اپنا) گریبان پھاڑنے لگتا ہے*

مرد گفت اے زن پشیماں مے شوم　　گر بدم کافر مسلماں مے شوم

ترجمہ (الغرض) مرد نے کہا اے بیوی میں (اپنی گفتگو سے) پچھتاتا ہوں۔ اگر (بالفرض) میں کافر (بھی) تھا تو اب مسلمان ہوتا ہوں۔ کما قیل ؎

بتقصیرے کہ از حد بیش دارم　　خجالت را شفیع خویش دارم

من گنہگارم تو ام رحمے بکن　　بر مکن یکبارگی از بیخ و بن

ترجمہ۔ میں گناہگار ہوں تم (مجھ پر) رحم کرو (اپنی ناراضگی سے) یکبارگی میری بیخکنی نہ کرو، بقول کسے ؎

دوستی اقتضائے آں دارد　　کہ شود عذر دوستاں مقبول

کافر پیر ار پشیماں مے شود　　چونکہ عذر آرد مسلماں مے شود

ترجمہ۔ بڈھا کافر اگر (دل سے) پشیمان ہو کر توبہ کرتا ہے۔ جب عذر لاتا ہے تو مسلمان ہو جاتا ہے قال بعضہم ؎

ہست امیدم کہ از طریقِ کرم　　کرمت عذرخواہِ من باشد

من گنہگارم تو ام رحمے بکن　　عذرِ من بپذیر و بشنو ایں سخن

ترجمہ - میں گناہگار ہوں (مجھ پر) رحم کرو - میرا عذر قبول کرو - یہ بات سنو - قَالَ بَعْضُهُمْ سے

من بخود معذرت جرم ندارم لیکن　　چشم دارم کہ مرا لطفِ تو دارد معذور

اختلاف - یہ شعر بعض نسخوں میں نہیں ہے ÷

حضرتِ پُر رحمت است و پُر کرم　　عاشقِ او ہم وجود و ہم عدم

ترجمہ - وہ درگاہ (حق تعالیٰ) بھی عجیب رحمت اور کرم کی بھری ہوئی ہے - جس پر وجود بھی عاشق ہے اور عدم بھی

مطلب - یہ مولانا روم کا مقولہ ہے جس میں درگاہ حق تعالیٰ کی طرف توجہ دلاتے ہیں - جو نالوں کا مرجع ہے عشق سے مراد تسخیر اضطراری ہے - اور ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی موجود کو معدوم یا معدوم کو موجود کرنا چاہتا ہے تو وجود عدم اس کی تعمیل حکم سے ہرگز تخلف نہیں کرتے ÷

کفر و ایماں عاشقِ آں کبریا　　مس و نقرہ بندۂ آں کیمیا

ترجمہ - اسیطرح کفر و ایمان اس بارگاہِ کبریا کے مطیع ہیں - (غرض) مس اور نقرہ (وغیرہ تمام ناقص و کامل) اس کے غلام (یعنے زیر تصرف) ہیں ÷

در بیان آنکہ موسےٰ و فرعون ہر دو مسخر یک مشیت اند چنانکہ

اس بات کا ذکر کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور فرعون دونوں ایک ہی انتظام کے ماتحت ہیں جیسے کہ

زہر و پا زہر و ظلمت و نور و خلوت فرعون با حق

زہر اور تریاق اور اندھیرا اور روشنی اور فرعون کا اللہ کی جناب میں تنہائی میں جانا کرنا

موسیٰ و فرعون معنے را رہی　　ظاہر آں رہ دارد و ایں بے رہی

لغات - معنے کے ساتھ ایک اور یائے وحدت کی مقدر ہے - یا ثقالت وزن کو جائز رکھ کر ملفوظ ہے - رہی، غلام - تابع حکم مسخر بے رہی، گمراہی، ضلالت ÷

ترجمہ - موسےٰ اور فرعون ایک امر معنوی (یعنے تصرف حق) کے مسخر ہیں - اور بظاہر (ان میں سے) ایک تو راہ پر چلتا ہی دوسرا بے راہ چلتا ہے ÷

مطلب - یہ مقام مثنوی شریف کے سنگلاخ مقامات میں ہے - اس میں زیادہ تر وجہ اشکال یہ ہے - کہ یہاں مولانا کے الفاظ سے بظاہر جبر کا مفہوم ٹپکتا ہے - جبر کا مطلب یہ ہے کہ انسان جو کچھ برے بھلے افعال کرتا ہے وہ سب خداوند تعالیٰ اس سے کراتا ہے - یہ عقیدہ فرقہ جبریہ کا ہے - جو اہل سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہے اہل سنت کا

عقیدہ یہ ہے کہ تمام افعال کا خالق خداوند تعالیٰ ہے۔ مگر ان کا ارتکاب بندہ باختیار خود کرتا ہے۔ اور یہی مذہب مولانا روم رحہ کا ہے یہ تو ممکن نہیں کہ مولانا نے باوجودیکہ مثنوی میں کئی جگہ عقیدہ جبر کی بڑے شد ومد سے تردید فرمائی ہے۔ اور آپ کی بعض تقریریں جبر کی تردید میں پیچھے بھی گزر چکی ہیں۔ خدانخواستہ یہاں اس مسئلے میں اہل سنّت والجماعۃ کے خلاف مسلک اختیار کر لیا ہو۔ بہرحال یہاں ان کے قول کو تاویل اہل حق کے عقیدے کے ساتھ تطبیق دینی پڑے گی۔ اور یہی ذرا نازک کام ہے۔ محققین نے لکھا ہے۔ کہ یہاں مولانا رحہ کا مقصود اس بات کو ثابت کرنا ہے۔ کہ تمام بھلے یا بُرے افعال کرنے والے اللہ تعالٰے کی تسخیر کے ماتحت اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ گو وہ بواسطہ اختیار ہی کے کرتے ہیں۔ جیسے کہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ البتہ بعض اوقات شہوت یا غضب یا عار یا حسد وغیرہ کے غلبے سے ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہیں جن میں گو اختیار باقی رہتا ہے۔ مگر ہمت نہیں رہتی۔ یہی علامت ہے قہر خداوندی کی۔ اور اسی سے جبر کا شبہ واقع ہوتا ہے۔ جیسے کہ آئندہ اشعار میں فرعون کی مناجات سے مترشح ہوگا۔ حالانکہ جبر نفی اختیار کا نام ہے۔ نہ کہ نفی ہمت کا جبکہ قدرت و اختیار باقی ہو +

روز موسےٰ پیشِ حق نالاں بُدہ | نیم شب فرعون ہم گریاں شُدہ

ترجمہ (تسخیر کی تفصیل یہ ہے کہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام تو (رات کے علاوہ) دن کو (بھی) اللہ کی جناب میں نالاں رہتے ہیں۔ اور آدھی رات کو فرعون بھی (اس کے آگے) رو رہا ہے +

کاین چہ غُلّ ست اَے خدا بر گردنم | ورنہ غُل باشد کہ گوید من منم

لغات کاین کہ این۔ غلّ، طوق، لام کے تشدید کے ساتھ۔ مگر دوسرے مصرعہ میں ضرورتاً بہ تخفیف آیا ہے +

ترجمہ۔ کہ الٰہی یہ (انانیت کا) کیسا طوق میری گردن میں پڑ گیا ہے (کیوں کہ) اگر طوق نہیں ہے تو یہ انانیت کا دعوےٰ کون کرتا ہے +

زانکہ مُوسےٰ را تو مَہ رُو کردۂ | ماہِ جانم را سیہ رُو کردۂ

ترکیب۔ زانکہ سببیت کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ ز حرف جار آں اسم اشارہ تقدیر مشار الیہ محذوف مل کر مبین ہوا۔ کاف بیانیہ موسےٰ الخ بیان یہ سب مل کر متعلق ہوا۔ دوسرے مصرعہ میں کردۂ کے +

ترجمہ۔ جس (تقدیر) سے تو نے موسےٰ کو چاند کی سی شکل والا بنایا ہے۔ اسی سے میرے ستارہ کو تاریک کر دیا ہے

نظامی رحہ

یکے را چناں تنگی آرد بہ پیش | کہ نانے نہ بیند در انبانِ خویش
یکے را بدست افگند کوہِ گنج | نہ سنجیدہ مے دہد کوہِ سنج

زانکہ مُوسےٰ را منوّر کردۂ | مر مرا زاں ہم مُکدّر کردۂ

ترجمہ۔ جس (تقدیر) سے تو نے موسیٰ ؑ کو نور علیٰ نور بنا دیا ہے۔ اسی سے مجھ کو تاریک کر دیا +

اختلاف۔ یہ شعر ہمارے نسخے میں نہیں ہے +

بہتر از ماہے نمود استارہ ام　　　چوں خسوف آمد چہ باشد چارہ ام

لغات - استارہ، ستارہ، نجم - الف زائد ہے - خسوف چاند گرہن *

ترجمہ - میرا ستارہ (یعنے استعداد عقل) تو چاند سے بھی اچھا معلوم ہوتا تھا - مگر (تقدیر سے) اس کو گہن لگ جائے تو میں کیا علاج کروں *

مطلب - فرعون اپنی حالت پر تنگدلی ظاہر کرتا ہے - اور اس سے نفی اختیار لازم نہیں آتی - کیوں کہ یہ حالت اس نے خود اپنے اختیاری فعل سے پیدا کی تھی - جیسے بعض کہ ہمہ -" اور مغلوب شہوت لوگوں کی عادت ہوتی ہے - کہ اپنی حالت پر نالاں ہوتے ہیں - اور چاہتے ہیں - کہ خود بخود ہماری اصلاح ہو جائے اور جبر طبیعت، ترک لذت اور اختیار غیر ملائم کے مجاہدات نہ کرنے پڑیں *

نوبتم گر ربّ و سلطاں مے زنند　　　مہ گرفت و خلق پنگاں مے زنند

لغات - نوبت زدن، خاص خاص اوقات ایوان حکومت پر نقارہ بجانا - جس سے اظہار اوقات کے علاوہ موجودہ حکمران کے جاہ و اقبال کا اعلان مقصود ہوتا ہے - مہ گرفتن، چاند گہن - پنگاں بائے فارسی کے کسرہ سے تانبے کی تھالی جسکو کسی برتن کے اندر پانی کی سطح پر تیرآتے تھے - اور اس سے وقت ظاہر کرنے والی گھڑی کا کام لیتے تھے *

ترجمہ - اگرچہ لوگ (ناحق) میرے رب اور سلطان ہونے کی نوبت بجاتے ہیں) - (مگر اس لغو حرکت کی مثال ایسی ہے کہ) چاند کو گہن لگ رہا ہے - اور لوگ تھالی بجاتے ہیں *

مطلب - فرعون خدائی کا مدعی بھی تھا - اور لوگ اس کو سجدہ کرتے تھے - اس وقت وہ تہ دل سے اپنی اس حرکت پر نادم ہو کر کہتا ہے کہ لوگ مجھ کو جو اپنا رب اور خدا سمجھ کر میری خدائی کی تشہیر کرتے ہیں - حالانکہ خدائی انوار جلال کی بجائے مجھ پر شقاوت کی سیاہی مسلط ہو رہی ہے - یہ ایسا ہی لغو کام ہے - جیسے چاند گرہن کے موقع پر تھالی بجانا کہ چاند بیچارا تو ایک نقص و تنزل کی حالت میں مبتلا ہے - لوگ الٹا تانبے پیتل کے تھال تاشے بجا بجا کر ایک مسرت نما شور و غوغا برپا کر رہے ہیں - بعض جاہل لوگوں کا خیال ہے کہ تھالی بجانے سے گہن جلدی چھوٹ جاتا ہے *

میزنند آں طاس و غوغا مے کنند　　　ماہ را زاں زخمہ رسوا مے کنند

لغات - طاس، تھال - تھالی - زخمہ، وہ چیز جس سے ساز بجاتے ہیں - چوٹ - تھاپ - مضراب *

ترجمہ - لوگ تھالی بجاتے ہیں - اور شور و غل کرتے ہیں (تو الٹا بیچارے) چاند کو اس بجانے سے اور بھی رسوا کرتے ہیں (یہی حال میرا ہے) *

من کہ فرعونم ز خلق اے وائے من　　　زخم طاس آں رَبِّیَ الْاَعْلٰی من

لغات - فرعون شاہان مصر کا موروثی لقب تھا - اور ان کے تمام خاندان کو فراعنہ مصر کہتے ہیں - اس خاص فرعون کا نام جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تھا مصعب بن ولید ہے - لہٰذا فرعون سے مراد شاہ مصر ہے ربی الاعلیٰ فرعون کے ان کلمات کی طرف اشارہ ہے کہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی - یعنے میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں جو وہ اپنی

رعایا کو کہتا تھا - قرآن مجید کی سورۂ طٰہٰ میں یہ قول درج ہے +

ترجمہ - میں جو شاہ مصر ہو کر مختلف بداعمالیوں میں مبتلا ہو - میرے دعوئ خدائی کو لوگوں کا دیکھنا چوں سے تشہیر کرنا اور یہی موجب افسوس ہے +

خواجہ تاشانیم اما تیشہ ات　　مے شگافد شاخ را در بیشہ ات

باز شاخے را موصل مے کند　　شاخ دیگر را معطل مے کند

لغات - خواجہ تاشاں، وہ چند غلام جو ایک آقا کے مملوک ہوں - موصل ملایا ہوا - پیوند لگایا ہوا - معطل - بیکار چھوڑا ہوا - نکما رکھا ہوا +

ترجمہ - (الٰہی) ہم دونوں (میں اور موسیٰ) ایک آقا کے غلام ہیں - لیکن تیرا تیشہ (قضا) تیرے بیشۂ عالم میں شاخ کو شگاف دے کر پھر ایک شاخ (یعنی موسیٰ) کو پیوند لگاتا (یعنی روحانی تربیت دیتا) ہے - دوسری شاخ (یعنی فرعون) کو ناکارہ (اور بے نصیب) رکھتا ہے +

شاخ را بر تیشہ دستے ہست نے　　ہیچ شاخ از دست تیشہ جست نے

لغات - دستے، دست بمعنے قدرت و طاقت اس کے ساتھ یائے تنکیر شامل ہے +

ترجمہ - بھلا شاخ کو تیشے پر کچھ قدرت ہوتی ہے؟ نہیں (نہیں اچھا تو کیا کم از کم) کوئی شاخ تیشے کے ہاتھ سے چھوٹ سکتی ہے؟ نہیں (نہیں) + صائب رح ؎

رستم از سیلئ تقدیر بخاک افتادہ ہست　　تا بکے تکیہ بسر پنجۂ تدبیر کنی

حق آں قدرت کہ آں تیشہ تراست　　از کرم کن ایں کژیہا را توراست

لغات - حق دراصل بحق آں قدرت ہے - بائے توسل مقدر ہے - کژی - کجی - خم +

ترجمہ - بطفیل اس قدرت (کاملہ) کے جو میری تمثیل میں گویا، تیرا تیشہ ہے اپنے کرم سے میری کجیوں کو درست کر دے - (خود مجھ میں اس کی ہمت نہیں) + سعدی رح ؎

از تو بکہ نالم کہ دگر داور نیست　　وز دست تو ہیچ دست بالاتر نیست

آں را کہ تو رہ دہی کسے گم نکند　　واں را کہ تو گم کنی کسے رہبر نیست

باز با خود گفتہ فرعون اے عجب　　من نہ در یا ربنا ام جملہ شب

در نہاں خاکی و موزوں مے شوم　　چوں بموسیٰ مے رسم چوں مے شوم

لغات - یا ربنا، اے ہمارے پروردگار - یہاں دعا و مناجات مراد ہے، خاکی، خاکسار، منکسر مزاج، متواضع - موزوں معتدل - حد اعتدال کے اندر - محتاط - چوں پہلا چوں حرف شرط ہے - اور دوسرا استفہامیہ +

ترجمہ (فرعون) پھر اپنے دل میں سوچتا کہ تعجب کی بات ہے - کیا میں ساری رات دعا و مناجات نہیں کرتا رہتا (اس سے لازم آتا ہے کہ میں راہ راست پر آجاؤں - چنانچہ) خلوت میں میں بالکل خاکسار اور معتدل مزاج ہوجاتا ہوں - مگر جہاں موسےٰ کے روبرو گیا - (خدا جانے) مجھے کیا ہوجاتا ہے - (کہ وہی سرکشی اور انکار) +

مطلب یہاں سوال ہوسکتا ہے کہ جب فرعون کے دل میں یہاں تک حضرت موسٰی ع کی صداقت کا یقین ہے - کہ اسکو اپنی ضدو مخالفت پر سخت تعجب آتا ہے - اور اپنی گمراہی پر دل سے نادم و خجل اور متاسف ہے - تو وہ مومن ہوگیا کافر رہا - اس کا جواب یہ ہے - کہ تمام انبیاء کی شرائع میں تکمیل ایمان کے لئے تصدیق بالجنان کے ساتھ اقرار باللسان بھی ضروری ہے اس لئے منہ سے کلمات کفر کہنا موجب کفر ہے - اگرچہ دل میں تصدیق و یقین قائم ہو - وجہ یہ کہ اس قسم کی تصدیق ایک فعل اضطراری ہے - جو شرعاً مامور بہ نہیں - کیوں کہ امر کا تعلق افعال اختیاریہ کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ حالت اختیاری نہیں - بلکہ خود بخود پیدا ہوجاتی ہے - جس کو دل سے دفع کرنے کی بھی قدرت نہیں ہوتی - پس چونکہ فرعون برملا تردید حق پر قائم تھا - اور سرداری و الوہیت و سیاست سے انکار کرتا تھا - اس لئے اس کا تنہائی میں دعا و مناجات کرنا اور دل سے حضرت موسٰی اور ان کے خدا کا یقین رکھنا سود مند نہ ہوا +

رنگِ زرِّ قلب دہ تو مے شود پیش آتش چوں سیہ رو مے شود

لغات - قلب - کھوٹا - دہ تو - دس گنا +

ترجمہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آکر فرعون دگرگوں کیوں نہ ہو) کھوٹے سونے کا رنگ جو دس حصے (چمکیلا) ہوجاتا ہے - آگ دکھانے سے سیہ کیوں پڑجاتا ہے +

مطلب - اوپر جو فرعون نے تعجب سے کہا تھا کہ دن رات بڑے سے بڑے دعوے کرتا ہوں موسٰی علیہ السلام کے سامنے جاکر مجھے کیا ہوجاتا ہے - مولانا اس کا جواب دیتے ہیں - کہ تمہاری سرشت میں کفر و جحود سمایا ہوا ہے - اور اب تھوڑی دیر کے لئے پکے مسلمان و مومن بن گئے ہو تو تمہاری مثال ایک کھوٹے سونے کی سی ہے جو اندر سے تانبا اور باہر سے کندن بن رہا ہو - اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کا جلال نبوت ایک آگ ہے جس کے آگے کھوٹے سونے کا رنگ فق ہوتا ہے - اور اندرونی کھوٹ نمودار ہوجاتی ہے - جامی رح ؎

بر سنگِ امتحان نشود ہمعیار زر ہر مس کہ سر ز تربیتِ کیمیا کشید

نے کہ قلب و قالبم در حکم اوست لحظہ مغزم کند یک لحظہ پوست

لغات - نے بمعنے بلکہ حرف اضراب - قلب روح مراد ہے - قالب لام کے فتحہ سے جسم بدن +

ترجمہ - نہیں نہیں بلکہ ہماری جان اور جسم سب اس کے قبضے میں ہیں - وہ کبھی ہم کو سراپا مغز بنا دیتا ہے اور کبھی خالی پوست +

مطلب - فرعون کے متعجبانہ سوال کا ایک جواب اوپر دیا تھا - کہ موسٰی علیہ السلام بمنزلہ آتش یا محک ہیں جن کے آگے کھوٹا کھرا نمایاں ہوجاتا ہے - اور اس میں رمز یہ تھی کہ فرعون کا انکار تمام حب جاہ و سروری کی وجہ سے تھا - چونکہ خلوت میں کوئی امر مانع جاہ نہیں ہوتا تھا - اس لئے اس وقت کفر و جحود کے جذبات ذمیمہ دب جاتے تھے - اور حضرت موسٰی علیہ السلام اس کو عبدیت کی طرف بلاتے تھے جس کے لئے ترک جاہ لازم ہے - اس لئے اس وقت وہ جذبات ذمیمہ پھر مستعد ہوجاتے

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت بالواسطہ اس کے اظہار کفر کی موجب ہو جاتی ہے ۔ اِس لحاظ سے حضرت موسیٰ ع کو اس کے اندرونی کھوٹ کو ظاہر کرنے والی محک سے تشبیہ دی گئی ۔ یہ جواب اس کے انکار کے سبب ظاہری کی تعیین کے اعتبار سے تھا ۔ اب ایک دوسرا جواب اس کے سبب حقیقی کے تعیین سے دیتے ہیں ۔ یعنے اس کو بھی جاننے دو ۔ اصل بات یہ ہے ۔ کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہیں ۔ وہ جو چاہے کرے وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَیْهِمْ كُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ یَجْهَلُوْنَ ○ اور اگر ہم (آسمان سے) ان پر فرشتوں کو اوتارتے اور مردے بھی ان سے باتیں کرتے ۔ اور جتنی چیزیں ہیں ان کے سامنے لا موجود کرتے تب بھی یہ لوگ بمشیت الٰہی ایمان نہ لاتے ۔ لیکن ان میں اکثر لوگ نہیں سمجھتے ۔ (انعام ع)

لحظہ ماہم کند لحظہ سیاہ   خود چہ باشد کار ایں غیر اِلٰہ

لغات باہم کند ، مرا ماہ کند ۔ میم مفعول بہ اول ہے ۔ ترکیب کار مشار الیہ مقدم اور ایں اسم اشارہ مؤخر ضرورۃً آیا ہے ۔ غیر الٰہ مرکب اضافی مضاف الیہ اور اس کا مضاف "کار" مقدر ہے ۔ پس تقدیر عبارت یوں ہوئی ایں کار کارِ غیر الٰہ چہ باشد ۔ بعض نسخوں میں یہ مصرعہ یوں درج ہے کہ "خود چہ باشد غیر ایں کار الٰہ" جس کے معنے یوں ہوں گے ۔ کہ اس کے سوا خدا کا کام اور کیا ہوگا ۔

ترجمہ ۔ کبھی وہ ہم کو ماہ درخشان بنا دے کبھی سیاہ کر دے ۔ بھلا یہ تصرف خدا کے سوا اور کسی کا (کام) کیا ہو گا

سبز گردم چونکہ گوید کشت باش   زرد گردم چونکہ گوید زشت باش

ترجمہ ۔ اگر میرے لئے حکم ہو کہ کھیتی بن جا ۔ تو میں فوراً ہرا بھرا ہو جاؤں ۔ اگر حکم ہو کہ بدصورت ہو جاؤ ۔ تو فوراً زرد ہو جاؤں ۔

پیش چوگانہائے حکم کن فکاں   میدویم اندر مکان و لامکاں

ترجمہ (غرض) حکم حق کے چوگان کے سامنے ہم لوگ (گیند) کی طرح مکان اور لامکان میں دوڑتے پھرتے ہیں ۔

حافظ رح   شدم فسانہ بسر گشتگی کہ ابروئے دوست   کشیدہ در خم چوگان خویش چوں گویم

چونکہ بے رنگے اسیر رنگ شد   موسئے با موسئے در جنگ شد

لغات ۔ بے رنگ ، وجود مطلق بلا لحاظ تعین رنگ تعین موسیٰ سے یہاں مطلق نبی مراد ہے ۔ جنگ اختلاف و تباین

ترجمہ (پس) جب وجود مطلق مقید برنگ (یعنے متعین بموجودات خاصہ) ہو گیا ۔ تو ایک ہادی کو (بھی) دوسرے ہادی سے اختلاف ہو گیا ۔

مطلب ۔ موجودات عالم مطلق وجود میں باہم مشترک اور اقسام وجود میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں ۔ مثلاً پانی اور آگ مطلق وجود میں متحد و مشترک ہیں ۔ لیکن تعینات و تشخصات خارجیہ نے ان کو ایک دوسرے سے مختلف و متمائز بنا دیا ۔ جن کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے متغائر و متباین بلکہ ایک دوسرے کے لئے مخالف اور مضرت رساں بن جاتے ہیں ۔ بطور مثال پانی اور آگ کو دیکھو دونوں ایک وجود میں شریک و سہیم ہیں ۔ مگر پانی میں وہی وجود اس طرح

ظاہر ہوا کہ اس پر بہنا، نشیب کیطرف مائل ہونا ۔ آگ کو بجھانا، پیاس کو فرو کرنا وغیرہ آثار مترتب ہوئے ۔ اور آگ میں وہی وجود اس طرح ظہور پذیر ہوا کہ بھڑک اٹھنا، رو بالا ہونا، جلا دینا وغیرہ آثار اس کے لئے لوازم بن گئے ۔ پس تمام موجودات اس وجود مطلق کے مختلف افراد ہیں ۔ جو اتحاد وجود میں متمائز اور مطلق وجود میں متحد ۔ یہ تصوف کا مشہور مسئلہ ہے ۔ جس کو وحدۃ الوجود کا مسئلہ کہتے ہیں ۔ اور مفتاح العلوم کے حصہ اول میں اس کی بھرپور بحث گذر چکی ہے ۔ اوپر کے اشعار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت پر اور فرعون کے ضلالت پر ہونے کا ذکر تھا ۔ اب مولانا اس ذکر سے توحید کے مسئلے کی طرف انتقال کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ کہ وہی وجود جو مرتبہ بلا اشتراک میں واحد و متحد تھا ۔ انحاء وجود میں آکر یہاں تک مختلف ہو جاتا ہے ۔ کہ ایک ہادی کو بھی دوسرے ہادی سے اختلاف ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شرائع فروعات میں مختلف ہیں ۔ پھر حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا باہمی اختلاف کیوں موجب تعجب ہو ۔ ہاں وجود مطلق میں موسیٰ اور فرعون بھی ایک ہیں + ؎ حافظؒ

چوں دم وحدت زنی حافظِ شوریدہ حال   خامہ توحید کش بر ورقِ انس و جاں

سر بر آوردہ ام از قلزم وحدت صائب   سرمہ در دیدۂ انصاف من و خاک یکیست

چوں بہ بیرنگی شدی کاں داشتی   موسیٰ و فرعون دارند آشتی

لغات ۔ بے رنگی، وجود مطلق ۔ آشتی، اتفاق، اتحاد +

ترجمہ ۔ (لیکن، جب تم (ان وجودات متمائزہ کو نظر انداز کر کے) اس اطلاق پر پہنچ جاؤ ۔ جو تم کو مرتبہ ما بہ الاشتراک میں حاصل تھا ۔ تو وہاں ہادی و مضل بھی متحد نظر آئیں گے +

مطلب ۔ عالم بیرنگی میں جس سے مراد تعین اول اور وحدت حرف اور قابلیت محض ہے ۔ تمام اعیان ثابتہ اور سب کے مراتب وجود مندرج ہیں من غیر امتیاز بعضہا عن بعض لا عینا ولا علما جس کے اندر ان میں کوئی مغائرت و مباینت نہیں ۔ جب یہ عالم بیرنگی اسیر رنگ یا مقید بوجود خاص ہوا ۔ یعنے شیونات ذاتیہ تعین اول کے درجہ سے تعدد و تمیز کے مرتبے میں پہنچ گئے ۔ تو ان کو وجود عینی خارجی حاصل ہو گیا ۔ اور اس نشأت کے اقتضا سے ان میں باہم اختلاف پیدا ہو گیا ۔ لیکن جب صور مباینہ زائل ہو جائیں ۔ اور وہ اعیان پھر عالم بیرنگی کی طرف رجوع کریں جو غیب ہویت کا مرتبہ ہے ۔ اور وہ مغائرت و اختلاف جو وجود عینی خارجی کے لئے لازم ہے مرتفع ہو جائیں ۔ تو پھر وہی اصلی اتحاد رونما ہو جاتا ہے ۔ اور پھر موسیٰ اور فرعون میں بھی ضد و اختلاف باقی نہیں رہتا ۔ جس طرح دریا کا ایک ہی پانی مختلف موجوں کی صورت میں باہم ٹکراتا ہے ۔ جب موج کی قید مرتفع ہو جاتی ہے تو وہی پانی کا پانی ہو جاتا ہے ۔ اور تصادم کا نام و نشان بھی نہیں رہتا ۔ اسی طرح جب تک موسیٰ و فرعون تعینات کی قید میں ہیں ۔ ان میں تصادم و تجاذب ہے ۔ جب قید اٹھ گئی تو دونوں ایک ہو گئے، اور اختلاف بھی رہا (حاشیہ مولانا احمد حسنؒ) +

گر ترا آید بریں گفتہ سوال   رنگ کے خالی بود از قیل و قال

لغات ۔ رنگ سے موجودات کثیرہ مراد ہیں ۔ قیل و قال سے اختلافات مقصود ہیں +

ترجمہ ۔ اگر اس قول پر تمہارے دل میں یہ سوال پیدا ہو ۔ کہ رنگ (یعنے موجودات کثیرہ) تو قیل و قال (یعنی اختلاف) سے خالی نہیں رہتے +

اے عجب کایں رنگ از بیرنگ خاست رنگ با بیرنگ چوں در جنگ خاست

ترجمہ - پس تعجب کی بات ہے - کہ باوجودیکہ یہ تمام وجودات وجود مطلق سے پیدا ہوئے ہیں - پھر کیا وجہ ہے کہ یہ وجودات خاصہ اس وجود مطلق سے مخاصم ہیں +

مطلب - حاصل سوال یہ ہے کہ یہ تمام رنگ جو متعینات ہیں - ایک عین سے ہیں - اور وہ عین واحد ان متعینات کا عین ہے - پس ان متعینات کے مقتضیات میں تنافر و تضاد نہ ہونا چاہیئے - اور بیت اول کا مصرعہ ثانیہ یا تو داخل سوال ہے - جیسے کہ میر نور اللہ رح نے کہا ہے - یعنے یہ متعینات باوجود اس کے کہ قیل و قال اور اختلاف سے خالی نہیں ہیں - تعجب ہے کہ ایک اصل سے ہوں - پھر ان میں تخالف و تضاد کیوں ہے - یا ممکن ہے کہ یہ مصرعہ سوال کی علت کو ظاہر کرتا ہو - یعنے قیل و قال تعینات کے خواص سے ہے - پس عالم رنگ پر سوال ضرور پیدا ہوتا ہے جیسے کہ شیخ افضل نے سمجھا ہے - اور یہ سوال دوسرے شعر میں ہے (حاشیہ مولٰنا احمد حسن رح)

اصل روغن ز آب افزوں مے شود عاقبت با آب ضد چوں مے شود

لغات - اصل روغن، تیل کی جڑ - یعنے وہ اشیا جن سے تیل برآمد ہوتا ہے - افزون، پیدا، ترقی پذیر - ناشی + ترجمہ (تو جواب یہ ہے کہ) دیکھو روغن کے بیج (تل اور سرسوں وغیرہ) پانی سے نشو و نما پاتے ہیں مگر وہ (یعنے روغن) انجام کار پانی کا کس قدر مخالف ہو جاتا ہے +

چونکہ روغن را ز آب اسرشتہ اند آب با روغن چرا ضد گشتہ اند

ترجمہ - (تم ہی بتاؤ کہ) جب روغن کی پانی سے پرورش کی گئی ہے تو پھر پانی اور روغن ضد کیوں ہو گئے +

مطلب - اس جواب کی بنیاد اعیان کے تغائر ذاتی پر نہیں ہے - جیسے کہ مجوبین کا زعم ہے - بلکہ اس بنا پر ہے - کہ بیرنگی میں مختلف رنگ پیدا ہو سکتے ہیں - خلاصہ جواب یہ ہے کہ تضاد و تنافر کے لئے تغائر باعتبار تعینات کافی ہے - یعنے اگرچہ یہ متعینات ایک عین سے ہیں - لیکن بنظر تغائر تعینات آپس میں متغائر ضرور ہیں - اور ہر خصوصیت کا ایک اثر اور حکم ہوتا ہے - لہذا ان میں یہ تضاد اور تنافر جو ہے تو تغائر تعینات سے پیدا ہوا ہے - جس کو آب و روغن اور گل و خار کے نظائر سے واضح فرماتے ہیں (حاشیہ مولٰنا احمد حسن رح)

چوں گل از خار است خار از گل چرا ہر دو در جنگ اند و اندر ماجرا

ترجمہ (اور لو جب گل خار سے اور خار گل سے ہے - تو پھر کیوں آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہیں - اور در زبان حال سے، بحث و تکرار کر رہے ہیں +

مطلب - پھول کا کانٹے سے اور کانٹے کا پھول سے پیدا ہونا اس بنا پر کہا ہے - کہ پہلے درخت خاردار پیدا ہوتا ہے پھر اس میں پھول پیدا ہوتے ہیں - اور پھولوں کے اندر بیج ہوتے ہیں - جس سے پھر خاردار درخت پیدا ہوتے ہیں +

یا نہ جنگ است ایں برائے حکمت است ہمچو جنگ خر فروشاں صنعت است

لغات - حکمت، مصلحت، نکتہ - نخر فروش، دلال، صنعت، بناوٹ +

ترجمہ - یا (دوسرا جواب یہ ہے کہ) یہ اختلاف (مقصود بالذات) نہیں ہے - بلکہ کسی حکمت کے لئے ہے - اور دلالوں کی بحث وتکرار کی طرح ایک بناوٹ سے ہے +

مطلب - دلال جو منڈیوں میں گاہک کی طرفداری میں مال فروخت کرنے والے کے ساتھ جھگڑتے ہیں - تو یہ محض ان کی بناوٹ ہوتی ہے - وہ درحقیقت بائعہ کے مخالف نہیں ہوتے - بلکہ ان کے ساتھ سمجھوتا کیا ہوتا ہے - اور مقصد اس جھگڑے سے یہ ہوتا ہے - کہ اس طرز عمل سے گاہک کو اطمینان ہو جائے - کہ دلال سودے میں مجھے نقصان نہیں پہنچنے دے گا - اور بلا توقف مال والے کا مال بک جائے - اور دلال کو اپنی فیس مل جائے - اسی طرح تعجب نہیں - کہ موجودات عالم کا یہ باہمی تغائر وتباین اور تخالف اور تجاذب وتصادم اور جدال وقتال کسی خاص مصلحت پر مبنی ہو +

یا نہ این ست و نہ آں حیرانی ست — گنج باید گنج در ویرانی ست

لغات - حیرانی، حیرت، ادراک واحساس کا تعطل، گنج، استغراق فی الحق - ویرانی، حیرت، مجاہدہ، ترک خودی، فنا

ترجمہ یا (تیسرا جواب یوں دے سکتے ہیں - کہ) نہ یہ بات ہے (کہ خود اختلاف مقصود بالذات ہو) نہ وہ بات ہے (کہ کوئی امر متعین مقصود بالذات ہو) بلکہ (وہ حکمت) محض حیرت ہے (اب) خزانہ (تلاش کرنا) چاہیئے - خزانہ ویرانی میں ہے +

مطلب - یعنے ممکن ہے کہ اختلافات اعیان میں بھی حکمت مرکوز ہو کہ اہل عقل جب کافی غور و خوض کرنے کے باوجود کسی حکمت کی تعیین نہ کر سکیں گے - تو عدم تعیین سے حیرت ان پر غالب آ جائے گی - اور پھر تمام غیر اللہ سے ان کی نظر مرتفع ہو جائے گی - صائب رح ؎

حیرت مرا ز ہر دو جہاں بے نیاز کرد — ایں خواب کار دولت بیدار مے کند

دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے - کہ جب تم پر حیرت غالب ہو - اور ماسوی اللہ سے نظر اٹھ جائے - تو اب اس کا یہ ثمرہ حاصل کرو - کہ اپنی توجہ کو ذات حق میں مستغرق کر دو - یہ حیرت ویرانی کا خزانہ ہے - پس اس حیرت میں مشاہدہ حق بھی ہو سکتا ہے + ؎

در عالم حیرت بود آرامے اگر ہست — صائب عبث از دیدۂ حیراں گلہ دارد

آنچہ تو گنجش توہّم مے کنی — زاں توہّم گنج را گم مے کنی

ترجمہ - جس چیز کو تم غلطی سے خزانہ سمجھ رہے ہو (یعنے لذات وغیرہ) اس کے خیال میں تم (حقیقی) خزانہ کو ہاتھ سے کھو رہے ہو - عراقی رح ؎

اگر تو زندگی خواہی دل از جان وجہاں بگسل — بیابی زندگی تا تو ز ہر این و آں میری

صائب رح ترا میاں طلبی از کنار دارد دور — کنار اگر طلبی از میاں بروں آئی

چوں عمارت داں تو وہم و رایہا — گنج نبود در عمارت جایہا

ترجمہ (معیشت کے) تفکرات وخیالات کو مثل عمارت سمجھو اور خزانہ کبھی عمارتوں کی جگہوں میں نہیں ہوتا +

مطلب - دنیوی خواہشوں اور تمناؤں کی نیک ہوس عمارتیں جو تمہارے دل میں قائم ہیں - ان میں کبھی دولت معرفت ہاتھ نہ آئے گی - کیوں کہ خزانہ آبادیوں میں نہیں ہوتا - بڑے بڑے خزانے کھنڈرات میں ملا کرتے ہیں - اور بے آباد مقامات میں خزانے ہونے کی وجہ یہ ہے - کہ ان کو یا تو لوگوں کی نظر سے محفوظ رکھنے کے لئے کسی ایسے صحرائے لق ودق میں مدفون کیا جاتا ہے - جہاں کسی آدمی کو اس کا پتہ نہ لگے - یا پرانے بلاد و امصار جب مختلف انقلابات سے یکبارگی تباہ ہو کر کھنڈر بن جاتے ہیں - تو امراء و سلاطین اور اہل ثروت کے خزانے وہاں دبے کے دبے رہ جاتے ہیں - اور پھر وقتاً فوقتاً لوگوں کو ان بے آباد مقامات میں ملتے رہتے ہیں - مولانا فرماتے ہیں - کہ اگر خزانہ معرفت مطلوب ہے - تو مجاہدہ و ریاضت سے اپنے وجود کو ویران کر لو - پھر اس ویرانی میں یہ خزانہ پاؤ گے - صائب رح

در خرابۂ دل خود باش کہ بے کوشش و سعی | لعل بیروں ندہد کان بدخشان ہرگز
گو نہ سنگ لعل شود در مقام صبر | آرے شود و لیک بخونِ جگر شود

در عمارت ہستی و جنگے بود　　نیست را از ہستہا ننگے بود

لغات - نیست ، فانی فی اللہ ، ہست ہا ، مدعیان ہستی - عقل معاش کے پابند ، دنیادار +

ترجمہ - عمارت میں تو (دعوے) ہستی اور اختلاف ہوتا ہے (اس لئے) فانی (فی اللہ) کو (ان) ہستیوں سے نفرت ہوتی ہے +

مطلب - اہل اللہ دنیوی کشمکشوں اور جھگڑوں جھمیلوں سے کنارہ کش رہنا پسند کرتے ہیں - سعدی رح

دلم خانۂ مہر یار است و بس | ازاں مے نگنجد درو کین کس

نے کہ ہست از نیستی فریاد کرد　　بلکہ نیست آں ہست را واداد کرد

لغات - فریاد کردن ، شاکی ہونا ، نالاں ہونا ، نفرت کرنا - واداد ، واپس ، رد +

ترجمہ (گو بظاہر اہل ہوس کو بھی اہل حق سے نفرت ہے - مگر فی الواقع) ایسا نہیں ہے - کہ مدعیان ہستی اہل فنا سے فریاد (گریز) کرتے ہیں - بلکہ ان اہل فنا ہی نے ان مقیدان ہستی کو (اپنے زمرہ سے) رد کر رکھا ہے -

حافظ رح　نخست موعظت پیر مے فروش ایں بود | کہ از معاشر ناجنس احتراز کنید
ونیز مائیل　اختلاط نا موافق سد رہ سالک است | فلفل از پیدا از مانع مے شود کافور را

تو مگو کہ من گریزانم ز نیست　　بلکہ او از تو گریزان است ایست

ترجمہ (پس اے گرفتار ہستی) تم یہ مت کہو کہ میں ہی اس صاحب فنا سے گریز کرتا ہوں - بلکہ واقع میں وہی تم سے کتراتے ہیں - (چاہو تو) کھڑے ہو جاؤ (اور دیکھ لو) +

ظاہراً میخواندت او سوئے خود　　وز درون مے راندت با چوب رد

لغات - راندن ، ہانکنا ، ہٹانا - چوب رد - وہ لکڑی جس سے بلی کتے وغیرہ جانور وغیرہ کو مار کر بھگایا جاتے +

ترجمہ (اسی طرح ان کے بلانے میں معاملہ بالعکس ہے) کہ ظاہر میں تو وہ تم کو اپنی طرف بلا رہے ہیں - مگر

درحقیقت مار ہٹانے والی لکڑی سے بھگاتے ہیں +

قومے اندر آتشِ سوزاں چو ورد　　قومے اندر گلستان با رنج و درد

لغات - ورد، گلاب کا پھول - صنائع - اس شعر میں صنعت تفریق ہے - اور ورد اور گلستان میں مناسبت ہے -
ترجمہ - (یہ دونوں فریق کون ہیں) ایک (اہل اللہ کی) جماعت ہے (جو بظاہر) آتش سوزان (مجاہدہ) میں (ہیں - مگر) پھولوں کیطرح (روحانی مسرت سے خنداں ہیں) - اور ایک (گمراہوں کی) جماعت ہیں (جو بظاہر لذات کے) باغ میں (ہیں - مگر باطن میں بے نصیبی و حرمان کے) رنج و تکلیف میں (مبتلا ہے) +

نعلہائے باژگونہ است اے سلیم　　نفرتِ فرعون را داں از کلیم

لغات - باژگونہ یا واژگونہ، اُلٹا - سلیم، سلامت - کلیم - حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے - آپ کو وادی ایمن میں اللہ تعالٰے سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا - اس لئے کلیم اللہ ان کا لقب ہو گیا +
ترجمہ (غرض) اے مرد سلیم (یہ نفرت از روئے تمثیل گویا) اُلٹے نعل ہیں (جو چور اپنے جوتوں میں لگا لیتا ہے - تاکہ کھوجی غلطی سے اس کی آمد کو واپسی سمجھ لے) لہٰذا تم فرعون کی نفرت کو (درحقیقت) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے سمجھو +
مطلب - جو بدنصیب لوگ اہل اللہ کی خدمت و صحبت سے مستفید نہیں ہوتے - وہ خود اس درگاہ سے متنفر نہیں - بلکہ اہل اللہ کی طرف سے کوئی جذبہ اور کشش ان کی دستگیری نہیں کرتی - کما قیل ؎

تا کہ از جانبِ خورشید نباشد کششے　　کوششِ ذرۂ بیچارہ بجائے نرسد
حافظ رحمۃ　برحمتِ سرِ زلفِ تو واثقم ورنہ　　کشش چو نبود ازاں سو چہ سود کوشیدن

سببِ حرمانِ اشقیا از دو جہاں　　کہ خسر الدنیا و الآخرۃ

بدبخت لوگوں کے دو جہاں سے محروم رہنے کا سبب جنہوں نے دنیا و آخرت میں خسارہ اٹھایا

آں حکیمک اعتقادے کردہ است　　کاسماں بیضہ زمیں چوں زردہ است

لغات، حکیمک - حکیم فلسفی اور کاف تصغیر کا ہے، زردہ، انڈے کا زرد پانی +
ترجمہ - فلسفی کا اعتقاد ہے کہ آسمان انڈے کی طرح (محیط) ہے اور زمین (اس کے اندر) زردی کیطرح (محاط) ہے +

گفت سائل چوں بماند ایں خاکداں　　درمیانِ ایں محیطِ آسماں

ہمچو قندیلے معلق در ہوا　　نے بر اسفل مے رود نے بر علا

لغات - خاکدان، مٹی کی جگہ مراد زمین معلق لٹکا ہوا، اسفل سب سے نیچے کی چیز - علا، بلندی +

ترجمہ - کسی سائل نے سوال کیا کہ یہ زمین اس محیط آسمان کے درمیان کیوں کر ایک قندیل کی طرح ہوا میں لٹک رہی ہے - کہ نہ نیچے گرتی ہے نہ اوپر جاتی ہے +

آں حکیمش گفت کز جذبِ سما　　　از جہاتِ شش بماند اندر ہوا

لغات - جذب، کشش، اپنی طرف کھینچنا - سما، آسمان - جہات، جہت کی جمع طرفین - سمتیں +

ترجمہ - اس فلسفی نے جواب دیا کہ چونکہ آسمان زمین کو چھ طرفوں سے کھینچ رہا ہے - اس لئے وہ ہوا میں (لٹکی) رہ گئی +

چوں ز مقناطیس قبہ ریختہ　　　در میاں ماند آہنے آویختہ

لغات - مقناطیس میم اور طا کے کسرہ سے ایک پتھر کا نام ہے - جو لوہے کو اپنی طرف جذب کرتا ہے - قبہ، گنبد - ریختہ ڈھلا ہوا - بنایا ہوا +

ترجمہ - جیسے ایک قبہ مقناطیس سے ڈھلا ہوا (ہو اس کے) وسط میں ایک لوہے کا گولا (رکھیں جو ہر طرف سے مقناطیس کی کشش کرنے کے سبب سے) لٹکتا رہ جائے +

مطلب - حکماء آسمان کو انڈے کی طرح ہر طرف سے بند سمجھتے ہیں - اور زمین کو اس کے اندر کے خلا میں معلق مانتے ہیں - کسی نے سوال کیا - کہ زمین اس کے اندر معلق کیوں ہے - ایک طرف کیوں نہیں گر پڑتی - حکیم نے جواب دیا - آسمان زمین کو ہر طرف سے اپنی جانب کھینچتا ہے - چونکہ سب سمتوں کی کشش مساوی ہے - اس لئے زمین خلائے آسمان کے وسط میں قائم ہے - ہاں اگر ایک سمت کی کشش دوسری سمت کی کشش سے قوی ہوتی تو ممکن تھا کہ زمین اسی طرف مائل ہو جاتی - ولیس کذالک - حکیم اس بات کو مقناطیس کے فرضی گنبد کی مثال سے واضح کرتا ہے - مقناطیس طبعاً لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے لہٰذا جب مقناطیس کے ایک گول اور ہر طرف بند برج کے اندر لوہے کا گولا ہو تو ظاہر ہے کہ وہ وسط میں معلق رہے گا - یہی مثال زمین کی ہے - واضح ہو کہ آسمان کی یہ ہیئت اور زمین کا اس طرح اس کے وسط میں قیام یونان کے حکمائے قدیم کی تحقیقات کے مطابق ہے - اور حکمائے اسلام نے بھی اپنی معلومات کی بنا ان ہی تحقیقات پر رکھی ہے - لیکن آج کل حکمائے فرنگ کی تحقیقات جن کے فلسفہ جدیدہ کے حیرت انگیز انکشافات سے دنیا میں چکا چوند کا عالم ہو رہا ہے جداگانہ ہے اور انہوں نے آسمان کے وجود اور موجودات زیر فلک شمس و قمر اور زمین وغیرہ اور ان کے حرکت و سکون کے متعلق بہت سی نئی باتیں دریافت کی ہیں - اور ان کو نہایت قوی دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے - جن سے پہلی تحقیقات بالکل غلط معلوم ہوتی ہیں +

یہاں ایک نکتے کی بات قابل اظہار ہے - جس کو یاد رکھنا ازبس ضروری ہے - وہ یہ کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں وجود فلک، قیام ارض، سیر کواکب، نزول مطر، ہبوب ہوا وغیرہ کا ذکر آیا ہے - وہ موجودات عالم کی تحقیق احوال کے طور پر نہیں آیا - جو حکمت و فلسفہ کا منصب ہے - بلکہ بطور تنظیر و تمثیل آیا ہے - جس سے لوگوں کو توحید حق تعالٰے اور تذکیر بآلاء اللہ اور خوف و خشیت حق وغیرہ امور دینیہ کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے - اور نظائر و امثلہ کا ایراد ان ہی

خیالات و محاورات کے پیرائے میں کیا جاتا ہے جو عند العوام مشہور و مالوف ہوں۔ قطع نظر اس سے کہ وہ فی نفسہٖ غلط ہیں یا صحیح۔ اور بلا لحاظ اس کے کہ وہ فلسفہ صحیحہ کے مطابق ہیں یا مخالف۔ کیونکہ شریعت کا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ ایسے الفاظ میں جن کو لوگ سمجھتے ہوں اور ایسے خیالات کے ذریعے سے جن سے لوگوں کے دماغ آشنا ہوں۔ ان کو توحید باری تعالیٰ، عقیدہ حشر و نشر، تہذیب نفس اور پابندی اعمال صالحہ کی طرف راغب کیا جائے۔ شریعت کے ذمہ یہ بات نہیں ہے۔ کہ موجوداتِ عالم کے حالات نفس الامری سے بھی لوگوں کو آگاہ کرے۔ کیونکہ ان مسائل سے کوئی ہدایت اور نجات آخرت وابستہ نہیں۔ بلکہ اس سے اور ہی فضول جھگڑے چھڑ جاتے ہیں۔ جن کا دین و مذہب سے کوئی دور کا تعلق بھی نہیں۔ بت پرستوں کو توحید پر مائل کرنا اور یہود و نصاریٰ کو ادیان منسوخہ سے باز رکھ کر دین محمدی کی دعوت دینا کیا کوئی تھوڑی مہم ہے۔ کہ خواہ مخواہ زمین و آسمان کے بکھیڑے چھیڑ کر نئے نئے اور بالکل لغو و بیہودہ تنازعات کا میدان قائم کیا جاتا۔ سنا ہے کہ ہندوستان کے عہد قدیم میں جبکہ زمین کی سطح و مفروش ہونے کا خیال عام تھا۔ ایک شخص نے اپنے استدلال عقلیہ سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ زمین گول ہے۔ پس پھر کیا تھا۔ لوگوں میں اس کے خلاف ایک طوفان عظیم برپا ہو گیا۔ خواص و عوام اس کی تذلیل و تحقیر پر آمادہ ہو گئے۔ حکومت وقت نے اس کو زنجیر سیاست میں جکڑ لیا۔ مگر وہ بھی اپنی بات کا ایسا دھنی اور اپنے ضمیر کا ایسا پکا تھا۔ کہ اس کے بند بند تیغ سے کاٹے گئے۔ اور باربار کہا گیا کہ اب بھی اپنے خیال سے باز آ۔ مگر اس نے اپنے قول سے پھرنا گوارا نہ کیا اور جان دے دی +

پس قرآن مجید میں جہاں کہیں فلک و ارض اور شمس و قمر، نجوم و کواکب کا ذکر آیا ہے۔ اور ان کے احوال کے متعلق جو اشارات کئے گئے ہیں ان میں مسلمات عوام کا پہلو ملحوظ ہے۔ کیونکہ وہ تحقیقات نہیں ہیں۔ بلکہ تمثیلات ہیں۔ اور اس کی پروا نہیں کہ وہ مسلمات حکمائے قدیم کے خیالات کے مطابق ہیں۔ یا فلسفہ جدید کے یا ان دونوں کے خلاف کوئی اور نئی تحقیق ہے۔ نہ یہ واجب ہے کہ اگر تحقیقات جدیدہ سے کوئی ایسا نیا انکشاف حاصل ہو۔ جو ان مسلمات سے زائد اور جداگانہ ہے تو اس کو تسلیم نہ کیا جائے۔ بشرطیکہ اس کے ماننے سے اسلامی عقائد و اعمال میں کوئی نقص وارد نہ ہوتا ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں ومن سیرتہم ان لا یشتغلوا بما لا یتعلق بتہذیب النفس وسیاسۃ الامۃ کبیان اسباب حوادث الجو من المطر والکسوف والھالۃ وعجائبات النبات والحیوان ومقادیر سیر الشمس والقمر واسباب الحوادث الیومیۃ وقصص الانبیاء والملوک والبلدان ونحوھا الا کلمات یسیرۃ الفھا اسماعھم وقبلھا عقولھم یؤتی بھا فی التذکیر بآلاء اللہ والتذکیر بایام اللہ علی سبیل الاستطراد بکلام اجمالی یسامح فی مثلہ بایراد الاستعارات و بالمجازات ولھذا الاصل لما سالوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن لمیۃ نقصان القمر وزیادتہ اعرض اللہ عن ذلک الی بیان فوائد الشھور فقال یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج وتری کثیرا من الناس فسد ذوقہم بسبب الالفۃ بھذہ الفنون او غیرھا من الاسباب فحملوا کلام الرسل علی غیر محملہ واللہ اعلم اور انبیاء کی سیرت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ وہ ایسے مسائل و مبحث میں مشغول نہیں ہوتے جو تہذیب نفس و ریاست امت سے متعلق نہ ہوں۔ جیسے بارش، گہن، ہالہ وغیرہ حوادث جو کے اسباب کا بیان، نباتات و حیوانات کے عجائبات کی تحقیق، سورج اور چاند کی رفتار کے اندازے۔ حوادث یومیہ کے اسباب۔ انبیاء و سلاطین اور شہروں کے حالات وغیرہ۔ ہاں کہیں کہیں مجمل کلمات جن سے لوگوں کے کان آشنا ہوں اور ان کی عقلیں ان کو تسلیم کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف کرنے اور اقوام ماضیہ کے حالات سے عبرت دلانے کے لئے تبعاً اور عرضاً بطور اختصار ان کے استعمال میں آجاتے ہیں۔ جیسے کہ استعارات و مجازات کا استعمال

روا رکھا جاتا ہے۔ اسی اصول پر مبنی ہے یہ بات کہ جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چاند کے گھٹنے بڑھنے کی وجہ دریافت کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو چھوڑ کر مہینوں کے فوائد کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ فرمایا "لوگ تم سے ہلالوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تم بتا دو کہ یہ اوقات ہیں (لوگوں کے لئے اور حج کے لئے) اسی نظریں بہت سے لوگوں کو دیکھتے ہیں جن کا مذاق ان فنون وغیرہ اسباب کے ساتھ دلچسپی رکھنے کے سبب سے بگڑا ہوا ہے۔ اس لئے وہ پیغمبروں کے کلام کو معانی غیر مراد پر حمل کیا کرتے ہیں واللہ اعلم۔

آں دگر گفت آسمانِ باصفا ۔۔۔ کے کشد در خود زمینِ تیرہ را

لغات ۔ باصفا۔ صاف وشفاف۔ تیرہ، تاریک، غبار آلود، گدلا۔

ترجمہ ۔ دوسرے شخص نے اعتراض کیا بھلا پاک وصاف آسمان تاریک زمین کو اپنی طرف کیوں کھینچنے لگا (جب کہ ان میں تناسب نہیں)۔

بلکہ دفعش مے کند از شش جہات ۔۔۔ تا بماند درمیانِ عاصفات

لغات دفع ۔ دور کرنا، دھکیلنا۔ شش جہات، چھ طرفیں۔ یعنے اوپر نیچے، آگے پیچھے، دائیں بائیں۔ عاصفات جمع عاصفۃ کی۔ تند وتیز ہوائیں جو چیزوں کو اٹھا اٹھا کر دے ماریں۔

ترجمہ ۔ بلکہ (یہ سبب ہوگا ۔ کہ آسمان) اس کو چھ طرفوں سے دفع کرتا ہے۔ اس لئے (زمین) تند ہواؤں (کی سی مدافع قوتوں) کے درمیان (لٹکتی) رہ گئی۔

مطلب ۔ اوپر جو کہا تھا کہ نفرت فرعون تو میدان از حکیم یعنے فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متنفر ہونا اس بات پر مبنی ہے۔ کہ پہلے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے نفرت ہے یہ حکایت اس کی تمثیل ہے۔ وجہ تمثیل یہ کہ جس طرح زمین کے جو فلک میں معلق رہنے سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آسمان ہر طرف سے جذب کرتا ہے۔ مگر ممکن ہے۔ کہ وہ ہر طرف سے اس کو دفع کرتا ہو۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے باہم تفرقہ کے متعلق یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید موسیٰ علیہ السلام اس کو اپنی طرف بلاتے ہیں اور وہ نہیں آتا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہی اس کو رد ودفع کر رہے ہیں۔ حاصل یہ کہ اہل کمال اہل ضلال کو باطناً اپنی معیت وقرب سے دفع کرتے ہیں۔ اور یہی سبب ہوتا ہے ان کے حرمان کا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

پس ز دفعِ خاطرِ اہلِ کمال ۔۔۔ جانِ فرعوناں بماند اندر ضلال

لغات، خاطر، قلب۔ فرعوناں، فرعونی اوصاف والے تمام اشقیا مراد ہیں۔ ضلال، گمراہی۔

ترجمہ ۔ پس چونکہ اہل کمال کا قلب خود (فرعون جیسے) اشقیا کو دفع کر رہا ہے۔ اس لئے ان کی روح گمراہی میں پڑی رہی۔

پس ز دفعِ ایں جہان وآں جہاں ۔۔۔ ماندہ اند ایں بے رہاں بے ایں وآں

ترجمہ ۔ پس یہ گمراہ لوگ دنیا ودین دونوں طرف سے دھتکارے جانے کے سبب سے (دھوبی کے کتے بن گئے)

نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے - بقول کسے ع نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے ہوئے +

سرکشی از بندگانِ ذُوالجلال — زانکہ دارند از وجودِ تو ملال

ترجمہ (اے گمراہ) تو اس لئے بندگانِ خدا سے سرکشی کرتا ہے - کہ ان کو تیرے وجود سے ملال ہے +

کہربا دارند چوں پیدا کنند — کاہِ ہستیِ ترا شیدا کنند

لغات، کہربا، کاہ ربا یعنے تنکے کو کھینچ لانے والا - ایک مہرہ ہوتا ہے جو تنکے کو جذب کرتا ہے، کاہ تنکا +

ترجمہ - ان کے پاس (جذبہ دل کا) کہربا ہے - جب اسے ظاہر کرتے ہیں - تو تیری ہستی کے تنکے کو شیدا کرتے ہیں :- صائب رح ؎

از عناں گیریِ خاشاک چہ پروا دارد — سیل را چوں کشش بحر عناں گیر شود

کہربائے خویش چوں پنہاں کنند — زود تسلیمِ ترا طغیاں کنند

لغات تسلیم، مان لینا، سر اطاعت خم کر دینا - طغیان، سرکشی، انکار +

ترجمہ - جب وہ اپنے (اس جذبے کے) کہربا کو چھپا لیتے ہیں - تو فوراً تیری اطاعت کو (مبدل بہ) سرکشی کر دیتے ہیں +

مطلب - ان کو تم میں صلاحیت و قابلیت نظر نہیں آتی - اس لئے تمہاری توجہات کو اپنی طرف مائل نہیں کرتے بلکہ انکار و سرکشی میں بھٹکتا رہنے دیتے ہیں - صائب رح ؎

کہربا نتواند از دیوار جذب کاہ کرد — جذبۂ توفیق را با تن پرستاں کار نیست

سب سے بڑی بات یہ ہے - کہ یہ جذب اور اس کی تاثیر موقوف ہے - اذن الٰہی پر - اگر اذن الٰہی نہ ہو تو اول تو کشش ہی نہیں ہوتی - اور اگر احیاناً کسی وجہ سے ہو بھی - تو تاثیر نہیں ہوتی - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ یعنے تم جس کو چاہو خدا کی مشیت کے بغیر) ہدایت نہیں دے سکتے - اور دوسری جگہ فرمایا - فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ○ یعنے پس تمہارا کیا حال ہے کہ منافقوں کے بارے میں دو فریق ہو رہے ہو - حالانکہ اللہ نے ان کے کرتوتوں کی سزا میں ان (کی عقلوں) کو اوندھا کر دیا ہے - کیا تم چاہتے ہو کہ جس کو خدا نے گمراہ کر دیا اس کو راہ راست پر لے آؤ - اور جس کو اللہ گمراہ کرے - ممکن نہیں کہ تم میں سے کوئی اُس کے لئے راستہ نکال سکے (النساء ع ۱۲) +

حافظ رح ؎ مددے گر بچراغے نکند آتش طور — چارۂ تیرہ شب وادیِ ایمن چکنم

آنچناں کہ مرتبۂ حیوانی است — کو اسیر و سغبۂ انسانی است

مرتبۂ انساں بدستِ اولیا — سغبہ چوں حیواں شناسش اے کیا

لغات۔ مرتبہ، حالات نوعیہ۔ کیا دانا۔ سخیہ بفتح سین فوقانیہ، مطیع، مغلوب +

ترجمہ۔ جس طرح حیوانات کا حال ہے۔ کہ وہ انسان کے تابع و مسخر ہیں۔ (اسی طرح) اے دانا آدمی! (جماعت) انسان کو اولیاء اللہ کے ہاتھ میں مسخر سمجھو۔ جس طرح حیوان (انسان کے ہاتھ میں) ہیں

مطلب۔ اللہ فرماتا ہے وَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا وَ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الْفُلْکِ وَ الْاَنْعَامِ مَا تَرْکَبُوْنَ ۙ لِتَسْتَوٗا عَلٰی ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْکُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّکُمْ اِذَا اسْتَوَیْتُمْ عَلَیْهِ وَ تَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ یعنے اور جس نے ہر قسم کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے ہیں۔ جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ کہ تم ان کی پشت پر بیٹھ جاؤ۔ پھر جب ان پر بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کا احسان یاد کرو۔ اور شکر ادا کرو کہ پاک ہے وہ جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا ہے۔ اور نہ تھے کہ ان کو قابو میں کر لیتے + (زخرف ع ۱)

پھر اس طرح تسخیر و اطاعت کا سلسلہ انسانی طبقات میں بھی جاری فرمایا۔ چنانچہ اولیاء اللہ کی جماعت کے ہاتھ میں سب کی زمام اختیار ہوتی ہے۔ اور باقی سب لوگ ان کے مطیع و منقاد ہوتے ہیں۔ صائب رح ؎

بود ملک جہاں زیر نگیں اقبالمندی را   کہ چترش مہر خاموشی و تنہائی علم باشد

بندۂ خود خواند احمد در رشاد   جملہ عالم را بخواں قل یا عباد

لغات۔ رشاد۔ راء کے فتحہ سے۔ ہدایت پانا، مراد قرآن مجید + ترکیب خواند فعل احمد فاعل جملہ عالم مفعول بہ در رشاد متعلق۔ بخواں الخ الگ جملہ ہے +

ترجمہ۔ (دلیل اس کی یہ ہے۔ کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید (کی ایک آیت) کی رو سے تمام عالم کو اپنا بندہ کہا ہے (چنانچہ آیہ) قُلْ یٰعِبَادِیَ پڑھ کر دیکھ لو +

مطلب۔ سورۂ زمر کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ یعنے اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مخلوق کو کہو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفسوں پر اسراف کیا۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بیشک اللہ تمام گناہوں کو بخشد یتا ہے" کلید مثنوی میں لکھا ہے یہ تفسیر باعتبار معنے تسخیر کے گو مستحیل نہیں۔ مگر مستبعد ہے۔ لیکن مدعائے مقصود اس پر موقوف نہیں اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور وَاَرْسَلْنٰکَ کَآفَّةً لِّلنَّاسِ اس کے اثبات کے لئے کافی ہے۔ مولینا احمد حسن رح شیخ محمد رضا رح سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام لوگوں کو اپنا بندہ کہنا اس اعتبار سے ہے۔ کہ تمام عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شیفتہ اور مطیع و منقاد ہے۔ پس آپ تمام عالم کے مالک ہیں۔ اس لئے مجازاً اہل عالم کو بندہ کہدیا قُلْ یٰعِبَادِیَ میں یٰعِبَادِیَ کے متعلق ارباب تفسیر کا اتفاق ہے۔ کہ یہ اللہ تعالے کا قول ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بیان کرنے پر مامور ہیں۔ اس لئے یٰعِبَادِیَ کی ضمیر متکلم کا مرجع حق تعالے ہے۔ مگر مولینا رح کی مراد یہ ہے۔ کہ چونکہ تمام عالم مرتبہ استفاضہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معنوی رقبیت و عبودیت کا تعلق رکھتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذوات ممکنات پر غلبہ ظاہر کرنے کے لئے قُلْ کے ساتھ حکم کیا۔ کہ تمام بندوں کو اپنے ساتھ اضافت کر کے کہو یٰعِبَادِیَ پس اس قول کے اعتبار سے یا عبادی محکی نہ ہوگا۔ بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بن جائیگا

جس کو کہنے کا اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا ہے۔ مگر ارباب تفسیر میں سے کسی نے بھی یہ پہلو اختیار نہیں کیا واللہ اعلم +

عقل تو ہمچوں شتربان تو شتر — میکشاند ہر طرف در حکم مُر

لغات۔ کشاندن، کھینچنا۔ میکشاند اس سے فعل حال ہے۔ مُر بضم میم تلخ ناگوار، سخت +

ترجمہ (دوسری مثال) تمہاری عقل گویا شتربان ہے۔ اور تم (اس کی پیروی میں) اونٹ ہو۔ وہ (عقل) تم کو اپنے قوی حکم میں ہر طرف لئے پھرتی ہے +

عقل عقلند اولیا و عقلہا — بر مثال اشتراں تا انتہا

ترکیب۔ اولیا مبتداء۔ عقل عقل خبر اند رابطہ جملہ۔ پھر عقلہا مبتداء دوسرا مصرعہ اسکی خبر یہ الگ جملہ ہے +

ترجمہ۔ (اسی طرح) اولیاء اللہ عقل العقول ہیں (کہ عقول کی رہبری کرتے ہیں اور بقیہ) عقول اول سے آخر تک اونٹوں کے مانند ہیں (کہ ان کی تابع ہیں)۔ سعدیؒ

دلے نماند کہ از دست او نرفت از دست — سرے نماند کہ با او نہ پخت سودائے

حافظؒ — بر آستان تو غوغائی عاشقاں چہ عجب — کہ ہر کجا شکرستان بود مگس باشد

جامیؒ — زمیناں کہ ترا دوست گرفتند محباں — ترسم کہ ازیں پس بخدائیت پرستند

اندر ایشاں بنگر آخر ز اعتبار — یک قلاوز است و جان صد ہزار

لغات، اعتبار، عبرت حاصل کرنا۔ سبق حاصل کرنا۔ کوئی نکتہ اخذ کرنا۔ قلاوز، رہبر۔ پیشوا۔ صد ہزار، لاکھ +

ترجمہ ان (حضرات) کی حالت میں ذرا نظر عبرت گیر سے غور کرو کہ (ان میں سے ہر بزرگ) ایک رہبر (ہوتا ہے) اور لاکھوں کی جانیں اس کی پیرو ہوتی ہیں۔ حافظؒ ؎

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود — سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

چہ قلاوز و چہ اشتربان بیاب — دیدۂ کاں دیدہ بیند آفتاب

ترکیب بیاب، فعل امر یافتن سے دیدہ مبین کاں دیدہ الخ بیان مل کر اس کا مفعول بہ ہوا +

ترجمہ۔ بدرقہ اور سارباں (کی مثالیں) کیا چیز ہیں (جن سے اولیا کی عظمت معلوم ہو سکے) تم وہ بصیرت حاصل کرو جس سے آفتاب (یعنے انسان کامل) نظر آسکے :۔ صائبؒ

بدل پاک نظر کن نہ بدستار سفید — سطح بیں را نظر از بحر گہر بر زبر است

نک جہاں در شب بماندہ میخ دوز — منتظر موقوف خورشید است و روز

لغات، نک مخفف اینک۔ میخ دوز، ساکن۔ بیکار، معطل +

ترجمہ۔ یہ جہان تو (اولیاء کے بغیر) شب تاریک (یعنے گمراہی) میں میخ دوز ہو رہا ہے۔ اور (روشنی حاصل کرنے کے لئے) سورج کے طلوع کا اور دن کا منتظر اور (اس پر) موقوف ہے +

مطلب - جس طرح جہان رات کے وقت معطل و بیکار ہو جاتا ہے۔ اور اپنے کاروبار موقوف شدہ کے سرانجام دینے کے لئے طلوع آفتاب کا منتظر ہوتا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص اولیاء اللہ کے افاضے اور ان کے توسل کے بغیر راہ ہدایت نہیں پا سکتا اور فائز بمرام نہیں ہو سکتا۔ حافظ رح

درونہا تیرہ شد باشد کہ از غیب — چراغے بر کند خلوت نشینے

اینت خورشیدے نہاں در ذرّہ — شیر نر در پوستینِ برّہ

لغات۔ اینت، اینک۔ دیکھو۔ خورشیدے، میں یا بغرض تفخیم ہے۔ برّہ بکری کا بچہ +

ترجمہ۔ بہت نادر آفتاب (یعنے انسان کامل کی روح) ایک ذرّہ (یعنے جسم عنصری) میں پوشیدہ ہو رہا ہے۔ (یا گویا) شیر نر ایک بکری کے بچے کی پوستین میں (چھپا ہوا ہے)۔

مطلب۔ چونکہ اولیاء کرام کے ظاہری حالات چنداں شاندار اور دیدہ زیب نہیں ہوتے۔ اس لئے عوام اُن کا سراغ نہیں پا سکتے۔ کہ وہ ان کو معمولی لوگوں کا ہم مرتبہ سمجھ کر ان کی طرف چنداں اعتنا نہیں کرتے۔ سعدی رح

بسر وقت شاں خلق کے رہ برند — کہ چوں آب حیواں بظلمت دراند

چو بیت المقدس دروں پر ز تاب — رہا کردہ دیوار بیروں خراب

اینت دریائے نہاں در زیرِ کاہ — پا براں کہ میں منہ با اشتباہ

ترجمہ (یا گویا) وہ ایک مخفی دریا ہے۔ جو گھانس کے نیچے (جاری) ہے۔ دیکھو خبردار دھوکے میں آکر (حقارت سے) اس پر پاؤں نہ رکھ دینا ڈوب جاؤ گے +۔ صائب رح

دلیر بر صف افتادگانِ عشق متاز — کہ جائے گرد ازیں خاک مردمی خیزد

اشتباہے و گمانے در دروں — رحمتِ حق ست بہر رہنموں

لغات، اشتباہ، شبہ کرنا۔ گمان، ظن یہاں حسن ظن مراد ہے۔ رہنموں، رہنمائی +

ترجمہ (اپنے) دل میں (فقیر و کہن جامہ لوگوں پر یہ) شبہ اور ظن رکھنا (کہ شاید خدا رسیدہ ہوں) رہنمائی کے لئے اللہ کی رحمت ہے (جو کبھی ہدایت پانے کا ذریعہ بن جاتا ہے) سعدی رح

نہ جملہ خور در ہولئے یکے — مراعات صد کن برائے یکے

ہر پیمبر فرد آمد در جہاں — فرد بود و صد جہانش در نہاں

ترجمہ (چنانچہ) ہر پیغمبر دنیا میں تنہا آئے (مگر باوجودیکہ ظاہر میں وہ) تنہا ہوتے تھے۔ ان کے باطن میں سیکڑوں عالم مخفی ہوتے تھے +

مطلب۔ کاملین بظاہر عالم صغیر اور باطن میں عالم باطن کبیر ہوتے ہیں۔ وہ کہ بظاہر ایک مختصر مجموعہ ہوتے ہیں مگر انکے باطن میں عوالم کثیرہ بستے ہیں +

عالمِ کبرٰے بقدرت سحرہ کرد — کرد خود را در کہیں نقشے نورد

لغات - سخرہ، سین کے ضمہ سے بیگار، خادم بے مزد - مراد مطیع و مسخر - کہیں چھوٹا، نورد، ملفوف لپیٹا ہوا +
ترکیب - پہلے مصرعہ میں کرد کا فاعل ضمیر ہے - جو پیغمبر کی طرف راجع ہے - عالم کبرے اس کا مفعول بہ ہے ایک شارح نے عالم کبرے کو کرد کا فاعل قرار دیا ہے - مگر یہ غلط ہے - اور اس سے ایک مہمل تاویل کرنی پڑتی ہے +
ترجمہ - انہوں نے عالم کبرے کو اپنی (خدا داد) قوت سے مسخر کر لیا ہے (کہ تمام مخلوق نزول برکات میں ان کی محتاج تھی مگر) ظاہر میں اپنے آپ کو ایک ادنے درجہ کی صورت میں پنہاں کر رکھا ہے +
مطلب - عالم دو ہیں ایک عالم صغری جس سے مراد انسان ہے - دوسرا عالم کبرے جو زمین سے یا ہر عرش تک ہے - اور اس عالم کو انسان کبیر بھی کہتے ہیں - کیوں کہ اس میں ظہور حقائق بتفصیل ہے - اور انسان میں باجمال پس انسان کامل اگرچہ صورۃً عالم صغیر ہے - اور اس نے اپنے آپ کو ادنے صورت کے لباس میں مخفی کر رکھا ہے - مگر معنےً وہ عالم کبیر ہے - اور اس نے اپنی قدرت سے اس عالم کبرے کو مسخر کر رکھا ہے - چنانچہ دفتر چہارم میں آئے گا - کہ ؎

پس بصورت عالم صغرے توئی ۔۔۔ پس بمعنے عالم کبرے توئی

مولانا رح ایک اور جگہ فرماتے ہیں :- ؎

بحر علمے در نمی پیدا شدہ ۔۔۔ در سہ گز تن عالمے پنہاں شدہ
اے غلامت عقل و تدبیرات و ہوش ۔۔۔ چون چنینی خویش را ارزاں فروش

حضرت نظامی گنجوی رح فرماتے ہیں :- ؎

تو آں نوری کہ چرخت طشت شمع است ۔۔۔ نمودار دو عالم در تو جمع است
دل عالم توئی خود را مبیں خرد ۔۔۔ بایں ہمت تواں گو از فلک برد

ابلہانش فرد دیدند و ضعیف ۔۔۔ کے ضعیف ست آنکہ با شہ شد حریف

لغات - فرد، تنہا، اکیلا، بے یار و مددگار - حریف، مقابل - شریک مجلس، رفیق - مقرب +
ترجمہ - بے وقوف لوگوں نے ان کو تنہا اور ضعیف سمجھا (لیکن ایسا شخص) کب ضعیف (ہو سکتا) ہے جو بادشاہ (حقیقی) کا مقرب ہو :- سعدی رح ؎

کسے را کہ نزدیک ظنت بد اوست ۔۔۔ چہ دانی کہ صاحب ولایت خود اوست
در معرفت بر کسانے است باز ۔۔۔ کہ درہاست بر روئے ایشاں فراز
بسا تلخ عیشان تلخی چشاں ۔۔۔ کہ آیند در حلہ دامن کشاں

ابلہاں گفتند مردے بیش نیست ۔۔۔ وائے آنکو عاقبت اندیش نیست

لغات - مردے بیش نیست، ایک مرد سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا - عاقبت اندیش، انجام کو سوچنے والا - آخرت کی فکر کرنے والا +
ترجمہ - بے وقوف لوگوں نے کہا - ایک آدمی ہے - بس اس سے زیادہ نہیں - افسوس ہے اس پر جو عاقبت اندیش نہیں ہے +

مطلب - پہلے مصرعہ میں اس آیت کے مضمون کی طرف اشارہ ہے کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ○ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ○ (قوم) ثمود نے (بھی) ڈر سنانے والوں (یعنے پیغمبروں کو جھٹلایا)- اور کہا کیا ہم ایسے شخص کی پیروی کریں کہ وہ بھی ہم میں کا ایک بشر ہے - ایسا کریں تو ہم گمراہی اور جہنم میں پڑیں (قمر ع) دوسرے مصرعہ میں قوم ثمود کے حق میں اللہ تعالےٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے. سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ○ عنقریب ان کو کل پرسوں میں معلوم ہو جائیگا کہ کون جھوٹا اور شیخی مارنے والا ہے (قمر ع)+

عاقبت دیدن بود از کاملی — دُور بودن ہر نفس از جاہلی

لغات - عاقبت انجام - مآل - آخرت - قیامت - کاملی اور جاہلی میں یائے مصدری شامل ہے +

ترکیب - عاقبت دیدن معطوف علیہ اور دوسرا مصرعہ معطوف مل کر اسم ہوا اور کاملی اس کی خبر+

ترجمہ - مآل پر نظر رکھنا اور ہر لحظہ جاہلیت سے دور رہنا کامل ہونے کی دلیل ہے ؎

غافل مشو ز عاقبت کار خود غنی — دل نہ بخواب مرگ کہ دنیا فسانہ ایست

نکشد سر بگریبان خجالت صائب — ہر کہ امروز در اندیشۂ فردا باشد

بشنو اکنوں قصۂ صالح رواں — بگذر از صورت طلب کُن معنے آں

لغات - صالح، ایک پیغمبر کا نام ہے - جو قوم ثمود کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ مدت تک انکو ہدایت فرماتے رہے - اور ان کی خواہش سے یہ معجزہ بھی دکھایا - کہ ایک پتھر سے بحکم خدا ایک اونٹنی پیدا ہو گئی - مگر وہ لوگ پھر بھی راہ راست پر نہ آئے - بلکہ غضب یہ کیا - کہ اس خدائی ناقہ کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں - اس ضد پر کہ وہ تالاب کا سارا پانی پی جاتی ہے اور ہمارے مویشی کے لئے نہیں چھوڑتی - آخر وہ لوگ زلزلہ کے عذاب سے ہلاک ہوئے - رواں، جاری - مشہور - صورت - ظاہری حیثیت - لفظی پہلو - معنی کی یا وزن شعر میں گر جاتی ہے

ترجمہ - (اس کے ثبوت میں) اب تم حضرت صالح علیہ السلام کا مشہور قصہ سن لو (اور اس کو سننے کا یہ نتیجہ ہونا چاہیئے کہ) تم صورت کو چھوڑ کر اس کے معنے طلب کرو:- حافظ رح ؎

صورت مرداں چہ خواہی سیرت مرداں گزیں — مرد عاشق پیشہ را با صورت ایواں چہ کار

رہ بمعنے نبرد ہر کہ ز صورت صائب — ہمچو آئینہ تہیدست ز بازار شود

زانکہ صورت بیں نہ بیند عاقبت — عاقبت بینی بیابی عافیت

ترجمہ - کیوں کہ ظاہر پرست انجام کو نہیں دیکھتا - اگر تم انجام کو دیکھو تو سلامتی پاؤ - صائب رح

بہشت در قدم مرد عاقبت بین ست — کسے کہ رو بقضا سے رود قضا نخورد

حقیر دیدن خصمان صالح ناقہ را چوں حق تعالیٰ خواہد لشکرے

حضرت صالح علیہ السلام کے دشمنوں کا ناقہ کو حقیر سمجھنا - جب خداوند تعالیٰ کسی فوج

را ہلاک گرداند۔ در نظر ایشاں خصماں را حقیر نماید

کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ تو اُس کی نظر میں دشمنوں کو حقیر ظاہر کرتا ہے بمقولۂ اس آیت کے کہ

وَیُقَلِّلُکُمْ فِیْ اَعْیُنِہِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰہُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا ○

اور وہ تم کو اُن کی نظر میں کم دکھاتا تھا تاکہ اللہ اس کام کو سرانجام دے جو کرنا چاہتا ہے۔

مطلب۔ آیت مندرجہ عنوان سورۂ انفال کے رکوع ۵ میں درج ہے۔ جس میں غزوہ بدر کا ذکر ہے۔ پوری آیت یوں ہے وَاِذْ یُرِیْکُمُوْھُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِکُمْ قَلِیْلًا وَّ یُقَلِّلُکُمْ فِیْٓ اَعْیُنِہِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰہُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا ○ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کو یہ منظور تھا۔ کہ اہل اسلام کے ہاتھ سے مشرکین کی طاقت پر ایک ضرب شدید لگے۔ تاکہ اسلام کے راستے سے رکاوٹ دُور ہو جائے۔ اور دین اسلام پھیلنے لگے۔ اس لئے اُن سے اپنی قدرت سے مسلمانوں کی نظر میں مشرکین کی ایک ہزار کی جمعیت کو قلیل دکھایا۔ تاکہ مسلمانوں کے حوصلے پست نہ ہوں۔ ادھر مسلمانوں کی جمعیت تو صرف تین سو تیرہ ہی تھی۔ اور فرشتوں کی تعداد کثیر جو شریک حرب تھی وہ کفار کی نظر سے مخفی تھی۔ اس لئے وہ لوگ مسلمانوں پر دلیر ہو رہے تھے۔ غرض قدرت حق نے دونوں فریقوں کو آمادہ جنگ رکھنے کا سامان کر دیا۔ اور دونوں فریقوں کے دلوں میں اس نتیجے تک پہنچنے کے لئے مصروف عمل رہنے کا اشتیاق ڈال دیا۔ جو تقدیر الٰہی میں لکھا جا چکا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں ودبما تقاتلت فئتان فجاءت الملائکۃ تزیّن فی قلوب ھذہ الشجاعۃ والثبات یاحادیث و خیالات یقتضیھا المقام و تلھمہم حیل الغلبۃ وتؤیّدہم فی الرمی واشباھہ وفی قلوب تلک الاضداد ھذہ الخصال لیقضی اللہ امرا کان مفعولا یعنے بسا اوقات دو فوجیں برسر پیکار ہوتی ہیں۔ تو فرشتے آکر اس فریق کے دِل میں مناسب موقع تصورات و خیالات کے ذریعہ سے شجاعت اور ثابت قدمی کا شوق ڈال دیتے ہیں۔ اور غلبے کی تدابیر سوجھاتے ہیں۔ اور تیر اندازی وغیرہ میں مدد دیتے ہیں۔ اور اس فریق کے دِل میں اس کے خلاف باتیں القا کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرنا چاہتا ہے اس کو سرانجام دے ✦

ناقۂ صالح بصورت بُد شُتر   پے بریدندش بجہل آں قوم مُر

لغات، پے بریدن اور پے کردن۔ ایڑی کے اوپر سے پاؤں کے رگ پٹھے کاٹ ڈالنا، جس سے وہ پاؤں رفتار کے قابل نہیں رہتا۔ اگرچہ زخم اچھا ہو جاتے۔ مُر، کڑوا، یہاں بدمزاج اور سنگدل مراد ہے ✦

ترجمہ۔ حضرت صالح کا ناقہ بظاہر ظاہر میں ایک معمولی) اونٹنی تھی۔ اس سنگدل قوم نے اس کے پاؤں کے پٹھے کاٹ ڈالے ✦

از برائے آب چو خصمش شدند   آب کور و نان کور ایشاں بُدند

لغات۔ خصم، دشمن۔ مخالف، آب کور، نان کور۔ احسان فراموش۔ جو محسن کے آب و نان کا حق نہ پہچانے۔ آب و نان کو بحالت وقف بطور اضافت مقلوب پڑھنا چاہیئے۔ بعض شارحین نے اس کے معنے گرسنہ چشم و بخیل کے لکھے ہیں۔ اور

کئی شارحین بھی اس معنے کے مؤید ہیں +

ترجمہ - وہ لوگ جو (ایک قدرتی) پانی کے واسطے اس کے دشمن ہو گئے تو وہ احسان فراموش و کافر نعمت تھے

مطلب - اگر آپ کور و نان کور کے معنے احسان فراموش کئے جائیں - تو مطلب یوں ہوگا - کہ پانی ایک خداداد نعمت تھی - جس کے لئے اللہ کا شکر بجالانا ان لوگوں کے ذمے واجب تھا - اور اس کے شکر کی صورت یہ تھی کہ اس پانی سے ہر تشنہ کام کو سیراب ہونے دیتے - کیوں کہ نعمت اللہ کے شکر کی بہترین صورت یہ ہوتی ہے کہ خلق خدا کو اس سے متمتع کیا جائے - سعدی رح ؎

چو مردانہ رو باشی و تیز پائے | لشکرانہ باکند پویاں بپائے
بہ پیر کہن برنہ بخشد جواں | توانا کند رحم برناتواں

مگر انہوں نے ناقہ کو پانی پینے دینے سے دریغ کیا - اور ناقہ بھی کونسا؟ اللہ کا ناقہ - لہذا وہ لوگ پرلے درجے کے ناشکر گذار اور ناسپاس ثابت ہوئے +

اگر آپ کور و نان کور کے معنے گرسنہ چشم و بخیل لئے جائیں - جیسے کہ اکابر شراح نے اختیار کیا ہے - تو مطلب یوں ہوگا - کہ وہ لوگ پانی اور کھانے کے بیحد بھوکے اور لالچی تھے - اسی لئے ناقہ کے دشمن ہو گئے کیونکہ بخیل و حریص کی عادت ہوتی ہے - کہ دوسرے لوگ جو نعمائے الٰہیہ سے بہرہ اندوز ہوں - اس کو ایک آنکھ نہیں بھاتے - کما قیل

گرد و بخیل خصم و عدو کائنات را | تاکس بہرگ او نتواند عزا گرفت

ناقۂ اللہ آب خورد از جوئے میغ | آب حق را داشتند از حق دریغ

لغات - ناقۂ اللہ، اللہ کا ناقہ، چونکہ یہ ناقہ بلا سبب ظاہری محض قدرت حق سے پیدا ہوا تھا - نیز رسالت رسول برحق کا شاہد تھا - اس لئے اس کو ناقۃ اللہ کہا گیا - جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہا جاتا ہے - جوئے، نہر - میغ، بادل، ابر - آب حق سے قدرتی پانی مراد ہے - جس کا حصول انسانی سعی و مشقت کا منت کش نہ ہو - مثلاً دریا، جھیل اور بارش کا پانی +

ترجمہ - ناقۃ اللہ بارانی نہر سے پانی پیتا تھا - (ان لوگوں نے) خدا کا پانی خدا ہی کو دینے سے دریغ کیا

مطلب - اگر وہ پانی ان لوگوں کے خود اپنے بنائے ہوئے کنوئیں یا ان کی اپنی کھودی ہوئی نہر کا ہوتا - تو گو اس سے دریغ رکھنا بھی خلاف مروت ہوتا - مگر تاہم اس میں بخل و امساک کرنا کسی حد تک قابل چشم پوشی سمجھا جاتا - لیکن وہ پانی ایسی ندی کا تھا - جو آب باران سے جاری تھی - اور اس کو اپنے لئے مخصوص کر لینے کا ان کو کوئی حق نہ تھا - اس لئے ایسے پانی سے دریغ کرنا ان کا بڑا جرم تھا - اور پھر یہ جرم اس لحاظ سے اور بھی شدت اور اہمیت اختیار کر گیا - کہ انہوں نے ناقۃ اللہ کو پانی پینے دینے سے دریغ کیا - کہاں مخلوق کا ناقہ اور کہاں خالق کا ناقہ - گویا انہوں نے بالواسطہ خاص اللہ تعالٰے کے حق میں پانی سے دریغ کیا - حالانکہ وہ پانی اسی کا عطیہ تھا جو ان لوگوں کو بلا کسی محنت و مشقت کے دیا گیا +

ناقۂ صالح چو جسم صالحاں | شد کمینے در ہلاک طالحاں

لغات - کمیں، گھات کی جگہ - طالحاں جمع طالح، بدبخت، شقی +

ترجمہ - ناقہ صالح کی مثال صلحاء کے جسم کی سی ہے جو بدبختوں کی ہلاکت کے لئے گویا کمین گاہ ہے۔
مطلب - جس طرح صالحین کے اجسام ان کی ارواح کے مرکب ہیں۔ اسی طرح اگر حضرت صالح کو بمنزلہ روح سمجھا جائے۔ تو یہ ناقہ گویا ان کا جسم تھا۔ اور جس طرح صالحین کی ظاہری شخصیت کو ضعیف و کمزور اور بے حیثیت و بے وقعت سمجھنے میں لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اور ان سے معارض و مزاحم ہو کر اس مقابلے میں تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ حافظ رح :-

دردمنداں غمش زہر ہلاہل دارند ۔۔۔ قصد ایں قوم خطر باشد وہیں تا نکنی

اسی طرح قوم ثمود نے ناقۃ اللہ کو ایک معمولی جانور سمجھنے میں کہ اس کے ایذا و قتل پر کوئی اہم نتیجہ مرتب نہ ہوگا - ایک سخت غلطی کا ارتکاب کیا - اور جس طرح خاصان حق کے بظاہر ناچیز و حقیر وجود شمردان سرکش کے لئے ہلاکت کا جال ثابت ہوتے ہیں - اسی طرح یہ ناقہ دشمنان صالح اور اعدائے دین کو واصل جہنم کرنے کے لئے ایک کمین گاہ بن گیا - خاصان حق یا ناقہ صالح کو کمین گاہ سے تشبیہ بایں لحاظ دی گئی - کہ جس طرح کمین گاہ سے اچانک حملہ کیا جاتا ہے، اور دشمن کو اس کا احتمال وگمان بھی نہیں ہوتا - اسیطرح صلحاء کا مرنجاں مرنج وجود بھی دفعۃً خدائی قہر و جلال کا مظہر بن جاتا ہے - اور اسی طرح ناقۃ اللہ بھی بغتۃً عذاب الٰہی کا موجب بن گیا +

تا براں امت ز حکم مرگ و درد ۔۔۔ نَاقَةُ اللّٰهِ وَسُقْيَاهَا چہ کرد

لغات - امت، قوم، جماعت، مرگ موت، بربادی - درد مصیبت - سُقیا پینے کا پانی +

ترجمہ - یہاں تک کہ اس قوم (ثمود) پر ناقۃ اللہ اور پانی پینے کے معاملے نے دیکھو موت اور مصیبت کا کیا واقعہ نازل کر دیا +

مطلب یہ سورہ شمس کی ایک آیت کا اقتباس ہے فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيَاهَا فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا - اس پر پیغمبر خدا صالح علیہ السلام نے ان سے کہا - کہ خدا کی اونٹنی (کو ہاتھ نہ لگانا) اور (نہ) اس کا پانی (بند کرنا) اس پر ان لوگوں نے صالح کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں - تو ان کے پروردگار نے ان کے گناہ کے بدلے ان پر ہلاکت لا نازل کی، اور سب کو پیوند زمین کر دیا +

شحنۂ قہر خدا زیشاں بجست ۔۔۔ خونبہائے اشترے شہرے درست

لغات - شحنہ، شین کے کسرہ سے کوتوال، تھانیدار - لیکن افسر شین کا فتحہ مشہور ہے - جست، تلاش کیا - طلب کیا، مانگا، مطالبہ کیا - خونبہا، خون کا عوض - دیت، وہ مال جو کسی خون کے جرم میں وصول کیا جائے اور اس کی تعداد شرع میں دس ہزار درم ہے - درست، ٹھیک، پورا، مکمل، سارے کا سارا +

ترجمہ - قہر خدا کے منتقم نے ان (مجرم) لوگوں سے ایک ناقے کے خونبہا میں پورے ایک شہر کا مطالبہ کیا -

رُوحِ صالح بر مثالِ اشتریست — نفسِ گُمرہ مرورا چُوں پے بریست

لغات ۔ روحِ صالح میں اضافت تشبیہی ہے ۔ بر بمعنے مطابق نہیں ہیں جیسے کہ بر مثال سے متبادر الی الذہن ہوتا ہے بلکہ بمعنے بالا ہے ۔ پے بر، پٹھا کاٹنے والا، پے کے معنے پٹھا اور بر مشتق ہے بریدن کا ٹنا سے ۔ نفس گمرہ مرکب توصیفی نہیں ہے بلکہ اضافی ہے +

ترجمہ ۔ روح (جو مثل صالح ؑ کے ہے ۔ وہ شتر کی مثل (ایک چیز یعنے بدن) پر (سوار ہے) اور گمراہ (آدمی) کا نفس اس کے پٹھے کاٹنے والا ہے +

مطلب ۔ حضرت صالح ؑ اور قوم ثمود کے قصے میں جو اشقیاء کا خدائی معاملات کو سرسری سمجھ لینا اور آخر خود اپنی اسی غلطی کا شکار ہو جانا مذکور ہے، اب ان واقعات کو مقبولان حق اور ان کے منکروں کے حالات پر چسپاں فرماتے ہیں کہ جس طرح موذیان ناقہ قہر الٰہی سے نیست و نابود ہو گئے ۔ اسی طرح خاصان حق کو ایذا دینے والے لوگ بھی تباہ ہو جاتے ہیں +

رُوح ہمچوں صالح و تن ناقہ ست — رُوح اندر وصل و تن در فاقہ است

ترجمہ ۔ پس (مقبولان الٰہی کی) روح تو مثل صالح کے ہوئی اور تن مثل ناقہ کے ہے، سو روح تو (ہمیشہ) وصل میں ہے (کہ اُس کو کوئی ہلاک نہیں کر سکتا) اور تن فاقہ (و غم) میں (مبتلا ہو سکتا) ہے +

مطلب ۔ روح کے وصل سے مراد اس کی سلامتی و عافیت ہے ۔ اور فاقہ سے مراد ایذائے اعدا ہے ۔ فرماتے ہیں کہ جس طرح ثمود کی عداوت تمام تر حضرت صالح ؑ کے ساتھ تھی ۔ مگر اس کا اثر صرف ناقہ پر ہوا، اور حضرت صالح بال بال بچے رہے، اسی طرح خاصان حق کو جب ان کے دشمن اذیت دیتے ہیں ۔ اس سے صرف جسم ہی متضرر اور فنا ہو سکتا ہے ۔ روح کو ہلاک کرنے پر وہ لوگ قادر نہیں ہو سکتے، اور ان کے اجسام کے متضرر و متالم ہونے میں حکمت یہ ہے ۔ کہ اشقیاء و اعدائے دین اپنے اعمال کی سزا پائیں ۔ کما سیأتی +

رُوحِ صالح قابلِ آفات نیست — زخم بر ناقہ بود بر ذات نیست

ترجمہ ۔ روح جو مثل صالح ؑ کے ہے ۔ آفتوں کا اثر قبول کرنے والی نہیں ہے (اگر کوئی آفت آئے بھی تو اس کا اثر ناقہ (یعنے جسم) پر ہو گا ۔ ذات (یعنے روح) پر نہیں ہو گا +

رُوحِ صالح قابلِ آزار نیست — نورِ یزداں سُغبہ کُفّار نیست

ترجمہ ۔ روح جو مثل صالح کے ہے، آزار کا اثر قبول کرنے والی نہیں ۔ (کیوں کہ وہ نور الٰہی ہے اور اللہ کا نور کفار سے مغلوب نہیں ہو سکتا +

مطلب يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ○ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور (اسلام کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں ۔ اور خدا تو اس کے سوا کچھ کرے گا نہیں ۔ کہ اپنے نور کو پورا کر دے اگرچہ کافروں کو بُرا لگے (توبہ ع ۵) کما قیل ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حق ازاں پیوست بابِ جسمے نہاں تاش آزارند و بینند امتحاں

ترکیب - پیوست کا مفعول ضمیر مفعولی ہے، جو روح صالح کی طرف راجع ہے، تاش میں شین ضمیر مفعول بہ ہے - بمعنے تاکہ اورا +

ترجمہ - اللہ تعالےٰ نے اس حکمت سے (اس روح صالح کو، باطنی طور پر ایک جسم کے ساتھ ملا دیا ہے کہ (منکر) لوگ اس کو دکھ دیں اور سزا پائیں +

مطلب - مقبولانِ حق کے روح و جسم کے مابین تعلق قائم ہونے میں دو حکمتیں ہیں، پہلی حکمت یہاں بیان کی ہے اور وہ یہ ہے کہ کافر لوگ ان کے جسم کو ایذا دیں، اور اپنے انکار و کفر کی سزا پائیں - کیوں کہ اگر وہ پیغمبر یا ولی روح محض ہوتا، تو اشرار و اشقیا کا شر اس پر متعدی نہ ہو سکتا - دوسری حکمت آگے بیان فرمائیں گے :-

بے خبر کازارِ ایں آزارِ اوست آبِ ایں خُم متّصل با آبِ جُوست

ترکیب، یہ شعر خبر ہے مبتداء محذوف یعنے ایشان کی - کازار الخ بیان ہے، ازیں محذوف کے مبیّن کا، اس شعر کو حال بھی قرار دے سکتے ہیں - آزارند کی ضمیر فاعلی سے جو شعر سابق میں ہے +

ترجمہ یہ لوگ اس بات سے بے خبر ہوتے ہیں - کہ اس جسم کو ایذا دینا (خاص) اسی (حق جل وعلا) کو ایذا دینا ہے - کیوں کہ اس مٹکے کا پانی اسی نہر سے ہے +

مطلب - یعنے اس خم جسم کا آب روح بھی اس دریائے وحدت میں سے ہے، پس کسی ولی اللہ کو آزار پہنچانا خود اللہ تعالےٰ کے ساتھ نبرد آزما ہونا ہے - حدیث قدسی میں ہے کہ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ یعنے جو شخص میرے کسی دوست سے بغض رکھے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں - قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا یعنے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں - ان پر دنیا اور آخرت میں خدا کی پھٹکار ہے - اور خدا نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (احزاب ع ۷) +

زاں تعلّق کرد با جسمش اِلٰہ تا کہ گردد جملہ عالم را پناہ

ترجمہ اُس (ولی اللہ) کے جسم کے تعلق میں (دوسری) حکمت یہ ہے - کہ (یہ ولی کامل) تمام عالم کے لئے باعتبار (ہدایت وارشاد کے) پناہ ہو جائے +

مطلب - ظاہر ہے - کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے جانشین رضوان اللہ علیہم اجمعین اس لحاظ سے تمام اہل عالم کے لئے بمنزلہ پناہ ہوتے ہیں، کہ وہ ان کو نیک کاموں کی ہدایت کرتے ہیں - بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں جس سے وہ لوگ جنات نعیم کے مستحق ہو جاتے ہیں، اور عذاب جحیم سے بچ جاتے ہیں - مگر یہ کام اسی صورت میں سرانجام پا سکتا ہے - کہ پیغمبر کو جس قوم کی ہدایت وارشاد کے لئے مبعوث کیا جائے، وہ اسی قوم کی جنس و نوع میں سے ہو اور اسی کے سے حالات و اطوار حیات میں مساہم و مشارک ہو - تاکہ اس کی تعلیم و

تلقین سے جمیع افراد مستفیض ہو سکیں۔ اگر وہ روح مجرد ہوتا یا فرشتہ وغیرہ کسی اور جنس سے ہوتا۔ تو نوع کے جمیع افراد اس سے فیضیاب ہو سکتے۔ نہ اس کا طرز حیات ان لوگوں کے لئے درس استنباط کا کام دے سکتا۔ اس مسئلے کے متعلق ایک مفید تقریر شرح ہذا کے حصہ اول میں وزیر یہود کی خودکشی کے ذکر کے موقع پر۔ شعر

چوں خدا اندر نیاید در عیاں نائب حق اند ایں پیغمبراں

کی شرح میں گذر چکی ہے۔ فتدبر

کس نیابد بر دل ایشاں ظفر بر صدف آید ضرر نے بر گہر

لغات۔ ظفر۔ فتح۔ قابو۔ غلبہ۔ صدف، سیپ +

ترجمہ۔ ان کے دل پر کوئی قابو نہیں پا سکتا۔ (اور جو کچھ ضرر پہنچتا ہے۔ وہ) صدف (یعنی جسم) پر ہے۔ نہ کہ گوہر (روح) پر +

ناقۂ جسم ولی را بندہ باش تا شوی با روح صالح خواجہ تاش

ترجمہ۔ (پس) تم جسم اولیاء کے جو مثل ناقہ ہے خادم بنے رہو۔ تاکہ تم کو روح کے ساتھ جو مثل صالح کے ہے ہمخواجگی کی نسبت حاصل ہو جائے +

مطلب۔ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ کہ ایک آقا کے کئی غلام آپس میں خواجہ تاش کہلاتے ہیں۔ پس مطلب یہ ہوا کہ اگر تم اس خداوند برحق کے نیک بندے بننا چاہتے ہو۔ جو اس بزرگ کی روح پاک کا آقا بھی ہے۔ تو لازم ہے۔ کہ اس کے جسم کے خادم و غلام بن جاؤ۔ جسم کے خادم و غلام بننے سے مراد یہ ہے۔ کہ روحانی قرب و مناسبت تو ایک حالت لطیفہ حاصل کرنے کے بعد ممکن ہے۔ جس کے لئے مدت تک مجاہدات و ریاضات اور اشتغال و اعمال کی ضرورت ہے۔ سردست تو ان کی صحبت ظاہری اور قرب صوری کو ہی فصل سعادت کا وسیلہ بناؤ۔ حافظ رح ۔

دولت از مرغ ہمایوں طلب و سایۂ او زانکہ با زاغ و زغن شہپر دولت نبود

صائب رح شد ز وصل غنچہ گل بو جامۂ باد سحر ورنیامیزی درین گلشن با اہل دل چرا

گفت صالح چونکہ کردید ایں حسد بعد سہ روز از خدا نقمت رسد

لغات۔ نقمت نون کسرہ سے عذاب، سزائے گناہ +

ترجمہ۔ حضرت صالح علیہ السلام نے (اپنی قوم سے) فرمایا۔ کہ جب تم نے (یہاں تک) یہ حسد کیا (کہ ایک ناقہ کا پانی پینا تک گوارا نہ ہوا۔ اور اس کو قتل کر ڈالا) تو اب خدا تعالی کی طرف سے تین روز کے بعد عذاب آنے والا ہے +

مطلب۔ اوپر قوم ثمود پر عذاب الٰہی نازل ہونے کا مجمل ذکر "ناقۃ اللہ وسقیاھا چہ کرد" میں کیا تھا اب اسکی تفصیل ہے +

بعد سہ روز دگر از جاں ستاں آفتے آید کہ دارد سہ نشاں

لغات - جانستان، جان لینے والا - مُراد خداوند تعالیٰ - آئندش میں یا تفہیم کے لئے ہے +

ترجمہ - (یعنی آج کے علاوہ) تین روز اور گذر جائیں گے - تو اُس وقت (اس) جان لینے والے (مالک) کی طرف سے ایک آگ آئے گی - جس کی نزول عذاب سے پہلے تین نشانیاں ہوں گی +

رنگِ رُوئے جملہ تاں گردد دِگر　　رنگ رنگِ مختلف اندر نظر

روزِ اوّل رُوئے تاں چوں زعفراں　　در دُوم رُو سرخ ہمچوں ارغواں

لغات - تاں، شما - ضمیر جمع مخاطب - دگر، متغیر، دگرگوں +

ترجمہ (وہ یہ ہے کہ) تم سب کے چہروں کا رنگ دیکھنے میں مختلف رنگوں سے متغیر ہو جائے گا (چنانچہ) پہلے روز تمہارے چہرے زعفران کیطرح (زرد ہو جائیں گے - (اور) دوسرے روز ارغوان کی طرح سرخ منہ ہو جائیں گے +

در سوم گردد ہمہ رُوہا سیاہ　　بعد ازاں اندر رسد قہرِ الٰہ

ترجمہ - تیسرے روز تمام چہرے سیاہ ہو جائیں گے - اس کے بعد اللہ کا (موعودہ) عذاب نازل ہو جائیگا +

گر نشاں خواہید از من زیں وعید　　کُرّہ ناقہ بسُوئے کُہ دوید

لغات، وعید، سزا یا عذاب یا ضرر یا اور کسی قسم کی ایذا کا وعدہ، یہ کلمہ ہمیشہ وعدہ شر کے لئے استعمال ہوتا ہے بخلاف وعدہ کے کہ امور خیر کے وعدہ کے لئے استعمال ہوتا ہے - کُرّہ چوپائے کا بچہ کُرہ مخفف کوہ +

ترجمہ - اگر تم مجھ سے اس وعدہ عذاب کی علامت (دریافت کرنی) چاہتے ہو - تو ابھی جا کر دیکھ لو (اس) اونٹنی کا بچہ پہاڑ کیطرف بھاگا جا رہا ہے +

گر توانید ش گرفتن چارہ ہست　　ورنہ خود مرغِ امید از دام جست

ترجمہ اگر تم اُس کو پکڑ (کر لا) سکو (اور اس کی خاطرداری اور خدمت بھی کرو) تو یہ (عذاب سے بچنے کی) ایک تدبیر ہے - ورنہ مرغ امید تو جال سے نکل ہی چکا ہے +

چوں شنیدند ایں از و جملہ بتگ　　در پئے اُشتر دویدندے چو سگ

لغات، تگ، دوڑنا - دویدندے میں یا ئے زائد ہے، لہذا یہ صیغہ فعل ماضی مطلق ہے - تمنائی نہیں +

ترجمہ - جب انہوں نے یہ بات سُنی تو سب کے سب کتّے کی طرح بھاگے بھاگے شتر بچّہ کے پیچھے گئے -

مطلب - سگ کے کلمے سے ان لوگوں کی ذلت و خباثت کے علاوہ اس بات کا اشارہ بھی مقصود ہے کہ جس طرح کتا شوقِ شکار میں شدت کی تیزی سے شکار کے پیچھے لپکتا ہے - یہ لوگ فکر نجات سے نہایت سرعت اور تیزی سے دوڑے +

کس نتانست اندراں کرہ رسید رفت و در کہسارہا شد ناپدید

لغات - نتانست، نتوانست کا مخفف ہے، کہسار، کوہستان - ناپدید، غائب - مخفی +

ترجمہ (مگر) کوئی شخص اس بچے تک نہ پہنچ سکا (وہ بچہ) پہاڑوں میں گیا اور غائب ہو گیا +

ہمچو روحِ پاک کو از ننگ تن میگریزد جانب رب المنن

لغات - ننگ، عار، نفرت، شرم، مِنَن، میم کے کسرہ اور نون کے فتحہ سے جمع منت احسانات +

ترجمہ (اس بچہ شتر کی مثال ایسی ہے) جیسے روح پاک جو جسم کی نفرت سے پروردگار (صاحب احسانات) کی طرف بھاگتی ہے - صائب رہ ع

جانِ عاشق در تنِ خاکی چساں گیرد قرار موج دریا دیدہ را بستن بساحل مشکل است

گفت دیدید ایں قضا مبرم شدہ ست صورت امید را گردن زدہ است

لغات - قضا، حکم الٰہی، فیصلہ قدرت - مبرم، قطعی، فیصل شدہ، گردن زدن - معدوم کر دینا - مار ڈالنا +

ترجمہ (حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا (اب) تم نے دیکھ لیا - کہ یہ حکم الٰہی قطعی ہو چکا ہے جس نے امید کی صورت معدوم کر دی +

کرہ ناقہ چہ باشد؟ خاطرش! کہ بجا آرید احسان و برش

لغات، خاطر، دل - طبیعت، مزاج - بِرّش، بِرّ بکسر با و رائے مشدد بمعنے احسان وسلوک نیک اور شین ضمیر غائب راجع بہ اہل اللہ اس کے ساتھ شامل ہے +

ترجمہ - بچہ ناقہ کس کی مثال ہے؟ (اس مرد کامل کی، خاطر کی - جس کو ایذا پہنچائی گئی ہو) کہ اس کے ساتھ احسان کرو اور اس کی خدمت بجا لاؤ +

مطلب - مولانا رہ سوال کرتے ہیں - کہ کرہ ناقہ سے یہاں ہماری کیا مراد ہے - پھر خود ہی جواب دیتے ہیں کہ اس سے قلب اہل اللہ مراد ہے - جس طرح ناقۃ اللہ کی آزار رسانی کا کفارہ یہ ہو سکتا تھا - کہ اس کے بچے کی خدمت کی جاتی - اسی طرح اگر اہل اللہ کے حق میں کسی سوء ادب یا ایذا رسانی کا ارتکاب ہو چکا ہے، تو اس کا تدارک یہ ہے کہ ان کی خاطر داری، دلجوئی، اور خدمت گذاری کی جائے +

گر بجا آید دلش رستید ازاں ورنہ نومید ید و ساعد ہا گزاں

لغات - دل بجا آمدن، دل کا قائم ہو جانا، طبیعت کا بحال ہونا، یا خوف یا غم یا فکر یا غصے کا دور ہو کر دل کا مطمئن ہو جانا ساعد، کلائی، ساعد گزیدن کنایہ ہے حسرت و ندامت سے - گزاں اسم حالیہ ہے +

ترجمہ (پس) اگر اس کا دل صاف ہو جائے - تو تم اس (قصور کے وبال) سے بچ گئے، ورنہ تم ناامید اور حسرت زدہ رہو گے +

چوں شنیدند آں وعید منکدر　　چشم بنہادند آں را منتظر

لغات - منکدر، تیرہ و تاریک - مراد سخت اور ہولناک چشم نہادن منتظر ہونا +

ترجمہ - جب ان لوگوں نے یہ عذاب کا ہولناک وعدہ سُنا - تو اس پر چشم انتظار لگا بیٹھے +

روز اوّل روئے خود دیدند زرد　　میزدند از ناامیدی آہ سرد

ترجمہ - پہلے روز اُنھوں نے اپنے چہرے زرد پائے - (اور) ناامیدی سے آہ سرد بھرنے لگے +

سُرخ شد روئے ہمہ روز دُوم　　نوبت اُمید و توبہ گشت گم

ترجمہ - دوسرے دن سب کے چہرے سُرخ ہوگئے (اب) امید (نجات) اور (قبولیت) توبہ کا موقع جاتا رہا +

شُد سیہ روز سُوم روئے ہمہ　　حکم صالح راست شُد بے ملحمہ

لغات، حکم، فیصلہ، قطعی خبر، ملحمہ - میم کے فتحہ سے میدان کارزار - معرکہ - مراد اختلاف +

ترجمہ - تیسرے روز سب کے منہ سیاہ پڑگئے (اب تو) حضرت صالح کا فرمانا بلا اختلاف صحیح ثابت ہوگیا +

چُوں ہمہ در ناامیدی سر زدند　　ہمچو اُشتر در دو زانو آمدند

ترجمہ - جب سب لوگ ناامیدی میں جا پڑے، تو اونٹ کی طرح دونوں گھٹنوں کے بل گر گئے +

در نُبے آورد جبریل امیں　　شرح ایں زانو زدن را جاثمیں

لغات - نُبے، بضم نون و یائے مجہول قرآن مجید جاثمین جثوم سینہ برزمین نہادن جاثم لغت است از اں - و گاہے از ہلاک مراد گرفتہ شود قال اللہ تعالیٰ فاصبحوا فی دارھم جاثمین کذا فی منتہی الارب، معلوم ہوا کہ جاثمین کے معنے اوندھے گرے ہوئے کے ہیں - مولنٰا رح نے جو اس کے معنے گھٹنوں کے بل گرے ہوئے کئے ہیں مورد اعتراض ہیں اور بعض مفسرین نے بھی یہی معنے لکھنے کی مسامحت کی ہے ان کو غالباً لفظ جاثین مشتق از جثو سے شبہ پڑگیا - جس کے معنے ہیں گھٹنوں کے بل چلنے والے - ہاں جثو کو جثوم کے لوازم میں سے سمجھ کر یہ تعبیر بھی مجازاً صحیح ہوسکتی ہے +

ترجمہ - قرآن مجید میں جبرئیل علیہ السلام نے اس گھٹنے کے بل گرنے کی شرح میں لفظ جاثمین (بطور وحی) لائے ہیں +

زانو آں دم زن کہ تعلیمت کنند　　وز چنیں زانو زدن بیمت کنند

ترجمہ (اے مخاطب) تم اس وقت گھٹنے ٹیک کر بیٹھو جب کہ (استاد صاحب کے آگے مؤدبانہ بیٹھو، اور وہ) تم کو تعلیم دیں - اور (ایک عذاب یا فتنہ قوم کے) ایسے گھٹنے ٹیکنے سے خوف دلائیں +

مطلب - یعنے اگر گھٹنے ٹیکنا مفید ہے - تو بغرض ادب و تعظیم مفید ہے - قوم ثمود کی طرح مجبوراً و مضطراً گھٹنے ٹیکنا تو عذاب الٰہی کی نشانی ہے - اس میں یہ بھی اشارہ ہے - کہ قوم مذکور کے گھٹنے ٹیکنے سے کوئی یہ خیال نہ کرے، کہ یہ ہیئت ہمیشہ عذاب و عقاب سے مخصوص ہے، بلکہ اگر استاد یا مرشد کے سامنے بغرض ادب و تعظیم یہ ہیئت اختیار کی جائے، تو سعادتمندی میں داخل ہے +

منتظر گشتند زخم قہر را قہر آمد نیست کرد آں شہر را

ترجمہ - غرض وہ لوگ قہر (خداوندی) کی چوٹ کے منتظر ہو بیٹھے تھے (آخر) قہر آیا، اور اس شہر کو تباہ کر گیا۔

صالح از خلوت بسوئے شہر رفت شہر دید اندر میان دود و تفت

لغات - خلوت، خائے فتحہ سے تنہائی، علیحدگی - تفت، گرم + قسنا ذیم اندر میان دود معطوف علیہ اور تفت معطوف مل کر مفعول بہ ثانی ہوا دید کا +

ترجمہ - حضرت صالح علیہ السلام خلوت سے واپس شہر کو گئے - تو شہر کو دھواں دھار اور گرم پایا +

مطلب - قوم ثمود کے شہر کا نام حجر تھا - نزول عذاب سے پہلے حضرت صالح علیہ السلام بامر الٰہی فلسطین کیطرف چلے گئے - اس شعر میں خلوت سے یہی نقل مقام مراد ہے - جب نزول عذاب کے بعد وہ قوم نیست و نابود ہو گئی - تو حضرت صالح علیہ السلام ان کے عبرتناک انجام کو دیکھنے کے لئے پھر مقام حجر میں گئے "بسوئے شہر رفت" سے اس واپسی کی طرف اشارہ ہے - وہاں جا کر جو کچھ دیکھا - اور اس سے جو تاثرات حضرت صالح کے قلب پر ہوئے - ان کی تفصیل نیچے درج ہے +

نالہ از اجزائے ایشاں مے شنید نوحہ پیدا نوحہ گویاں ناپدید

ترجمہ - آپ ان (ہلاک شدہ لوگوں) کے اجزائے (جسم) سے رونے چلانے کی آواز (بذریعہ کشف) سنتے تھے نوحہ تو ظاہر تھا - اور نوحہ گر غائب تھے +

مطلب - یہ رونا عالم برزخ کا تھا - جو ان مجرم لوگوں سے بوقت عذاب وقوع پاتا تھا - عالم برزخ میں عذاب پانے والوں کی آہ و فغان کو جن و انس کے سوا باقی تمام آس پاس کی مخلوق سنتی ہے - جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ویضرب بمطارق من حدید ضربۃ فیصیح صیحۃ یسمعھا من یلیہ غیر الثقلین یعنے منافق و کافر کو قبر میں گرز کی ضرب سے عذاب دیا جاتا ہے - جس سے وہ چیختا ہے - اور اس کی چیخوں کو جن و انس کے سوا باقی آس پاس کی تمام مخلوق سنتی ہے (مشکوٰۃ)، مگر خاصان خدا پر بھی احوال برزخیہ منکشف ہو جاتے ہیں اور عالم برزخ کا عذاب اگرچہ روح کو ہوتا ہے - بعض اوقات اجزائے جسمیہ پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے +

ز استخوانہاشاں شنید او نالہا اشک خوں از جان شاں چوں ژالہا

ترجمہ - (یہ) رونے کی آوازیں آپ انکی ہڈیوں سے سنتے تھے - ان لوگوں کی روح سے خون کے آنسو اولوں کی طرح (بکثرت) جاری تھے +

مطلب - اشک خونین کو ژالہ کے ساتھ تشبیہ کثرت کے لحاظ سے ہے - نہ کہ رنگ کی رو سے +

گریہ چوں از حد گذشت و ہائے ہائے — گریہ ہائے جانفزائے دلربائے

صالح آں بشنید و گریہ ساز کرد — نوحہ بر نوحہ گراں آغاز کرد

ترکیب - پہلا شعر شرط اور دوسرا جزا ہے "گریہ ہائے جانفزائے دلربا" بدل ہے مصرعہ اولے کے لفظ گریہ سے +

ترجمہ - جب آہ وزاری حد سے گذر گئی (وہ) زاری جو روح کو ترقی دینے والی بھی تھی - اور دل کو نکال لینے والی بھی - حضرت صالح ؑ اس کو سُن کر رو دیئے - (اور) نوحہ گروں پر نوحہ کرنا شروع کر دیا +

مطلب، عذاب یافتہ قوم کا نالہ جانفزا اسلئے تھا کہ اُس کو سُن کر عبرت ہوتی تھی - اور اعمال صالحہ کی بجا آوری اور منہیات سے پرہیز کا خیال دل میں راسخ ہوتا تھا - جو روحانی ترقی کا باعث اور دلربا یعنے دل کو سینے سے نکال لینے والا، یا اچک لینے والا اس لحاظ سے تھا - کہ اس کو سُن کر خوف و دہشت سے عقل و ہوش پراں ہوتے تھے - حضرت صالح علیہ السلام کے نوحہ سے وہ عبرت انگیز کلمات مراد ہیں - جو انھوں نے غارت شدہ قوم کی حالت کو دیکھ کر فرط غم سے کہے - اور اس سے دوسری اقوام کے لئے درس نصیحت مقصود تھا وہ نوحہ بمعنے بَین مراد نہیں جو بے صبر عورتوں کی خصوصیات سے ہے - اور اس میں مرنے والے کے فضائل و کمالات کا ذکر بطریق مبالغہ ہوتا ہے - ایسا نوحہ ایک عام صالح مسلمان کی شان سے بھی بعید ہے - چہ جائیکہ ایک رسول خدا یعنے حضرت صالح علیہ السلام سے وقوع پائے - چنانچہ فرماتے ہیں :-

گفت اے قومِ بباطل زیستہ — وز شما من پیش حق بگریستہ

ترجمہ کہا - اے لوگو جنھوں نے بیہودگی میں عمر بسر کی - اور میں تمہارے ہاتھوں (ہمیشہ) حق تعالیٰ کی درگاہ میں نالاں ہی رہا +

مطلب - نزول عذاب کے بعد جب تمام قوم ثمود نیست و نابود ہوگئی تو حضرت صالح ان پر اظہار تاسف کے بعد بتقاضائے طبیعت بشری ان سے خطاب کرتے ہیں - جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں آیا ہے فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ (یعنے جب ثمود پر عذاب نازل ہو چکا تو صالح ان (کے پاس) سے ٹل گئے - اور کہا کہ بھائیو میں نے اپنے پروردگار کے احکام تم کو پہنچا دیئے تھے - اور تمہاری خیر خواہی کی تھی - مگر تم خیر خواہوں کو بھی دوست نہیں سمجھتے تھے (اعراف ع ۱۰) قرآن مجید میں حضرت صالح علیہ السلام کا یہ قول جو اجمالاً آیا ہے - مولانا رح اس کو تفصیلاً بیان فرماتے ہیں :-

حق بگفتہ صبر کن بر جورِ شاں — پند شاں دہ بس نماند از دورِ شاں

لغات - بس، بہت زیادہ، اس سے زیادہ، دَور، عہد، زمانہ + ترکیب پند شاں دہ میں دہ فعل شان مفعول بہ اول شاں مفعول بہ ثانی بتقدیر را علامت مفعولیت +

ترجمہ (جس پر) حق تعالےٰ نے (مجھے) فرمایا - کہ ان کی کجروی پر صبر کرو - اور اُن کو (بدستور) نصیحت کرتے

رہو۔ کیوں کہ ان کا دور اب زیادہ نہیں رہا +

من بگفتہ پند شُد بند از جفا　　شیرِ پند از مہر جوشد وز صفا

ترجمہ۔ میں نے عرض کیا کہ نصیحت تو ان لوگوں کے جور و جفا کی وجہ سے بند ہو گئی۔ کیوں کہ نصیحت جو بمنزلہ دودھ کے ہے، محبت اور صفائی دل سے جوش زن ہوتی ہے +

مطلب۔ جس طرح بچے کا جسمانی نشو و نما شیر مادر سے ہوتا ہے۔ اسی طرح طالب ہدایت بزرگوں کے پند و نصائح سے روحانی زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ اور جس طرح ماں کا دودھ اس محبت و شفقت کی وجہ سے جوش زن ہو کر شیر خوار کے کام و دہان تک پہنچتا ہے۔ جو اس کو طبعًا اپنے شیر خوار کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک ناصح کا دل بھی اسی صورت میں پند و نصیحت کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ کہ اس کا تعلق اپنے مخاطبوں کے ساتھ خوشگوار ہو۔ اور ان کی طرف سے کوئی گلہ و شکایت یا عناد و کینہ اس کے دل میں نہ ہو۔ اس لئے حضرت صالح علیہ السلام نے یہ عذر کیا۔ کہ ان لوگوں کی بدسلوکی سے میرا دل مکدر ہو رہا ہے۔ اس لئے ان کو وعظ و تذکیر کرنے پر میرا دل آمادہ نہیں ہوتا +

بسکہ کردید از جفا بر جائے من　　شیرِ پند افسردہ در رگہائے من

لغات۔ بر جائے من، میرے حق میں۔ افسردہ شد، ٹھنڈک سے جم گیا۔ منجمد ہو گیا +

ترجمہ۔ تم نے میرے حال پر بہت ظلم کئے تھے۔ اس لئے شیرِ نصیحت میری رگوں میں منجمد ہو گیا تھا +

مطلب۔ حضرت صالح اپنی فنا شدہ قوم سے خطاب کر رہے ہیں۔ کہ بارگاہ حق میں جو میں نے وعظ و نصیحت کرنے سے عذر کیا۔ تو اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ فی الواقع تم لوگوں نے مجھے بہت ستایا تھا۔ جس سے میرے تمام ناصحانہ ولولے دب گئے +

حق مرا گفتہ ترا لطفے دہم　　بر سر آں زخمہا مرہم نہم

ترجمہ۔ حق تعالیٰ نے (اس کے جواب میں) فرمایا۔ میں تم کو صفت لطف عطا کروں گا (جس سے افسردگی جاتی رہے گی) اور ان زخموں پر مرہم لگا دوں گا +

صاف کردہ حق دلم را چوں سما　　روفتہ از خاطرم جورِ شما

لغات۔ سما، آسمان، فلک۔ روفتن، صاف کرنا، کوڑا کرکٹ دور کر دینا +

ترجمہ۔ (غرض) حق تعالیٰ نے میرا دل آسمان کی طرح صاف کر دیا۔ (اور) میرے دل سے تمہارے ظلم (کے غبار) کو دور کر دیا۔

در نصیحت من شدہ بارِ دگر　　گفتہ امثال و سخنہا چوں شکر

ترجمہ۔ اِس لئے ہیں پھر نصیحت کرنے میں لگ گیا۔ اور (طرح طرح کی) مثالیں اور مضامین بیان کرنے لگا جو شکر کی طرح شیریں تھے۔

شیرِ تازہ از شکر انگیختہ　　　　شیر و شہدے باشکر آمیختہ

ترجمہ (اس) شکر (سخن) سے (عبرت کا) تازہ دودھ پیدا کیا (اور اس) شکر (سخن) کے ساتھ (ذوق و دلچسپی کا) شیر و شہد ملا دیا۔

مطلب، ہر بیان و تقریر سے ایک بصیرت افروز اور عبرت بخش نتیجہ پیدا کر کے دکھایا۔ اور ہر تقریر لطف انگیز اور دلچسپ پیرائے میں کی۔

در شما چوں زہر گشتہ آں سخن　　　　زانکہ زہرستاں بُدید از بیخ و بُن

لغات۔ زہرستان، زہر کی جگہ۔ سراپائے زہر۔ بُدید، بودید کا مخفف ہے۔

ترجمہ۔ مگر وہ سخن (روح افزا) تمہارے لئے (اُلٹا) زہر کا کام کر گیا۔ کیونکہ تم جڑ بنیاد سے سراپائے زہر تھے۔

مطلب۔ جن لوگوں کی سرشت میں خبث و ناپاکی مخمر ہوتی ہے۔ ان پر کوئی نیک بات بھی بجائے اچھا اثر کرنے کے بُرا اثر کرتی ہے۔ کیونکہ یا تو ان کی سوء الاستعداد نصیحت سے معکوس اثر حاصل کرتی ہے یا ناصح کا خطاب ان کے کفر و انکار کے جذبات کو پہلے سے زیادہ ابھار دیتا ہے۔ ایسے لوگ وعظ و نصیحت سے متمتع نہیں ہو سکتے کما قیل سہ

نشد جاہل از پند کس کامیاب　　　　نشاید بنائے عمارت بر آب
بدریا نشوید کسے نقشِ سنگ　　　　بباراں نرفت از شبِ تیرہ رنگ

چوں شوم غمگیں کہ غم شُد سرنگوں　　　　غم شما بودید اے قومِ حرُوں

لغات، سرنگوں، پست۔ مغلوب۔ حرُون، سرکش۔

ترجمہ (مگر) میں کیوں غم کروں۔ جب کہ غم سرنگوں ہو گیا ہے۔ اے سرکش لوگو در اصل تم ہی (موجب غم) تھے

مطلب۔ حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کی تباہی و ہلاکت کو دیکھ کر سخت غمگین ہوئے۔ تو پھر حالت حزن میں معًا ان کو خیال آتا ہے۔ کہ مجھے ان سرکش و بدراہ لوگوں کی ہلاکت پر غم کرنے کا کیا موقعہ ہے۔ بلکہ انکی زندگی جو مختلف برائیوں کا مرکز تھی۔ میرے لئے باعثِ غم تھی۔ آج جو وہ باعث غم جاتا رہا تو مجھے خوش ہونا چاہئیے

ہیچ کس بر مرگِ غم نوحہ کُند؟　　　　ریشِ سر چوں شُد کسے مُو بر کَنَد؟

لغات۔ مرگِ غم، زوالِ غم۔ ریشِ سر بجائے مجہول زخم سر۔ مُو بر کندن، بال اکھیڑنا کنایہ ہے اظہار غم و حسرت سے

ترجمہ (بھلا) کوئی شخص غم کے جاتے رہنے پر روتا ہے؟ جب سر کا زخم جاتا رہے (تو بھلا اسکے فراق میں) کوئی اپنے بال نوچا کرتا ہے۔

رُو بخود کرد و بگفت اے نوحہ گر　　　　نوحہ ات را مے نیرزند آں نفر

لغات، رو بخود کرد - اپنی طرف متوجہ ہوئے - اپنے آپ سے مخاطب ہوئے - نیرزند - وہ لوگ قیمت نہیں سمجھتے قدر نہیں کرتے - نفر جماعت، گروہ +
ترجمہ - پھر اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے - اسے نوحہ گر یہ جماعت تیری نوحہ کے لائق نہیں

کز مخواں اے راست خوانندہ مبیں کیفَ اٰسٰی خلفَ قومٍ کافرینَ

ترکیب - مبین صفت اور اس کا موصوف قراں مقدر ہے - خوانندہ مبین میں فک اضافت ہے +
ترجمہ - (مولانا رح فرماتے ہیں) اسے (قرآن) مبین کو صحیح پڑھنے والے - تم غلط نہ پڑھنا (دیکھو قرآن مجید میں آیہ) کیف اٰسٰی الخ (نازل ہوئی ہے پھر حضرت صالح ان لوگوں کی ہلاکت پر کیوں افسوس کرتے) +
مطلب - قرآن مجید میں حضرت شعیب علیہ السلام کے قصے میں آیا ہے - کہ انہوں نے اپنی قوم کی ہلاکت کے متعلق فرمایا کیفَ اٰسٰی علٰی قومٍ کافرینَ یعنے میں کافروں (کے ہلاک ہونے) پر کیوں افسوس کروں - مولانا رح شعر میں علٰے کی بجائے خلف کا کلمہ بضرورت شعری بطور روایت بالمعنے لاتے ہیں - اور حضرت شعیب علیہ السلام کے قول سے اِس بات پر استشہاد کیا ہے - کہ حضرت صالح ؑ کو اپنی قوم کے نیست و نابود ہونے پر جو افسوس ہوا تھا - اس کو اس خیال سے انہوں نے اپنے دِل سے زائل کر دیا - کہ اچھا ہوا برے لوگوں نے اپنی بُرائی کی سزا پائی +

باز اندر چشمِ خود او گریہ یافت رحمتِ بے علتے بروے بتافت

ترجمہ - پھر انہوں نے اپنی آنکھ میں رونے کا اثر پایا (اور اللہ تعالٰے کی صفت) رحمت نے جو محض بے علت ہے - ان پر تجلی کی +
مطلب - انسان کے دِل میں اپنے بنی نوع کی تکلیف و مصیبت کو دیکھ کر جو ایک قدرتی درد پیدا ہوتا ہے جس کو علمائے اخلاق نے شفقت و رقت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے - وہ نوع انسان کے فضائل خصوصیہ میں ایک فضیلت ہے - کما قیل ؎

درد دِل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

امیر خسرو رح چاشنی دردرا سجدۂ شکر آر زانکہ چاشنیم ئے تخست دُرد خورے را دہند

پھر اس وقت درد دِل یا رقت و شفقت کی شان و عظمت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے - جب کہ اس کا کوئی خاص باعث اور سبب نہ ہو یعنے کسی خاص قرابت یا صحبت و رفاقت کا تعلق اس کا محرک نہ ہو - اور اس کی تہ میں کوئی احسان ماضی یا توقع مستقبل اثر انداز نہ ہو - ایسے درد دِل کو مولانا رح نے رحمت بے علتے کہا ہے - حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم نے بجائے احسان و سلوک کے بدترین عداوت کا برتاؤ کیا اور ہاں کو ان لوگوں سے آئندہ زمانے میں بھی کسی نیکی کی توقع نہ رہی تھی - اس لئے وہ بار بار دِل کو سمجھا رہے ہیں - کہ مجھے ان لوگوں کے نیست و نابود ہونے پر غم کرنے کی کیا ضرورت ہے - اچھا ہوا - موذی ہلاک ہو گئے - خس کم جہاں پاک - مگر پھر بھی " رحمت بے علتے " کا ایک دریا ہے کہ امنڈا چلا آتا ہے، اور قطرات اشک

ہیم اپنے موتیوں کی بے پایاں لڑیاں پروتے جا رہے ہیں *

شریعت پاک نے کسی عزیز کے فراق یا موت پر جہاں نوحہ خوانی و سینہ کوبی اور ضرب خدود و شق جیوب وغیرہ بے صبری کے افعال سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے - وہاں اشکباری کو جو درد دل کے اضطراری مقتضیات سے ہے جائز رکھا ہے - بلکہ اس کو رحمت کے نام سے موسوم کیا ہے - اس لئے مولانا نے بھی اسکو رحمت قرار دیا ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا ایک بچہ انتقال کر گیا - انہوں نے آپ کی خدمت میں تشریف آوری کے لئے پیغام بھیجا - آپ نے سلام کے بعد کہلا بھیجا - کہ جو کچھ اللہ نے لے لیا وہ اُسی کا تھا - اور جو کچھ دے رکھا ہے وہ بھی اسی کا ہے - اور اس کے نزدیک ہر چیز کی ایک میعاد مقرر ہے - چاہیئے کہ تم صبر کرو ، اور صبر کے اجر کی امید رکھو - حضرت زینب رضؓ نے دوبارہ آپکو بلانے پر اصرار کیا - تو آپ سعد ابن عبادہ ، معاذ بن جبل - ابی ابن کعب اور زید بن ثابت ا ، رچند دیگر اصحاب کے ساتھ تشریف لائے - بچہ آپ کی گود میں دیا گیا جو دم توڑ رہا تھا - آپ کی چشمان مبارک سے آنسو جاری ہو گئے - سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ فَاِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ یعنے یہ رحمت ہے جس کو اللہ اپنے بندوں کے دل میں ڈال دیتا ہے - اور اللہ تعالےٰ اپنے رحمدل بندوں پر ہی رحم کرے گا - (مشکوٰۃ) جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پیارا فرزند ابراہیم بحالت نزع تھا - تو آپ کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے - اس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا - یا رسول اللہ لوگ تو روتے ہیں - کیا آپ بھی ؟ آپ نے فرمایا یا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ اے ابن عوف یہ رحمت کے آثار سے ہے - پھر فرمایا اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا لفراقك یا ابراهیم لمحزونون یعنے آنکھیں اشکبار ہیں اور دل غمگین ہے - اور ہم وہی بات منہ سے نکالیں گے - جس سے اللہ راضی ہے - اور ہم اے ابراہیم تیرے فراق سے البتہ غمگین ہیں - (مشکوٰۃ) حضرت سعد ابن عبادہ جب وفات پانے لگے - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عبدالرحمٰن بن عوف سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود کے ساتھ ان کی خبر گیری کے لئے تشریف لے گئے - جب آپ گھر میں داخل ہوئے - تو آپ سعد کو دیکھ کر رو دیئے - آپ کو روتے دیکھ کر حاضرین بھی رونے لگے - پھر آپ نے فرمایا - الا تسمعون ان الله لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولکن یعذب بهذا یعنے کیا تم سنتے نہیں - کہ اللہ تعالےٰ آنکھوں کے آنسوؤں کے بدلے عذاب نہیں دیگا - اور نہ دل کے غم کے بدلے - لیکن اس کے بدلے عذاب کرے گا - اور آپ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا (مشکوٰۃ)

قطرہ مے بارید و حیراں گشتہ بُود ‏ ‏ ‏ ‏ قطرہ بے علّت از دریائے جُود

ترجمہ - آنسو برسا رہے تھے ، اور حیران تھے - (کہ کیوں رونا آتا ہے) آنسو کے قطرے دریائے بخشش سے بے وجہ آ رہے تھے *

عقل مے گفتش کہ ایں گریہ ز چیست ‏ ‏ ‏ ‏ بر چناں افسوسیاں شاید گریست

لغات - افسوس ، کہ اصل معنے ظلم کے ہیں افسوسی ظالم *

ترجمہ - ان کی عقل کہتی تھی کہ رونے کی کیا وجہ ہے - بھلا ایسے ظالموں پر بھی کہیں رونا مناسب ہے

برچہ مے گریی بگو بر فعلِ شاں؟ برسپاہِ کینۂ بد فعلِ شاں؟

لغات: سپاہ کینہ، گویا مفسدین کا ایک ایک فرد مجسم حقد و کینہ تھا - اور ان کی جماعت کینوں کی فوج - بد فعل وہ سرکش گھوڑا جو نعلبندی کے وقت سرکشی کرے ۔

ترجمہ (آخر) کس بات پر روتے ہو؟ بتاؤ تو سہی - کیا ان کے افعال بد پر؟ کیا ان کی سرکش جماعت پر جو مجسم کینہ تھی ۔

بر دلِ تاریک پُر زنگارِ شاں؟ بر زبانِ زہر ہمچوں مارِ شاں؟

ترجمہ - کیا ان کے تاریک دل پر (روتے ہو) جو سر بسر زنگ آلود تھا - کیا ان کی زہریلی زبان پر (روتے ہو) جو سانپ کی سی تھی ۔

بر دم و دندانِ سگسارانہ شاں؟ بر دہانِ چشم کژدم خانہ شاں؟

ترجمہ - کیا ان کے گفتار و دندان پر (روتے ہو) جو کتے کے دانتوں کی طرح تھے - کیا ان کی زبان و چشم پر (روتے ہو) جو بچھو کا مسکن ہے ۔

بر ستیز و تسخر و افسوسِ شاں شکر کن چوں کرد حق محبوسِ شاں

لغات، ستیز، جنگ و جدال، لڑائی، جھگڑا - تسخر، تمسخر، استہزا - افسوس، ظلم - محبوس، گرفتار ۔

ترجمہ - کیا ان کے جنگ اور تمسخر اور ظلم پر (روتے ہو - نہیں بلکہ) شکر کرو - کہ اللہ نے ان کو (عذاب میں) گرفتار کیا ۔

دستِ شاں کژ پائے شاں کژ چشم کژ مہرِ شاں کژ صلحِ شاں کژ خشم کژ

لغات، کژ، کج، ٹیڑھا - بے اعتدال - ہر عضو کی کژی یا کجی سے مراد یہ ہے - کہ وہ اپنے مقررہ اور طبعی افعال بجا نہ لاسکے - لہذا اس شعر میں چھ مرتبہ جو لفظ کژ آیا ہے - ہر جگہ اس کے جداگانہ معنے ہیں - دیکھو :-

ترجمہ (ان میں کوئی بھی وصف ایسا نہ تھا جس پر رویا جائے) ان کے ہاتھ بد افعال تھے - ان کے پاؤں بد رفتار تھے - ان کی آنکھ بد نظر (و غلط بین) تھی - ان کی محبت ناجائز تھی - ان کا غصہ بے محل تھا -

از پئے تقلید و از آیاتِ نقل پا نہادہ بر سرِ ایں پیرِ عقل

لغات، تقلید بلا طلب دلیل پیروی کرنا اس کی دو قسمیں ہیں - ایک تقلید محمود، جس کے معنے ہیں اتباع امام اور دوسری تقلید مذموم جس کے معنے بھیڑ چال کے ہیں - یہاں تقلید مذموم مراد ہے - آیات، نشانیاں، نظائر نقل، منقول - مذکور - پا بر سر نہادن، پاؤں میں کچلنا، پامال کرنا - عقل سے مبالغۃً عاقل مراد ہے - جیسے زید عدل

بجائے عادل کے کہہ دیتے ہیں +

ترجمہ محض (آبا و اجداد کی) پیروی سے اور (ان گمراہوں کی) منقولہ نظائر سے اس شیخ عاقل (حضرت صالح علیہ السلام) کو پامال کر رکھا تھا +

مطلب - اللہ تعالے فرماتا ہے وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ ○ یعنے جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (حکم) خدا نے اوتارا ہے اس پر چلو - تو جواب دیتے ہیں نہیں جی ہم تو اسی (طریقے) پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو (چلتے ہوئے) پایا - بھلا اگر ان کے باپ دادے کچھ بھی نہ سمجھتے - اور نہ راہ راست پر چلتے رہے ہوں - تو بھی (وہ ان کی پیروی کرتے رہیں گے بقرہ رکوع ۲۱)

پیر خرنے جملہ گشتہ پیر خر اززبان و چشم و گوشے ہمد گر

لغات، پیر خر، پہلے بلا کسرہ توصیف ہے، پیر کا خریدار، یا معتقد و مرید دوسرا پیر خر بکسرہ توصیف ہے اسکے معنے بوڑھا گدھا + صنائع - پیر خر میں صنعت تجنیس +

ترجمہ - وہ لوگ پیر کامل کے خریدار نہ تھے - بلکہ سب کے سب ایک دوسرے کی زبان اور چشم و گوش کی بدولت بڈھے گدھے (کی طرح احمق) بن رہے تھے +

مطلب - گدھا اپنی بے وقوفی و حماقت کے لئے یوں بھی بدنام ہے - پھر اس کے لئے بڈھا ہونا اور بھی زوال شعور اور فتور حواس کا مؤید ہو جاتا ہے - یہ ان لوگوں کا حال تھا - جو حمق و جہل کے انتہائی مدارج کو پہنچے ہوئے تھے - جس کا اصلی سبب یہ تھا - کہ ناصح کی نصیحت پر متوجہ نہیں ہوتے تھے، بلکہ وہ اپنے رؤسا شہر اور امراء سوء کے اشاروں پر حرکت کرنے والی پتلیاں تھے - وہ انہی کی زبانوں سے بولتے تھے - انہی کی آنکھوں سے دیکھتے تھے انہی کے کانوں سے سنتے تھے +

ازبہشت آورد یزداں بندگاں تا نمایدشاں سقر پروردگاں

لغات - بہشت سے یہاں مراد مشاہدہ انوار ہے سقر دوزخ سقر پروردہ، دوزخ کا پرورش یافتہ، یعنے جس کا نشو و نما اہل سقر کے حالات میں ہوا ہے، مراد دوزخی +

ترجمہ - اللہ تعالے نے بہشت (یعنے مقام مشاہدہ انوار سے (مقبول) بندوں کو اس عالم میں اس لئے لایا کہ ان کو ان دوزخیوں کا تماشا دکھائے +

مطلب - اللہ تعالے نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرما کر کفار کے بُرے انجام اور ان کے حسرت ناک فنا ہونے کا تماشا دکھایا +

در معنی آیہ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ

ترجمہ اس آیت کے معنے کہ چلائے دو دریا ملے ہوئے اُن میں ایک پردہ ہے - زیادتی نہیں کرتے +

اہلِ نار و خلد را بین ہم دکاں ۔۔۔ درمیاں شاں برزخٌ لا یبغیان

لغات - اہلِ نار، دوزخی - اہلِ خلد، جنتی - ہمدکان، مراد ہم نشین - پڑوسی، ہمسایہ +

ترجمہ - دوزخیوں اور جنتیوں کو دُکان (دنیا) میں (ایک جگہ بیٹھے دیکھ لو مگر) ان کے درمیان ایک بڑا حجاب (حائل) ہے - اس لئے وہ ایک دوسرے سے مختلط نہیں ہوتے +

اہلِ نار و اہلِ نور آمیختہ ۔۔۔ درمیاں شاں کوہِ قاف انگیختہ

ترجمہ - ناری اور نوری (بظاہر) مِل جل رہتے ہیں (مگر معناً) ان کے مابین ایک کوہ قاف کی آڑ کھڑی ہے

اہلِ نار و نور باہم درمیاں ۔۔۔ درمیاں شاں بحرِ ژرفے بیکراں

لغات، بحر، سمندر - ژرف گہرا، بیکراں، ناپیدا کنار - غیر اختتام پذیر +

ترجمہ ناری اور نوری (بظاہر) متحد ہیں - (مگر درحقیقت) ان کے مابین ایک گہرا اور ناپیدا کنار سمندر (حائل) ہے +

ہمچو در کاں خاک و زر کرد اختلاط ۔۔۔ درمیاں شاں صد بیابان و رباط

لغات - اِختلاط، میل جول - گھُل مل جانا - رِباط، سرائے، مسافرخانہ +

ترجمہ جیسے کان میں مٹی اور سونا (بظاہر) ملے ہوئے ہوتے ہیں (مگر تفاوت ماہیت اس قدر ہے کہ گویا) ان کے درمیان سینکڑوں جنگل اور سرائیں حائل ہیں +

ہمچنانکہ عِقد در دُرّ و شبہ ۔۔۔ مختلِط چوں میہمانِ یکشبہ

لغات - عِقد، عین کے کسرہ سے ہار - لڑی، دُرّ - دال کے ضمہ اور راء کی تشدید کے ساتھ موتی - شَبہ شین اور بے کا فتحہ اور ہائے مختفی - گنج کے دانے جیسے پوت - مختلط میم کا ضمہ تا کا سکون تا کا فتحہ اور لام کی دو صورتیں ہیں - کسرہ کی صورت میں اس کے معنے ملانے والا اور اگر فتحہ ہو تو ملایا ہوا معنے ہوں گے +

ترکیب - اگر مختلط بکسر لام تسلیم کریں تو عقد مبتدا - مختلط اس کی خبر در دُرّ و شبہ خبر کے متعلق - اور اگر اس کو بفتحہ لام قرار دیں - تو دُرّ و شبہ مبتداء مختلط اس کی خبر اور در عقد بتاخیر حرف جار متعلق مختلط کے +

ترجمہ (۱) جیسے کہ ہار موتی اور پوت کو ملا دیتا ہے ایک رات کے مہمان کی طرح +

(۲) جیسے کہ ہار کے اندر موتی اور پوت ملے ہوتے ہیں ایک رات کے مہمان کی طرح +

مطلب - اوپر مومن و کافر اور سعید و شقی کے اختلاط کی مثال مٹی اور سونے کے کان کے اندر مختلط ہونے سے دی تھی - اب دوسری مثال دُرّ و شبہ ایک لڑی میں منسلک ہونے سے پیش فرماتے ہیں - اور مہمان کے ساتھ تشبیہ اس لحاظ سے ہے - کہ جس طرح مہمان کی صحبت و مجالست صرف ایک رات کے لئے اور عارضی ہوتی ہوتی ہے - اسیطرح موتی اور پوت کا باہمی قرب چند روزہ ہے - آخر موتی موتی ہے اور پوت پوت، ان میں مصاحبت

در فافنت کیب تاک +

صالح و طالح بصورت مشتبہ — **دیدہ بکشا بُوکہ گردی منتبہ**

لغات:- مشتبہ ہم شکل۔ ملتے جلتے۔ جب کہ ایک کو دیکھ کر دوسرے کا شبہ پڑے۔ بوکہ بود۔ شاید۔ منتبہ، خبردار آگاہ۔ منتبہ +

ترجمہ (اسی طرح) نیک آدمی اور بُرے آدمی صورت میں ملتے جلتے ہیں۔ ذرا آنکھ کھولو شاید کہ تم خبردار ہو جاؤ +

بحر را نیمش شیریں چوں شکر — **طعم شیریں رنگ روشن چوں قمر**

نیم دیگر تلخ ہمچوں زہر مار — **طعم تلخ و رنگ مظلم قیر وار**

لغات نیم۔ نصف۔ آدھا حصہ۔ اور اس کے آخر میں یائے وحدت شامل ہو کر نیمے ہو گیا۔ طعم، ذائقہ، مزا۔ مظلم تاریک۔ سیاہ۔ قیر، ایک سیاہ رنگ کا روغن جو خارش دار اونٹوں کو ملتے ہیں +

ترجمہ (تیسری مثال) ایک دریا کا نصف (حصہ) تو شکر کیطرح شیریں ہے۔ مزا بھی شیریں۔ رنگ بھی چاند کیطرح روشن ہے۔ دوسرا نصف (حصہ) سانپ کے زہر کیطرح تلخ ہے۔ مزا بھی تلخ۔ رنگ بھی روغن قیر کی طرح تاریک ہے +

ہر دو برہم میزنند از تحت و اوج — **بر مثالِ آب دریا موج موج**

لغات:۔ برہم زدن، متصادم ہونا۔ بھڑ جانا۔ تحت، نیچے۔ اوج۔ بلندی، اوپر +

ترجمہ (صالح و طالح) دونوں نیچے اوپر سے ایک دوسرے پر غلبہ کرنا چاہتے ہیں۔ جس طرح دریا کے پانی میں مختلف موجیں +

صورت برہم زدن از جسم تنگ — **اختلاطِ جانہا در صلح و جنگ**

ترکیب۔ از جسم تنگ متعلق ہے۔ برہم زدن کے۔ اختلاط جانہا خبر ہے۔ صورت برہم زدن کی در صلح و جنگ متعلق ہے اختلاط کے اور حرف رابطہ جانہا کے بعد مقدر ہے +

ترجمہ۔ (ان میں سے ایک کے دوسرے پر) غلبہ چاہنے کی صورت (جو) جسم کی تنگ حیثیت سے (ہے در اصل) ارواح کا ایک دوسرے سے صلح و جنگ میں شمولیت کرنا ہے +

مطلب۔ صالح و طالح کے باہمی تضاد و تصادم کو امواج بحر کے آپس میں ٹکرانے سے تشبیہ دی تھی۔ اس پر سوال ہو سکتا ہے کہ کہاں دو مختصر و محدود اجسام اور کہاں دریائے مواج اور بحر ذخار جس سے ان کو تشبیہ دی گئی۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ گو صورۃً ان دو تنگ و محدود جسموں کا اختلاف ہے۔ مگر درحقیقت یہ صلح و جنگ کی شمولیت ان کی ارواح میں ہے۔ اور ارواح کا غیر محدود و بے پایاں ہونا دریا کی بے پایانی سے کم نہیں +

موجہائے صلح و برہم میزنند　　کینہ ہا از سینہ ہا برمے کنند

ترجمہ (صالحین تو) صلح کی موجوں کو (امواج جنگ پر) غالب کرنا چاہتے ہیں (یعنے) کینوں کو (جو اشقیاء کے) سینوں (میں خدا اور رسول کی طرف) سے ہیں دُور کرنا چاہتے ہیں +

موجہائے جنگ بر شکلِ دگر　　مہرہا را مے کند زیر و زبر

ترجمہ - اور جنگ کی موجیں (جو اشقیا کے دلوں میں ہیں) اس کے برعکس صلح اور موافقت حق کو درہم برہم کرنا چاہتی ہیں +

مہر تلخاں را بشیریں مے کشد　　زانکہ اصلِ مہرہا باشد رشد

ترجمہ (غرض صالحین کی) محبت تلخ لوگوں کو شیرینی کی طرف کھینچتی ہے - کیونکہ تمام تر محبت و خیر خواہی کی اصل راست روی ہے +

قہر شیریں را بہ تلخی مے برد　　تلخ با شیریں کجا اندر خورد

لغات - اندر خورد - مقابل ہوتا ہے، موافق ہوتا ہے، مناسبت پاتا ہے +

ترجمہ (اور) قہر و عناد شیریں (طبع لوگوں) کو تلخی کی طرف لانا چاہتا ہے - تلخ اور شیریں میں کیا مناسبت ہو سکتی ہے +

تلخ و شیریں زین نظر ناپدید　　از دریچہ عاقبت تانند دید

لغات پدید، ظاہر - دریچہ عاقبت، عاقبت بین آنکھ کا دریچہ - تانند، توانند +

ترجمہ - تلخ و شیریں (یعنے شقی و تقی) کو اس نظر ظاہر بین سے متمیز نہیں کر سکتے (البتہ) عاقبت (دیکھنے والی آنکھ) کے دریچے سے دیکھ سکتے ہیں - ؎ صائب رح

چشمے کہ فروغ از دلِ بیدار ندارد　　شمعے است کہ شائستہ بالیں مزار است

چشمِ آخر بیں تواند دید راست　　چشمِ اوّل بیں غرور است و خطاست

ترجمہ (بس) انجام بین آنکھ صحیح دیکھ سکتی ہے - اور جو آنکھ آغاز پر (اپنی) نظر (کو محصور) رکھے - وہ نرا دھوکا اور غلطی ہے - ؎ صائب رح

مخور فریب شکر خندِ صبح چوں طفلاں　　کہ چرخ زہر دہد در لباس قند ترا

اے بسا شیریں کہ چوں شکر بود　　لیک زہر اندر شکر مضمر بود

ترجمہ - اے (مخاطب) بہت سے شیریں ایسے ہیں - کہ (ظاہرا) شکر کی طرح ہیں - لیکن اس شکر میں زہر بھی

ملا ہوا ہوتا ہے +

مطلب ۔ اسی طرح بعض لوگ بظاہر صلح والہ تقویٰ کی صورت رکھتے ہیں ۔ مگر ان کے اندر ریاکاری یا فساد عقائد یا حبّ دنیا مضمر ہوتی ہے ۔ غنی رحہ

سنگیں دل است ہر کہ بظاہر ملائم است ۔ پنہاں درون پنبہ نگر پنبہ دانہ را

آنکہ زیرک تر بود بشناسدش ۔ چونکہ دید از دور شد اندر کشمکش

ترجمہ ۔ جو شخص زیادہ زیرک ہوتا ہے ، وہ تو دور ہی سے اس (زہر آلود شیرینی) کو کشمکش میں دیکھ کر پہچان لیتا ہے +

مطلب ۔ ایک چیز میں جب شیرینی و تلخی کی دو متضاد کیفیتیں جمع ہوتی ہیں ۔ تو ان میں ایک کشمکش قائم ہوتی ہے ۔ جس کو ظاہر بین نظر محسوس نہیں کر سکتی ۔ معنے شناس و حقیقت نگر آنکھ سرسری توجہ سے محسوس کر لیتی ہے کہ یہ چیز فلاں نقص رکھتی ہے ۔ اس درویش صورت آدمی میں فلاں شر مضمر ہے ۔ صائب رحہ

مرغے کہ زیرک است دریں بوستاں سرا ۔ بیند بیک نظر گرہ دام و دانہ را

واں دگر در پیش رو بوئے برد ۔ واں دگر چوں دست بنہد کرد رد

ترجمہ ۔ اور وہ دوسرا (درجہ دوم) آدمی ذرا سامنے آنے پر پہچان لیتا ہے ۔ اور وہ (تیسرے درجے کا آدمی) ہاتھ رکھ کر (پتہ لگاتا اور اُس کو) ناپسند کرتا ہے +

مطلب ۔ یہاں سے احساس شر اور تمیز مکروہ کے مختلف مدارج کی تفصیل فرماتے ہیں ۔ یعنے اعلےٰ تمیز و فراست کا انسان تو دور ہی سے کسی چیز کو دیکھ کر معلوم کر لیتا ہے ۔ کہ اس میں کیا نفع و نقصان اور کیا خیر و شر ہے اس سے دوسرے درجہ کا آدمی ذرا غور کے ساتھ دیکھنے کے بعد اس کی اصلیت کا پتہ لگا لیتا ہے ۔ پھر اس سے نچلے درجے کا آدمی قوت لامسہ کے ذریعہ سے یعنے ہاتھ سے چھو کر اس کی خوبی یا برائی کا اندازہ لگا سکتا ہے ۔ غرض اس طرح ایک دوسرے سے کم درجے کی قوت تمیز رکھنے والے اشخاص کا احساس جداگانہ ہے ۔ چنانچہ آگے فرماتے ہیں:-

واں دگر بشناسدش تا بو کند ۔ واں دگر چوں بر لب و دنداں نہد

ترجمہ ۔ اور وہ (چوتھے درجے کا) آدمی سونگھ کر اس کو پہچان لیتا ہے ۔ اور وہ (پانچویں درجے کا آدمی) (اس وقت پہچانتا ہے) جب اس کو لب اور دانتوں پر رکھتا ہے +

پس لبش ردش کند پیش از گلو ۔ گرچہ نعرہ میزند شیطاں کلوا

ترجمہ پس گلے (تک پہنچنے) سے پہلے ہی اس کے لب اس کو رد کر دیتے ہیں ۔ اگرچہ (نفس) شیطان چلّا چلّا کر کہے کہ کھا لو +

واں دگر را در گلو پیدا کند ۔ واں دگر را در بدن رسوا کند

ترجمہ - اور اس (چھٹے درجے کے) آدمی پر گلے میں پہنچ کر ظاہر ہو جاتی ہے - اور اس (ساتویں درجے کے) آدمی کے جسم میں پہنچ کر اس کو خراب کرتی ہے - (تب اُس کو معلوم ہوتی ہے) ٭

واں دگر را در حدث سوزش کند | دمبدم زخمِ جگر دوزش دہد

لغات - حدث، پیشاب پاخانہ، خروج ریاح - جگر دوز، کلیجے کو چھلنی کر دینے والا ٭

ترجمہ اور (اس آٹھویں درجے) کے آدمی کو پاخانے پیشاب میں سوزش پہنچاتی ہے - لمحہ بلمحہ جگر کو چھلنی کر دینے والا زخم لگاتی ہے ٭

واں دگر را بعدِ ایام و شہور | واں دگر را بعد مرگ از قعرِ گور

لغات - ایام جمع یوم، روز - شہور جمع شہر - مہینہ - ماہ - قعر - گہرائی - قعرِ گور - لحد ٭

ترجمہ اور اس (نویں درجے کے) آدمی کو دنوں اور مہینوں کے گذرنے پر معلوم ہوتی ہے - اور وہ جوان سب سے گیا گذرا ہے - اس کو موت کے بعد لحد میں (معلوم ہوتا ہے - کہ میں نے کس ناقص کی صحبت میں عمر کھو دی) ٭

ور دہندش مہلت اندر قعرِ گور | لابُد آں پیدا شود یوم النشور

لغات - لابُد ضرور، یوم النشور، روز قیامت ٭

ترجمہ - قعرِ گور میں اُس کو مہلت دے رکھیں گے، اِس لئے قیامت کے روز (اس کا) وہ (نتیجہ) ظاہر ہو گا

مطلب - قعرِ گور سے مراد لحد ہے، اور لحد کے زمانہ قیام سے عالم برزخ مقصود ہے - فرماتے ہیں کہ چونکہ موت کے بعد اعمال کا پورا پورا حساب و کتاب نہیں ہوتا - بلکہ یہ معاملہ یوم قیامت پر موقوف ہے - اس لئے عالم برزخ میں اس کو مہلت دی جاتی ہے ٭

ان تمام اشعار میں تمیز و شعور اور احساس تلخی سے شیوخ مزور اور پیران مکار کے مکر و تزویر کی شناخت مقصود ہے - چنانچہ جن لوگوں میں اعلےٰ فراست ہوتی ہے - وہ ایسے پیروں کو دور ہی سے دیکھ کر پہچان لیتے ہیں - ان سے کم استعداد کے لوگ ان کی صحبت میں رہ کر ان کے مفاسد و شرور سے آگاہ ہوتے ہیں - علیٰ ہذہ جس میں جتنی قوت تمیز کم ہوتی ہے - وہ اسی تناسب سے زیادہ اختلاط کرنے کے بعد اور زیادہ زمانہ گذار کر اور زیادہ نقصان اُٹھا کر اس کی برائی کو محسوس کرتا ہے - سب سے آخری درجہ اُس شخص کا ہے - جو کسی بناوٹی مرشد کی بیعت میں ساری عمر کھو دیتا ہے - حتےٰ کہ دنیا سے کوچ کرنے کے بعد اس کو قبر میں جا کر معلوم ہوتا ہے - کہ میں نے کس غفلت و نادانی میں عمر کھوئی - مگر بقول حافظ علیہ الرحمۃ ؎

در نیل غم فتاد و سپہرش بطعنہ گفت | الآن قد ندمت وما ینفع الندم

عالم برزخ کی مہلت کے ذکر کی مناسبت سے اب یہ بات بیان فرماتے ہیں - کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے اتمام و تکمیل کو ایک میعاد پر موقوف رکھا ہے - جس کے انقضاء سے پہلے اس کا ظہور نہیں ہوتا - اور یہ قضا و قدر کا مسئلہ ہے

ہر نبات و شکوفے را در جہاں مہلتے پیدا است از دورِ زماں

ترجمہ - ہر نبات اور شکوفہ کے لئے عالم میں دورِ زمانہ سے ایک خاص میعاد مقرر ہے۔

سالہا باید کہ تا از آفتاب لعل یابد رنگ و رخشانی و تاب

لغات - رخشانی - چمک دمک - تاب جھلک - روشنی +

ترجمہ - چنانچہ آفتاب سے لعل میں رنگ و رخشانی پیدا ہونے کے لئے کئی سال چاہئیں +

پنج سال و ہفت باید تا درخت یابد از میوہ رسانی فرّ و بخت

لغات فرّ، شان وشوکت - بخت، نصیب، خوش نصیبی +

ترجمہ (اسی طرح) درخت کے لئے (کم از کم) پانچ سات سال چاہئیں - تاکہ وہ میوہ رسانی سے عزّت اور نصیب حاصل کرے +

اختلاف - بعض نسخوں میں یہ شعر نہیں ہے +

باز تره در دو ماه اندر رسد باز تا سالے گلِ احمر رسد

لغات تره، ساگ، سبزی، ترکاری - رسیدن، پکنا - نباتات کا پختگی کو پہنچنا - گلِ احمر - گل سُرخ +

ترجمہ - پھر سبزی ترکاری (کو دیکھو کہ) دو ہی ماہ میں اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے - پھر گل سرخ کا پودا ہے - کہ ایک سال میں (پھول) آتا ہے +

بہرِ ایں فرمود حق عزّ و جل سورۃ الانعام در ذکرِ اجل

لغات - عزّ باعزت ہے، غالب ہے - جلّ بزرگ ہے - سورۃ الانعام - قرآن مجید کی چھٹی سورۃ کا نام ہے - اجل، میعاد، مہلت، وقت مقرر - موت +

ترجمہ - اسی لئے اللہ عزّ و جلّ نے سورہ انعام (کی ایک آیت) کو میعاد کے ذکر میں (نازل) فرمایا ہے

مطلب - سورۂ انعام کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ○ وہی (قادر مطلق) ہے - جس نے تم (لوگوں) کو مٹی سے پیدا کیا - پھر (ہر ایک شے کے لئے زندگی کی) ایک میعاد ٹھہرادی - اور ایک میعاد (قیامت کی ہے جو) اس کے نزدیک متعین ہے - پھر بھی تم لوگ شک کرتے ہو + (انعام ع۱)

ایں شنیدی مُو بمُویت گوش باد آبِ حیوانست خوردی نوش باد

لغات - مُو بمُو بال بال - مراد ہر حصۂ جسم - آبِ حیواں، آبحیات - نوش شیریں گوارا - شہد، تریاق +

ترجمہ یہ (تحقیق) تم نے سُن لی - خدا کرے تمہارا بال بال گوش (حق بنیوش) بن جائے (اور واقع میں

یہ تحقیق مثل آبحیات ہے - خدا کرے تمہارے لئے تریاق ثابت ہو +

آبِ حیواں خواں مخواں ایں را سخن ❊ رُوح نو بیں در تنِ حرفِ کہن

ترجمہ - اس (تحقیق) کو آبحیات کہو (معمولی) بات نہ کہو - اور (مضامین کی) روح تازہ کو الفاظ کہنہ (مستعملہ قدیمہ) کے قالب میں دیکھ لو +

نکتۂ دیگر تو بشنو اے رفیق ❊ ہمچو جاں او سخت پیدا و دقیق

لغات - پیدا - ظاہر - نمایاں - دقیق - باریک، گہرا +

ترجمہ -- اے رفیق اور ایک نکتہ سنو - جو روح کیطرح (اہلِ عقیدت کے لئے) نہایت روشن ہے اور (ظاہر پرست کے لئے) باریک ہے +

مطلب - وہ نکتہ عاقل کامل کے لئے بالکل بدیہی ہے - جیسے کہ روح - کیوں کہ وہ وجود روح پر آثار خاصہ سے استدلال کرتا ہے - اور جاہل احمق پر وہ نکتہ خفی ہے - جس طرح روح کی ہستی اس کے لئے غیر مدرک ہے کیونکہ وہ اس کے محسوس بحواس نہ ہونے کی وجہ سے اس کے وجود سے منکر ہے - جیسے کہ بعض ظاہر پرست انکار کرتے ہیں اور وہ ان آثار خاصہ پر جو دوسرے حیوانات میں مفقود ہیں - اور جن سے روح انسانی کا مختلف بحقیقت ہونا ظاہر ہوتا ہے نظر نہیں کرتے +

در مقامے ہست ایں ہم زہر مار ❊ از تصاریفِ خدائے خوشگوار

لغات - تصاریف تصرفات + ترکیب - ایں زہر مار ہم اسم اشارہ و مشار الیہ مبتداء خوشگوار اس کی خبر باقی متعلقات - یا یوں کرو کہ ایں نکتہ بتقدیر مشار الیہ مبتدا - زہر مار خبر - رابطہ مقدر - دوسرا مصرعہ الگ جملہ ہو جس میں در مقامے مبتدا اور یہاں نکتہ مبتدا منقلب ہوا اور خوشگوار خبر +

ترجمہ (۱) یہ نکتہ بھی جو بمنزلہ سانپ کے زہر کے ہے ایک مقام میں اللہ تعالیٰ کے تصرفات کی بدولت خوشگوار (بن جاتا ہے) +

(۲) ایک مقام میں یہ (نکتہ) زہر مار بھی ہے - (اور ایک مقام میں یہی نکتہ) اللہ تعالیٰ کے تصرفات کے خوشگوار (بھی) +

مطلب - اوپر یہ بات بیان کی تھی - کہ ہر ایک چیز کی ایک میعاد ایک مہلت اور ایک اجل مقرر ہے - جس پر اس کی پختگی اور اس کا ایک نئی حالت کو پہنچنا موقوف ہے - یہ بات بظاہر تو ... ایک سرسری خیال ہے - مگر درحقیقت یہ خیال بڑے اسرار عجیبہ پر مشتمل ہے - اسی لئے مولانا رح اس کے متعلق دو نکتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں - ایک تو یہ کہ "آبحیواں خواں مخواں ایں را سخن" یعنی یہ میعاد کا نکتہ کوئی معمولی بات نہیں - بلکہ ایک طرح سے آبحیات ہے - کہ جس کو سُن کر سمجھ کر اور اس کو عمل میں لا کر حیات جاوید حاصل ہوتی ہے - دوسرا نکتہ یوں ظاہر فرماتے ہیں کہ "نکتۂ دیگر تو بشنو اے رفیق" اور پھر اس کا باوجود بدیہی ہونے کے نہایت دقیق دباریک ہونا بھی ظاہر کرتے ہیں - اور وہ نکتہ یہ ہے - کہ یہ میعاد کا مسئلہ اگر ایک جگہ آبحیات کا کام کرتا ہے - تو دوسری جگہ زہر ہلاہل کا سا اثر بھی کر جاتا ہے - آبحیات تو اہل

معرفت کیلئے ہے۔ جو اس سے مسئلہ قضا و قدر کی تفصیل معلوم کرتے ہیں۔ اور کثرت اسباب ہیں جو اشیاء عالم کے وجود کیلئے موقوف علیہ ہیں۔ ذات حق کی وحدت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور نہ ہر اہل غفلت کے لئے ہے۔ جو حق کو عالم سے فارغ اور اسباب کو غیر حق سمجھتے ہیں اور ان کے لئے یہ مسئلہ بجز شدت انکار اور بعد عن الحق کے اور کوئی فائدہ نہیں بخشتا اور مولانا نے اس نکتے کو نیچے کے تیرہ شعروں میں بار بار مترادف لفظوں اور مختلف تشبیہوں سے نئے پیرایوں میں اس ذوق و شوق کے ساتھ دُہرایا ہے۔ کہ اس سے بآسانی یہ اندازہ لگ سکتا ہے۔ کہ اس نکتہ کو بیان کرتے وقت آپ پر ایک وجد کی حالت طاری تھی +

در مقامے کفر و در جائے روا　　در مقامے زہر و در جائے دوا

ترجمہ۔ ایک جگہ (وہ مہلکانہ آثار سے) زہر ہے۔ اور ایک جگہ (شفابخشی کے لحاظ سے دوا) ہے۔ ایک جگہ کفر کے خیالات پیدا کر دیتا ہے۔ اور ایک جگہ (اس کو خیال میں لانا) جائز ہے +

در مقامے سرکہ در جائے چُو مُل　　در مقامے خار و در جائے چو گُل

لغات۔ مُل شراب (ترجمہ) ایک جگہ وہ (دل میں کھٹکنے والا) کانٹا ہے اور ایک جگہ (مشام جان کو معطر کرنیوالا) مثل گل ہے۔ ایک جگہ (دل کو ترش کرنے والا) سرکہ ہے۔ ایک جگہ (جان کو سرمست بنانے والا) شراب ہے۔

در مقامے بخل و در جائے سخا　　در مقامے خوف و در جائے رجا

ترجمہ۔ ایک جگہ وہ خوف (ناک خیال بن جاتا) ہے۔ اور ایک جگہ امید (افزا ثابت ہوتا) ہے۔ ایک جگہ (دل اس کو سمجھنے میں) بخل (کرتا) ہے۔ اور ایک جگہ (دل اس کو ادراک کرنے میں) حوصلہ مندی (سے کام لیتا) ہے +

در مقامے قہر و در جائے رضا　　در مقامے فقر و در جائے غنا

ترجمہ۔ ایک جگہ (وہ نکتہ دولت ایمان سے) تہیدستی (ثابت ہوتا) ہے۔ اور ایک جگہ (وہ دولت ایمان سے) مالداری ہے۔ ایک جگہ غضب (الٰہی کا موجب) ہے۔ اور ایک جگہ (خدا کی) خوشنودی ہے +

در مقامے منع و در جائے عطا　　در مقامے جور و در جائے وفا

ترجمہ۔ ایک جگہ (اپنے آپ پر) ظلم ہے۔ اور ایک جگہ (اپنے ساتھ) وفا ہے۔ ایک جگہ (اپنے آپکو حصول سعادت سے) باز رکھتا ہے۔ اور ایک جگہ (اپنے آپ کو دولت سعادت) عطا کرتا ہے +

در مقامے خاک و جائے کیمیا　　در مقامے دُرد و در جائے صفا

لغات۔ دُرد، شراب کا تلچھٹ، صفا صاف شراب +

ترجمہ۔ ایک جگہ (وہ نکتہ اپنی تاریکی کے لحاظ سے) تہ نشین شراب ہے، اور ایک جگہ (اپنی صفائی کے اعتبار سے

صاف شراب ہے۔ ایک جگہ (اپنی ظاہری بقید ی کی رو سے) مٹی ہو اور ایک جگہ (اپنی اعلےٰ خاصیت کے لئے) کیمیا ہے۔

در مقامے عیب و در جائے ہنر در مقامے سنگ و در جائے گہر

ترجمہ۔ ایک جگہ (وہ نکتہ بظاہر) عیب (نظر آتا ہے) ۔ اور ایک جگہ ہنر۔ ایک جگہ (بے قدر) پتھر ہے۔ اور ایک جگہ (قیمتی) موتی ⁂

در مقامے حنظل و جائے شکر در مقامے خشکی و جائے مطر

لغات۔ حنظل حاء کے فتحہ سے اور ظاء کے کسرہ سے اندرائن جو نہایت کڑوا پھل ہے۔ مطر، بارش ⁂

ترجمہ۔ ایک جگہ (اپنی تلخی کے باعث) اندرائن کا پھل ہے۔ اور ایک جگہ (اپنی شیرینی کے لئے) شکر ہے۔ ایک جگہ (دریائے حقیقت تک نہ پہنچنے والوں کے لئے) خشکی ہے۔ اور ایک جگہ (معنوی سیرابی سے بے بہرہ ہونے والوں کے لئے) بارش ہے ⁂

در مقامے ظلم و جائے محض عدل در مقامے جہل و جائے عین عقل

ترجمہ۔ ایک جگہ (وہ نکتہ سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے حقائق پر) ظلم (بن جاتا) ہے۔ اور ایک جگہ (سمجھ میں آ جاتا ہے تو) انصاف۔ ایک جگہ (جب وہ حل نہ ہوا تو) نادانی ہے۔ اور ایک جگہ (جب حل ہو گیا تو) عقل ہے ⁂

گرچہ ایں جا او گزند جاں بود چوں بدانجا در رسد درماں بود

ترجمہ۔ اگرچہ یہاں (یعنے محب دنیا کے لئے) وہ (تحقیق) نقصان جان ہے۔ جب وہاں (یعنے طالب حق کی طرف) پہنچے تو علاج ہے ⁂

آب در غورہ ترش باشد و لیک چوں بانگوری رسد شیریں و نیک

ترجمہ۔ (مثلاً) ایک ہی پانی ہے۔ جو انگور خام میں ہو تو ترش ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ پختگی کو پہنچ جاتا ہے تو شیریں اور لذیذ ہوتا ہے ⁂

باز در خم او شود تلخ و حرام در مقام سرکگے نعم الادام

لغات۔ خم، مٹکا۔ سرکگے، سرکہ کے ساتھ یائے تنکیر شامل ہے۔ اور ہا کاف سے تبدیل ہوئی ہے۔ نعم الادام اچھا نان خورش۔ بہترین لازمۂ طعام ⁂

ترجمہ۔ پھر وہی (پانی) مٹکے میں رہ کر (شراب کی صورت میں) تلخ اور حرام بن جاتا ہے۔ ایک جگہ سرکہ بن کر نعم الادام (کا خطاب پاتا ہے)

مطلب۔ انگور کا ایک ہی پانی ہوتا ہے۔ جو شراب بن کر حرام اور سرکہ بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان

مبارک سے نعم الادام کا خطاب پاتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کے لوگوں سے نان خورش (سالن) طلب فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا ہمارے ہاں سرکہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ آپ نے وہی منگا لیا اور تناول فرمانا شروع کیا۔ اور فرمایا نعم الادام الخل نعم الادام الخل سرکہ خوب نان خورش ہے، سرکہ خوب نان خورش ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ)

ایں چنیں باشد تفاوت در امور　　مرد کامل ایں شناسد در ظہور

ترجمہ (غرض) اسی طرح (اور) امور میں بھی ان کے وجود اور ظہور کے وقت تفاوت ہو جاتا ہے جس کو مرد کامل شناخت کرتا ہے۔

در بیان آنکہ آنچہ ولی کامل کند مریداں را نشاید گستاخی

اس امر کا بیان کہ جو کچھ (بعض مباحات) ولی کامل کرے۔ مرید کو گستاخی کرنا اور

کردن و ہماں فعل کردن کہ حلوا طبیب را زیان ندارد و مریض را

وہی کام کرنا مناسب نہیں کیونکہ حلوا طبیب کو نقصان نہیں پہنچاتا اور مریض

زیان دارد و سرما و برف انگور رسیدہ را زیان ندارد۔ امّا

کیلئے مضر ہے۔ اور سردی اور برف پکے انگور کے لئے نقصان رساں نہیں۔ لیکن

غورہ را زیان دارد کہ در راہ ست و نارسیدہ لیغفر لک اللہ

کچے انگوروں کو نقصان پہنچاتی ہے کیونکہ ابھی پختگی کی منزل کو نہیں پہنچے (چنانچہ) اللہ تعالےٰ نے

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ صَدَقَ اللّٰهُ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے تاکہ بخشے اللہ تیرے اگلے پچھلے گناہ (پس) اللہ فرمان حق ہے

یہ سرخی تفریع ہے مضمون بالا پر۔ یعنے جب ثابت ہوا کہ ایک ہی چیز کے مختلف مقامات میں مختلف آثار ہوتے ہیں تو اگر کوئی کامل کسی مالی یا جاہی لذت مباحہ سے متمتع ہو رہا ہو تو ناقص کو ان کی نقل کرنی زیبا نہیں۔ کیوں کہ ممکن بلکہ اغلب ہے۔ کہ وہ لذت اس کامل کو مضر نہ ہو۔ بلکہ کسی حکمت سے نافع ہو۔ اور اس ناقص کو وہ مضر ہو۔ پس "آنچہ" سے مراد مباح ہے۔ نہ حرام۔ کیونکہ کامل کو حرام کا استعمال وارتکاب بالاختیار جائز نہیں۔ اور اضطرار میں کلام نہیں۔ اور مولانا رح کے استشہاد آیت بالا میں یہ اشارہ ہے کہ ذنب سے مراد مباحات ہیں۔ اور ان کا غفران یہ ہے کہ وہ کاملین کو مضر نہیں ہوتے۔ ناقص کو مضر ہوتے ہیں۔ اور ناقص کو اس لئے مضر نہیں ہوتے کہ وہ ان کے لئے غیر مباح ہیں۔ بلکہ ان سے ان کی قوت بہیمیہ و سبعیہ برانگیختہ ہو سکتی ہے۔ جس سے ارتکاب معاصی کا قوی احتمال ہوتا ہے۔ پس وہ مباح مضر بعینہٖ نہیں بلکہ لغیرہ ہے۔ (کلید)

گر ولی زہرے خورد نوشے شود — ور خورد طالب سیہ ہوشے شود

لغات - ولی کامل، سالک، صاحب مقام - مرشد، پیر - نوش - تریاق، شہد - طالب، مرید، مبتدی - سیہ ہوش بے ہوش، جو بعض زہر کھانے والوں کی حالت ہوتی ہے +

ترجمہ - اگر ولی زہر کھالے - تو وہ زہر، تریاق بن جاتا ہے - اگر طالب کھا جائے تو بیہوش ہو جائے +

مطلب - زہر سے کوئی مضر مباح چیز مراد ہے - جس سے ایک ولی کامل کو کوئی ضرر متوقع نہیں ہوتا - کیونکہ اس کو مشاہدہ منعم حاصل ہے - اور فنا و بقا کے درجے پر فائز ہونے کی بدولت اس کے ضرر پانے کا احتمال باقی نہیں رہتا - سعدی رح ؎

ہر کہ در سایۂ عنایت اوست — گنہش طاعت است دشمن دوست

رَبِّ هَبْ لِی از سلیمان آمدہ ست — کہ مدہ غیر مرا ایں ملک و دست

ترجمہ - حضرت سلیمان علیہ السلام سے (دعائے) رَبِّ هَبْ لِی مروی ہے (جس کے اندر انہوں نے التجا کی) کہ یہ بادشاہی اور غلبہ اور کسی کو نہ دے +

مطلب - قرآن مجید کی آیات ہیں وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ اور ہم نے سلیمان کو (ایک اور طرح بھی) آزمایا - اور ان کے تخت پر ایک دھڑ لا ڈالا - پھر (سلیمان نے خدا کی جناب میں) رجوع کیا (اور) دعا مانگی - کہ اے میرے پروردگار میرا قصور معاف کر اور مجھ کو ایسی سلطنت عطا فرما - کہ میرے پیچھے کسی کو سزاوار نہ ہو - بیشک تو بڑا فیاض ہے (ص ع ۳)

تو مکن با غیر من ایں لطف و جود — ایں حسد را ماند اما آں نبود

ترجمہ (اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ) میرے سوا اور کسی کے ساتھ یہ مہربانی اور بخشش (کا سلوک) نہ کر - (حضرت سلیمان علیہ السلام کی) یہ التجا) حسد سے مشابہ ہے - لیکن (واقع میں) یہ (حسد) نہیں +

نکتۂ لَا یَنْبَغِیْ می خواں بجاں — سرِّ مِنْ بَعْدِیْ ز بخل او مداں

ترجمہ - تم آیت لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ کو ذرا غور سے پڑھو - اور اس کا سبب بخل مت سمجھو +

مطلب - اس شعر میں شعر بالا کے مصرعہ ثانیہ "ایں حسد را ماند اما آں نبود" کے مضمون کی علت مذکور ہے - یعنی حضرت سلیمان کا کلمہ لَا یَنْبَغِیْ اس بات پر دلالت کرتا ہے - کہ آپ کی یہ دعا تقاضائے حسد نہیں تھی - بلکہ یہ آنے والے سلاطین و ملوک کی خیر اندیشی تھی - کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ جن و انس اور وحوش وطیور کی وسیع بادشاہی جو کسی سے بن نہ آسکے - جس کے بار عظیم کو کوئی نہ اٹھا سکے - اور جس کے ادائے حقوق کا کوئی متحمل نہ ہو - اور وہ بادشاہی جو بمنزلہ درد سر و بار جان ہو اس کے ابتلا میں پڑنے کے لئے میں خود تو تیار ہوں - مگر آرزو یہ ہے کہ اور کوئی ابن آدم اس کٹھن امتحان میں نہ ڈالا جائے - پس لَا یَنْبَغِیْ کا کلمہ ظاہر کر رہا ہے - کہ اس دعا کا محرک حسد و رشک نہیں - بلکہ حضرت

سلیمان علیہ السلام کی وہ شفقت و رفاقت تھی۔ جو وہ بتقاضائے خلق پیغمبری اپنے بنی نوع کے ساتھ رکھتے تھے۔ اب مولانا اس توجیہ کو مفصلاً بیان فرماتے ہیں +

بلکہ اندر مُلک دید او صد خطر — مو بمو ملکِ جہاں بُد بیم سر

لغات۔ مو بمو، سر بسر، از سر تا پا، بالکل۔ بیم سر، خوف قتل، اندیشۂ جان +

ترجمہ۔ بلکہ آپ نے سلطنت میں صدہا خطرات دیکھے (پھر) جہاں (بھر) کی بادشاہی تو سراسر خوف جان ہے

مطلب۔ بادشاہی خواہ کتنی ہی محدود اور چھوٹی ہو۔ اس میں خوف زوال، خطرۂ اعداء اور اندیشہ فساد ضرور دامن گیر رہتا ہے۔ پھر سلطنت جس قدر وسیع ہوگی۔ اس کے خطرات اسی قدر بے پایاں ہوں گے + حافظ رح

در شاہراہ جاہ و بزرگی خطر بسے است — آں بہ کزیں گریوہ سبکبار بگذری

بیم سر با بیم سِر با بیم دیں — امتحانے نیست مارا مثل ایں

لغات۔ بیم سِر، سین کے کسرہ کے ساتھ، باطن کا خوف، صحت عقائد میں خلل آنے کا اندیشہ۔ اشغال باطن کے حرج کا ڈر

ترجمہ۔ جان کا بھی خوف (شغل) باطن کا بھی خوف، دین کا بھی خوف (غرض) ہم لوگوں کیلئے اسکے برابر کوئی امتحان نہیں

مطلب۔ جاہ و امارت اور حکومت و سلطنت میں بے شمار خطرات سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اول تو بدعیان سلطنت اور شرکائے خاندان ہمیشہ بغاوت کے ارادے کرتے رہتے ہیں اور موجودہ حکمران کو اپنے مقاصد کی راہ سے دور کرنے کے خواہشمند رہتے ہیں۔ یہ خوف جان ہے۔ دوسرے کاروبار سلطنت اور مشاغل شہریاری میں توجہ الی اللہ اور ذکر و فکر کے مواقع بہت کم میسر ہوتے ہیں۔ یہ اشغال باطن کے نقصان کا خوف ہے۔ تیسرے بعض حکمران دولت و ثروت کی مستی میں غرق عیش و عشرت ہو کر فرائض دین کی بجا آوری سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ اور بعض جاہ و اقبال کے غرور سے دین کے استخفاف و استحقاق کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ دین کا نقصان ہے۔ غرض جاہ و حکومت دارین میں تباہی و روسیاہی کا باعث ہے۔ کما قیل

سیہ کاری نماید سنگدل از عزت و شاں پیدا — نگیں را روسیاہی گردد از نام و نشاں پیدا

پس سلیماں ہمتے باید کہ او — بگذرد زیں صد ہزاراں رنگ و بو

لغات۔ سلیماں ہمت، مرکب غیر امتزاجی سلیمان ع کی سی ہمت والا۔ رنگ و بو آلائشات +

ترجمہ۔ پس کوئی ایسا ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کی سی ہمت والا چاہیئے۔ جو ان لاکھوں (خطرات کے) رنگ و بو کی (قسم آلائشوں) سے پاک و صاف نکل جائے +

مطلب۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا میں حسد کا احتمال تو اس صورت میں ہوتا۔ کہ آئندہ لوگوں میں ایسی سلطنت کو سنبھالنے کی قابلیت اگر سلیمان ع سے بڑھ کر نہیں تو کم از کم ان کے برابر متوقع ہوتی۔ مگر ان کے برابر حسن انتظام اور خوبی تدبیر اور پھر مشاغل سلطنت کے ہر لحہ میں معیت حق کس کو میسر ہو سکتی تھی۔ اور اگر کسی ناقابل انسان کو ایسی عظیم الشان سلطنت کا ذمہ دار بنا دیا جاتا تو ظاہر ہے کہ دنیا میں کس قدر ابتری پھیل جاتی۔ پس حضرت سلیمان ع کا وہ دعا کرنا حسد و بخل پر مبنی نہیں۔ بلکہ بنی نوع کے لئے عین خیر اندیشی اور بہی خواہی تھی +

باچناں قوت کہ او را بود ہم — موجِ آں مُلکش فرو مے بست دم

لغات - با بمعنے باوجود۔ دم فروبستن۔ خاموش ہوجانا۔ جب تیراک کے لئے یہ لفظ استعمال ہو تو اُس کے معنے ہیں دم ٹوٹ جانا ڈوبنے لگنا +

ترجمہ - (بلکہ) اتنی بڑی قوت پر بھی جو آپ کو حاصل تھی سلطنت کی موجیں آپ کا دم توڑ ڈالتی تھیں +

مطلب - اس سے سلطنت اور خصوصاً حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کے ایک بارِ عظیم ہونے کا اثبات مقصود ہے یعنی وہ ایسی ہمت آزما اور حوصلہ افگن سلطنت کہ اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے سے بہمہ صفت موصوف حکمران کے قدم بھی ڈگمگا گئے۔ اس کے ثبوت میں نیچے ایک واقعہ کی طرف اشارہ فرماتے ہیں +

خواں کہ اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ — چُوں بماند از تخت و مُلکِ خود تہی

لغات - جسد۔ جسم، بدن، قالب۔ ایک تفسیر کی رو سے اس سے ایک جن کا جسمانی وجود مراد ہے۔ اور ایک دوسری تفسیر کے لحاظ سے ایک ناقص الخلقت بچے کا وجود اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا قرآن کی ایک آیت کا اقتباس ہے۔ جس کے معنے ہیں۔ اور ہم نے اُن کے (یعنے حضرت سلیمان علیہ السلام) تخت پر ایک جسم کو ڈال دیا۔ اور ان کلمات کی تفسیر دو طرح کی گئی ہے۔ ایک تفسیر مورخین کی ایک مشہور روایت کی بنا پر ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حضرت سلیمان ع نے ایک ایسی عورت سے نکاح کر لیا تھا جو مخفی طور پر بُت پرستی کیا کرتی تھی۔ اس لغزش کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چند روز کے لئے آپ کی سلطنت ہاتھ سے جاتی رہی اور وہ انگشتری جس میں آپ کی کل بادشاہی کا راز مضمر تھا۔ ایک دیو نے اڑا لی جو آپ کی صورت سے متشکل ہو کر تخت نشین ہوگیا، حضرت سلیمان ؑ بخوف جان مفرور ہونے پر مجبور ہوگئے۔ اور کسی شخص کو یہ گمان تک نہ ہوسکا۔ کہ تخت پر سلیمان ؑ نہیں۔ بلکہ ایک جن قابض ہے۔ یہی مطلب ہے عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا کا اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام ایک ماہی گیر کے گھر جا رہے۔ جس نے اپنی لڑکی کا ان سے نکاح کر دیا اتفاق سے وہ انگشتری دیو کے ہاتھ سے ایک دریا میں گر گئی۔ جس کو ایک مچھلی نے نگل لیا۔ ماہی گیر اسی دریا پر مچھلی پکڑنے گیا۔ تو وہی مچھلی اُس کے جال میں آگئی۔ وہ گھر لے آیا۔ اور اپنی بیٹی کو چھلکے کاٹنے کے لئے دی۔ لڑکی نے جو اس کا پیٹ چاک کیا تو اُس کے اندر سے انگشتری نکلی۔ اس نے وہ انگشتری بتقاضائے محبت اپنے خاوند کو بطور تحفہ دی۔ حضرت سلیمان ؑ نے اپنی گم شدہ انگشتری کو پہچان لیا۔ اور اس کے زور سے دوبارہ اپنے تخت سلطنت پر قابض ہوگئے۔ اگرچہ مولانا رح کے طرزِ کلام خصوصاً دوسرے مصرعہ چوں بماند از تخت و ملک خود تہی کے ظاہری مفہوم سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کا اس اقتباس سے یہی مقصد ہے۔ کہ جسد سے دیو کے جسم کا تخت پر قابض ہونا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا کچھ عرصہ کے لئے تخت سے علیحدہ ہونا مراد ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ قصہ محض بہتان و افترا ہے۔ اور آیت مذکور کی تفسیر اس قصے کی بنا پر کرنی غلطی ہے۔ جس سے ایک نبی کی عصمت میں نقص لازم آتا ہے، اور ایک شیطان کا پیغمبر پر غالب اور اس کے منصب و مقام پر متصرف ہو جانا۔ عقائد صحیحہ شرعیہ کے اعتبار سے ناقابل قبول ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ شیطان سے فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ یعنے میرے خاص بندوں پر تجھ کو غلبہ حاصل نہ ہوگا۔ چونکہ روایت مذکور مورخین میں مشہور ہے۔ اسلئے اس پر تفسیر آیت کو مبنی کرنا مولانا رح کے لئے بھی موجب طعن نہیں ہوسکتا۔ اس طرح بہت سے مفسرین نے بعض آیات

اس دیو کا تعرض حرم سلیمانی سے ... اور اس قصہ کی تنقید

کی تفسیر کو غیر معتبر قصص وحکایات سے مربوط کیا ہے - یا اگر دوسرے مصرعہ کا ترجمہ کسی تاویلی رنگ میں کیا جائے - تو پھر مولٰنا رح پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا - کما سوف ترٰی +

اس آیت کی دوسری تفسیر جو مفسرین نے کی ہے یوں ہے - کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمانؑ نے جہاد میں اپنے ارکان دولت کی سُستی دیکھ کر ان کو ملامت کی اور ان سے کہا تم سے کیا توقع ہے - میں اپنی سو بیبیوں کے پاس جاؤں گا - تو ان کے ہاں سو لڑکے پیدا ہوں گے - وہ فی سبیل اللہ جہاد کریں گے - مگر اس موقع پر آپ انشاءاللہ کہنا بھول گئے - چنانچہ صحیح بخاری کی ایک روایت یُوں ہے - کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ حضرت سلیمان ع اپنی بیویوں کے پاس گئے - اور کہا امید ہے - کہ ہر عورت سے ایک لڑکا پیدا ہوگا - جو راہ خدا میں شہسوار اور مجاہد ہوگا مگر غلطی سے اس وقت انشاءاللہ کا کلمہ نہ کہا - نتیجہ یہ ہوُا کہ صرف ایک عورت سے ایک ناقص الخلقت بچّہ پیدا ہوُا - پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اگر حضرت سلیمان علیہ السلام انشاءاللہ کہدیتے - تو سب عورتوں سے شہسوار لڑکے پیدا ہوتے انتہٰی - پس یہی ناقص الخلقت بچہ جب تخت پر ڈالا گیا تو وہ عَلٰی کرسیّہٖ جسدًا کا مصداق تھا

مذکورہ دونوں تفسیروں کے لحاظ سے شعر مذکور کا ترجمہ بھی دو طرح ہو سکتا ہے - پہلا ترجمہ مؤرخین کے مذکورہ غیر معتبر قصے کی بنا پر اور شعر کے ظاہری مفہوم کے مطابق ہوگا - اور دوسرا ترجمہ مفسرین کی تفسیر کے موافق اور شعر کے مفہوم کو تاویلی جامہ پہنا کر کیا جا سکتا ہے - چنانچہ دیکھو :-

ترجمہ (۱) - (چنانچہ آیہ) والقینا علٰی کرسیہ پڑھ کر دیکھ لو - (کہ حضرت سلیمانؑ ایک مشرک عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی غلطی سے) کس طرح تخت اور بادشاہی سے خالی رہ گئے +

(۲) (چنانچہ آیت) والقینا علٰی کرسیہ پڑھ کر دیکھ لو - کہ (انشاءاللہ نہ کہنے کی غلطی سے تائب ہونے وقت) کس طرح (حضرت سلیمان کو) تخت اور ملک (کے خیال سے) خالی (دل) ہونا پڑا +

مطلب آیت کی دونوں مختلف تفسیروں اور شعر کے دونوں ترجموں کے لحاظ سے مطلب بھی دو طرح ہوگا - پہلا مطلب یہ ہے کہ سلطنت کا قیام و دوام ایسی نازک چیز ہے - کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا سا زیرک و مدبر حکمران بھی اس کو ہاتھ سے کھو بیٹھا - اور چند روز کے لئے ایک دیو نے ان کے تخت پر قبضہ جما لیا - ایسی پرخطر اور تدبیر آزما چیز کو اور کون اپنے پنجہ اقتدار میں رکھ سکتا ہے +

دوسرا مطلب یہ ہے کہ سلطنت کا اہتمام اور مہمات فرمانروائی کا انصرام انسان کو اپنے اندر اس قدر منہمک کر لیتا ہے کہ اس کے معاملات پر گفتگو کرتے وقت حضرت سلیمان ع کا سا عالی پیغمبر بھی انشاءاللہ تعالٰی کہنا بھول جاتا ہے +

چوں بروبنشست زیں اندوہ گرد　　　　بر ہمہ شاہان عالم رحم کرد

ترجمہ - پس چونکہ آپ پر اس سلطنت کی مشکلات یا مہمات سلطنت میں انشاءاللہ کہنا بھول جانے) کے غم کی گرد بیٹھ چکی تھی - اس لئے آپ نے تمام شاہان عالم پر رحم کھایا (کہ مبادا وہ اس سے بدتر حالت میں مبتلا ہو جائیں)

شد شفیع وگفت ایں ملک ولوا　　　　باکمالے دہ کہ دادی مر مرا

ترجمہ - اس لئے حق تعالٰی کی درگاہ میں (ان کے لئے شفاعت کی اور کہا یہ ملک وعلم (اگر کسی کو دینا ہو تو) ایسے کمالات کے ساتھ دے - جو مجھ کو دیئے ہیں (تاکہ اگر اُن سے کوئی غلطی ہو تو وہ میری طرح تلافی مافات پر قادر بھی ہوں) +

هر کرا بینی و یبغی آں کرم
او سلیمان ست و آنکس ہم منم

ترجمہ۔ جس کو تو وہ (ملک) اور وہ (کمالات) عطا کرے وہ سلیمان ہی ہے۔ اور وہ میں ہی ہوں +
مطلب۔ یہ مضمون دعا کے کلمات میں مصرح نہیں۔ بلکہ مولانا کا مقصد یہ ہے کہ لَا یَنبَغِی کا مطلب یہی ہے کہ اگر کسی کو سلیمان ؑ کے برابر سلطنت دینی منظور ہے۔ تو اُس کے برابر کمالات بھی دینے چاہئیں +

او نباشد بعدی و باشد معی
خود معی چہ بود منم بے مدعی

لغات۔ بعدی میرے بعد۔ مجھ سے موخر۔ معی میرے ساتھ۔ میرا ہم مرتبہ۔ مدعی دعوی دار +
ترجمہ۔ وہ رتبہ مجھ سے موخر نہیں۔ بلکہ میرا ہم مرتبہ ہے۔ ہم مرتبہ کیا بلکہ وہ میں ہی ہوں۔ اس میں کوئی مدعی خلاف نہیں +

شرح ایں فرض ست گفتن لیک من
باز میگردم بقصہ مرد و زن

ترجمہ۔ اس (عینیت) کی شرح کرنی (بھی) فرض ہے۔ لیکن میں اس مرد و زن کے قصے کی طرف رجوع کرتا ہوں

مخلص ماجرائے عرب جفت او در فقر و شکایت

اعرابی اور اُس کی بیوی کے فقر و شکایت کے حال کا خلاصہ

ماجرائے مرد و زن را مخلصے
باز مے جوید روان مخلصے

لغات۔ مخلص لام کے فتحہ سے خلاصہ ملخص۔ اور لام کے کسرہ سے با اخلاص۔ مخلص محبت والا دوست +
ترجمہ۔ مرد و زن (مذکور) کے خلاصہ حال کو اہل اخلاص کا دل طلب کر رہا ہے +

ماجرائے مرد و زن افتاد نقل
ایں مثال نفس خود مے دان و عقل

ترجمہ۔ اور زن و مرد کہ مراد نفس و عقل سے ہیں۔ ہر انسان نیک و بد کے لئے ضروری ہیں +

ایں زن و مردے کہ نفس ست و خرد
نیک بایست ست بہر نیک و بد

ترجمہ۔ یہ زن و مرد کہ (مراد نفس و عقل سے) ہیں۔ ہر انسان نیک و بد کے لئے نہایت ضروری ہیں +

ویں دو بایستہ دریں خاکی سرا
روز و شب در جنگ و اندر ماجرا

لغات۔ پابستہ۔ پابند۔ مقید۔ خاکی سرا۔ عالم سفلی۔ دنیا۔ ماجرا جھگڑا۔ بحثا بحثی +
ترجمہ۔ اور یہ دونوں اس عالم سفلی میں مقید ہو رہے ہیں۔ اور شب و روز اختلاف اور بحثا بحثی میں لگے ہوئے ہیں +

زن ہمی خواہد حویجِ خانقاہ   یعنی آبِ رُو و نان و خوان و جاہ

لغات ۔ حویج ، حوائج کا اختصار خلاف قاعدہ کر لیا گیا ہے ۔ ایک حاشیہ پر اس کے معنے گوشت کے ساتھ پکی ہوئی ساگ ترکاری کے لکھے ہیں ۔ خانقاہ ، گھر اور خانہ داری مراد ہے ۔

ترجمہ ۔ عورت خانہ داری کی (ہر وقت) طالب رہتی ہے ۔ یعنے آن بان ہو ، نان و خوان ہو ، اور عزو شان ہو ۔

نفس ہمچوں زن پئے چارہ گری   گاہ خاکی گاہ جوید سروری

ترجمہ (علیٰ ہذا) نفس بھی عورت کی طرح ہر وقت ان ہی تدابیر میں کبھی خاکساری (کے ساتھ تملق و چاپلوسی) کرتا ہے (اور) کبھی (غرور و تکبر سے) سرداری کا طالب ہوتا ہے ۔

عقل خود زیں فکرہا آگاہ نیست   در دماغش جز غمِ اللہ نیست

ترجمہ ۔ عقل خود ان فکروں سے آگاہ نہیں ہے ۔ اس کے دماغ میں (مطلب حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے غم کے سوا اور کچھ نہیں ہے ۔

گرچہ سرِ قصہ ایں دانہ است و دام   صورتِ قصہ شنو اکنوں تمام

ترکیب ۔ سر قصہ مبتداء ایں دانہ خبر ۔ است رابطہ جملہ ۔ یہ جملہ معطوف علیہ ۔ دام خبر مقدم صورت قصہ مبتدا مؤخر بجملہ معطوف ۔

ترجمہ ۔ اگرچہ قصہ کا یہ راز دانہ ہے ۔ اور ظاہری قصہ دام ہے (تاہم ظاہری قصہ) سن ہی لو ۔

مطلب ۔ اگرچہ قصہ مذکور کی یہ تاویل کہ یہاں مرد و زن سے عقل و نفس مراد ہیں ۔ بمنزلہ دانہ کے ہے جس پر طائر قلب کا مائل ہوتا ہے ۔ اور مغز سخن بھی یہی ہے ۔ لیکن ظاہری قصہ بھی سن لینا چاہیئے ۔ جو بمنزلہ دام ہے کیونکہ اس کے بغیر صید مقصود ہاتھ نہیں آسکتا ۔ لہٰذا دانہ کے ساتھ دام بھی مقصود ہے ۔

گر بیانِ معنوی کافی شدے   خلقِ عالم عاطل و باطل شدے

لغات ۔ معنوی ، باطنی ۔ عاطل ، بیکار ، عبث ۔ باطل ، بے اصل ، لغو ۔

ترجمہ ۔ اگر باطن کا بیان کافی ہوتا (اور ظاہر کا حجاب اٹھ جاتا) تو تمام مخلوق عالم عبث اور خالی از حکمت رہ جاتی ۔

مطلب ۔ تمام معانی و مطالب کو الفاظ و عبارات کے ذریعہ سے ادا کیا جاتا ہے ۔ یا جیسے یہاں عقل و نفس کے اسرار کو مرد و زن کے قصہ کے ذریعہ سے بیان کیا گیا ورنہ اگر بیان حقائق خود اس قدر اتم و اکمل ہوتا کہ اسکو الفاظ و عبارات کا لباس پہنانے کی ضرورت نہ ہوتی تو کارخانہ عالم معطل و برباد ہو جاتا ۔ کیونکہ اس صورت میں کوتاہ ہمت لوگ اعمال کی بجا آوری سے دست بردار ہو جاتے اور طاعات و عبادات کو چھوڑ بیٹھتے جس کی وجہ یہ کہ اس وقت تمام مدار تفکر و تذکر پہ ہوتا اور اعمال ظاہری کی ضرورت نہ پڑتی ۔

گر محبت فکرت و معنے ستے　　　صورتِ صوم و نمازت نیستے

ترجمہ (چنانچہ) اگر محبت صرف فکر اور امور باطنیہ کو قرار دیا جاتا تو صوم و صلوٰۃ کی صورت بالکل معدوم ہو جاتی۔
مطلب، مرد و زن کے ظاہری قصے کا مفاد یہ ہے۔ کہ اعرابی کی بیوی کو اپنے شوہر کے ساتھ کمال محبت ہے اور اسی محبت کی وجہ سے وہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری پر بھی قائم ہے۔ لہذا اس قصے کا ذکر ضروری ہے تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ محبت و اطاعت باہم متلازم ہیں۔ اگر بندے کے دل میں اللہ تعالےٰ کی سچی محبت ہو تو وہ محبت متقاضی ہے اس کی کہ بندہ اس کی عبادت بھی کرے۔ جس طرح عورت کی محبت اس کی اطاعت کا باعث ہوئی۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ سمجھ رکھے۔ کہ صرف دل میں اللہ کی یاد رکھنا ہی مقتضائے محبت ہے۔ تو وہ نماز و روزہ کب بجا لائے گا۔ جیسے کہ بعض ملاحدہ فقراء کا زعم باطل ہے۔ غرض یہ کہ کوئی معنے لباس صورت کے بغیر جلوہ گر نہیں ہو سکتا۔ صائب رح ؎

معنے بے لفظ را ادراک کردن مشکل است　　　چہرۂ نازک ہماں بہتر کہ باشد با نقاب

ہدیہ ہائے دوستاں بایکدگر　　　نیست اندر دوستی الا صور

ترجمہ۔ دوستوں کا ایک دوسرے کو تحائف دینا۔ صرف (معانی) محبت کی صورتیں ہیں +
مطلب۔ اگر دل میں محبت ہو تو اس کے اظہار کا کوئی ظاہری و صوری پیرایہ ہونا لازمی ہے۔ ورنہ کنجِ دل میں چھپی ہوئی دوستی ہوئی نہ ہوئی برابر ہے اور اظہار محبت کی صورتوں میں سے ایک ہدیہ ہے جو ازروئے حدیث نبوی سنت اور موجب ترقی محبت ہے (موطا امام مالک رح میں عطاء خراسانی سے مروی ہے کہ تصافحوا یذھب الغل وتھادوا تحابوا وتذھب الشحناء یعنے آپس میں مصافحہ کرو تاکہ کینہ دور ہو جائے۔ اور ایک دوسرے کو ہدیہ دو۔ تاکہ محبت بڑھے اور عداوت دور ہو +

تا گواہی دادہ باشد ہدیہ ہا　　　بر محبت ہائے مضمر در خفا

لغات۔ مضمر، مافی الضمیر۔ باطن میں مخفی۔ دل میں قائم، خفا، پوشیدگی +
ترجمہ۔ تاکہ ہدیئے ان محبتوں کا پتہ دیں۔ جو باطن میں مضمر ہیں +

زانکہ احساں ہائے ظاہر شاہدند　　　بر محبت ہائے سرّ اے ارجمند

ترجمہ۔ کیونکہ ظاہر کے احسانات باطنی محبتوں کی شہادت دیتے ہیں +

شاہدت گہ راست باشد گہ دروغ　　　مست گاہے از مے و گاہے ز دوغ

لغات۔ دوغ، چھاچھ +
ترجمہ۔ دگر یہ یاد رہے کہ شاہد کبھی سچا ہوتا ہے۔ اور کبھی جھوٹا۔ (جیسے مست کبھی شراب سے (سچ مچ مست) ہوتا ہے۔ اور کبھی چھاچھ سے (جھوٹ موٹ مست بن جاتا ہے)

مطلب - اوپر ہدیہ کو اظہارِ محبت کا عنوان قرار دینے سے مقصود یہ تھا - کہ اعمال ظاہری کمال باطن کے شاہد ہوتے ہیں - اس سے احتمال تھا - کہ شاید کوئی شخص خود اپنے یا کسی دوسرے کے ظاہری اعمال کو ہمیشہ اور بہر صورت شاہد کمال سمجھنے لگے - اس احتمال کو رفع کرنے کے لئے فرماتے ہیں - کہ یہ بھی خیال رہے - کہ اعمال ظاہری ہمیشہ شاہد کمال نہیں ہوتے - کیونکہ شاہد جھوٹا بھی ہوتا ہے - یعنے اعمال کبھی ناقص بلکہ باطل بھی ہوتے ہیں ایسے اعمال شاہد کمال نہیں ہوسکتے - کما قیل ؎

آئینہ دار زنگِ گناہ است طاعتم ۔۔۔ کردم سیاہ ہمچو نگین سجدہ گاہ را

دوغ خوردہ مستئے پیدا کند ۔۔۔ ہائے ہوئے و سرگرانیہا کند

ترجمہ (شراب کی بجائے) چھاچھ پینے والا (جھوٹی) مستی پیدا کر لیتا ہے - ہاؤ ہو اور نشہ ظاہر کرتا ہے

آں مرائی در صلوٰۃ و در صیام ۔۔۔ مے نماید جدّ و جہدے بس تمام

لغات - مرائی، ریاکار - می نماید، ظاہر کرتا ہے - جدّ و جہد، سعی و کوشش - تمام، پوری، تکمل +

ترجمہ - اسی طرح ریاکار نماز و روزہ میں (اپنی طرف سے) پورا پورا اہتمام اور کوشش ظاہر کرتا ہے

سعدیؒ

ومادم بشو بُند چوں گربہ روئے ۔۔۔ طمع کردہ در صید موشانِ کوئے

ریاضت کش از بہر نام و غرور ۔۔۔ کہ طبل تہی را رود بانگ دور

تا گماں آید کہ او مستِ ولاست ۔۔۔ چوں حقیقت بنگری غرقِ ریاست

لغات ولا، دوستی، محبت، مراد محبت الٰہی - حقیقت، اصلیت و اصلی حال +

ترجمہ - تاکہ لوگوں کو گمان ہو کہ وہ (اللہ کی) محبت میں مست ہے - اگر اصلیت دیکھو (تو معلوم ہوگا کہ) وہ ریاکاری میں غرق ہے - جامیؒ

صوفی کہ بخرقہ دوزیش بازارے ست ۔۔۔ ہر رشتہ و بخیہ اش بت و زنارے ست

حاصل افعالِ برونی رہبر ست ۔۔۔ تانشاں باشد برآنچہ مضمر ست

لغات حاصل، الغرض، الحاصل - برونی، ظاہری، رہبر دلیل +

ترجمہ - حاصل (کلام یہ ہے) کہ ظاہری افعال (اصلیت کا) راستہ دکھانے والے ہیں - تاکہ دل کی بات کے لئے علامت کا کام دیں +

راہبر گہ حق بود گاہے غلط ۔۔۔ گہ گزیدہ باشد و گاہے سقط

لغات، گزیدہ، انتخاب کیا ہوا - برگزیدہ - سقط بفتحتین - فضول، ناکارہ +

(ترجمہ) اور رہبر کبھی حق ہوتا ہے - اور کبھی غلط، کبھی برگزیدہ ہوتا ہے، اور کبھی ناکارہ -

یارب آں تمییز دہ مارا بخواست تا شناسیم آں نشانِ کژ ز راست

لغات - خواست، التماس، التجا، درخواست - کژ، کج، ٹیڑھا، نادرست +

ترجمہ - اے پروردگار (ہماری) درخواست پر ہم کو وہ تمییز دے (جس سے) ہم غلط نشان اور صحیح نشان میں فرق کر سکیں +

حس را تمییز دانی چوں شود زانکہ حس ینظر بنور اللہ بود

ترجمہ (اے مخاطب) تم کو معلوم ہے؟ کہ حس کو (یعنے قدرت مدرکہ کو) ایسی تمیز کس طرح حاصل ہو جاتی ہے (لو سنو) اس طرح حس بنظر بنور اللہ (اللہ کے نور کے ساتھ دیکھتی ہے) کا مصداق بن جاتی ہے +

مطلب - اوپر ایسی قوت ممیزہ کے حصول کے لئے اللہ سے دعا کی تھی - جس سے نیک و بد حالات اور خیر و شر امور میں فرق معلوم ہو - اب اس پر سوال کرتے ہیں - قوت مدرکہ و ممیزہ کو یہ بات کیوں کر حاصل ہو جاتی ہے - کہ ان مختلف امور اور متفرق حالات میں تمیز کر لیتی ہے - پھر دوسرے مصرعہ میں خود ہی جواب دیتے ہیں - کہ اس قوت کو وہ نُورِ معرفت حاصل ہو جاتا ہے - جس کی روشنی میں وہ تمام خیر و شر اور نفع و ضرر کو معلوم کر لیتا ہے - اور یہی نور تمام قوائے مدرکہ و عقلیہ کی جان ہے - سعدی رح

تا جانِ معرفت نکند زندہ ات بشخص نزدیک عارفاں بہ چو حیواں محقری

ور اثر نبود سبب ہم مُظہِر ست ہمچو خویشی کز محبت مُخبِر ست

لغات - مُظہِر ہمیم کے ضمہ اور ہا کے کسرہ سے ظاہر کرنے والا - اور میم اور ہا کے فتحہ سے جائے ظہور - مخبر - خبر دینے والا +

ترجمہ اور اگر اثر (یعنے کوئی ظاہری عمل) نہ پایا جائے (تو کبھی) سبب بھی مقصود کا مظہر ہو جاتا ہے - جیسے علاقہ قرابت جو محبت کا پتہ دیتا ہے +

مطلب - افعال بیرونی مثلاً صوم و صلوٰۃ آثار محبت ہیں - اور امور باطنیہ یعنے توحید باری اور قوت کا مدح کا علم اور اپنے آپ کو نعمائے حق میں مستغرق کرنا وغیرہ اسباب محبت ہیں - فرماتے ہیں کہ اگر اعمال ظاہری نہ ہوں تو امور باطنیہ مذکورہ بھی محبت کو ظاہر کرتے ہیں - کیوں کہ محبت کا سبب ہیں - جس طرح تعلق قرابت جو اثر محبت نہیں - بلکہ سبب محبت ہے ویسی محبت بن جاتا ہے +

نبود آنکہ نورِ حقش شد امام مر اثر را یا سبب را اعلام

ترجمہ - جس شخص کے لئے نورِ حق (یعنے نورِ معرفت) امام (رہبر) بن جاتا ہے - وہ آثار و اسباب کا پابند نہیں رہتا +

مطلب - آثار و اسباب کے ذریعہ سے کسی محبت حق کی محبت کا پتہ لگانا - اس شخص کا کام ہے - جو عقل کا پابند ہو - کیوں کہ اثر سے مؤثر اور سبب سے مسبب پر استدلال کرنا عقل کا شیوہ ہے - لیکن جس شخص کو نورِ معرفت حاصل ہے وہ ان استدلالات کے بغیر ہی محبت کا سراغ لگا لیتا ہے - کما قیل ؎

نبود زنقش باطل اندیشۂ پاک بیں را　　آئینہ رست خواند عکس خط نگیں را

چونکہ نور اللہ در آید در مشام　　مر اثر را یا سبب نبود غلام

لغات - نور اللہ - الٰہی نور، یہی نور معرفت مراد ہے، مشام، دماغ +

ترجمہ (یعنے) جب (معرفت کا) نور الٰہی دماغ میں سما جاتا ہے - تو وہ اثر یا سبب کا غلام نہیں رہتا۔

تا محبت در دروں شعلہ زند　　زفت گردد وز اثر فارغ کند

لغات - دردون، باطن، دل شعلہ زند، بھڑک اُٹھے ترقی پذیر ہو جائے، زفت، عظیم، فربہ +

ترجمہ - یہاں تک کہ اُس کے باطن میں محبتِ (الٰہی) شعلہ زن ہوتی ہے - اور عظیم ہوتی جاتی ہے اور اثر سے فارغ کر دیتی ہے +

حاجتش نبود پئے اعلامِ مہر　　چوں محبت نورِ خود زد بر سپہر

لغات - اعلام، آگاہ کرنا، خبر دینا - مہر، محبت، بر سپہر زدن، قبولیت کے درجے پر پہنچا دینا، بلند کرنا +

ترجمہ (یعنے) اس کو (عبادت کے ذریعہ سے) محبت ظاہر کرنے کی حاجت نہیں رہتی - جبکہ محبت اپنا نور آسمان پر پہنچائے ہوئے ہے +

مطلب - محبت الٰہی جب دل میں گھر کر لیتی ہے - تو اس کے اظہار کی ضرورت نہیں رہتی وہ خود بخود ظاہر ہوتی رہتی ہے ؎

قصۂ عشق تو جاسی زکساں چوں پوشد　　چہرہ گویاست اگر چند زبان خاموش است

"محبت نورِ خود زد بر سپہر" ان کلمات قرآنیہ کے مضمون کی طرف اشارہ ہے - اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ یعنے اُس کی طرف پاک کلمے چڑھتے ہیں +

ہست تفصیلات تا گردد تمام　　ایں سخن لیکن بجو تو والسلام

ترجمہ (اور) اس غرض کے لئے کہ یہ مضمون پورا ہو جائے بعض تفصیلات (ضروری) ہیں - بلکہ خود تم انکو تلاش کرو والسلام +

مطلب - اور اثر نبود الخ سے یہاں تک چھ شعروں میں محبت کا مضمون کسی قدر دقیق پیرائے میں بیان فرمایا ہے جس کی تفصیلات میں شارحین کے مسلک ایک دوسرے سے مختلف ہیں، ہم نے جو ترجمہ و مطلب اوپر درج کیا ہے - وہ حواشی مولانا احمد حسین کی مدد سے لکھا ہے - مگر صاحب کلید مثنوی ستمہ کا پیرایہ بیان اس سے کسی قدر جدا گانہ ہے شائقین تحقیق کے افادہ کے لئے اس کو یہاں نقل کیا جاتا ہے - فرماتے ہیں کہ حاصل مقام بعد امعان نظر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اہل اعمال کی قسمیں بیان کی ہیں - یعنے اصل میں دو قسمیں ہیں - ایک وہ جن سے اعمال شاہد محبت ہونے کی حیثیت سے صادر ہوتے ہیں - یعنے مقصود ان کا عبادت سے یہ ہوتا ہے - کہ وہ بندہ ہونے کی علامت ہے - اور ریاض کو جناب باری میں پیش کرنے سے اُن کا مقصد یہ ہے کہ اس سے ان کے بندہ ہونے کا

اظہار ہوتا ہے۔ جیسے ہدیئے میں بعینہ یہی غرض ہوتی ہے۔ دوسرے وہ جن کے صدور اعمال میں یہ حیثیت نہیں۔ یعنے عبادات سے ان کا کچھ مقصود ہی نہیں۔ پھر قسم اوّل کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مخلص جو خاص اللہ کے سامنے اس کا اظہار کرتے ہیں۔ دوسرے مرائی جو بندوں کے سامنے اس کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ ان دونوں قسم کے اہل اعمال کا ذکر اوپر تا "گواہی دادہ باشد ہدیہا الخ سے لیکر" شاہدت گہ راست آید گہ دروغ الخ تک درج ہے +

اسی طرح دوسری قسم کے اہل اعمال جن کا عبادت سے کوئی مقصود ہی نہیں۔ ان کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو محض عادت کے موافق اعمال بجا لاتے ہیں۔ ان کو نہ اظہار بندگی کی طرف خیال ہوتا ہے۔ نہ اخلاص کی کوشش کرتے ہیں۔ نہ ان بچاروں کو کسی کی نظر میں اپنی وقعت ظاہر کرنا مقصود ہے۔ اور اکثر عوام مسلمین اسی قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ جن نیک کاموں کو اختیار کر لیا ہے۔ پھر خالی الذہن ہو کر انکو کیئے جاتے ہیں، ان کا ذکر اس شعر میں ہے۔ ور اثر نبود الخ +

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو عبادات کی بجا آوری تقاضائے محبت الٰہیہ سے کرتے ہیں۔ یعنے اللہ تعالٰی کی محبت ایسی غالب ہے کہ ثواب و عذاب یا اظہار عبودیت کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا۔ جو شخص مراتب اخلاص طے کر چکا ہے۔ محبت اس کو بے چین کیئے ہوئے ہے۔ اس لئے محبت میں غرق ہو کر خدمت کر رہا ہے۔ جس طرح عاشق اپنے معشوق کے پاس ہدیہ بغرض اظہار محبت نہیں۔ بلکہ محض تقاضائے عشق لے جاتا ہے۔ اگر ایسے شخص کو یہ بھی معلوم ہو جائے۔ کہ میری خدمت و عبادت مردود ہے۔ تب بھی ترک نہ کرے بخلاف غیر محب کے کہ ایسی حالت میں فوراً ترک کر دے۔ اشعار ۵ نبود آں کہ الخ میں انھی لوگوں کا ذکر ہے +

دوسری بات یہ سمجھو کہ یہاں ایک صفت مقصود ہے۔ یعنے محبت الٰہیہ اور ایک اس کا اثر ہے۔ جو محبت سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنے اعمال مقرون بالاخلاص اور ایک اس عمل خالص اور محبت کا سبب ہے۔ یعنے محض صورت اعمال خالی از اخلاص و ریا کیوں کہ سبب اصطلاح شرع میں ایسے امر کو کہتے ہیں۔ جو من وجہ مسبب کا وسیلہ بن جائے۔ اور اس کو وجود مسبب میں کچھ دخل ہو۔ سو محض صورت اعمال بھی گا ہے اعمال مع الاخلاص کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ یعنے کبھی عادت سے اخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اس کا سبب تو بلا واسطہ ہوا۔ پھر اخلاص سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اس کا سبب بواسطہ ہوا۔ اس لئے محض صورت اعمال عمل خالص اور محبت کا سبب ہو گیا۔ حدیث میں صلوٰۃ کو وسیلہ فرمایا ہے جو ہم معنے سبب کا +

تیسری بات سمجھنے کے قابل یہ ہے۔ کہ کسی شئے کی نفی کرنے سے کبھی خود اس شئے کی نفی مقصود ہوتی ہے اور کبھی اس کی طرف التفات کرنے کی۔ مثلاً کوئی اپنے شاگرد سے کہے۔ کہ میں شاگردی کی وجہ سے یہ رعایت نہیں کرتا۔ تو یہاں یہ مقصود نہیں کہ شاگردی نہیں ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ اس رعایت میں اس صفت کا خیال نہیں ہے۔ جب تینوں امر سمجھ میں آ گئے تو اب حل اشعار میں بالکل سہولت ہو گئی۔ سنو فرماتے ہیں :-

۱۔ ور اثر نبود الخ یعنے اگر اثر (یعنے اعمال مع الخلوص کہ اثر محبت ہے۔ جیسا ہدیہ کہ اثر محبت خلق ہے) نہ پایا جائے (بلکہ محض صورتِ اعمال ہی ہو تو بھی ضرر نہیں۔ کیوں کہ گا ہے، سبب بھی مظہر (مقصود) ہو جاتا ہے (اسی طرح محض صورتِ اعمال بھی جناب باری میں من وجہ مظہر محبت قرار دی گئی ہے۔ اور وہ احیاناً بعد چندے اخلاص اور محبت پیدا کر دیتی ہے)، جیسے قرابت کا علاقہ جو محبت سے مخبر ہے (یعنی صفت

مقصودہ محبت ہوتی ہے، اور اس کا اصل اثر ہدیہ جو صدق سے ہو۔ جیسے وہاں اعمال خالصہ تھے۔ لیکن گاہے ہدیہ نہیں ہوتا۔ تو صرف علاقہ قرابت بھی محبت کا سبب قرار دیا جاتا ہے۔ کہ وہ بھی اس کی طرف مفضی فی الجملہ ہوتا ہے۔ اسی طرح یہاں محض صورت اعمال کو سمجھو۔ مقصود مولانا کا یہ ہے۔ کہ اگر تم کو درجہ اخلاص کا حاصل نہ ہو۔ تو محض صورت اعمال ہی کو اختیار کرو۔ کہ اس سے بھی امید کامیابی ہے۔ اور یہ ہزار درجہ عمل بالریا بہتر ہے۔ کیوں کہ وہ مہلک و مضر ہے جب کہ بقصد ہو۔ ورنہ وسوسہ ہے۔ اور اکثر بلکہ ہمیشہ ابتدا میں اعمال اسی طرح ہوتے ہیں۔ اسی میں تکلف سے اخلاص کا اہتمام کرنے سے شدہ شدہ مقصود اصلی تک پہنچ جاتا ہے۔ بعض لوگ حضور تام نہ ہونے سے یا وسوسہ ریا سے جو غیر اختیاری ہے۔ تنگ دل ہو کر ترک یا تقلیل کر دیتے ہیں۔ یہ بڑی غلطی ہے۔

۲ ۔ نبود آنکہ نور حقش الخ یہ قسم رابع کا بیان ہے۔ یعنے جس شخص کے لئے نور حق یعنے نور معرفت امام و رہبر بن جاتا ہے اور وہ عارف کامل ہو جاتا ہے۔ چونکہ معرفت کاملہ کے لئے محبت لازم ہے اسلئے وہ شخص اثر (یعنے اعمال خالصہ) یا سبب (یعنے محض صورت اعمال) کا غلام (یعنے مقید) نہیں رہتا۔

۳ ۔ چونکہ نور اللہ الخ جب (معرفت کا) نور الٰہی دماغ میں سما جاتا ہے (یہ تفسیر ہوئی نور کے امام ہونے کی) تو وہ اثر یا سبب کا (جن کے معنے مذکور ہو چکے) غلام نہیں رہتا (یہاں تمہید امر ثالث کو یاد کرو۔ یعنے یہ مطلب نہیں کہ وہ اعمال کا پابند نہیں رہتا۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ وہ ان اعمال کو اثر یا سبب ہونے کی حیثیت سے نہیں بجالاتا۔ یعنے وہ اعمال نہ تو صرف اس کی رسمی عادت ہوتی ہے۔ اور نہ جناب باری میں ان کا اظہار مقصود ہے۔ بلکہ محبت کے غلبے میں اضطراراً اس سے صادر ہوتے ہیں۔ اور چونکہ غرق محبت ہے۔ اس لئے اس کو التفات الی الغیر ہی نہیں جس کے قطع کرنے کی حاجت ہو۔ جو حقیقت ہے اخلاص کی۔ اس لئے تحصیل اخلاص کا بھی اس کو قصد نہیں۔ کہ تحصیل حاصل محال ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

۴ ۔ تا محبت در درون الخ یہاں تک کہ (اس معرفت کاملہ کی وجہ سے) اس کے باطن میں محبت الٰہی شعلہ زن ہوتی ہے اور عظیم ہو جاتی ہے اور اثر سے فارغ کر دیتی ہے۔

۵ ۔ حاجتش نبود الخ (یعنے) اس کو (عبادت سے) اظہار محبت کی حاجت نہیں ہوتی۔ جب کہ محبت اپنا نور آسمان پر پہنچائے ہوئے ہے (یعنے اس کی محبت مقبول ہو چکی کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ)۔

۶ ۔ ہست تفصیلات الخ اور اس غرض کے لئے کہ یہ مضمون پورا ہو تفصیلات بہت ہیں (جن میں سے ایک شمہ احقر نے بیان کیا ہے) مگر تم (اس قوت ممیزہ کو) طلب کرو (جس سے ان اقسام اربعہ میں امتیاز کر سکو) اور ان مراتب یا بالخصوص مرتبہ چہارم کی حقیقت سمجھ سکو۔ کیوں کہ یہ امور حالی ہیں۔ صرف قال سے منکشف نہیں ہوتے) والسلام۔ شارح ممدوح اس کے بعد لکھتے ہیں۔ الحمد للہ تعالیٰ علی شرح ھذا المقام الذی الغب الافھام واضل الاوھام۔

گرچہ شد معنے دریں صورت پدید ۔ صورت از معنی قریب ست و بعید

ترجمہ (یہ بھی یاد رکھو کہ) اگرچہ معنی کا ظہور اس صورت میں ضرور ہوتا ہے لیکن پھر بھی صورت (عین

معنے نہیں بلکہ) معنے سے (باعتبار دلالت) قریب اور (باعتبار رعایت) بعید ہے +
مطلب - اس شعر کا مضمون اس بیت کے مفہوم سے مربوط ہے - کہ حاصل افعال بر دنی دیگر است تا نشان باشد بر آنچہ مضمر ست - یعنے اگرچہ صوم و صلوٰۃ کی صورت میں محبت کے معنے ظاہر ہو جاتے ہیں - لیکن وہ ایک لحاظ سے معنے سے قریب ہے - اور ایک اعتبار سے بعید ہے - جیسے اگلے شعر میں پانی اور درخت کی مثال پیش فرماتے ہیں - کہ درخت پانی پر دلالت کرتا ہے - کیونکہ اس کی سرسبزی پانی سے ہے - لیکن باعتبار ماہیت کے دونوں ایک دوسرے سے بعید ہیں - کیونکہ پانی جمادات سے ہے - اور درخت نباتات سے اور پانی بسیط ہے - اور درخت مرکب - اور اس میں یہ اشارہ بھی مرکوز ہے - کہ ذات حق جو صور عالم کا معنے ہے - اگرچہ ان صور میں ظاہر و نمایاں ہے - اور ایک اعتبار سے سب صور سے قریب ہے - لیکن بمقابلہ تعین صور کے وہ مطلق ہے - اور یہ واسطے ہیئت ان سب سے غیر ہے - پس نیچے کی دونوں بیتوں میں ماہیت سے ماہیت شخصی مراد ہے - جو تغائر و امتیاز کی موجب ہے - ورنہ ماہیت کلی رافع غیریت ہے + (حاشیہ مولانا احمد حسن رح)

در دلالت ہمچو آبند و درخت　　چوں بماہیت روی دور اند سخت

ترجمہ (یہ صورت و معنے) دال و مدلول ہونے کے لحاظ سے درخت اور پانی کی مثل ہیں - لیکن جب (دونوں کی) ماہیت پر پہنچو تو وہ (ایک دوسرے سے) بہت دور ہیں +

دانہ بیں کز آب و خاک و آفتاب　　چوں درختے گشت در عالم شتاب

ترجمہ - دانے کو دیکھو کہ پانی مٹی اور دھوپ سے کس طرح عالم میں جلدی درخت بن گیا +
مطلب دو مختلف ماہیت چیزوں کے قرب و بعد کے ذکر میں جو درخت اور پانی کی مثال پیش کی تھی - اس کی مزید توضیح فرماتے ہیں - کہ ایک بیج خاک کے نیچے پانی کی مدد سے درخت بن کر پھوٹ نکلتا ہے اور پھر دھوپ کے اثر سے بڑھتا ہے اور پھولتا ہے - جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے - کہ یہ درخت پانی - مٹی اور دھوپ کا مجموعہ ہے - حالانکہ ان سب کی ماہیات میں بعد المشرقین ہے +
اختلاف - یہ شعر بعض نسخوں میں نہیں ہے +

ور بماہیت بگردانی نظر　　دور دور اند ایں ہمہ از یکدگر

ترجمہ - اور اگر ماہیت کو دیکھو - تو اس لحاظ سے یہ (درخت، پانی، مٹی، اور دھوپ) سب ایک دوسرے سے جداگانہ ہیں +

ترک ماہیات و خاصیات گو　　شرح کن احوال آں دو رزق جو

ترجمہ - ماہیات اور خاصیات (کا ذکر) چھوڑ دو - ان دو طالب رزق کا حال بیان کرو +
مطلب - مولانا رح اپنے دل سے خطاب کرتے ہیں - کہ اس بحث کو چھوڑ کر اب اصل قصے کو چھیڑ دو - رزق جو درحقیقت صرف عورت ہے - مگر مرد کو اس وصف میں اس لحاظ سے شامل کیا ہے - کہ آگے چل کر عورت کی ترغیب سے وہ بھی طلب رزق پر

آمادہ ہو جائے گا +

بازگو از ماجرائے مرد و زن زانکہ انجامے ندارد ایں سخن

ترجمہ - مرد و زن کا حال بیان کرو - کیونکہ اس بات کا تو کوئی خاتمہ نہیں + (آگے لفظ یہ شعر ہمارے نسخہ میں نہیں ہے)

دل نہادن مرد عرب بر التماس دلبر خویش و سوگند

اعرابی کا اپنی محبوبہ کی بات پر راضی ہو جانا اور قسم کھانا کہ

خوردن کہ مرا دریں تسلیم حیلہ و امتحانے نیست

اس رضامندی سے کوئی حیلہ یا آزمائش میرا مدعا نہیں

مرد گفت اکنوں گذشتم از خلاف حکم داری تیغ برکش از غلاف

لغات گذشتم از خلاف - میں نے خلاف ترک کر دیا - حکم داری - تم کو حکم دینے کا حق ہے +

ترجمہ - مرد نے کہا میں اب مخالفت سے باز آیا تم (مجھ پر ہر طرح کا) حکم (دینے کا حق) رکھتی ہو (خواہ) تلوار نیام سے نکال لو - حافظ رح

بیا کہ خونِ دلِ خویشتن بحل کردم اگر بمذہب تو خونِ عاشق ست مباح

ہر چہ گوئی مر ترا فرماں برم در بد و نیک آید آنرا ننگرم

ترجمہ - تم جو کچھ کہو گی - میں اسکو بجا لاؤں گا - اگر کوئی برائی بھلائی پیش آئے گی تو میں اسکی بھی پرواہ نہ کروں گا -

مطلب - اس قسم کا مخلصانہ اتباع و اطاعت عاشقانہ فدائیت کے مقتضیات سے ہے - اسی لئے اس میں سوء انجام پر نظر نہیں ہوتی - اور نہ اس نقصان و ضرر ملامت و ذلت کی پرواہ ہوتی ہے - جو سوء انجام کے لوازم ہوتے ہیں - بخلاف اس کے جب اتباع امر محض استرضائے محبوب اور عاشقانہ فدائیت پر نہیں بلکہ کسی مجبوری یا کسی غرض پر مبنی ہو - تو اتباع کرنے والا پہلے کہہ دیتا ہے - کہ صاحب میں آپ کے کہنے پر یہ کام کر دیتا ہوں - مگر اس کے برے نتائج کے ذمہ دار آپ ہوں گے - پھر مجھ کو ملامت نہ کی جائے - مگر یہاں وہ بات نہیں - مرد کہتا ہے میں تمہارا کہنا سر آنکھوں سے بجا لاؤں گا - خواہ نتیجہ کچھ ہی ہو - مجھے اسکی بھی پرواہ نہ ہوگی - ۵

امیر خسرو رح اے باد اگر برائے سر آوردۂ پیام یارے دگر بگو سر من کز زبانِ کیست

در وجودِ تو شوم من منعدم چوں محبّم حُبُّ یُعمِی وَ یُصِم

لغات - منعدم، فنا، محو، محبّم، محب ہوں - یعمی، اندھا کر دیتا ہے - یصم، بہرہ کر دیتا ہے +

ترجمہ - میں تمہاری ہستی میں محو ہو جاؤں گا (کیونکہ) جب تمہارا عاشق ہوں تو عشق تو (محبوب کی تقصیروں اور عیبوں کی طرف سے) اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے +

مطلب - یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ حُبُّكَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ یعنے تیرا کسی چیز کو محبوب رکھنا اس کی طرف سے اندھا اور بہرہ بنا دیتا ہے - موضوعات ملا علی قاری رح میں لکھا ہے - کہ " اس حدیث کو ابو داؤد رض نے روایت کیا ہے -- اور صنعانی نے بڑے زور سے اس کو موضوع قرار دیا ہے - سخاوی کہتا ہے - ہمارے لئے ابو داؤد کا اس پر سکوت کافی ہے - لہذا یہ موضوع نہیں اور نہ شدید الضعف ہے - بلکہ حسن ہے "

مرد اپنی بیوی سے کہتا ہے میں اب تم میں اس طرح فنا و محو ہو گیا ہوں - کہ میری رائے اور عقل و ہوش تم سے جداگانہ نہیں رہی - جس طرح کوئی شخص ایک کام کو اپنی رائے میں اچھا سمجھ کر کرتا ہے - پھر اس کا نتیجہ دگرگوں نکلتا ہے - تو بھی اپنی تقصیر اور سوء تدبر کا اعتراف صاف لفظوں میں نہیں کرتا - بلکہ اپنی غلطی پر تاویلات کا پردہ ڈالنا چاہتا ہے - اسی طرح میں تمہارے ہر حکم اور تجویز کو مستحسن سمجھوں گا - اور اگر خدانخواستہ اس سے کوئی برا نتیجہ نکلے - تو اُس کو بھی خاطر میں نہیں لاؤں گا - اور تمہارے تمام افعال و اعمال و اقوال کو اسی نظر سے دیکھونگا اور اسی کان سے سنوں گا - جس آنکھ سے تم دیکھتی اور جس کان سے تم سنتی ہو - کیوں کہ میری اپنی آنکھیں اور کان کمال محویت کی وجہ سے تمہارے تابع ہو چکے ہیں ✦

گفت زن آہنگ برّم مے کنی ۔۔۔ یا بحیلت کشفِ سرّم مے کنی

لغات - برّ، احسان، نیک سلوک، مروت - حیلت - حیلہ، حکمت عملی، مکر - کشفِ سر، بھید معلوم کرنا ✦
ترجمہ - عورت نے کہا کیا تم میرے ساتھ نیکی کا ارادہ کر رہے ہو - یا کسی ترکیب سے میرا بھید معلوم کرنا چاہتے ہو ✦

گفت واللہ عالم السرّ و الخفیّ ۔۔۔ کافرید از خاک آدم را صفیّ

لغات - خفی، مخفی، پوشیدہ اور اصطلاح طریقت میں سر اور خفی لطائف ستہ میں سے چوتھے اور پانچویں لطیفوں کے نام ہیں - باقی لطائف میں سے پہلا لطیفہ روح دوسرا نفس، تیسرا قلب اور چھٹا اخفےٰ ہے - آفریدن پیدا کرنا، صفیّ، برگزیدہ ✦ ترکیب واللہ الخ سے قسم شروع ہوتی ہے - جو چونتیسویں کشعر تک چلی گئی ہے - اور اس اثنا میں بعض جملات معترضہ بھی آئیں گے - پھر جو چونتیسویں شعر میں جواب قسم درج ہے - آدم موصوف صفی اس کی صفت ہے - ضرورت شعری کے لئے حرفِ را ان میں فاصل ہے ✦
ترجمہ - شوہر نے کہا قسم ہے اللہ کی جو بھید اور مخفی بات سے واقف ہے (یا وہ سر و خفی وغیرہ لطائف کو خوب جانتا ہے) جس نے آدم صفی علیہ السلام کو خاک سے پیدا کیا ✦

در سہ گز قالب کہ دادش وانمود ۔۔۔ آنچہ در ارواح و در الواح بود

لغات - قالب جسم، کالبد - الواح، جمع لوح - مراد لوح محفوظ ✦ ترکیب - کہ دادش بیان ہے قالب کا آنچہ در ارواح الخ مفعول بہ ہے - وانمود کا ✦
ترجمہ تین گز قالب میں جو ان کو دیا تھا - تمام اشیاء جو ارواح (میں ودیعت) اور لوح محفوظ میں (درج) تھیں (افاضہ علم سے) نمایاں کر دیں ✦

مطلب - سہ گز سے ساڑھے تین ہاتھ مراد ہیں - جو عام انسانی قد ہوتا ہے - ضرورت شعری کیلئے ذراع کی بجائے گز کا لفظ استعمال کیا گیا - اور کسر حذف کی گئی - مگر واضح رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا قد موجودہ انسانی قد سے طول میں بہت زیادہ تھا - عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان طول ادم ستین ذراعًا فی سبع اذرع عرضًا - یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ آدم علیہ السلام کا طول ساٹھ ہاتھ اور عرض سات ہاتھ بھر تھا -) لہٰذا یہاں ساڑھے تین ہاتھ سے خود حضرت آدم ع کے ہاتھ مراد ہیں جو بلحاظ تناسب ہمارے ہاتھ سے ۱۷ گنا ہوں گے - اس حساب سے مضمون حدیث کے مطابق ہمارے ہاتھ کے طول سے حضرت آدم علیہ السلام کے قد کا طول ساٹھ گز ہو جاتا ہے - ایک فاضل شارح اردو یہاں سخت حسابی غلطی کر گئے +

یاد داد شں لوحِ محفوظِ وجود ۔۔۔ تا بدانست آنچہ در الواح بود

ترجمہ - ان کو وجود کی لوح محفوظ یاد کرا دی - یہاں تک کہ اُن کو معلوم ہو گیا جو کچھ لوح محفوظ میں تھا +

مطلب - الواح سے یا تو لوح محفوظ مُراد ہے - یا کوئی جداگانہ دفتر غیب مراد ہے - جیسا کہ حدیث شریف میں لیلۃ البراءت میں مقادیر لکھی جاتی ہیں - جو پہلے لوح محفوظ میں پہلے سے درج ہوتی ہیں - اور اس سے علم ارواح کا حصُول بھی لازم آگیا - کیوں کہ ارواح میں جو علم حاصل ہوتے ہیں وہ بھی لوح محفوظ ہیں -

حضرت آدم علیہ السلام کا وجود بمنزلہ لوح تھا - کہ حقایق ملکی و ملکوتی اس میں ثبت اور تمام کتب وصحف کے اسرار اس میں مندرج تھے - جونہی کہ ان کو لباس وجود پہنایا - گویا ان کو لوح محفوظ پر مطلع کر دیا گیا - تا بدانست آنچہ کا مطلب یہی ہے - کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے وجود میں تمام اسرار الواح کا مشاہدہ کر لیا +

تا ابد ہر چہ کہ از پس بود و پیش ۔۔۔ درس کرد از علّم الاسمائے خویش

لغات - ابد، آئندہ ہمیشہ - جس کی کوئی انتہا نہیں - پس و پیش ماضی و مستقبل +

ترجمہ - ابد تک جو کچھ پیچھے ہو چکا اور آگے ہونے والا تھا - وہ سب ان کو اپنی تعلیم سے جو اسمائے باری تعالےٰ سے متعلق تھی درس فرما دیئے +

تا ملک بیخود شد از تدریسِ او ۔۔۔ قدسِ دیگر یافت از تقدیسِ او

لغات - تدریس، درس - تعلیم - قدس، پاکی، پاکیزگی - تقدیس پاکی ظاہر کرنا، پاک بنانا +

ترکیب پہلے مصرعہ میں او کی ضمیر علم کی طرف راجع ہے - دوسرے مصرعہ میں او کی ضمیر اللہ کی طرف پھرتی ہے اور یافت کا فاعل ملائکہ +

ترجمہ (وہ علم ایسا عظیم الشان تھا) کہ فرشتے اسکی تدریس سے بیخود ہو گئے - اور انہوں نے (یعنے ملائکہ نے) اللہ کی پاکی بیان کرنے سے اور بھی پاکیزگی حاصل کی +

مطلب - ہر چند تقدیس و تسبیح فرشتوں کا پہلے ہی ایک دائمی مشغلہ ہے - کہ نحن نسبح بحمدك ونقدس لك اس کا شاہد ہے - مگر اس امتحان میں عاجز ہونے کے وقت وہ اور بھی تقدیس و تسبیح کرنے لگے - چنانچہ کہنے لگے سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ یعنے پاک ہے تو ہم کو کوئی

علم نہیں، مگر وہی جو تو نے ہم کو سکھا دیا بے شک تو بڑا علم والا اور حکمت والا ہے۔ چونکہ فرشتوں کے لئے یہ وقت اپنے عجز کے مشاہدہ کا تھا۔ جس سے قدرت حق کا مشاہدہ بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے یہ تسبیح و تقدیس پہلی تسبیح و تقدیس سے بڑھی ہوئی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ جب عبادت اکمل ہوگی۔ تو اس کا ثمرہ بھی اکمل ہوگا۔ اس لئے اس دوسری تقدیس کو قدس دیگر کہا۔ اور منجملہ اس ثمرہ کے وہ ترقی علم تھی۔ چونکہ آدم علیہ السلام کو اسماء اشیاء بتلانے سے حاصل ہوئی۔ جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ○ تب حکم دیا کہ اے آدم تم فرشتوں کو ان کے نام بتا دو جب آدم نے فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتا دیئے۔ تو فرمایا کیوں ہم نے تم سے نہیں کہا تھا کہ آسمانوں کی اور زمین کی سب مخفی چیزیں ہم کو معلوم ہیں، اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے تھے ہم کو سب معلوم ہے بقرہ ع

آں کشادِ شاں کز آدم وانمود　　در کشادِ آسماں ہا شاں نبود

لغات۔ کشاد، کشائش۔ وسعت۔ شرح صدر۔ انکشاف +

ترجمہ۔ ان (فرشتوں) کے انکشافات (اور علوم) جو آدم علیہ السلام کی بدولت ان کو حاصل ہوئے۔ وہ آسمانوں کے انکشافات سے بھی ان کو حاصل نہ تھے +

در فضائے عرصۂ آں پاک جاں　　تنگ آمد عرصۂ ہفت آسماں

لغات۔ فضا، فراخی۔ پاک جان، صفت مقدم موصوف مؤخر، عرصہ۔ میدان +

ترجمہ۔ (حضرت آدم علیہ السلام کی) اس روح پاک کے میدان کی وسعت (کے مقابلے) میں سات آسمانوں کا میدان بھی تنگ نکلا +

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است　　من نگنجم ہیچ در بالا و پست

ترجمہ۔ (چنانچہ) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے (حدیث قدسی میں) فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں اوپر نیچے کہیں نہیں سما سکتا +

مطلب۔ یہ اس حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے لَا يَسَعُنِي أَرْضِي وَلَا سَمَائِي وَلَكِنْ يَسَعُنِي قَلْبُ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ یعنے میری زمین اور میرے آسمان میں میرے لئے گنجائش نہیں، لیکن میرے مومن بندے کے دل میں میری گنجائش ہے۔ ے

جامی رح　　جامی بزیر خرقہ خود یافت دوست را　　زاں و کشید پائے بداماں و سر بجیب

عراقی رح　　نگاہ کردم و در خود ہمہ ترا دیدم　　تو ا چنیں کند آنکس کہ او بخود بیناست

عرب کے محاورہ میں قطعی نایاب و غیر موجود چیز کو کہتے ہیں۔ کہ وہ زمین و آسمان میں نہیں ہے۔ اور مراد ہوتی ہے۔ کہ وہ سارے جہان میں نہیں ہے۔ پس اس حدیث میں مراد یہ ہے۔ کہ کوئی مکان و مقام خواہ وہ ما بین الارض و السموات ہو۔ یا خارج منہا ہو میرے لئے گنجائش نہیں رکھتا۔ اور یہاں ضمیر متکلم سے مراد اللہ کی ذات

جامع جمیع اسماء و صفات ہے، اور ہر موجود اس اسم کی گنجائش رکھتا ہے، جس کا وہ مظہر ہے۔ پس وہ ذات جو ایک خاص اسم سے موصوف ہے۔ اس مظہر میں ظاہر ہے۔ اور وہ مظہر صرف اسی کی گنجائش رکھتا ہے۔ اور چونکہ انسان کامل کا قلب جمیع اسماء کا جامع ہے۔ اور اس کا رب اسم اللہ ہے۔ پس اس کے قلب میں اسم اللہ کی گنجائش ہے۔ بخلاف اس کے عرش مستوائے اسم رحمٰن ہے اور کرسی مستور ہے۔ اسم رحیم ہے۔ لہٰذا ان میں اسم اللہ کی وسعت نہیں ہو سکتی اور شیخ ولی محمد رح نے جو کہا ہے کہ بندے کے دل میں جس کی گنجائش ہے۔ وہ حق اعتقادی ہے ورنہ حق مطلق اس بات سے برتر ہے کہ کسی چیز میں اس کی گنجائش ہو۔ یہ کلام محض ظاہری ہے۔ یہ بات قلب ناقص پر صادق آسکتی ہے لیکن عارف کامل کے دل میں حق مطلق جمیع اسماء و صفات و شیونات سمیت ظاہر ہے (بحر العلوم)

در زمین و آسمان و عرش نیز　　من نگنجم ایں یقیں داں اے عزیز

ترجمہ۔ میں زمین و آسمان اور عرش میں بھی نہیں سما سکتا۔ اے عزیز اس بات کا یقین رکھو۔

در دلِ مومن بگنجم اے عجب　　گر مرا جوئی دراں دلہا طلب

ترجمہ۔ مگر تعجب ہے، کہ میں مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔ اگر مجھ کو تلاش کرتے ہو۔ تو اُن کے دلوں میں تلاش کرو۔

مطلب۔ صاحب کلید مثنوی فرماتے ہیں۔ کہ کمالات ممکن کے مظہر ہیں۔ کمالات واجب کے انسان کامل میں۔ چونکہ کمالات سب مخلوق سے زائد ہیں تو ظہور کمالات الٰہیہ کا بھی اس میں زائد ہوا۔ خصوصًا وہ صفات جن سے حق تعالےٰ کے ساتھ مناسبت و تشبہ یا تخلق ہے۔ تو وہ دو وجہ سے مراۃ ظہور صفات حق ہیں۔ ایک تعلق صانع و مصنوع سے دوسرے نمونہ صفات حق بننے سے جس سے صفات حق کی معرفت کسی قدر تفصیل سے حاصل ہو جاتی ہے۔ پس اسی مظہر کمالات حق بننے کو مجازاً حق کے لئے گنجائش رکھنے سے تعبیر کر دیا۔ ورنہ حق تعالیٰ محاط ہونے سے منزہ ہے۔ پھر اس مضمون کی یہ تصریح کی ہے۔ کہ حق کو اگر پاؤ گے۔ تو قلوب کاملین میں پاؤ گے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ ان سے فیض باطنی حاصل کرو۔ ان کی بدولت وہی کمالات معرفت و محبت تم کو حاصل ہو جائیں گے۔ اور یہی وصول الی اللہ ہے۔

گفت فَادْخُلْ فِیْ عِبَادِیْ تَلْتَقِیْ　　جَنَّۃً مِّنْ رُّؤْیَتِیْ یَا مُتَّقِیْ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں) فرمایا ہے (فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ جس کا مطلب یہ ہے) کہ اے پرہیزگار میرے بندوں میں داخل ہو۔ میرے دیدار سے جنت پائے گا۔

مطلب۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اے روح مطمئن اپنے پروردگار کی طرف چل تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی پھر ہمارے بندوں میں جا مل اور ہمارے بہشت میں داخل ہو (سورۃ فجر)

مولانا رح نے شعر بالا میں اس آیۂ کریمہ کی تفسیر کی ہے جس میں وَادْخُلِیْ کا عطف فَادْخُلِیْ پر تفسیری قرار دیا ہے۔ کہ اللہ کے بندوں میں داخل ہونا عین جنت میں داخل ہونا ہے۔ اور رویت کو حیات و ممات دونوں سے

مطلق لیا ہے۔ اس لئے جنت کی تفسیر رویت سے کی تاکہ حیات میں بھی صادق آئے۔ اور رویت سے یہاں احساس بصری مراد نہیں۔ بلکہ مشاہدہ اصطلاحیہ مقصود ہے۔

عرش با آں نور و با پہنائے خویش — چوں بدید او را برفت از جائے خویش

لغات۔ با یعنے باوجود۔ پہنا، وسعت، چوڑائی۔ از جائے رفتن، مضطرب و بیقرار ہونا۔

ترجمہ۔ عرش نے اپنے نور اور وسعت کے باوجود جب اس (انسان) کو دیکھا تو بے قرار ہوگیا۔

مطلب یعنے عرش انسان کامل کی عظمت و شوکت کے مشاہدہ سے مرعوب ہوگیا۔ کیوں کہ انسان کا درجہ مظہریت اسماء کی حیثیت سے کہیں بڑھکر ہے۔ عرش بمصداق آیت الرحمٰن علی العرش استوی صرف اسم رحمٰن کا مستوی ہے۔ لیکن انسان کامل جو جامع جمیع ہے۔ اسم اللہ کا مظہر ہے۔ جس کے لئے عرش میں گنجائش نہیں۔ اس سے انسان کی فضیلت و عظمت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ امیر خسروؒ

تنے کہ ہست سہ رحش یکی ہزاراں گشت — نقطے کہ ہست تنہ صفرش یکے ہزار بود

خود بزرگی عرش باشد بس پدید — لیک صورت کیست چوں معنی رسید

لغات۔ صورت، مادی چیز۔ معنے، روحانی شے۔

ترجمہ۔ بے شک عرش کی بزرگی بالکل ظاہر ہے۔ لیکن (عرش کی سی) مادی شے کیا وقعت رکھتی ہے جب (قلب انسان کی سی) روحانی چیز آپہنچی۔

مطلب۔ عرش کی بزرگی عالم خلق سے ہے۔ اور قلب انسان کی وسعت عالم امر سے ہے۔ عالم امر اصل ہے، اور عالم خلق فرع اور اس کا ظل ہے۔ پھر عرش کو قلب سے کیا مناسبت؟ نیز قلب کو اپنی روحانیت کی بدولت باری تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق ہے۔ وہ عرش کو نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ وہ مادی ہے۔ اور مادی چیز کو باری تعالیٰ کے ساتھ وہ مناسبت نہیں ہوسکتی۔ جو ارواح کو ہے۔ کیوں کہ ذات باری تعالیٰ منزہ ہے۔

ہر ملک مے گفت ما را پیش ازیں — الفتے مے بود بر روئے زمیں

ترکیب۔ الفتے اسم ہے می بود کا اور ما را کا متعلق محذوف اس کی خبر۔ اسم و خبر اپنے دونوں طرفوں سمیت جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ہوا گفت کا۔

ترجمہ۔ ہر ایک فرشتہ کہتا تھا کہ اس سے پیشتر روئے زمین سے ہم مانوس تھے۔

تخم خدمت در زمیں مے کاشتیم — زاں تعلق ما عجب مے داشتیم

ترجمہ۔ ہم زمین پر خدمت گذاری کے بیج بوتے تھے (اور) اس قلبی تعلق سے ہم متعجب تھے۔ کہ

کیں تعلق چیست با ایں خاکداں — چوں سرشت ما بد است از آسماں

ترجمہ۔ کہ اس خاکدان کے ساتھ دلی تعلق ہونے کی وجہ کیا ہے۔ جب کہ ہماری پیدائش آسمان سے ہے۔

اُلفِ ایں انوارِ با ظُلمات چیست چُوں تواند نور با ظُلمات زیست

لغات۔ اُلفِ۔ الف کے کسرہ سے اُلفت، انس۔ انوار، مراد ملائکہ۔ ظلمات، مراد دنیا وعنصریات +
ترجمہ۔ ان نورانی ہستیوں کو ظلمات (عنصریہ) کے ساتھ کیوں اُلفت ہے۔ نور تاریکی کے ساتھ کیوں کر بسر کر سکتا ہے +
مطلب۔ اوپر کے چار شعروں سے حضرت آدم علیہ السلام کی ایک اور فضیلت کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ یعنی جو فرشتے امور دنیویہ کے اہتمام و انصرام پر مامور ہیں۔ اور ان کی یہ ماموریت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے کی چلی آتی ہے۔ وہ حیران ہو کر کہتے ہیں کہ ہم جو ہزاروں برسوں سے زمین سے مالوف و مانوس تھے تو ہم کو تعجب آتا تھا۔ کہ اس تیرہ خاک میں کیوں ایسی کشش ہے۔ جس نے ہم نورانی ہستیوں کو اپنی طرف مائل کر رکھا ہے۔ اب آگے کہتے ہیں کہ آج یہ عقدہ حل ہوا۔ یعنے حضرت آدم علیہ السلام کی سی بزرگ اور جامع کمالات ہستی اس سے پیدا ہونے والی تھی۔ اور انہی کا وجود جو معناً اس خاک کے اندر مضمر تھا ہمارے میلان وجذب کا اصلی باعث تھا

آدما آں اُلفت از بُوئے تو بُود زانکہ جسمت را زمیں بُد تار و پُود

ترجمہ۔ اے آدم (اب معلوم ہوا کہ) وہ اُلفت تمہاری بو کی وجہ سے تھی (جو اس خاکدان میں بسی ہوئی تھی)۔ کیوں کہ تمہارے جسم کا تانا بانا (مٹی سے بننے والا) تھا +

جسمِ خاکت را ازیں جا بافتند نُورِ پاکت را در انجا تافتند

ترجمہ۔ تمہارے خاکی جسم کو یہاں (یعنے عالم سفلی) سے لیا گیا ہے۔ تمہارے نور پاک کو وہاں (یعنی عالم علوی) سے روشن کیا گیا ہے +

ادم چو صراحی بود و رُوح چوں مے	قالب چوں نئے و روح صدائے در وے
دانی چہ بود آدمِ خاکی خیام	فانوس خیالی و چراغے در وے

ایں کہ جانِ ما ز رُوحت یافت ست پیش پیش از خاکِ آں مے تافت ست

ترکیب۔ ایں اسم اشارہ اور نور علم مشارالیہ مقدر مل کر مبیّن ہوا۔ کاف بیانیہ۔ جانِ ما الخ بیان۔ جس میں جان ما فاعل ہے یافت کا۔ مبیّن و بیان مل کر مبتدا ہوا۔ دوسرا مصرعہ خبر +
ترجمہ۔ یہ (نور علم) جو ہماری جان نے آپ کی روح سے حاصل کیا ہے (آپ کی پیدائش سے) پہلے خاک میں درخشاں تھا +
مطلب۔ فرشتے حضرت آدم علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں۔ کہ تعلیم اسماء کا جو افاضہ آپ سے ہم نے پایا ہے۔ اور یہ جوہر علم جو آپ کے وجود میں اللہ تعالٰے نے ودیعت کیا ہے۔ اس کے انوار پہلے ہی اس خاک میں چمک رہے تھے۔ جس سے آپ کا جسم خمیر ہونے والا تھا۔ جامی رح ؎

صحیفۂ الست وجودِ تو از لطیفۂ کن	کہ از اصول و صفات کمال منتخب است

درزمیں بودیم و غافل از زمیں غافل از گنجے کہ بُد در وے دفیں

ترجمہ - (باوجودیکہ) ہم زمین میں رہتے تھے - مگر زمین سے غافل تھے (یعنے) اس خزانے سے بے خبر تھے جو اس میں مدفون تھا +

چُوں سفر فرمُود مارا زاں مقام تلخ شُد مارا ازاں تحویل کام

لغات، سفر فرمود، سفر کا حکم دیا - تحویل، پھیر دینا، نقل مکان، ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہنا - کام، دہن، منہ، تالو - کام تلخ شدن، منہ کڑوا ہونا - دل کھٹا ہونا، کوئی بات ناگوار گزرنا +

ترجمہ - جب ہم کو (دنیا کے) اس (سفلی) مقام سے سفر کرنے کا حکم دیا - تو ہم کو اس نقل مکان سے بدمزگی محسوس ہوتی (کیوں کہ ہم دنیا سے مانوس ہو چکے تھے) +

مطلب، جب فرشتوں کی اس جماعت کو آسمان کی طرف بلایا گیا - تو اُن کو زمین سے اپنی مفارقت ناگوار گذری لیکن ان کا یہ ملال غالباً اس غلطی پر مبنی تھا - کہ انہوں نے سمجھا - اب ہم کو زمین سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ کر دیا گیا - اور ہماری بجائے کوئی اور مخلوق یہاں آباد کی جائے گی - حالانکہ یہ بات نہ تھی - فرشتے جن فرائض کی بجا آوری کے لئے دنیا میں مامور تھے - اس پر وہ آج تک مامور ہیں - اور تا قیامت مامور رہیں گے - انسان کو ان کے مقام و منصب پر نائض ہونے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا - البتہ وہ جنات کی جگہ پر متصرف ہونے کے لئے پیدا ہوا تھا - جس طرح اس وقت انسان دنیا پر قابض اور اس کے عالم ظہور پر حکمران ہے - اس طرح انسان سے پہلے یہاں جنات کا عمل دخل تھا - پھر ان کو معزول کر کے انسان کو ان کی جگہ دنیا کا حاکم بنایا گیا - اور جنات انسان کی ہیبت سے مخفی و مستور ہو گئے - چنانچہ مولانا آگے چل کر فرماتے ہیں :- ؎

ہر یکے در جائے پنہاں جا گرفت زد پری و دیو ساحلہا گرفت

تا کہ تحتہا ہمے گفتیم ما کہ بجائے ما کہ آید اے خُدا

ترجمہ، حتیٰ کہ ہم خدا کے حضور میں تحتیں کرنے لگے - کہ الٰہی ہماری جگہ دنیا میں (خلیفہ بن کر) کون آئے گا ؟ -

مطلب - یہاں سے ان واقعات کی طرف اشارہ ہے - جو قرآن مجید میں مذکور ہیں وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اور جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا - کہ میں زمین میں نائب بنانے والا ہوں - فرشتے بولے کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب بناتا ہے جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے اور ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں - فرمایا میں وہ مصلحتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے بقرع ۴

نُورِ ایں تسبیح و ایں تہلیل را مے فروشی بہرِ قال و قیل را

لغات - تہلیل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا کلمہ توحید پڑھنا - مے فروشی، بدلے کتی - قال و قیل، گفتگو، تکرار، جھگڑا - خصومت مراد فتنہ و فساد +

ترجمہ (اے خدا) کیا تو (ملائکہ کی) تسبیح و تہلیل کے نور کو (انسان کے) لڑائی جھگڑے کے عوض دینا چاہتا ہے؟
مطلب - یہ شعر ترجمہ ہے فرشتوں کے اس قول کا کہ اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ ترجمہ پیچھے گذر چکا *

حلمِ حق گسترد بہرِ ما بساط ۔۔۔ کہ بگوید از طریقِ انبساط

ہرچہ آید بر زباں تاں بے حذر ۔۔۔ ہمچو طفلانِ یگانہ با پدر

لغات - گستردن بچھانا - بساط بچھونا - بساط گستردن کے معنے یہاں موقع دینے کے ہیں - انبساط خوشی کشائش دل بے حذر بلا تامل - جھجک کے بغیر - ترکیب - دوسرے شعر میں ہرچہ آید بر زبان تان موصول وصلہ مل کر مفعول ہوا - بگوید کا جو شعر اول میں ہے از طریق انبساط بے حذر اور ہمچو طفلان الخ اس کے متعلقات ہیں -

ترجمہ - اللہ تعالیٰ کے حلم نے ہم کو (یہ) موقع عطا فرمایا - کہ جو کچھ تمہاری زبان پر آئے - جی کھول کر بلا تامل کہہ لو - جس طرح پیارے بچے باپ سے (کہدیتے ہیں) *

ما ہمے دانیم خود رازِ شما ۔۔۔ لیک مے خواہیم آوازِ شما

ترجمہ - ہم تمہارے راز کو خود جانتے ہیں - لیکن تمہاری زبان سے کہلانا چاہتے ہیں *

مطلب - جب اللہ تعالےٰ نے فرشتوں سے فرمایا اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانا چاہتا ہوں - تو بادی النظر میں یہ بات ذہن میں آتی ہے - کہ جس بات کا اللہ تعالےٰ ارادہ کرے - اور اس ارادے کا وہ اظہار بھی کردے - تو کون ہستی ہے جو اُس کے ارادہ کو معترضانہ نظر سے دیکھے اور اسکے فرمان پر حجت آرائی سے پیش آئے - ہاتفی رح

رقم زد چناں صفحۂ عدل وداد ۔۔۔ کہ بر حرفش انگشت نتواں نہاد

لیکن ظاہر ہے کہ اُس کے اس ارادے پر اعتراض بھی کیا گیا - حجت بھی پیش کی گئی اور حجت بھی کس نے کی فرشتوں نے کی - حالانکہ ان کی فطرت ہی سراپائے اطاعت ہے - اور حجت بھی کی تو مسلسل - جس کے کلمات اپنے زور دعوے میں ایک دوسرے سے ترقی کر گئے ہیں - چنانچہ پہلے تو یہ اعتراض کہ اَتَجْعَلُ فِيهَا ؟ پھر اس کے مجوزہ خلیفے پر مفسد کاری کا الزام کہ مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا ۔ پھر فسادات میں سے بھی سب سے بڑے جرم کی بدگمانی کہ وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ اور اس کے ساتھ ہی اپنی پاکیزگی کا دعوے کہ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ یہ ساری باتیں ایسی تھیں - کہ دربار قدس کی شان و عظمت ان کی متحمل نہ ہوتی - مگر حلم حق نے عنان سیاست کو ایک خاص حکمت کی بنا پر یہاں تک ڈھیلا کردیا - کہ فرشتوں نے جو کچھ کہنا چاہا کہہ ڈالا - اور وہ حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالےٰ کو اپنے حلم کی وسعت اور عظمت اور اس کا لا یزال ہونا دکھانا تھا - چنانچہ فرماتے ہیں:-

زانکہ ایں دمہا چہ گر نالائق ست ۔۔۔ رحمتِ من بر غضب ہم سابق ست

لغات - دمہا میں حرف ہ تصغیر تحقیر کے لئے ہے اور نہ باتیں - معمولی کلمات - سابق - مقدم - سبقت لے جانے والا *

ترجمہ - کیونکہ (تمہاری) اُونچی باتیں اگرچہ (مقام ادب کے) لائق نہیں ہیں - (مگر) میری رحمت غضب پر سبقت رکھتی ہے +

از پئے اظہار ایں سبق اے ملک　　　در تو بنہم داعیہ اشکال و شک

ترجمہ - اے فرشتو اسی سبقت (رحمت) کے اظہار کے لئے میں تم میں شک وشبہ کے وجود قائم کر رہا ہوں (تاکہ تم بے حجابانہ پوچھو اور میرا علم ثابت ہو) +

تا بگوئی و نگیرم بر تو من　　　منکر حلمم نیارد دم زدن

لغات - نگیرم، مواخذہ نہ کردن، گرفت نہ کردن، دم زدن، دم مارنا، اعتراض یا انکار کرنے کے لئے آواز نکالنا،
ترجمہ - تاکہ تم (معترضانہ لہجے میں) بولو، اور میں تم پر مواخذہ نہ کروں (پھر) میرے حلم کے منکروں کو دم مارنے کی گنجائش نہ رہے +

صد پدر صد مادر اندر حلم ما　　　ہر نفس زاید در افتد در فنا

ترجمہ - ہمارے حلم میں سینکڑوں (حلیم) باپ اور سینکڑوں (حلیم) مائیں ہر لمحہ پیدا ہو کر فنا ہو رہی ہیں -
مطلب - حلم حق کی عظمت کا ثبوت ہے، اولاد کے حق میں ماں باپ سے بڑھ کر حلیم و مہربان دنیا میں کون ہوگا - مگر وہ خود فانی ہیں - اس لئے ان کا علم بھی فنا ہو جانے والا ہے - اور حق تعالے کا علم اس کی ذات لا یزال کی طرح دائمی ہے - علاوہ اس کے ماں باپ کے ساتھ اگر ان کی اولاد سخت بدسلوکی کرے - توان کا علم مبدل بہ غضب ہو جاتا ہے - لیکن اللہ تعالے کا علم بہت بڑی حد تک ایک گنا ہگار سے گنا ہگار بندے کو مورد غضب ہونے سے بچاتا ہے - اور اس کا رزق کسی صورت میں بند نہیں کرتا - سعدی رح ؎

اگر با پدر جنگ جوید کسے　　　پدر بے گماں خشم گیرد بسے
ولیکن خداوند بالا و پست　　　بعصیاں در رزق برکس نہ بست

حلم ایشاں کف بحر حلم ماست　　　کف رود آید دل دریا بجاست

ترکیب - رود اور آید کے مابین حرف عاطف مقدر ہے - دل دریا سے پہلے لکن حرف استدراک محذوف ہے +
ترجمہ - ان (والدین) کا حلم ہمارے حلم کے سمندر کی جھاگ ہے - جھاگ آتی رہتی ہے (لیکن) اصل دریا قائم ہے +

خود چہ گویم پیش آں دُر ایں صدف　　　نیست الا کف کف کف کف

ترجمہ - میں کیا کہہ سکتا ہوں - اس موتی (یعنے حلم حق) کے سامنے یہ سیپ (یعنے حلم والدین) تو کچھ بھی نہیں - مگر جھاگ کی جھاگ کی جھاگ ہے +

حقِّ آں کف حقِّ آں دریائے صاف کامتحانے نیست ایں گفت و نہ لاف

لغات ۔ گفت ، بات ، قول ۔ لاف ، گپ ، شیخی ، فضول بات ، ہزل زٹل ، بکواس +
ترجمہ ۔ قسم ہے اس جھاگ (یعنے حلم دالدین) کی قسم ہے اس دریائے صاف (یعنے علم حق) کی یہ بات نہ آزمائش ہے ۔ نہ بکواس +

از سر مہر و صفا ہست و خضوع حقِّ آنکس کہ بدو دارم رجوع

لغات ۔ صفا ۔ خلوص ۔ خضوع ، خاکساری عاجزی +
ترجمہ ۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کی طرف مجھے جانا ہے ۔ کہ یہ بات محبت اور نیک نیتی اور خاکساری کے خیال سے کہتا ہوں +

گر بہ پیشت امتحان ست ایں ہوس امتحاں را امتحاں کن یک نفس

ترجمہ ۔ اگر تمہارے نزدیک میری یہ خواہش (صلح) ایک آزمائش ہے ۔ تو ذرا اس آزمائش کو آزما کر دیکھ لو +

سر مپوشاں تا پدید آید سرم امر کن تو ہر چہ بر وَے قادرم

ترجمہ ۔ تم اپنے دل کی بات نہ چھپاؤ ۔ (صاف صاف) کہدو ۔ تاکہ میرے دل کی بات (بھی) کھل جائے جو کچھ میں کر سکتا ہوں مجھ کو اس کا حکم دو +

دل مپوشاں تا پدید آید دلم تا قبول آید ہر آنچہ قابلم

ترجمہ ۔ تم اپنا دل نہ چھپاؤ ۔ تاکہ میرا دل (بھی) ظاہر ہو جائے ۔ کہ میں جس قابل ہوں ۔ اس کو قبول کر لوں +

چہ کنم در دستِ من چہ چارہ است در نگر تا جانِ من چہ کارہ است

ترجمہ ۔ میں کیا کر سکتا ہوں ۔ اور میری قدرت میں تدبیر ہی کیا ہے (حکم دیتے وقت اس بات کا لحاظ رکھنا کہ میری ہمت کونسے کام کے لائق ہے (پھر مجھے اس میں عذر نہ ہوگا) +
مطلب ۔ میاں بیوی کی یہ ساری بحث و تکرار اور تمام نزاع و خلاف کسب رزق کے بارے میں تھا ۔ عورت کہتی تھی کہ کچھ کماؤ کہ ہم بافراغت گذر کریں ۔ مرد جواب دیتا تھا کہ قناعت اچھی ہے ۔ چپ چاپ بیٹھی رہو اور موجودہ حالت پر صبر رکھو ۔ لیکن آخر جاہتی بیوی کا جادو کام کر گیا ۔ اور اس کی اشک آلود آنکھیں شوہر کی ضد و انکار کا قلعہ توڑنے پر کامیاب ہو گئیں ۔ مفتوح نے فاتح کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ۔ اور وہ بولا کہو کیا حکم دیتی ہو میں اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں + ؎ حافظ رحم

در دائرۂ فرماں من نقطۂ پرکارم لطف آنچہ تو اندیشی حکم آنچہ تو فرمائی

تعیین کردن زن طریق طلب روزی شوئے خود را و قبول او

عورت کا اپنے شوہر کے لیے طلب روزی کا طریقہ مقرر کرنا اور اُس کا قبول کر لینا

گفت زن یک آفتابے تافتست — عالمے زو روشنائی یافتست

لغات ۔ یک، اینک کا مخفف ہے، دیکھو، یہ لو ۔ آفتابے اور عالمے میں یائے تفخیم ہے۔

صنائع ۔ آفتابے استعارہ بالتصریح ہے خلیفہ وقت سے ۔ اور روشنائی استعارہ ہے ۔ خلیفہ کی داد و دہش اور جود و کرم یا حسن انتظام اور اعلےٰ ملکی نظم و نسق سے۔

ترجمہ ۔ عورت نے کہا دیکھ آفتاب (خلافت) چمک رہا ہے جس سے دنیا نے روشنی حاصل کی ہے۔

نائب رحمٰن خلیفہ کردگار — شہر بغداد است از وے چوں بہار

لغات ۔ نائب، قائم مقام ۔ وہ افسر ماتحت جو افسر بالا کی طرف سے اُس کے کام سرانجام دے ۔ خلیفہ ۔ رحمٰن مشتق ہے رحمت سے صیغہ صفت مشبہ ہے ۔ مہربان، کرم فرما ۔ اس کلمہ کا اطلاق ذات باری کے سوا اور کسی پر نہیں ہو سکتا ۔ بخلاف رحیم کے ۔ گویا اسم ذات یعنی اللہ کی طرح اس کو بھی ذات باری کے ساتھ خصوصیت ہے ۔ اس اسم کو رسم الخط میں بلا الف لکھنا چاہیئے ۔ کیوں کہ رحمان یا الف مسیلمہ کذاب کا ایک نام تھا ۔ جو ایک جھوٹا مدعی نبوت تھا ۔ (دیکھو اس کا حال مفتاح العلوم کی جلد اول میں) لہٰذا ذات حق تعالےٰ کے نام پاک اور ایک مدعی کذاب کے نام میں صورۃً تفریق ہونی چاہیئے ۔ نیز اسکو بلا الف لکھنے میں خط قرآنی کا اتباع ہے ۔ بغداد عراق عرب کا ایک مشہور شہر ہے جو دراصل باغ داد تھا ۔ عہد قدیم میں یہاں ایک شاہی باغ تھا ۔ جس میں نوشیرواں شاہ ایران کی عدالت تھی ۔ اس لحاظ سے اس کا نام باغ داد یعنی انصاف کا باغ قرار پایا ۔ کثرت استعمال سے الف ساقط ہو کر بغداد رہ گیا ۔ یہ شہر صدیوں تک خلفائے عباسیہ کا پایۂ تخت رہا ہے جس خلیفہ کا ذکر اس حکایت میں ہے وہ بھی خلفائے بنی عباس سے تھا۔ صنائع بغداد اور بہار میں لفظی مناسبت ہے۔

ترجمہ (وہ کون ؟) اللہ کا نائب کردگار کا خلیفہ ۔ جس سے بغداد کا شہر گویا (باغ و) بہار بن رہا ہے۔

گر بپیوندی بداں شہ شہ شوی — سوئے ہر ادبار تا کے مے روی

لغات پیوندی، فعل مضارع واحد مخاطب پیوستن سے، شہ پہلے کے معنے خلیفہ دوسرا شہ بمعنے غنی، تونگر، ادبار، بدنصیبی، بدبختی

ترجمہ ۔ اگر تم اس خلیفہ سے تعلق پیدا کرو تو (تونگری میں) بادشاہ (کی مثل ہو جاؤ ۔ کب تک ہر بدنصیبی کیطرف قدم بڑھاؤ گے۔

ہم نشینی مقبلاں چوں کیمیاست — چوں نظرشاں کیمیائے خود کجاست

ترجمہ ۔ مقبول لوگوں کی صحبت کیمیا کے برابر ہے ۔ بلکہ اُن کی نظر (عنایت) کے برابر کیمیا بھی کہاں ہو سکتی ہے

صائب رح — اکسیر شد از ذرہ گہر گرد یتیمی — از دست مدہ دامن روشن گہراں را

چشمِ احمد بر ابوبکرے زدہ　　　اُو زیک تصدیق صدیق آمدہ

لغات - چشم زدہ، نظر پڑی - ابوبکری یائے زائد ہے - یا یائے وحدت ہے - جیسے ابوبکر کا سا ایک آدمی آپکی نظر سے اس درجے پر فائز ہو جاتا ہے - جس میں خصوص واقعہ سے تعمیم حکم کی طرف اشارہ ہوگیا - اور اس پیرایہ میں زیادہ بلاغت تصدیق کسی کی سچائی کو مان لینا - کسی کی سچائی کی شہادت دینا - صدیق، صاد کے کسرہ اور دال مشدّد - بہت سچ بولنے والا - اور بڑا سچ ماننے والا - حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا لقب ہے - کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اللہ تسلیم کیا - اور معراج کی رات کے بعد صبح کو جب لوگوں میں معراج کا چرچا پھیلا - تو ابوجہل نے حضرت ابوبکر رضؓ سے طنزاً کہا - کچھ اور بھی سُنا؟ تمہارا دوست کہتا ہے - کہ میں آسمانوں کی سیر کر آیا ہوں - حضرت ابوبکر نے ابھی معراج کا ذکر نہیں سنا تھا - اس کو جواب دیا - کہ اگر وہ اس سے بھی بڑھکر کچھ اور کہے - تو ہم اس کو بھی بسر و چشم ماننے کو تیار ہیں - اس وقت سے ان کا لقب صدیق قرار پایا +

ترجمہ - حضرت احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر (عنایت) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی - تو وہ ایک (نبوت یا معراج کی) تصدیق سے صدّیق بن گئے +

مطلب - حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو غایت درجہ کا اُنس اور کمال خلوص اور آپکے ساتھ محویت تامہ حاصل تھی - وہ کسی دوسرے صحابی کو میسّر نہیں ہوئی - آپکا دل وجان پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں فنا ہو چکا تھا - اِسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمیر پاک کے معنے فہم اور رمز شناس جس قدر آپ تھے - اور کوئی صحابی نہ تھا اور جس کا ثبوت متعدد واقعات سے ملتا ہے - شیخ اکبر رحؒ نے صدیق اور صدیقیت کی شرح میں لکھا ہے - کہ صدیق وہ ہے جو اللہ اور اُس کے رسولوں پر قول مخبر کی بنا پر ایمان لائے - نہ کہ کسی دلیل عقلی سے - اور اس کا نور ایمان قول مخبر کے متعلق کسی شک و تردد کی گنجائیش نہ رہنے دے - صدیقیت میں ایمان بالرسول خصوصیت کے ساتھ معتبر ہے - جو محض نور قلب سے حاصل ہوتا ہے - اور صدیق میں یہ نور ہوتا ہے - جس کو وہ اپنے دل میں نور بصر کی طرح پاتا ہے - صدیقیت اور رسالت کے مابین ایک اور درجہ ہے جو صدیقیت سے اوپر اور رسالت کے نیچے ہے - اور اس مقام کو نبوت عامہ اور مقام قربت کہتے ہیں - جو شخص اس مقام پر فائز ہوتا ہے - وہ وہی باتیں دیکھتا ہے - جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہیں - اور وہی باتیں اختیار کرتا ہے - جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اختیار کرتے ہیں - پس حضرت ابوبکر رضؓ صدیق تھے - اور مذکورہ مقام قرب پر فائز ہونے کی بدولت تمام صدّیقین پر ان کو فضیلت حاصل ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضؓ کے مابین کوئی ایسا درجہ نہیں جس سے کوئی اور شخص ممتاز ہو - اگر کسی کو یہ درجہ ملنا ممکن ہے - تو وہ شخص حضرت ابوبکر رضؓ کے برابر ہوگا - ان سے برتر نہیں ہوسکتا (بحر العلوم) مرزا بیدل عفرلہٗ

ابوبکر شد سرخوشِ جامِ صدق　　　شراب وفا یافت در کامِ صدق
سحر از دمِ صدق او شد خجل　　　کہ زد از نفس چاک در جیبِ دل
مہین شاہد مجلسِ احمدی　　　ز دل سرخوشِ ساغرِ سرمدی
تہی از غبارِ ریا سینہ اش　　　بہارِ صفا فرشِ آئینہ اش

عورت اپنے شوہر کو امراء و سلاطین کے فیوض صحبت کی طرف توجہ دلانے کے لئے یہ منظر پیش کرتی ہے

کر دیکھو حضرت ابو بکر رضؓ عہد جاہلیت سے حضرت کے دوست و ہمدم تھے، ہجرت میں رفیق غار بنے، اور سفر و حضر، اور جنگ و امن میں مستفیض صحبت رہے۔ جس کی بدولت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت نے ان میں وہ استعداد پیدا کر دی اور وہ درجہ دلایا جو انبیاء کے بعد کبھی فرزند آدم کو نہیں مل سکتا۔ جامی رح

آفتابے ست درخشندہ کہ از طلعت او　　رفت بر چرخ بریں کوکبۂ دولت ما

گفت من شہ را پذیرا چوں شوم؟　　بے بہانہ سوئے او من چوں روم؟

لغات، پذیرا اسم مفعول از پذیرفتن، مقبول، منظور۔ بہانہ، حیلہ، کوئی خود پیدا کی ہوئی وجہ، یہاں نفع اور تقریب مراد ہے
ترجمہ۔ شوہر نے کہا میں بادشاہ کے نزدیک مقبول کیوں کر ہو سکتا ہوں۔ بلا تقریب اس کے پاس کیوں کر جاؤں ✦

نسبتے باید مرا یا حیلتے　　ہیچ پیشہ راست شد بے آلتے؟

لغات۔ حیلت (حیلہ) بہانہ، تدبیر۔ راست، ٹھیک، سر انجام۔ آلت، اوزار، آلہ۔ عروض حیلت و آلت کا قافیہ محل نظر ہے
ترجمہ (اس کی درگاہ میں جانے کے لئے) مجھے کوئی نسبت (حاصل ہوتی) یا کوئی تدبیر (عمل میں لانی) چاہیئے۔ بھلا کوئی پیشہ اوزار کے بغیر چل سکتا ہے؟
مطلب۔ نسبت سے مراد کوئی سلسلہ تعلق یعنے ملازمت یا کسی ملازم خاص کا وسیلہ یا کسی ذی رسوخ کی سفارش ہے۔ اور حیلہ سے مراد کوئی ایسی تدبیر جس سے مراد سلاطین کو خوش کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کوئی مدحیہ قصیدہ یا کوئی شاہانہ ہدیہ و پیشکش وغیرہ کما قال السعدی رح

درِ میر و وزیر و سلطاں را　　بے وسیلت مگرد پیرامن

ہمچو مجنونے کہ بشنید از یکے　　کہ مرض آمد بلیلیٰ اندکے

ترجمہ جیسے (بیان کرتے ہیں کہ) مجنون کو خبر ملی۔ کہ لیلیٰ کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے ✦

گفت آوہ بے بہانہ چوں روم　　ور بمانم از عیادت چوں شوم

لغات، آوہ، بمعنے آہ حرف تاسف ہے۔ چوں شوم، حال من چوں شود۔ میرا کیا حال ہوگا ✦
ترجمہ۔ بولا افسوس (اس کی عیادت کے لئے) بلا بہانہ کیوں کر جاؤں۔ اگر عیادت سے رہ جاؤں تو میرا کیا حال ہوگا۔

لَیْتَنِیْ کُنْتُ طَبِیْبًا حَاذِقًا　　کُنْتُ اَمْشِیْ نَحْوَ لَیْلیٰ سَابِقًا

لغات۔ لَیْتَنِیْ۔ لَیْتَ حرف تمنی یائے ضمیر متکلم، نون زائد۔ حاذق، ہوشیار، دانا، ماہر۔ نحو، طرف، جانب
ترجمہ۔ کاش میں ایک ماہر طبیب ہوتا تو (طبابت و معالجہ کے بہانے سے) لیلیٰ کی طرف شوق سے جاتا
نکتہ۔ اردو یا فارسی زبان کی نظم و نثر میں عربی عبارت کے ایراد کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ عبارت کسی عربی زبان کی کتاب سے منقول ہو۔ اور اس کا ترجمہ لکھنے کی بجائے بغرض احتیاط اصل عبارت نقل کی جائے۔

اُردو اور فارسی تالیفات میں عربی زبان لانے کی وجوہ

جیسے کہ تحقیقات مسائل میں قاعدہ ہے اور شرح ہذا میں بھی جا بجا آیات کلام مجید اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر کتب دینی کی عبارتیں نقل کی گئی ہیں - تاکہ ناظرین قول قائل کو خود اسی کے الفاظ میں پڑھ کر اس کے معنے مراد پر غور کر لیں - اور مترجم کے تصرف بے جا یا سہو کا ان کو شبہ نہ رہے - یہ تو اُردو یا فارسی کی تالیف میں عربی لانے کی ایک عام و متعارف اور ضروری صورت ہے - دوسری خاص صورت یہ ہے - کہ مؤلف اپنی اُردو یا فارسی زبان کی نظم و نثر لکھتا لکھتا اثنائے تحریر میں عربی زبان میں اپنا خیال ظاہر کرنے لگ جائے - اس کی چند وجوہ ہیں :-

۱ - عربی زبان نہایت مختصر اور تھوڑے لفظوں میں بہت سی بات ادا کرنے والی زبان ہے - اسلئے بعض مؤلف مکرر الاستعمال کلمات کو عربی میں لکھنا پسند کرتے ہیں - جیسے اس شرح میں تمثیلی اشعار کے اور کہیں کہیں وَلَہٗ - کَمَا قِیْلَ - قَالَ بَعْضُھُمْ - وَنِعْمَ مَا قِیْلَ اور بعض دوسرے مقامات میں کَمَا قُلْتُ اَیْضًا - وَلَیْسَ کَذٰلِکَ - فَتَدَبَّرْ - فَافْھَمْ وغیرہ کلمات لکھے گئے ہیں +

۲ - یہ بات عموماً سب کے نزدیک مسلمہ ہے کہ عربی زبان زور بیان اور شوکت ادا میں تمام زبانوں سے ممتاز ہے اسلئے جب مؤلف کسی خاص مقام میں جذبات قلب سے متاثر ہو کر اپنے خیالات کو پُر زور انداز میں پیش کرنا چاہتا ہے - تو وہ تھوڑی دیر کے لئے اپنی اُردو یا فارسی کو چھوڑ کر عربی زبان سے کام لینے لگتا ہے - جیسے مثنوی کے پہلے قصے میں جب مولانا رح کے پیر شمس تبریز رح کا ضمناً ذکر آیا - تو بے اختیار لَا تُکَلِّفْنِیْ فَاِنِّیْ فِی الْفَنَا الخ چند شعر عربی میں ان کے قلم سے ٹپک گئے - اور یہ صورت مثنوی کے بہت سے مقامات میں پیش آئی ہے +

۳ - بعض ادیبوں پر عربی زبان کی فصاحت و بلاغت کا ذوق غالب ہوتا ہے - ہر چند کہ ان کی تالیف کا نظم و نسق کسی غیر زبان پر مبنی ہو - مگر ان کو کبھی کوئی خاص خیال ایسا سوجھتا ہے - کہ اس کے لئے عربی کا پیرایہ بیان ان کے نزدیک زیادہ دل فریب اور پُر لطف ہوتا ہے - یا غیر عربی زبان کی نظم و نثر کی زمین میں جا بجا عربی زبان کے پھول پودے لگانا ان کو مطبوع خاطر ہوتا ہے - جیسے گلستان سعدی میں کہیں کہیں عربی کے بلیغ اشعار آتے ہیں - اور حافظ و جامی کی فارسی غزلیات میں کئی کئی شعر اور بعض شعروں کا ایک ایک مصرعہ عربی زبان میں درج ہے +

۴ - بعض افسانہ نگار قصے کے تمام پہلوؤں کو مکمل کرنے کے لئے اشخاص قصہ کی زبان کا خاص لحاظ رکھتے ہیں - جس شخص کا جس ملک سے تعلق ہوتا ہے - وہ اس کے کلام کی نقل اس ملک کی زبان میں کرتے ہیں - جیسے کہ اکثر ناول نویسوں کی عادت ہے +

مولانا رح نے یہاں جو مجنون کے قول کو عربی میں لکھا ہے تو اُس کی یہی چوتھی وجہ معلوم ہوتی ہے - کیونکہ مجنون جس کا اصلی نام قیس عامری تھا - عرب کا باشندہ تھا - عربی بولتا تھا - اور عربی میں غزل کہتا تھا - اس کا دیوان مشہور ہے - اس لئے اس کے قول کو عربی میں ادا کرنا ہی آداب قصہ نگاری کے لئے مناسب سمجھا گیا +

قُلْ تَعَالَوْا گفت حق ما را بداں تا بود شرم اشکنی ما را نشاں

لغات - قُلْ، کہدو - تَعَالَوْا چلے آؤ - شرم اشکنی، شرم شکنی، الف زائد اور یائے مصدری ہے، شرم دُور کرنا +

ترجمہ - اللہ تعالیٰ نے جو قرآن مجید میں قُلْ تَعَالَوْا (کہدو اے پیغمبر کہ چلے آؤ) فرمایا تو اس لئے کہ ہمارے

لئے شرم دور کرنے کا نشان بن جائے +

مطلب ، سورۂ انعام میں ایک آیت ہے ۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔ الآیۃ ربیع ، اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم کہ اے لوگو آؤ میں تم کو بتاؤں جو باتیں تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کر دی ہیں ۔ کہ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ ۔ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو ۔ الخ ۔ مولانا فرماتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہمارے لئے یہ کلمات کہلائے ۔ کہ آؤ سچلے آؤ ۔ تو اس سے مقصد یہ تھا کہ ہمارے دل سے وہ جھجک اور رکاوٹ رفع ہو جائے جو ایک بے وسیلہ آدمی کو کسی بڑے دربار میں جانے سے پیش آتی ہے ۔ صاحب کلید مثنوی لکھتے ہیں کہ یہ مضمون محض ایک نکتہ ہے ۔ ورنہ اس کو مراد قرآنی کہنا لطف سے خالی نہیں +

شب پر اں را گر نظر و آلت بدے　　　روز شاں جولان و خوش حالت بدے

لغات ، شب پر ، رات کو اڑنے والا ۔ چمگادڑ ۔ کہتا یائے موحدہ کو یائے فارسی میں ادغام کر کے شپّر کہتے ہیں نظر و آلت میں عطف تفسیری ہے ۔ آلت ، آلہ ، اوزار ، ذریعہ ۔ جولان ، تگ و دو ، اڑان ، سیر و گردش +

ترجمہ ۔ رات کو اڑنے والے پرندوں کے پاس اگر نظر اور آلہ ہوتا تو ان میں ان کو سیر و گردش اور اچھی حالت میسر ہوتی +

مطلب ۔ یعنے اگر چمگادڑ ، الو وغیرہ طائران شب کے پاس ایسی نظر ہوتی ۔ جو نور آفتاب کو برداشت کر سکتی تو وہ قوت برداشت ان کے لئے طیران فی النہار کا ذریعہ بن جاتی ۔ لیکن ان کے پاس یہ وسیلہ مقصود اور یہ آلہ کار یعنے تابش آفتاب کو برداشت کرنے والی نظر نہیں ہے ۔ اس لئے دن کو باہر نکلنے اور اڑنے سے محروم ہیں ۔ اسی طرح میں فقدان آلہ کے سبب سے دربار خلیفہ میں حاضر ہونے سے محروم ہوں ۔ اور اس کی جرأت کرنے کے ناقابل ہوں +

گفت چوں شاہِ کرم میداں رود　　　عینِ ہر بے آلتی آلت شود

لغات ۔ بے آلتی ، بے سامانی ، تہیدستی +

ترکیب ۔ میدان کے ساتھ یائے ظرفیت وحدت ہے ، اور اس کا مضاف الیہ محذوف ہے یعنی بمیدان سخاوت

ترجمہ ۔ (بیوی) بولی جب بادشاہ (صاحب جود و) کرم میدان (سخاوت) میں نکلتا ہے ۔ تو (مساکین وغرباکی) ہر بے سامانی بالکل سامان (عطا) بن جاتی ہے ۔ صائب ؒ

با شکست کر و کار ہا درست شود　　　کلید رزقِ گدا پائے لنگ و دستِ شل است

زانکہ آلت دعویٰ است و ہستی است　　　کار در بے آلتی و پستی است

ترجمہ ۔ کیونکہ سامان تو دعوی اور انانیت ہے ، (کہ ہم باسامان ہیں) بڑی بات تو بے سامانی اور خاکساری میں ہے ۔ صائب ؒ

اگر نہ دو خاطر سخن قبول کند　　　کلید رزق بغیر از شکستہ پائے نیست

مطلب - اس میں یہ اشارہ ہے کہ بندہ کو چاہیئے - کہ اپنے اعمال پر غرور و عُجب نہ کرے - اور اُن کے آلہ نجات ہونے پر اعتماد کلی نہ رکھے - بلکہ نجات کو محض رحمت باری پر موقوف سمجھے ، اور اعمال کو خلوص و محبت کے ساتھ محض خدمت سمجھ کر نیاز مندانہ و سائلانہ نیت سے بجا لائے +

گفت کے بے آلتی سودا کنم ۔ تا نہ من بے آلتی پیدا کنم

لغات - سودا ، خیال ، شوق +
ترجمہ - (شوہر نے) کہا میں بے سامانی کا کب خیال کر سکتا ہوں - تاوقتیکہ بے سامانی (کا مقام اور حال) پیدا نہ کر لوں +

مطلب - یعنے جب تک ایسا خلوص دل میں پیدا نہ ہو جائے کہ ان تکلفات و آلات سے نظر بالکل اُٹھ جائے - اُس وقت تک بے آلتی کی وضع بنانا محض تصنع اور بناوٹ ہے - جو خلوص و صداقت سے بعید ہونے کی وجہ سے خلاف دیانت بھی ہے اور راز افشا ہو جانے کی صورت میں موجب رسوائی و ذلت بھی + غنی رح

ہر چند کہ در کوچہ نزدیر رسیدیم ۔ چوں مہرۂ تسبیح بجائے نرسیدیم

پس گواہے بایدم بر مفلسی ۔ تا شہم رحمے کند در مفلسی

ترجمہ - پس اس صورت میں میری مفلسی کا کوئی گواہ (یعنے میرے صدق اخلاص کا ثبوت میرے ساتھ) چاہیئے - تاکہ بادشاہ مجھ کو مفلسی میں (دیکھ کر) رحم کرے +

مطلب - اعرابی کو خلیفے کے حضور میں جانے سے اس لئے تامل ہے - کہ کوئی ہدیہ یا نذر یا پیشکش ہونا چاہیئے جو وسیلہ باریابی ہوتا ہے - اور اس کا مقدور نہیں - عورت کہتی ہے کہ عدم مقدور اور افلاس و محتاجی ہی باریابی کے لئے کافی وسیلہ ہے - اعرابی جواب دیتا ہے - کہ اس صورت میں میرے ساتھ مفلسی کا کوئی گواہ یعنی میرے صدق و اخلاص کا کوئی روشن قرینہ اور بیّن علامت ہونی چاہیئے - تاکہ خلیفہ میری مفلسی پر رحم کرے اور میرے اخلاص سے اس پر ثابت ہو جائے - کہ میرا ہدیہ نہ لانا مفلسی کے جھوٹے دعوے اور خلیفہ کی عدم تعظیم کے سبب نہیں - اور وہ مجھ کو اظہار افلاس میں سچا اور میرے دل کو اپنی عظمت و عزت سے لبریز سمجھے - اس میں یہ اشارہ ہے - کہ ناقص غیر صاحب حال کا اپنے مرتبہ سے بڑھ کر تکلف و تصنع سے اہل حال کے سے مقالات زبان سے نکالنا اور ان کے سے حالات کا اظہار کرنا مذموم ہے - سعدی رح

منہ آبروئے ریا را محل ۔ کہ ایں آب در زیر دارد وحل
چو در خفیہ بد باشم و خاکسار ۔ چہ سود آب ناموس بر روئے کار
بروی و ریا خرقہ سہل است دوخت ۔ گرش با خدا در توانی فروخت

تو گواہی غیر گفت و گو و رنگ ۔ وا نما تا رحم آرد شاہ شنگ

لغات - وانما وا کے معنے کشادہ و جدا اور نما صیغہ امر ہے نمودن سے ، شنگ شوخ - ظریف - مراد معشوق +
ترجمہ (اے درویش) تم (بھی) قال اور وضع کے سوا کوئی (اور) گواہ پیش کرو - تاکہ وہ شاہ محبوب حقیقی

نمم پر) رحم کرے +

مطلب - یہاں سے اخلاص عمل اور صدق نیت کی تعلیم کی طرف انتقال ہے - فرماتے ہیں کہ صرف صوفیانہ لباس اور ظاہرانہ تقشف و زہد کافی نہیں - بلکہ حصول نجات اور قرب حق کے لئے خالص اعمال کی ضرورت ہے - سعدی رح

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ | بے توشہ چہ تدبیر کنی وقت بسیچ
روئے طمع از خلق بہ پیچ ار مردی | تسبیح ہزار دانہ بر دست مپیچ

کایں گواہی کش ز گفت و رنگ بُد | نزدِ آں قاضی القضاۃ آں جرح شُد

لغات - قاضی القضاۃ سب قاضیوں سے بڑا قاضی - احکم الحاکمین - جرح - اعتراض، خصوصاً وہ اعتراض جو گواہ کی گواہی پر کیا جائے - تاکہ سچی اور جھوٹی گواہی کا شبہ مٹ جائے، یہاں جرح بمعنے مجروح مراد ہے +

ترجمہ - کیونکہ یہ گواہی جو قال و وضع ظاہری سے ہو - اس احکم الحاکمین کے نزدیک (مجروح و ناقابل سماعت) ہو چکی ہے +

مطلب - عمل بے اخلاص نامنظور و غیر مقبول ہے - سعدی رح

درختے کہ بیخش بود برقرار | بپرور کہ روزے دہد میوہ بار
گرت بیخ اخلاص در بوم نیست | ازیں در کسے چوں تو محروم نیست
ہر آنکہ افگند تخم بر روئے سنگ | جوے وقت دخلش نیاید بچنگ

پس گواہے اندروں مے بایدم | نے گواہیِ بروں مے بایدم

ترجمہ (اعرابی کہتا ہے کہ) پس اس (صورت میں) مجھے کوئی باطنی گواہ چاہیئے - ظاہری گواہی کی مجھے ضرورت نہیں +

مطلب اپنی حالت کے اظہار کے لئے مجھے صدق و اخلاص کی ضرورت ہے - مبادا تکلف و تصنع کسی بلا اور آفت کا باعث بن جائے - حافظ رح

صنعت مکن کہ ہر کہ محبت نہ راست باخت | عشقش بروئے دل درِ محنت فراز کرد

صدق مے باید گواہِ حالِ او | تا بتابد نُورِ او بے قالِ او

ترجمہ (کیونکہ) آدمی کا شاہد حال صدق و خلوص چاہیئے - تاکہ اس کی گفتگو کے بغیر ہی (سچائی کا) نور چمک اٹھے - سعدی رح ؎

بسوگند گفتن کہ زر مغربی است | چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست

ہدیہ بُردنِ آں عرب سبُوئے آب باراں از میانِ بادیہ

اُس عرب کا مینہ کے پانی کا ایک گھڑا جنگل سے بغداد کی طرف خلیفہ کے حضور میں

سوئے بغداد بنزدِ خلیفہ و پنداشت کہ آنجا قحطِ آب است

بطورِ ہدیہ لے جانا ۔ اور گمان کیا کہ وہاں پانی کی قلت ہے

گفت زن صدق آں بود کز بودِ خویش ۔ پاک برخیزی تو از مجہودِ خویش

لغات ۔ بود ، وجود ہستی ، مجہود ، قدرت ، کوشش ، سعی +

ترجمہ ۔ عورت نے کہا سچائی یہ ہے ۔ کہ اپنے وجود اور اپنی قدرت سے صاف الگ ہو جاؤ +

مطلب ۔ تم یہ خیال ہی ترک کر دو ۔ کہ تمہارا وجود قابل دربار ہے ۔ یا نہیں ۔ اور تم خلیفہ کو خوشنود کرنے کیلئے کوئی ہدیہ مہیا کرنے کی قدرت رکھتے ہو یا نہیں ۔ اور اس کے ۔ لئے سعی کر سکتے ہو یا نہیں ۔ بس ان خیالات واہیہ کا ترک کر دینا ہی صدق ہے ۔ اور اس صدق کے ساتھ سیدھے دار الخلافہ کو جاؤ ۔ اور خلیفے کے حضور میں پیش ہو جاؤ

ہر کہ چوں حاجی دریں رہ شد ز ما و من تہی ۔ گر بصورت مبتدی باشد بمعنے منتہی است

آب باران ست ما را در سبو ۔ ملکت و سرمایۂ و اسباب تو

لغات ۔ سبو ، گھڑا ، مٹکا ، ٹھلیا ۔ ملکت ، بالضم بادشاہی ۔ مگر یہاں بالکسر ہے ۔ ملک بمعنے مال مملوک و رتائے خطاب مضاف الیہ

ترجمہ (اور اگر ہدیہ لے جانے کی ضرورت ہی ہے تو) ہمارے پاس گھڑے میں مینہ کا پانی (موجود) ہے جو تمہاری ملک اور سرمایہ اور اسباب ہے +

ایں سبوئے آب را بردار رو ۔ ہدیہ ساز و پیشِ شاہنشاہ شو

لغات ، شاہنشاہ کے لقب کا استعمال شرعاً ناجائز ہونا اور مولنٰا کے اس لقب کو استعمال کرنے کی توجیہ شرح ہذا کے پہلے حصے میں بالتفصیل درج ہے +

ترجمہ ۔ اس پانی کے گھڑے کو اٹھاؤ (اور) جاؤ ۔ (اس کو) ہدیہ قرار دو اور خلیفۃ المسلمین کے حضور میں پیش ہو جاؤ +

گو کہ ما را غیر ایں اسباب نیست ۔ در مفازہ ہیچ بہ زیں آب نیست

لغات ، گو ۔ فعل مر گفتن سے ۔ مفازہ ، جنگل ، صحرا ، بیابان +

ترجمہ (اور) عرض کرو کہ ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی سامان نہیں جنگل میں اس سے اچھا پانی نہیں ہے

گر خزانہ اش پر زر و فاخر است ۔ ایں چنیں آبش نباشد نادر است

لغات ۔ فاخر ، قابل فخر ، نفیس ۔ نادر ، عجیب ، باعث تعجب ۔ کمیاب ۔ اس شعر کے کلمات میں سے گر حرف شرط نباشد صیغہ مضارع اور نادر کے دوسرے معانی کے لحاظ سے ترجمہ دوسری طرح بھی ہو سکتا ہے ۔ چنانچہ دیکھو :-

ترجمہ - (۱) اگرچہ اس کا خزانہ نفیس موتیوں سے معمور ہے (مگر) ایسا پانی اس کے ہاں نہ ہوگا (یہ) نہایت کمیاب ہے +

(۲) اگرچہ اُس کا خزانہ نفیس موتیوں سے بھرپور ہے (مگر) ایسا پانی اُس کو میسر نہ ہو تو موجب تعجب ہے +

اختلاف - ایک نسخے میں پہلا مصرعہ یوں ہے گر خزینہ اش پرُ زرہ گوہر است - لیکن اس نسخے کا قافیہ معیوب ہے +

چیست آں کوزہ تنِ محصورِ ما   اندراں آبِ ایں حواسِ شورِ ما

لغات، کوزہ، آبخورہ - یہاں وہی گھڑا مراد ہے - محصور گھرا ہوا - ہر طرف سے بند - شور، کھاری - دوسرے مصرعہ میں تعقید لفظی ہے +

ترجمہ، تم جانتے ہو - وہ گھڑا کیا ہے؟ ہمارا بدن ہے، جو ہر طرف سے بند ہے (اور) ہمارے حواس اس میں بمنزلہ کھاری پانی کے ہیں +

مطلب یہاں سے مولنا کا مقولہ شروع ہوتا ہے - جس میں اس مضمون کی طرف انتقال ہے کہ بندے پر لازم ہے کہ اپنے اعمال کو شوائب خطیات سے بچائے اور ان کو شہنشاہ حقیقی کے دربار میں قبول ہونے کے قابل بنائے - چنانچہ فرماتے ہیں - کہ اعرابی کی طرح سب کو ایک سب سے بڑے بادشاہ کے حضور میں ہدیہ پیش کرنا ہے - اور وہ ہدیہ ہمارا سبوئے وجود ہے جس کا پانی ہمارے حواس ہیں ؎

عرفی دم نزع ست وہماں مستی تو   آخر بچہ مایہ بار بربستی تو

فرداست کہ دولت نقدِ فردوس بکف   جویائے متاع ست وتہیدستی تو

سود وسرمایہ ومن نیست بجز ازفسوس   مفلسکہ بادست تہی برسر بازار شوم   صائب رح

اے خداوندا ایں خم و کوزہ مرا   در پذیر از فضل اللّٰہ اشتریٰ

ترجمہ - اے خدا میرے اس مٹکے اور کوزے کو (اپنے) فضل سے قبول فرما بمواے آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی الخ

مطلب - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ - یعنے اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے بعوض جنت کے (توبہ)

مولانا دعا کرتے ہیں کہ الٰہی جو تو نے ہمارے جان و مال کو خریدنے کی اس آیت میں بشارت دی ہے - اسی طرح ہمارے اعمال کی بضاعت مزجات کو بھی قبول فرما +

کوزہ با پنج لولہ پنج حس   پاک دار ایں آب را از ہر نجس

لغات - لولہ، ٹونٹی - نجس، پلید چیز، پلیدی +

ترجمہ (یہ وجود) کوزہ ہے جس کو پانچ حسوں کی ٹونٹیاں لگی ہیں - اس پانی کو ہر نجاست سے پاک رکھو +

مطلب - حواس خمسہ ظاہرہ یعنے باصرہ - سامعہ - شامہ - ذائقہ، لامسہ، تاثیرات خارجہ کے دل تک پہنچنے کے ذرائع ہیں - اگر دل میں اعمال حسنہ کی صلاحیت ہے تو ان حواس کے ذریعہ نیک محسوسات اور پاک مدرکات دل تک پہنچتے

ہیں - اور وہ اعمال حسنہ کے کسب کرنے میں مؤید بنتے ہیں - اور اگر دل مجبول بالشر اور مغطور بالسوء ہے تو یہی حواس ایسے مدرکات و محسوسات کے لئے ذریعہ بن جاتے ہیں - جو ارتکاب معاصی کی طرف لے جاتے ہیں - مولانا نے وجود کو بمنزلہ سبو قرار دیا ہے - حواس کو ٹونٹیوں سے تشبیہ دی ہے، اور مدرکات سیئہ کو نجاسات کی تمثیل سے ظاہر کیا ہے - یعنے ان حواس کے ذریعہ سے محسوسات سیئہ اس طرح باطن میں داخل ہو کر اعمال کو خراب کر دیتے ہیں - جس طرح ایک گھڑے کے سوراخ سے نجاست داخل ہو کر اس کے پانی کو ناپاک کر دیتی ہے - سعدی رح

چو پاک آفریدت بہش باش و پاک — کہ ننگ ست ناپاک رفتن بخاک

پیاپے بیفشاں از آئینہ گرد — کہ مصقل نگیرد چو زنگار خورد

نکتہ :- جمہور شارحین نے پنج لولہ مضاف اور پنج حس مضاف الیہ میں اضافت تشبیہی قرار دے کر اس سے حواس خمسہ مراد لئے ہیں - جیسا کہ ہم نے ترجمہ اور مطالب میں تصریح کر دی - لیکن اس تقدیر پر جسم انسانی کے بعض ایسے سوراخ خارج عن الذکر رہ جاتے ہیں - جو سب سے زیادہ ذریعہ فواحش اور وسیلہ معاصی ہیں - اور جن پر ایسے سوراخ کا لفظ بطریق اولیٰ اطلاق پا سکتا ہے - جو نجاست رزائل کا مدخل ہو، ہندی کتب اخلاق میں بھی چند "اندریاں" منفذ فواحش تسلیم کی گئی ہیں یعنے منہ، آنکھ، ناک، کان، شرمگاہ - پا کیا بعید ہے کہ شعر ہذا کے مذکورہ کلمات میں اضافت کی بجائے عطف ہو یعنے پنج لولہ و پنج حس ہو - جس سے مراد یہ دس منافذ ہوں - ذائقہ، باصرہ، شامہ، سامعہ، لامسہ، فم، عین، انف، اذن، شرمگاہ - اور ظاہر ہے کہ پہلی پانچ چیزیں تو اے مدرکہ ہیں، جن کے ادراکات کبھی منجر بمعاصی ہو جاتے ہیں، اور پچھلے پانچ اعضا کے نام ہیں، جو ارتکاب معاصی کے آلات بن جاتے ہیں - چنانچہ آگے پانچویں شعر میں جس آیت سے اقتباس کیا گیا ہے - اس میں " حفظ فروج" کا حکم ظاہر کرتا ہے - کہ یہاں جسم کے اس روزن یا سوراخ کی حفاظت کی تاکید بھی مقصود ہے - مگر اس تقدیر پر چند ایسے اعتراض وارد ہو سکتے ہیں - جن کا جواب تکلفات کے بغیر نہیں بن پڑتا - فافہم

تا شود زیں کوزہ منفذ سوئے بحر — تا بگیرد کوزۂ ما خوئے بحر

لغات - منفذ، سوراخ، مخفی رستہ - خوئے، خصلت، عادت، خاصیت +

ترجمہ - حتیٰ کہ اس کوزہ (وجود) سے بحر (وحدت) کی طرف راہ نکل آئے - تاکہ ہمارا کوزہ سمندر کی خو حاصل کرے +

مطلب - یعنے اپنے آپ کو اکتساب رذائل اور ارتکاب معاصی سے بچاؤ تاکہ ذات حق کے ساتھ معیت و مناسبت پیدا ہو جائے اور بفحوائے تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ تم کو اتصاف بصفات حق میسر ہو + جامی رح

اے کہ در شرع خداوندان کمال — مے کنی از سنت و فرضم سوال

سنت آمد رخ ز دنیا تافتن — فرض راہ قرب مولا یافتن

تا چو ہدیہ پیش سلطانش بری — پاک بیند باشدش شہ مشتری

لغات ، مشتری، خریدار + **ترکیب** - پہلا مصرعہ شرط ہے - جس میں چو حرف شرط بری فعل فاعل ہدیہ مفعول بہ اول پیش سلطان ظرف اور سین ضمیر راجع بآب مفعول بہ ثانی ہے - دوسرا مصرعہ جزا جس میں بتقدیر عاطف دو جملے ہیں -

ببیند کا مفعول بہ اول اور مقدم ترہے اور پاک مفعول بہ ثانی - دوسرا جملہ اسمیہ ہے - جس میں باشد فعل ناقص شہ اس کا اسم مشتری مضاف مؤخر اور شین بمعنے او مضاف الیہ مقدم مل کر اس کی خبر ÷

ترجمہ - تاکہ جب تم اس (کوزے) کو سلطان حقیقی کے حضور میں ہدیہ بنا کر لے جاؤ - تو بادشاہ (حقیقی) اس کو پاک دیکھے - اور اس کا خریدار ہو جائے (یعنے تم مقبول ہو جاؤ) - صائب رح ؎

ہر روز پنج بار طلب مے کند ملا   لودیگرے کن طلب من کہ لطفِ حق

بے نہایت گردد آبش بعد ازاں   پُر شود از کوزۂ تو صد جہاں

ترجمہ - اس کے بعد اس کوزے کا پانی بے پایاں ہو جائے - تمہارے کوزے (کے پانی) سے سو جہان پُر ہو جائیں

مطلب - یعنے پھر تم کو اس قدر روحانی ترقی حاصل ہو کہ تمہارے علوم و معارف بے انتہا ہو جائیں - اور واردات کا کبھی انقطاع نہ ہو - اور تمام جہاں تمہارے فیوض سے مستفیض ہو ÷

لولہا بر بند و پُر دارش ز خُم   گفت غُضُّوا عَنْ ہَوٰی اَبْصَارِکُمْ

لغات - خُم غار کے منہ سے مٹکا - غض بصر آنکھ کو بند رکھنا چشم پوشی - نگاہ نیچے کر لینا - ہوٰی نفسانی خواہش، شہوت

ترجمہ (اس کی) ٹونٹیاں (شہوات سے روک کر) بند کر دو - اور ان کو خم (کے پانی) سے پُر رکھو (قرآن مجید میں خداوند تعالےٰ نے) فرمایا ہے (یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ الخ) جس کا مطلب یہ ہے کہ) اپنی نگاہوں کو شہوات سے بند رکھو ÷

مطلب - دوسرے مصرعہ میں سورۂ نور کی اس آیت کے مضمون کی طرف اشارہ ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ○ یعنے اے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) مسلمانوں کو کہو کہ اپنی آنکھوں کو (نامحرم عورتوں کو دیکھنے سے) بند رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو (بدکاری سے) محفوظ رکھیں یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ بات ہے - اور جو کچھ بندے کرتے ہیں - اللہ خوب جانتا ہے - مولٰنا فرماتے ہیں کہ اپنے قوائے مدرکہ کو حفظ و ضبط میں رکھو - اور ان کو ادراکات فاحشہ کیطرف ملتفت نہ ہونے دو - تاکہ تمہاری صفائی باطن اور صدق نیت وغیرہ عجائبات باطن ان کے تاثرات سئیہ سے مخلوط و مکدر نہ ہونے پائیں - بلکہ فرمایا "پُر دارش زخم" ان قوائے مدرکہ کو احوال باطنی میں مشغول رکھو - تاثرات خارجیہ سے متاثر نہ ہونے دو - اور یہی مطلب ہے مذکورہ آیہ کریمہ کا یعنے آنکھ جو جسم کے سوراخوں میں سے ایک سوراخ ہے اس کو بند رکھو - کہ دل کی خرابی اس راستے سے ہوتی ہے - کما قیل ؎

صفائی دلِ طلبی از جہاں بر بند   کہ رخنہ ایست کز ینجا غبارے آید

صائب رح   تا قیامت نتوانست گرفتن خود را   ہر کہ لغزید ز نظارۂ سیمیں بدناں

سعدی رح   ایں دیدہ شوخ مے برد دل بکمند   خواہی کہ بکس دل ندہی دیدہ بہ بند

ریش او پُر باد کیں ہدیہ کراست   لائق چوناں شہے اینست راست

لغات ریش بہ باد شدن و مغرور ہونا - چوناں، چنان - شہے میں یائے تنکیر ہے - راست، درست، ٹھیک ÷

ترجمہ۔ اس (اعرابی) کے دماغ میں ہوا بھری تھی۔ کہ ایسا ہدیہ کس کے پاس ہے جو ایسے (عظیم الشان) بادشاہ کے لائق ہو۔ یہ بات (بالکل) درست ہے۔

واں نمے دانست کانجا بر گذر ہست جاری دجلۂ ہمچوں شکر

لغات۔ گذر، گذرگاہ۔ دجلہ، دال کے فتحہ سے عراق عرب میں ایک دریا ہے۔ جس پر شہر بغداد واقع ہے۔

ترجمہ۔ اور اس کو یہ خبر نہ تھی۔ کہ وہاں گزرگاہ پر (دریائے) دجلہ جاری ہے (جس کا پانی) مثل شکر (شیریں ہے)۔

در میانِ شہر چوں دریا رواں پر ز کشتیہا و شست ماہیاں

لغات۔ دریا، سمندر اور دریا کو فارسی میں رود کہتے ہیں۔ شست، شین کے فتحہ سے نشتر، باجے کا تار۔ گرفت، حلقہ کمند۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔

ترجمہ (جو) شہر کے درمیان سمندر کی طرح موجزن ہے۔ کشتیوں اور مچھلی پکڑنے کے کانٹوں سے لبریز ہے۔ کما قیل

چہ دریا صورتِ صنع الٰہی ز موجش کشتیِ گردوں تباہی
کمر بندش مگر زنجیرِ گرداب بر دراز شیرِ ماہی شیرِ قلاب
حباب او ورائے اشترِ موج صدف ہا نقش پائے اشترِ موج

رو بر سلطان و کاروبار بیں حسنِ تجری تحتہا الانہار بیں

لغات۔ رو، صیغہ امر رفتن سے۔ بر، پاس۔ کاروبار سے کاروبار سلطنت مراد ہیں۔ صنعتِ آیۂ قرآنی کا اقتباس

ترجمہ (اے نادان اعرابی) ذرا بادشاہ کے حضور میں جا کر کاروبار (سلطنت) دیکھ (اور) زیرِ شہر نہر کے جاری ہونے کی خوبی دیکھ۔ کما قیل

محیطے کہ از صافی پیکرش شمردن تواں در صدف گوہرش
ز عکسِ چراغاں بود سطحِ آب سپہرے کہ پر باشد از آفتاب
چراغاں بر آب آتش انگیختہ زر و سیم برہم بر آمیختہ
نگردد ز بس لطفِ موجش عیاں کہ جوہر در آئینہ باشد نہاں

ایں چنیں چشمہا و ادراکاتِ ما قطرہ باشد دراں بحرِ صفا

ترکیب۔ ایں چنیں اسمِ اشارہ تشبیہی ہے جس کا اشارہ اعرابی کے سبوئے آب اور دریائے دجلہ کی طرف ہے۔ اور وہ مشبہ بہ ہے اور ادراکاتِ ما اور بحرِ صفا مشبہ ہے۔

ترجمہ۔ یہی حال ہمارے احساسات اور ادراکات کا ہے۔ جو اس صاف دریا (یعنی علومِ الٰہیہ یا ذات و صفاتِ حق کے مقابلے) میں ایک قطرہ ہیں۔

مطلب۔ جس طرح دریائے دجلہ کے بے پایاں اور شیریں و خوشگوار پانی کے مقابلے میں اعرابی کے گھڑے کا قلیل

و بے مزہ پانی کوئی حقیقت نہیں رکھتا - بلکہ بے قدری کے ساتھ زمین پر بہا دینے کے قابل ہے - اسی طرح ہمارے ادراکات و احساسات ذات و صفات حق یا اس کے علوم غیر متناہیہ کے سامنے کوئی وقعت و منزلت نہیں رکھتے -

دو کونش یکے قطرہ در بحر علم ۔۔۔ گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم

باز جو و باز بیں و باز یاب ۔۔۔ از کہ؟ از مَنْ عِنْدَهٗ اُمُّ الْکِتَاب

لغات - باز، حرف زائد تحسین کلام کے لئے آتا ہے - جو امر ہے جستن سے - بین امر ہے دیدن سے - یاب امر ہے یافتن سے - ام الکتاب، لوح محفوظ، علم قدیم + صنائع، اقتباس +

ترجمہ - اسی کو طلب کر اسی کا مشاہدہ کر اسی کو حاصل کر - کس سے؟ اس ذات پاک سے جس کے پاس ام الکتاب ہے +

مطلب - پہلے مصرعہ میں اس بحر صفا کی طلب و تلاش کی تاکید ہے - دوسرے مصرعہ میں سوال ہے کہ کس سے طلب کریں - پھر جواب دیا ہے - کہ اس سے جس کے پاس ام الکتاب ہے - یعنی حق تعالے +

در نمد دوختن زن سبوئے آب را و مُہر بر وے نہادن

عورت کا پانی کے گھڑے کو نمدے میں بند کر کے سی دینا اور اسکو سر مہر کر دینا

مرد گفت آرے سبو را سر بہ بند ۔۔۔ ہیں کہ ہدیہ است ما را سود مند

لغات، سر بہ بند، منہ بند کر دے - ہیں کلمۂ تنبیہ ہے - مگر یہاں اس سے اظہار مسرت مقصود ہے +

ترجمہ - مرد نے کہا ہاں گھڑے کا منہ بند کر دو - آہا ہا یہ ہدیہ تو ہمارے لئے مفید ہے +

در نمد در دوز تو ایں کوزہ را ۔۔۔ تا کشاید شہ بہدیہ روزہ را

لغات - در دوز میں در زائد ہے - دوز امر ہے دوختن سے - کوزہ، مجازاً گھڑے کے لئے استعمال کیا گیا ہے +

ترجمہ - اس گھڑے کو تم نمدے میں (لپیٹ کر) سی دو - تاکہ بادشاہ (اس) ہدیئے کے ساتھ روزہ افطار کرے +

کایں چنیں اندر ہمہ آفاق نیست ۔۔۔ جز رحیق و مایۂ اذواق نیست

لغات، آفاق جمع افق کنارہ فلک - چونکہ ایک وسیع و صاف میدان میں کھڑے ہو کر نظر کرنے سے ہر طرف سے آسمان کے کنارے زمین سے پیوستہ نظر آتے ہیں - اس لئے آفاق سے دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک مراد لیتے ہیں رحیق، شراب، اذواق، جمع ذوق، لذت، مزہ، لطف +

ترجمہ - کیونکہ ایسا ہدیہ زمانہ بھر میں نہیں ہے - یہ پانی) عمدہ شراب اور مایہ لذات ہی دکھلانے کا مستحق ہے +

زانکہ ایشاں زابہائے تلخ و شور   دائما پُر علتند و نیم کور

لغات ۔ پُر علت، بیماریوں سے پُر ۔ ہمیشہ بیمار رہنے والا، نیم کور، آدھا اندھا ۔ جس کی نظر ضعف بصارت سے آدھی رہ گئی ہو ٭

ترجمہ (اعرابی کا یہ خیال خام) اس لئے (تھا) کہ یہ (بادیہ نشین، لوگ) جنگل کے تلخ و شور پانی پی پی کر ہمیشہ بیمار و ضعیف البصر رہتے ہیں ٭

مطلب ۔ اس شعر میں تعقید واقع ہوئی ہے ۔ کیونکہ یہاں اعرابی کے اس خیال باطل کی علت بیان کی ہے کہ خلیفہ اس پانی کو پی کر بہت مسرور و شادمان ہوگا ۔ اور وہ علت یہ نہیں کہ بادیہ نشین ہمیشہ بیمار رہتے ہیں ۔ جیسا کہ شعر سے بظاہر مفہوم ہوتا ہے ۔ بلکہ اس کی علت یہ ہے ۔ کہ ان لوگوں کو ہمیشہ کے لئے تلخ و شور پانی نصیب ہوتا ہے اس لئے یہی پانی اُن کے نزدیک ایک نعمت عظمیٰ اور قابل تحفہ ہے ۔ پھر اپنی دلیل کا یہ ثبوت دیا ہے ۔ کہ وہ ہمیشہ مختلف امراض میں مبتلا رہتے ہیں ۔ کیونکہ اکثر امراض طعام اور پانی کی خرابی سے پیدا ہوتے ہیں ٭

مُرغ کاب شور باشد مسکنش   او چہ داند جائے آبِ روشنش

ترکیب ۔ روشنش کی ضمیر کا مرجع قائم کرنا موجب تردد ہے ۔ ناچار اس کو مرغ کی طرف راجع کرنا پڑتا ہے ٭

ترجمہ ۔ جس پرندے کی قیام گاہ آب شور ہو ۔ وہ اپنے آب روشن کی جگہ کیا جانے (جو اس کے لئے مہیا کیا گیا ہے ۔ مگر وہ اس سے روگردان ہے) ٭

اے کہ اندر چشمۂ شورست جات   تو چہ دانی شطِ جیحون و فرات

لغات ۔ جات، جائے تو ۔ شط، شین کا فتحہ اور طائے مشدد کنارہ دریا ٭ جیحون، بالفتح ملک ایران کے ایک بڑے دریا کا نام ہے ۔ فرات، بضم عراق عرب کا ایک دریا جو کوفہ کے قریب سے گذرتا ہے ۔ یزید کی فوج نے اسی دریا کا پانی حضرت امام حسین علیہ السلام اور اُن کے رفقا پر بند کیا تھا ٭

ترجمہ ۔ اے (بے خبر) جس کی جگہ (علوم عقلیہ کے) کھاری چشمے میں ہے تو (معارف عالیہ کے) جیحون و فرات کے ساحل کو کیا جانے ٭

اے تو نارستہ ازیں فانی رباط   تو چہ دانی صحو و سکر و انبساط

لغات ۔ رباط ۔ سرائے مسافر خانہ، صحو اور سکر وغیرہ اصطلاحات سلوک کی تشریح پہلے حصے میں پوری تفصیل کے ساتھ کی گئی ہے ۔ انبساط سے بسط مراد ہے ۔ جو اصطلاح سلوک میں اس حالت کا نام ہے ۔ جس میں واردات غیب کا افاضہ مسلسل جاری رہنے سے روح کو نشاط و انشراح حاصل ہوتا ہے ۔ بمقابلہ اس کے قبض کی حالت ہے ۔ جس میں واردات غیب کے انقطاع سے روح کو ایک تنگی اور گرفتگی عارض رہتی ہے ٭

ترجمہ ۔ اے (بے خبر) جو اس فانی سرا سے نہیں چھوٹا ۔ تو ہشیاری و مستی اور بسط کی حالت کو کیا جانے (جو سلوک کے حالات ہیں) صائب رح سے

عشق ہر ناقص بصیرت دانمی گردد نصیب مہر عالمتاب با خفاش کے ہمدم شود

وز بدانی نقلت از اب و جدست پیش تو این نامہا چوں ابجدست

لغات ، اَب ، باپ - جَدّ ، دادا - اَبجد حروف تہجی قدماء نے حروف تہجی کو جن کی تعداد اٹھائیس ہے تین تین اور چار چار حرفوں میں تقسیم کر کے ان کے آٹھ بامعنے مجموعہ مرتب کئے ہیں اور وہ یہ ہیں اَبْجَدَ (گناہ کا مرتکب ہوا) ھَوَّزَ (نفس کی پیروی کی) حُطِّیَ (اس کا گناہ معاف کیا گیا) کَلَمَنَ (توبہ قبول کی) سَعْفَصَ (اس پر دنیا تنگ ہوگئی) قَرَشَتَ (گناہ کا اقرار کیا) ثَخَذَ (قوت حاصل کی) ضَظَغَ (شیطان کا اثر زائل کیا گیا) یہ حروف اسی ترتیب سے اعداد کی با ترتیب اکائیوں اور دہائیوں کے ساتھ منسوب ہیں یعنے

ا ب ج د - ہ و ز - ح ط
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹

ی - ک ل م ن - س ع ف ص - ق ر ش ت - ث خ ذ - ض ظ غ -
۱۰ ۲۰ ۳۰ ۴۰ ۵۰ ۶۰ ۷۰ ۸۰ ۹۰ ۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰ ۵۰۰ ۶۰۰ ۷۰۰ ۸۰۰ ۹۰۰ ۱۰۰۰

اور اسی حساب سے تاریخی مادے نکالے جاتے ہیں - غرض تمام حروف مفردہ خواہ وہ ترتیب مذکورہ سے ہوں یا مشہور اور مستعمل ترتیب سے ہوں یعنے ا ب ت ث ج ح خ الخ بہر صورت ابجد کہلاتے ہیں +

حروف ابجد

صنائع - چونکہ ابجد کے حروف سے تمام تحریری و تقریری دفتروں کا آغاز ہوتا ہے ۔ اس لئے ان میں قدرت حق نے یا ان باکمال ائمہ فنون نے جو قدرت حق کے مظہر ہیں - یہ عجیب بات مرکوز کی ہے - کہ ان کا آغاز اب جد یعنے باپ دادا کے نام سے ہوتا ہے - جس سے ان حروف کو پڑھنے والے انسانوں کے باپ اور دادا حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں جس سے انسانی نسل کا آغاز ہوا - اور جس طرح اس عالم انسان کے سرچشمہ حضرت ابوالبشر کو بہشت اور ما وراء بہشت میں پہلے وقوع خطا اور اتباع شیطان اس کے بعد استغفار پھر اجابت دعا - وغیرہ واقعات خاص ترتیب و تسلسل کے ساتھ پیش آئے - اسی طرح ان حروف کے مذکورہ مجموعے جو گویا دنیا ئے علم و قلم کے بابا آدم ہیں - ایسے معانی پر ٹھیک ترتیب کے ساتھ مشتمل ہیں - " جو حضرت آدم علیہ السلام کے پیش آمدہ واقعات کا آئینہ ہیں - اور جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کی ذات مبارک اپنی قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد کے کمالات کا سرچشمہ ہونے کے لحاظ سے اس مختصر و سادہ صورت بیج سے مشابہ ہے - جس میں سے ایک نہایت بلند بالا و تناور درخت اپنے بڑے بڑے ٹہنوں اور ہزاروں ٹہنیوں اور لاکھوں پتوں شگوفوں اور پھلوں کی کثیر التعداد کائنات کے ساتھ نکل پڑتا ہے - اسی طرح ان مختصر و معدود ادلہ سادہ و مفرد حروف ہی سے علم و عرفان کی وہ خفیف اور دھیمی کرنیں نکلی ہیں - جو آگے چل کر علوم کثیرہ اور معارف عظیمہ کی صورت میں عالمتاب شعاعیں بن گئیں ہیں - اور ان کے انوار ساطعہ سے ایک عالم جگمگا رہا ہے - یہی وجہ ہے ان حروف مفردہ میں بہت سے خواص بڑے بڑے نوادر و عجائبات اور بہت سی برکات اور فیوض تسلیم کئے گئے ہیں کئی عزائم و رُقی کی بنیاد ان پر رکھی گئی ہے - اور اکثر تعویذات و نقوش ان سے پُر کئے جاتے ہیں - قرآن مجید کی اکثر سورتوں کی ترتیب آغاز یہی حروف ہیں - اس شعر اور اگلے شعر میں اب و جد اور ابجد کی تجنیس ، اب و جد سے ابوالبشر کی طرف اور نامہا سے الاسماء کی طرف اشارہ اور پھر ابجد و ہوز کے حروف مفردہ اور کلمات مرکبہ کے معنے جاننے اور نہ جاننے کا ذکر عجیب رعایات پر مشتمل ہے - جو مولانا کے کمال ادب کی دلیل ہے - فافہم +

حروف ابجد میں بعض قدرتی نکات

ترجمہ - اگر جاننا بھی ہے (تو صرف نام ہی جانتا ہے) جن کو اپنے باپ دادا سے سن کر یاد کر رکھا ہے -

یہ نام میرے نزدیک ایسے ہیں جیسے ابجد (کہ صرف زبانی رٹ رکھے ہیں)۔

ابجد و ہوّز چہ فاش ست و پدید — بر ہمہ طفلان و معنے بس بعید

لغات - فاش، ظاہر۔ نمایاں - بس، بہت، کافی۔

ترجمہ - (حروف) ابجد و ہوّز تمام بچوں کے لئے کیسے مشہور اور ظاہر ہیں۔ مگر (بچوں کے لئے ان کے) معنے نہایت مشکل ہیں۔

مطلب - بچوں پر ابجد کے معنے کا بہت دشوار و مشکل ہونا جو کہا ہے۔ اس سے یا تو یہ مراد ہے کہ ابجد و ہوز وغیرہ کلمات کے معانی جو اوپر مذکور ہو چکے ہیں بچے ان کو نہیں سمجھتے۔ اور اگر ان کو سمجھانا بھی چاہیں۔ تو یہ معانی اپنی دقت و جامعیت کے سبب سے ان کے ذہن نشین نہیں ہو سکتے۔ یا یہ مراد ہے کہ بچے الف بے تے وغیرہ حروف مفردہ کو زبانی تو رٹ لیتے ہیں۔ لیکن ان کو یاد کرنے سے جو غرض و غائت ہے۔ کہ ان حروف سے کلمات مرتب ہو کر کلام کی صورت اختیار کریں گے، اور اس سے علوم و فنون کا افاضہ و استفاضہ ہوگا۔ اس سے وہ خالی الذہن ہوتے ہیں۔

پس سبو برداشت آں مرد عرب — در سفر شد مے کشیدش روز و شب

ترجمہ - غرض اس مرد اعرابی نے گھڑا اٹھا لیا۔ سفر پر چل دیا اور دن رات اُسے اٹھائے لئے چلا گیا۔

بر سبو لرزاں بُد از آفات دہر — ہم کشیدش از بیاباں تا بشہر

ترجمہ - زمانے کی آفتوں سے ڈر کر کانپ رہا تھا۔ کہ کہیں گھڑے کو گزند نہ پہنچے۔ جنگل سے شہر کی طرف اٹھائے لئے جاتا تھا۔

واں مصلّٰی باز کردہ از نیاز — ربِّ سَلِّمْ ورد کردہ در نماز

ترجمہ - اور (ادھر) اس (عورت) نے دعا کے لئے مصلا بچھایا۔ (اور) نماز میں یہ دعا کرنی شروع کی کہ الٰہی (گھڑے کی) سلامت رکھ (کہ منزل مقصود پر پہنچ جائے)۔

کہ نگہدار آب ما را از خساں — یا رب ایں گوہر بداں دریا رساں

لغات، خساں، کمینے لوگ۔ صنائع۔ گوہر پانی سے اور دریا خلیفہ سے استعارہ ہے اور گوہر و دریا میں مناسبت ہے۔

ترجمہ کہ (یا الٰہی) ہمارے پانی کو کمینوں (یعنے چوروں) سے محفوظ رکھ۔ الٰہی موتی (کے سے قیمتی پانی) کو اس دریا (دل بادشاہ) تک پہنچا دے۔

گرچہ شوہم آگہ ست و پُر فن ست — لیک گوہر را ہزاراں دشمن ست

لغات - آگہ، واقف کار۔ صاحب تجربہ - پُر فن، حیلہ گر، مدبر۔

ترجمہ - اگرچہ میرا شوہر (خود بھی) خبردار اور صاحب تدبیر ہے لیکن موتی (کی سی قیمتی چیز) کے ہزاروں لاگو ہوتے ہیں

خود چہ باشد گوہر آب کوثرست قطرۂ زاں آب کاصل گوہرست

لغات - کوثر، بہشت کی نہروں میں سے ایک نہر جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے - اصل گوہر، وہ پانی جس سے موتی پیدا ہوں +

ترکیب - خود چہ باشد گوہر جملہ استفہامیہ مفید معنے تحقیر ہے - اس کے بعد ایں آب مبتدا مقدر اور آب کوثر اس کی خبر مل کر الگ جملہ ہے - دوسرے مصرعہ کی ترکیب خصوصیت سے قابل توجہ ہے - کیونکہ اس کے کلمات کا جوڑ خصوصًا زاں آب کا لفظ سرسری نظر سے ذہن کو غلط معنے کی طرف منتقل کر دیتا ہے - آب مبیّن اور کاصل گوہر است اس کا بیان مل کر مبتداء مؤخر ہوا - قطرہ زاں اس کی خبر مقدم +

ترجمہ - موتی کیا چیز ہے (وہ پانی تو) چشمۂ کوثر کا پانی ہے جس پانی سے موتی پیدا ہوتا ہے - وہ اس (پانی) کا ایک قطرہ ہے +

از دعاہائے زن و زاریِ او وز غمِ مرد و گرانباریِ او

سالم از دزدان و از آسیب سنگ بُرد تا دار الخلافہ بے درنگ

لغات - گرانباری، بھاری بوجھ اٹھانا، جفاکشی - آسیب صدمہ، بے درنگ، بلا توقف +

ترجمہ، غرض وہ مرد عورت کی دعاؤں اور اس کی زاری کی بدولت اور اپنے اہتمام اور جفاکشی کے طفیل اس گھڑے کو چوروں اور پتھر کے صدمے سے محفوظ دار الخلافہ تک بلا توقف لے گیا +

دید درگاہے پُر از انعامہا اہلِ حاجت گستریدہ دامہا

لغات - درگاہے کی یا تعظیم کے لئے ہے گستردن، بچھانا، دامہا، جال، یہاں حصول انعام کے وسائل و ذرائع مراد ہیں +

ترجمہ (وہاں پہنچکر) ایک عالیشان درگاہ دیکھی جہاں انعام و اکرام بڑی کثرت سے دیا جا رہا تھا - اور امیدواروں نے بھی (حصول انعام کے لئے قصائد ہدایا اور سفارشوں کے) جال پھیلا رکھے تھے + سعدی رح

ہر کجا چشمۂ بود شیریں مردم و مرغ و مور گرد آئیند

دمبدم ہر سوئے صاحب حاجتے یافتہ زاں در عطا و خلعتے

ترجمہ سائل حاجت لمحہ بلمحہ ہر طرف اس دروازے سے انعام و خلعت پا رہے تھے +

بہرِ گبر و مومن و زیبا و زشت ہمچو خورشید و مطر بل چوں بہشت

لغات - گبر، آتش پرست، مراد کافر، غیر مسلم - مطر، بارش، مینہ - + ترکیب - اس درگاہ اسم عام خبر اور بود فعل

ناقص مقدر ہیں۔ اور شعر کے تمام کلمات متعلقات فعل ہیں +

ترجمہ (وہ درگاہ) کا فر و مسلم اور نیک و بد (سب کے لئے) سورج اور مینہ کی طرح بلکہ بہشت کی طرح (عام اور کشادہ تھی) +

مطلب۔ سورج اور مینہ کا افاضہ ہر خشک و تر اور دُور و نزدیک اور پست و بلند کے لئے عام ہے۔ یہی حال اس درگاہ کا تھا۔ مگر سورج کا افاضہ کبھی ابر کے چھا جانے اور بارش کا نزول کبھی قحط کے سبب سے بند ہو جاتا ہے۔ بخلاف ان کے اس درگاہ کا تسلسل فیض اور تواتر جود و کرم کسی حد تک اختتام پذیر نہیں ہوتا۔ لہذا سورج اور بارش کی تشبیہات سے اضراب کر کے اس کو بہشت سے تشبیہ دیتے ہیں۔ جس کی نعمتیں غیر منقطع اور جس کی عجائبات غیر فانی ہیں اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ تم سلامتی کے ساتھ بہشت میں جاؤ یہ دن ہمیشہ قائم رہے گا (ق ع ۳) وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائیں گے اور نیک کام کریں گے۔ ان کو اللہ تعالےٰ ایسے باغوں میں لے جائے گا۔ جن کے تلے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے (الطلاق ع ۲)

دِید قومے در نظر آراستہ   قومِ دیگر منتظر بر خاستہ

لغات۔ قوم، جماعت، گروہ۔ در نظر، بادشاہ کے حضور میں۔ آراستہ، سجی سجائی کیل کانٹے سے لیس +

ترجمہ (اعرابی نے) ایک جماعت دیکھی۔ کہ بادشاہ کے حضور میں آراستہ (ہوئی کھڑی) تھی۔ دوسری جماعت (احکام شاہی کی) منتظر کھڑی تھی +

مطلب۔ عمال سلطنت، ارکان دولت، اور خواص درگاہ اپنے اپنے کاروبار میں منہمک اور احکام شاہی کی بجا آوری میں دل و جان سے مصروف تھے۔ مولانا یہاں دربار کی شان و شوکت بادشاہ کی عظمت و ہیبت اور ملازمان سلطان کی اطاعت و حسن خدمت کا نقشہ باندھتے ہیں +

خاص و عامہ از سلیماں تا بمور   زندہ گشتہ چوں جہاں از نفخ صور

ترجمہ۔ سلیمان (منزلت امرا) سے لے کر مور (صفت غربا و مساکین) تک خاص و عام لوگوں میں کثرت عطا سے اس طرح جان پڑ گئی۔ جس طرح یہ عالم (ہلاک ہونے کے بعد) نفخ صور سے (زندہ ہو جائیگا)

اہلِ صورت زاں جواہر یافتہ   اہلِ معنے بحر نادر یافتہ

ترجمہ۔ ظاہر پرست لوگوں نے (اس درگاہ) سے جواہر پائے۔ اہلِ معنے نے (رضا و خوشنودی کا) دریائے عجیب پا لیا +

مطلب۔ ظاہری مال و منال کے طالبوں کو وہاں زر و جواہر ملتے تھے اور اہلِ معنے جو قرب و خوشنودی حاصل کرنے کے آرزو مند ہیں۔ ایک اور ہی دولت کے دریا میں تیر رہے ہیں یعنے رضائے آقا اور تقرب مولا سے متمتع ہو رہے ہیں جو اموال ظاہری سے بمراتب افضل ہے +

آنکہ بے ہمت چہ باہمت شد ؟ وآنکہ باہمت چہ با نعمت شد

ترجمہ (اعرابی نے دیکھ لیا کہ) جو شخص (افلاس سے) شکستہ خاطر تھا (اس درگاہ کی بخشش دیکھ کر) کس قدر اس کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور جس کا حوصلہ بڑھ گیا (حصول عطاسے) وہ کس قدر مالا مال ہو گیا +

بانگ مے آمد کہ اے طالب بیا جُود محتاج گدایاں چوں گدا

ترجمہ (اس درگاہ سے) آواز آتی تھی کہ اے طالب چلا آ (اور مانگ جو چاہتا ہے کیونکہ) بخشش فقیروں کی محتاج تھی۔ جس طرح فقیر (بخشش کے محتاج ہوتے ہیں) +

مطلب۔ یہ کرم کی بہترین صورت ہے۔ جس میں ایک تو کریم اپنے آپ کو محتاجوں کا محتاج سمجھے۔ کیونکہ ان کی وجہ سے اس کی فضیلت کرم فعل میں آتی ہے۔ اور کریم ان ہی کی بدولت مستحق اجر بنتا ہے۔ پس وہ اپنے عطا وجود کی وجہ سے محتاجوں کو اپنا احسان مند نہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو ان کا احسان مند سمجھتا ہے۔ اور ان پر احسان نہیں رکھتا۔ بلکہ خود ان کا منت کش بنتا ہے۔ کما قیل ؎

بر کریماں شکر سائل در حقیقت منت ست زانکہ گلچین راسکباری ست از گلچین خویش

کریم سائلوں کو قبل از سوال اپنے جود و کرم سے بہرہ ور کر دے۔ اور ان کی طرف سے طلب و سوال کی نوبت ہی نہ آنے دے۔ جامی رح ؎

پیش ارباب کرم شرط ادب نیست طلب حاجت ما ہمہ دانند چہ حاجت بہ سوال

صائب رح کلید قفل لئیماں بود زبان سوال دگرنہ ز اہل کرم حاجت سوالے نیست

ولہٗ سوداگر است ہر کہ دہد زر بآب رو آنکس کہ بے سوال دہد اہل ہمت ست

حضرت ہلالی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں شرطوں کو کس خوبی سے جمع کیا ہے ؎

کرم ہر چند در عالم عزیز ست کمال عزت او در دو چیز ست

یکے پیش از توقع کام دادن دوم بر خویشتن منت نہادن

در بیان آنکہ چنانکہ گدا عاشق کریم ست کریم ہم عاشق گدا ست

اس امر کا بیان کہ جس طرح فقیر سخی کا عاشق ہے۔ اسی طرح سخی فقیر کا عاشق ہے

اگر گدا را صبر بیش بود کریم بر در او آید و اگر کریم را صبر بود

اگر فقیر میں صبر زیادہ ہو تو سخی اس کے دروازے پر آئے گا اور اگر سخی کو صبر ہو تو

گدا بر در او آید۔ اما صبر کمال گدا و نقصان کریم ست

فقیر اس کے دروازے پر آئے گا۔ لیکن صبر فقیر کے لئے کمال اور سخی کے لئے نقصان ہے

جُود محتاج ست و خواہد طالبے   ہمچنانکہ توبہ خواہد تائبے

لغات - توبہ، رجوع کرنا - جب بندے کے ساتھ توبہ کی نسبت ہو تو اس کے معنے ہیں خدا کی طرف رجوع کرنا - گناہ سے باز آنا - استغفار کرنا - اور جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی نسبت ہو تو اس سے مراد ہے توبہ قبول کرنا - یہاں دوسرے معنے مراد ہیں۔ تائب، توبہ کرنے والا بندہ +

ترکیب - جود مبتداء - محتاج مضاف اور طالب مضاف الیہ مل کر خبر - خواہد کی ضمیر جود کی طرف راجع ہے - دوسرے مصرعہ میں خواہد کا فاعل توبہ ہے تائبے مفعول بہ +

ترجمہ - بخششیں (عطا کے) طالبوں کی محتاج ہے اور کوئی طالب چاہیے (جو عطا کا سوال کرے) جس طرح توبہ کی قبولیت کسی توبہ کرنے والے بندے کو چاہتی ہے (جو قبول توبہ کا آرزومند ہو) +

مطلب - بعض شرور ایسے ہیں کہ وہ فی نفسہ تو شرور دفعل ہوتے ہیں - مگر وہ اپنے مقابلے کے فضائل و مکارم کے لئے وجہ ظہور بن جاتے ہیں - جس طرح تاریکی نور کے ظاہر ہونے کی وجہ بن جاتی ہے - اگر تاریکی نہ ہوتی تو نور کا حسن و امتیاز مشکل تھا - اسی طرح اگر وہ شرور نہ ہوں تو ان فضائل کا ظہور ناممکن ہے - مثلاً اگر ظلم و عدوان نہ ہوتا، تو عدل و انصاف کا کوئی مفہوم نہ تھا - اگر معصیت و گنہگاری نہ ہوتی - تو عفو و آمرزگاری کیونکر وقوع پاتی + نظامی رح ؎

گر ایں خاک رُو از گنہ تافتے   بآمرزش تو کے راہ یافتے

گناہ من ار نامدے در شمار   ترا نام کے بودے آمرزگار

اسی طرح بعض فضائل اپنے وقوع کے لئے دوسرے انسانوں کے خاص سے خاص حالات کے محتاج ہیں - جو ان فضائل کے وقوع کے مستدعی ہوں - پس تاوقتیکہ وہ حالات وقوع نہ پائیں - ان فضائل کا وقوع پانا ان حالات کے رونما ہونے پر موقوف رہتا ہے - جیسا کہ جود و کرم چاہتا ہے - کہ کوئی محتاج ہو - ننگا بھوکا ہو - تاکہ میں اس کی حاجت روائی کروں - اور اس کو کھانے پہننے کا سامان دے کر اپنے وجود کا ثبوت دوں - بالفرض اگر تمام جہان میں کوئی محتاج نہ ہو طالب بخشش نہ ہو - تو سخی کی سخاوت کریم کا کرم اور حاتم کی حاتمی جوں کی توں دبی دبائی پڑی رہتی - اس کا کوئی وجود کوئی مفہوم اور کوئی ثبوت نہ ہوتا - صائب رح ؎

ہر غنچہ واشود ز نسیمے دریں چمن   مفتاح قفل جود ز دست گدا بود

اسی طرح قبولیت توبہ مقتضی ہے - کہ کوئی گناہگار بندہ دست دعا اٹھائے - اور خداوند تعالیٰ سے آمرزش معاصی کی التجا کرے - اگر بالفرض تمام جہان میں کوئی بھی گناہ نہ کرتا - یا گناہ کرتا تو کبھی بھی خداوند تعالیٰ سے مغفرت کی خواہش نہ کرتا تو توبہ کس کی قابل قبول کی جاتی - جب توبہ ہی نہیں تو توبہ قبول کرنا کیا معنے؟ لہٰذا مجیب الدعوات خود چاہتا ہے کہ میرے بندے مجھ سے کچھ مانگیں تو میں دوں - وہ استغفار کریں تو میں ان کے گناہ معاف کروں - وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور ڈر سے اور امید پر خدا سے دعائیں مانگتے رہو - خدا کی رحمت خلوص رکھنے والوں کے قریب ہے (اعراف ع ۷) وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اور تمہارا پروردگار فرماتا ہے ہم سے دعا مانگتے رہو - ہم تمہاری دعا قبول کریں گے - (مومن ع ۶) فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ میں نے (بار بار ان سے) کہا کہ اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو وہ بڑا بخشنے والا ہے (نوح ع ۱) +

دفع اشتباہ - ہیچناں کہ توبہ خواہد تائب سے یہ شبہ نہ ہونا چاہیئے - کہ اگر خدا کی عفو و غفران کسی تائب کو چاہتی ہے تو اس سے احتیاج الخالق الی الخلق لازم آئی - کیوں کہ خالق کی احتیاج تو اس صورت میں لازم آئے کہ وہ خود اپنی عفو و غفران کے ظہور کا محتاج ہو - خود اس کو اس کی حاجت نہیں - وہ ذاتاً و صفاتاً تمام احتیاجات سے مستغنی ہے - بلکہ یہ امر بالدعاء اور وعدہ اجابت محض بندوں پر اس کے رحم و کرم کے تقاضے سے ہے +

جُود مے جوید گدایان و ضعاف ہمچو خُوباں کآئینہ جویند صاف

لغات، ضعاف، ضاد کے کسرہ سے جمع ضعیف - خوبان، جمع خوب، خوبصورت، حسین، اہل جمال +

ترجمہ - بخشش فقیروں اور ضعیفوں کو تلاش کرتی ہے (تاکہ ان کے ذریعہ سے اپنے آپ کو ظہور میں لائے) جس طرح اہل جمال صاف آئینہ چاہتے ہیں +

مطلب - آئینے سے دو غرض وابستہ ہوتی ہیں - ایک تو یہ کہ اس میں حسین کا حسن نمایاں ہوتا ہے - جس کے نظارے سے خود حسین گھڑیوں محظوظ و مسرور ہوتا رہتا ہے - دوسرے اس کے ذریعے سے چہرے کی زیب و آرائش عالم حسن کے نشیب و فراز خد و خال سرمہ و غازہ پر نظر غائر ڈالی جاتی ہے - اور جہاں کوئی کمی یا نقص نظر آتا ہے - اُسکا تدارک کیا جا سکتا ہے - اسی طرح فقراء و مساکین کریم کے کرم اور جواد کے جود کے لئے بمنزلہ آئینہ ہیں - جن کے ذریعہ سے ان کے جود و کرم کا ظہور بھی ہوتا ہے - اور اگر اس میں کچھ نقص ہو تو فقرا کو بکثرت دینے دلانے کے خوگر ہو جانے سے وہ بھی زائل ہو جاتا ہے - کما قیل ؎

زسائل شوکت آرائش بود ارباب دولت را کہ دندان طمع زلف کرم را شانہ مے گردد

نیچے کا شعر دونوں باتوں پر مشتمل ہے +

رُوئے خُوباں ز آئینہ زیبا شود رُوئے احساں از گدا پیدا شود

لغات - زیبا، خوب صورت، سجا سجایا - پیدا - نمودار - نمایاں +

ترجمہ - (جس طرح) حسینوں کا چہرہ آئینے سے نکھرتا ہے (اسی طرح جود و کرم فقرا کے ذریعہ سے تکمیل کو پہنچتا ہے - اور جس طرح حسینوں کا حسن آئینے میں نمایاں ہوتا ہے اسی طرح) احسان کا چہرہ فقیر کی بدولت نمودار ہوتا ہے +

مطلب - آئینے میں دو باتیں ہیں - ایک تو اس میں جلوہ حسن نظر آتا ہے - دوسرے اگر چہرے میں کوئی اصلاح طلب بات ہو تو اس کی اصلاح ہو جاتی ہے - فقیر کو ان ہی دونوں میں آئینے سے تشبیہ دی گئی ہے - یعنے ایک تو اس کے ذریعے جود و کرم نمایاں ہوتا ہے - دوسرے اس کی تکمیل ہو جاتی ہے - مگر اس شعر میں ان دونوں باتوں کا جو ذکر کیا ہے تو اس طرح کیا ہے - کہ پہلے مصرعہ میں دوسری بات کا حرف مشبہ بہ مذکور ہے - اور دوسرے مصرعہ میں پہلی بات کا محض مشبہ مذکور ہے - فافہم +

چُوں گدا آئینہ جُود ست ہاں دم بود بر رُوئے آئینہ زیاں

ترجمہ - جب فقیر بخشش کے لئے آئینہ (ثابت) ہو چکا - تو یاد رکھو کہ (اس کے سوال پر رد و انکار کا) دم نہ

مارو۔ کیوں کہ آئینے پر دم مارنا اس کی آب و تاب کو مدھم کر دیتا ہے۔

مطلب۔ ہر متنفس کے سانس کی ہوا میں کسی قدر رطوبت خارج ہوتی ہے۔ اس لئے آئینے کو منہ کے سامنے رکھ کر ہلکے سے ہلکا سانس لینا بھی اس کو تھوڑی دیر کے لئے مکدر و بے آب کر دیتا ہے۔ کیوں کہ اس سے رطوبت کی ایک ہلکی سی تہ جو سطح آئینہ پر چڑھ جاتی ہے۔ وہ چند سیکنڈ میں خشک ہونے تک اس کی نورانیت کو دبا لینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ مرض سکتہ کا مریض جب مُردہ وار بے حس و حرکت پڑا ہوتا ہے۔ حتےٰ کہ اس کا تنفس اور نبض بھی کالعدم ہوتی ہے۔ تو اس میں اور مردے میں تمیز کرنے کے جو خاص طریقے اطبا میں مروج ہیں۔ ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ اس کی ناک کے سامنے آئینہ رکھتے ہیں۔ اگر مریض سکتہ ہوگا۔ تو اس کا غیر محسوس سانس بھی آئینہ کو مکدر کر دیگا لیکن اگر آئینہ صاف کا صاف رہا تو سمجھو کہ وہ مردہ ہے۔ مولانا رح فرماتے ہیں۔ کہ سائل کو رد سوال سے دل شکستہ نہ کرو۔ اس آئینے پر رنج مایوسی کی کدورت بٹھانا اچھا کام نہیں۔ بلکہ اس سے کئی نقصان لازم آتے ہیں۔ بے رحمی و بیمروتی کا ارتکاب ہوتا ہے۔ محتاج کی دل شکنی و دل آزاری لازم آتی ہے۔ لوگوں میں اپنی بدنامی اور بخل کی شہرت ہوتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ ایک دل آزردہ و مایوس کی دعا بد کوئی اور رنگ بھی لائے۔ صائب رح

دیدۂ روزنہ اش داغ ندامت گردد ۔۔۔ نا امید از در ہر خانہ کہ سائل برود

از جواب خشک چوب منع درویشاں شدن ۔۔۔ دولت نا خواندۂ از در گہ خود راندن است

پس ازیں فرمود حق در والضحےٰ ۔۔۔ بانگ کم زن اے محمد بر گدا

ترجمہ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سورۂ وَالضُّحٰی میں فرمایا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سائل کو جھڑکی نہ دو۔

مطلب۔ سورۂ وَالضُّحٰی میں یہ آیات آئی ہیں۔ اَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ تو یتیم پر ظلم نہ کرنا اور نہ سائل کو جھڑکنا اور اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہنا (وَالضُّحٰی)۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَتَاهُ السَّائِلُ اَوْصَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِی اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَآءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں کوئی سائل یا حاجتمند آتا۔ تو آپ صحابہ کو فرماتے کہ سفارش کرو تاکہ تم کو ثواب حاصل ہو۔ اور اللہ اپنے پیغمبر کی زبان سے جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے (مشکوٰۃ)۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِیْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِیْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس پر ظلم نہ کرے۔ نہ اس کو دشمنوں کے سپرد کرے اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں مشغول ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں لگ جاتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کا کوئی غم واندوہ دُور کر دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے غموں میں سے اس کا کوئی بڑا غم دور کر دے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرتا ہے۔ یا اس کو تن ڈھکنے کا کپڑا دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز اُس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔ (مشکوٰۃ)۔

سائل کے سوال کو ٹھکرانا

غرض سوالی کو جھڑکنا، زجر و توبیخ کرنا اسکی تحقیر و تذلیل کرنا، اس کو مایوسی و دل شکستگی کے ساتھ واپس کرنا اچھا نہیں۔ صائب رح

مکن سرگرانی با رباب حاجت　　مکن بار افتادگاں بار خودرا

آں یکے جودش گدا آرد پدید　　ویں دگر بخشد گدایاں رامزید

ترکیب، آرد فعل گدا اس کا فاعل۔ جودش مفعول بہ اول پدید مفعول بہ ثانی یا جودش فاعل ہو اور گدا و پدید دونوں مفعول بہ اس لحاظ سے ترجمہ بھی دو طرح ہو گا +

ترجمہ۔ ایک (کریم) تو وہ ہے (کہ خود تو خاموش ہے۔ مگر) اس کی بخشش کو سوالی (بذریعہ سوال) نمایاں کرتا ہے۔ ایک یہ ہے کہ سوالی کو (خود بخود) اُس کے سوال سے بھی زیادہ دیتا ہے +

(۲) ایک (کریم) تو وہ ہے۔ کہ اس کی بخشش (کی شہرت) فقیر کو لاکھڑا کرتی ہے اور ایک یہ ہے کہ الخ

مطلب۔ پہلے مصرعہ کا مطلب خواہ یوں سمجھو کہ وہ کریم خود تو صلائے عام سے اپنے کرم کا اظہار کرتا نہیں سوالی کا یہ سوال بدلالۃ الحال اس کے کرم کی شہادت دیتا ہے۔ یا یوں سمجھو کہ وہ کریم خود تو سائلوں کو تلاش کرتا اور بلاتا نہیں۔ بلکہ اس کی شہرت کرم سن کر سائل آپ ہی چلے آتے ہیں۔ بہرکیف یہ کرم کی ایک ناقص قسم ہے۔ جس کو عنوان میں "صبر کریم نقصان کریم است" کے جملے سے بھی ظاہر کیا گیا تھا۔ اور دوسرے مصرعہ میں اعلےٰ درجے کے کرم کا ذکر ہے۔ یعنے وہ کریم جو سائل کے سوال کی نوبت بھی نہیں آنے دیتا۔ بلکہ اس کو بے مانگے اور اس کی توقع سے بڑھ کر دیتا ہے۔ حقیقی سخی وہ ہے۔ اور کامل ترین سخاوت اسی کی ہے۔ جامی رح ؎

کیست اہلِ کرم؟ آنکس کہ چوں سائل بدرش　　آورد آں قدر امید کہ در دل گنجد
بکشاید کفِ احسان و بہ بخشد چنداں　　کہ نہ در حوصلۂ ہمت سائل گنجد

پس گدایاں آئینہ جودِ حق اند　　وآنکہ باحق اند جودِ مطلق اند

ترجمہ۔ پس (اسی طرح نیک نیت) فقیر (بھی کئی قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ صابر فقیر ہیں۔ جو محتاج و مستحق بھی ہیں۔ وہ) اللہ کی بخشش کے آئینہ ہیں۔ اور (دوسرے) وہ ہیں جو باقی ہیں (اور کوئی پرواہ نہیں رکھتے وہ جودِ مطلق ہیں +

مطلب۔ کریم کی دو قسموں کے بیان کے بعد اب گدا کی تین اقسام بیان فرماتے ہیں یعنی ایک تو وہ گدا جو جودِ حق کے مظاہر ہیں۔ یعنے وہ محتاج جو اللہ تعالےٰ کے نام پر صبر و قناعت کئے بیٹھے ہیں۔ جن کی نسبت آیا ہے تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا تم ان کی صورت سے ان کو پہچان جاؤ۔ لگ لپٹ کر لوگوں سے نہیں مانگتے بقرہ ع ۳۷۔ ان کو جودِ حق کا آئینہ اس لئے کہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو ان کو بلا کسی ظاہری سبب اور معتاد ذریعہ کے رزق دیتا ہے تو اس سے عام لوگوں کو اسکی صفت رزاقیت کا ثبوت و ظہور بوجہ اتم ہو جاتا ہے۔ عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب عبدہ المومن الفقیر المتعفف ابا العیال رواہ ابن ماجۃ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے محتاج سوال سے بچنے والے عیال دار مسلمان بندے کو دوست رکھتا ہے (مشکوٰۃ)

دوسرے وہ درویش باحق جن کو نسبت معیت اور مقام قرب حاصل ہے۔ ان کو گدا کہنا محض مجاز ہے۔ بلکہ وہ جود مطلق ہیں۔ کیوں کہ جب وہ اپنی صفات کو فنا کر کے متصف بصفات حق ہو گئے۔ اور صفات حق میں سے جود مطلق بھی ہے جس کے ساتھ ان کو تخلق حاصل ہو گیا۔ پس وہ گدا نہیں رہے۔ بلکہ حق مطلق بن گئے (کلید) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ابی ہریرہ سے روایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ غنا کثرت مال سے نہیں غنا تو دل کی غنا ہے (مشکوٰۃ)

وانکہ جز ایں دو ست او خود مُردہ ا ست   او بریں در نیست نقش پردہ است

لغات۔ دوست میں دو اسم عدد اور است رابط جملہ ہے ۔

ترجمہ۔ اور جو (فقیر) ان دونوں کے علاوہ ہے۔ اور وہ خود مردہ ہے۔ جو (جود حق کے) اس دروازے پر (پہنچا ہوا) نہیں۔ (بلکہ) پردہ کا نقش ہے۔ (یعنے دروازے سے باہر ہے) ۔

مطلب۔ یہاں گدا کی تیسری قسم کا ذکر ہے۔ یعنے وہ فقیر جو نہ صابر ہو نہ کامل بلکہ بے صبر طامع اور حریص ہو۔ خواہ وہ تہذیب و تقریب سے سوال کرتا ہو۔ جیسے بناوٹی پیروں اور مزور مشائخ کا شیوہ ہے۔ کہ "چندیں شکل برائے اکل" کے مصداق بن کر خلق اللہ کی کمائی سمیٹتے پھرتے ہیں۔ خواہ آبرو فروشی سے بھیک مانگتے پھرتے ہوں۔ جیسے اکثر دریوزہ گر لوگوں کا پیشہ ہے۔ بہرحال ایسا درویش حیات حقیقی اور زیست روحانی سے بے بہرہ ہے۔ اس لئے وہ درگاہ حق میں باریاب ہونے کے قابل نہیں۔ کما قیل ؎

	فتحیابی بسان قفل ندید	تا کسے بر نخواست از در خلق
سعدیؒ	ہر کہ بر خود در سوال کشاد	تا بمیرد نیاز مند بود
	آز بگذار بادشاہی کن	گردن بے طمع بلند بود
قال بعضہم	طلب بحرے ست پر آشوب کاندر ہر طرف بینی	کدورت موج و محنت ٹھٹے زنگار رنگ طوفانش
وقیل ؎	سیلی نخوری تا ز کف اہل زمانہ	چوں مہرۂ شطرنج مروخانہ بخانہ

فرق درمیان آنکہ درویش ست بخدا و تشنۂ خدا ست و

اُن دو درویشوں میں فرق کہ ایک تو خدا کی بدولت (یا تمام ہے) بے نیاز ہے اور خدا کا پیاسا ہے اور

آنکہ درویش ست از خدا و تشنہ ہست بغیر

دوسرا خدا سے بے پرواہ ہے اور غیر خدا کا پیاسا ہے

لیک درویشے کہ او تشنہ خدا ست   ہست دائم از خدا ایش کار راست

ترجمہ۔ لیکن جو درویش خدا کا پیاسا ہے۔ اس کا معاملہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ٹھیک رہتا ہے ۔

مطلب۔ اوپر درویشوں کی قسم ثالث کا ذکر تھا۔ جو مکار اور مزور پیروں اور آبرو باختہ در[illegible]گروں پر مشتمل تھی۔ اب اس سے استدراک کر کے قسم ثانی کے ذکر کا اعادہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ دنیا و ما فیہا سے بے نیاز اور خداوند تعالیٰ

سوال کے قابل درویش

کی یاد میں مستغرق رہتے ہیں ۔ صائب رح

پائے رغبت نگذارند بدامانِ بہشت　　　ہمہ در سیرِ گلستانِ گریبانِ خود اند
جگر تشنہ بدریوزۂ کوثر نزنند　　　ایں سکندر نشاں چشمۂ حیوانِ خود اند
در تو تودۂ خاکسترِ ہستی چوں برق　　　کرم روشنگرِ آئینۂ جانانِ خود اند

لیک درویشے کہ تشنہ غیر شد　　　او حقیر و ابلہ و بے خیر شد

ترجمہ ۔ لیکن جو درویش غیر خدا کا پیاسا ہوا ۔ وہ حقیر اور بے وقوف اور خوبی سے خالی ٹھیرا ۔

مطلب ۔ اب مذکورہ بیان سے استدراک کر کے درویشوں کی قسم ثالث کا ذکر چھیڑتے ہیں ۔ یعنے جو درویش غیر خدا کے آگے دست سوال پھیلائے وہ ناچیز و نامبارک ہے ۔ کہ مخلوق سے امیدواری رکھنا خالق کی طرف سے ناکام رہنے کا موجب ہے ۔ صائب رح ؎

ازاں بماند مقصود کوتہ افتاد است　　　کہ پیشِ خلق دراز است دستِ حاجتِ ما

نقشِ درویش ست نے اہلِ جاں　　　نقشِ سگ را تو مینداز استخواں

ترجمہ ۔ وہ (درویش نہیں بلکہ) درویش کی تصویر ہے ۔ جاندار نہیں ۔ کتے کی تصویر کے آگے ہڈی نہ ڈالو ۔

مطلب ۔ تیسری قسم کا درویش ایک ننگِ طریقت اور عارِ فقر ہے ۔ وہ محض فقر و درویشی کا نقال ہے ۔ اس میں درویشی کی سچی روحانیت نہیں ۔ اس تصویرِ سگ کے آگے نکات درویشی کا لقمہ ڈالنا بے کار ہے ۔ جب اس میں احساس اور روحانیت نہیں تو وہ اس سے کیا مستفید ہوگا ۔ حافظ رح

بمستوراں مگو اسرارِ مستی　　　حدیثِ جاں مپرس از نقشِ دیوار

مینداز استخواں سے یہ مطلب نہیں کہ ایسے سائلوں کو کچھ نہ دو ۔ کیوں کہ یہ طرزِ عمل شریعت و طریقت دونوں کے خلاف ہے ۔ سائل کے ساتھ بقدرِ استحقاق سلوک کرنے کا حکم ہے ۔ بلکہ ہڈی سے تعلیم طریقت اور نکات تصوف اور اسرار درویشی مراد ہیں ۔ لیکن اس تقدیر پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے ۔ کہ جب ایک درویش محتال تصویرِ سگ قرار پائے گا ۔ تو اس سے درویش حق کو سگ کہنا لازم آتا ہے ۔ اور یہ سوءِ ادب ہے ۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے ۔ کہ نقش موصوف اور سگ صفت ہو ۔ پھر معنے یوں ہوں گے ۔ کہ وہ تصویرِ درویش یا درویشی کا ناقل جو اپنی مکاری و تزویر کی وجہ سے ایک سگ ذلیل ہے ۔ اس کے آگے استخوانِ فقر جس پر علم فقر کا ڈھانچہ قائم ہے ۔ مت ڈالو ۔ بلکہ اس کو استخوانِ طعام دے کر ٹال دو ۔ کہ اس کا حصہ یہی ہے (بحر العلوم) کما قیل ؎

نفس ہمی برد از سفتی روزی لذت　　　استخواں ریزہ بود لقمہ سگ را نمکے

فقرِ لقمہ دار داو نے فقرِ حق　　　پیشِ نقشِ مردہ کم نہ طبق

ترکیب ۔ دار کا فاعل ضمیر راجع بہ درویش قسم ثالث ۔ فقر، لقمہ معطوف علیہ نے حرفِ نفی عاطف اور فقرِ حق معطوف مل کر مفعول ہوا

ترجمہ ۔ وہ (درویش تو) لقمہ کی فقیری رکھتا ہے ۔ خدا کی فقیری نہیں ۔ نقش مردہ کے آگے (نعمتوں کا) تھال نہ رکھو ۔

مطلب - یہاں بھی شعر مذکورہ میں استخوان کے مطلب کی طرح طبق سے اسرار معرفت مُراد ہیں - یعنی ایسا درویش اس قسم کے افاضات کا اہل نہیں - اور ممکن ہے کہ اس سے یہ مُراد ہو - کہ ایسے طامع بندہ نفس کا گرویدہ ہوس کو جو خیرات کا مستحق نہ ہو - طعام یا نقدی کچھ نہ دو - جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ لَا یَأْکُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ یعنے تمہارا کھانا پرہیزگار کے سوا کوئی کھانے نہ پائے - یہ تو ہدیہ و دعوت میں ہے - اور اگر اس کے مہذبانہ یا غیر مہذبانہ سوال پر دیا جائے تو جس صورت میں کہ اس کے پاس مال یا قوت اکتساب ہو تو خود مانگنا بھی حرام ہے - اور فقہا نے اس کو کچھ دینا بھی حرام لکھا ہے - کیوں کہ وہ اعانت علی المعصیۃ ہے - یعنی لوگوں کا اس کے سوال پر اس کو نقد و جنس دیتے رہنا اس کو ناجائز سوال کرتے رہنے کا عادی بنانا ہے - اگر اسکو کوئی کچھ نہ دے تو وہ بھیک مانگنا چھوڑ دے یا مکر و فریب سے باز آجائے - (کلید) ؎

نہ دو کچھ ہٹے کٹے سائلوں کو ۔۔۔ کمینوں، بے حیاؤں، کاہلوں کو

ہے یہ خیرات بیکاری کی ترغیب ۔۔۔ بگڑتی قوم کی ہے جس سے تہذیب

ہاں جس درویش کے لئے شرعاً سوال جائز ہے وہ اس سے مستثنےٰ ہے - اس کی امداد جائز بلکہ ضروری ہے کہ رضائے خدا اور دفع بلا کی موجب ہے - حافظ رح ؎

تنش درست و دلش شاد باد و خاطر خوش ۔۔۔ کہ دست دادش یاری ناتوانے کرد

ماہیِ خاکی بود درویشِ ناں ۔۔۔ شکلِ ماہی لیک از دریا رماں

لغات - ماہیِ خاکی، ریگ ماہی یا مچھلی کی تصویر مراد ہے - جو خاک پر یا دیوار پر بنائی جائے - رماں اسم حالیہ ہے - رمیدن بھاگنا سے - یہاں بے تعلق اور جدا لگانہ مراد ہے +

ترجمہ روٹی کا فقیر تو خاکی مچھلی ہوتی ہے - جو مچھلی کی (محض) تصویر ہے لیکن دریا سے اسکا تعلق نہیں +

نقشِ ماہی کے بود درویشِ آب ۔۔۔ آں ز بے آبی نمیگردد خراب

لغات - نقش ماہی، مچھلی کی تصویر - درویش آب، پانی کا محتاج - بے آبی پانی کا نہ ملنا - پانی کے بغیر رہنا - خراب تباہ حال - پریشان - بے چین اور مضطرب +

ترجمہ - مچھلی کی تصویر پانی کی محتاج کب ہوسکتی ہے - وہ پانی کے نہ ملنے سے پریشان نہیں ہوتی +

مطلب - جو شخص محض روٹی کمانے کھانے کی غرض سے درویشی کے گیرو کپڑوں اور عصا و تسبیح سے آراستہ و پیراستہ ہے - وہ درویشان حق کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے دریا کی مچھلیوں کے سامنے مچھلی کی دیواری تصویر - جس طرح مچھلی کی تصویر کو دریا سے کوئی نسبت نہیں - نہ اُس کے بغیر وہ مضطرب ہوتی ہے - بلکہ پانی سے دُور رہنا ہی اس کے لئے مناسب ہے - اسی طرح درویش طالب ناں کو معرفت حق سے کوئی مناسبت نہیں - نہ اسکو بعد حق سے کوئی اضطراب ہے - جامی رح

نہ بر بروں ورلے از لمعۂ ہدایت نور ۔۔۔ نہ در درونِ و لے از شعلۂ محبت جوش

مرغِ خانہ است او نہ سیمرغِ ہوا ۔۔۔ لوت نوشد او ننوشد از خدا

لغات سیمرغ، ایک پرندہ کا نام جس کا نام ہی نام مشہور ہے اور مسمی نہیں ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ عنقا کا دوسرا نام ہے - وجہ تسمیہ اس کی یہ

ہے کرسی کے معنے تیس ۳۰ کے ہیں۔ چونکہ تمام پرندوں کے سارے خوشنما رنگ اس کے پروں میں جمع ہیں۔ اس لئے اسکو بلحاظ کثرت الوان سی مرغ یعنے تیس ۳۰ پرندوں کا مجموعہ کہنے لگے۔ اور عموماً خوشنمائی و دلفریبی اور شان و عظمت کی تمثیل کیلئے اس کا ذکر کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ سیمرغ کسی زمانے میں ایک پرندہ تھا جو ہاتھی سے بھی بڑا تھا۔ مگر اسکی نسل منقطع ہو چکی۔ سنا ہے کہ اس زمانے میں بعض پہاڑوں سے ہڈیوں کے بڑے بڑے پنجر دستیاب ہوتے ہیں۔ جن کی وضع و ہیئت ظاہر کرتی ہے۔ کہ وہ کسی پرندے کے استخوان ہیں۔ جو ہاتھی سے کہیں بڑا ہوگا۔ قیاس ہے کہ یہ اُسی طائر عظیم الجثہ کے استخوان ہیں جو کتابوں میں سیمرغ کے نام سے مشہور ہے۔ کرت بواؤ معروف لذیذ کھانے، بے ریش لڑکا ✦

ترجمہ۔ وہ (روٹی کا طالب درویش عالم سفلی کے) گھر کا مرغ ہے۔ ہوا (یعنے عالم علوی) کا سیمرغ نہیں ہے، وہ لذیذ کھانے کھانا جانتا ہے۔ خدا سے (فیوض) حاصل نہیں کرتا ✦

مطلب۔ وہ درویش جو اکل و شرب اور استمتاع لذائذ کا دلدادہ ہے۔ اس کا تعلق دنیا سے ہے۔ عالم علوی سے اس کو کوئی مناسبت نہیں۔ نہ وہ فیوض غیب سے مستفیض ہو سکتا ہے عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَیَّ رَبِّیْ لِیَجْعَلَ لِیْ بَطْحَاءَ مَکَّةَ ذَھَبًا فَقُلْتُ لَا یَا رَبِّ وَلٰکِنْ اَشْبَعُ یَوْمًا وَّاَجُوْعُ یَوْمًا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَیْکَ وَذَکَرْتُکَ وَاِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُکَ وَشَکَرْتُکَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پروردگار نے یہ بات میرے پیش فرمائی۔ کہ اگر میں چاہوں تو وہ میرے لئے مکے کے سنگریزوں کو سونا بنا دے۔ میں نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار مگر میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میں ایک دن سیر ہو کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ پس جب بھوکا رہوں۔ تو تیری طرف تضرع کروں گا۔ اور تیرا ذکر کروں گا۔ اور جب سیر ہوں گا تو تیری حمد اور شکر کروں گا ✦ (مشکوٰۃ)

عَنْ زَیْدِ ابْنِ اَسْلَمَ قَالَ اسْتَسْقٰی یَوْمًا عُمَرُ فَجِیْءَ بِمَاءٍ قَدْ شِیْبَ بِعَسَلٍ فَقَالَ اِنَّہٗ لَطَیِّبٌ وَّلٰکِنِّیْ اَسْمَعُ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ نَعٰی عَلٰی قَوْمٍ شَھَوَاتِھِمْ فَقَالَ اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِھَا فَاَخَافُ اَنْ تَکُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا فَلَمْ یَشْرَبْہُ رَوَاہُ رَزِیْنٌ۔ زید بن اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پینے کے لئے پانی طلب فرمایا۔ تو آپ کے لئے شہد آمیختہ پانی لایا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ خوب ہے۔ لیکن میں خداوند تعالےٰ سے سنتا ہوں۔ کہ اس نے لوگوں کے اتباع خواہشات نفسانیہ کو معیوب قرار دیا ہے۔ پس فرمایا ہے۔ کہ تم نے اپنی لذتیں دنیوی زندگی میں پوری طرح حاصل کر لی ہیں۔ اور ان سے بخوبی فائدہ اٹھا لیا ہے۔ پس میں ڈرتا ہوں کہ یہ (لذائذ) ہماری حسنات (کی جزا) ہوں۔ جو ہم کو (قبل از وقت دنیا ہی میں) جلدی دی گئی ہوں۔ چنانچہ آپ نے (اس پانی) کو نہ پیا (مشکوٰۃ)

عاشق حق ست او بہر نوال نیست جانش عاشق حسن و جمال

لغات۔ نوال، بخشش، عطیہ، انجام، مراد ثواب عقبےٰ، اجر آخرت ✦

ترجمہ۔ اگر وہ اللہ تعالےٰ کا عاشق (بھی) ہے۔ تو (آخرت کے) اجر کے لئے (عاشق) ہے۔ اُس کی جان (بلا غرض محبوب حقیقی کے) حسن و جمال کی عاشق نہیں ✦

مطلب۔ اوپر ان مکار و خود کام درویشوں کا ذکر تھا۔ جن کے قلوب محبت الٰہی سے خالی ہیں۔ اب اس سے ترقی کر کے فرماتے ہیں۔ کہ بالفرض اگر کسی درویش کے دل میں محبت الٰہی کا کچھ شمہ ہے بھی اور وہ خدا کو یاد رکھتا ہے۔ اور اس کی

عبادت شوق سے کرتا ہے۔ خلوص سے دعائیں مانگتا ہے۔ تضرع وابتہال کرتا ہے۔ تو اس کے یہ سارے کام بہشت میں جانے اور لذات اخرویہ کے حاصل کرنے کی غرض سے ہیں۔ اس کا خداوند جل وعلا کے ساتھ جو قلبی تعلق ہے۔ وہ اس محبوب حقیقی کے سچے عشق پر نہیں۔ بلکہ اپنی اغراض کے شوق وعشق پر مبنی ہے۔ اس لئے ایسا عشق بھی قابل قدر نہیں۔

صائب رحمہ اللہ: حق پرستی چیست؟ از پا نشست خود برخاستن ۔۔۔ تا خدا از بہر خود خواہی پرستار خودی

گر توہم مے کند او عشقِ ذات ۔۔۔ ذات نبود وہم اسما و صفات

لغات۔ توہم، وہم کرنا، خیال کرنا، فرض کر لینا۔ عشق ذات، خداوند تعالیٰ کی ذات پاک کا عشق۔ جس میں اس کی صفات ملحوظ نہ ہوں۔ اسماء، اللہ کے اسماء حسنے جیسے رحیم۔ کریم وغیرہ۔ صفات، اللہ تعالیٰ کی صفتیں جیسے رحم کرم وغیرہ +

ترجمہ۔ اگر اس کا یہ خیال ہے کہ میں ذاتِ حق کا سچا عاشق ہوں۔ تو واضح ہو کہ اس کے) ناموں اور صفتوں کا وہم اس کی ذات پاک نہیں ہیں +

مطلب جو درویش نجات آخرت اور ثواب عقبےٰ کی غرض سے اللہ تعالیٰ کا عاشق محب اور اس کا عابد و ذاکر ہے اسکا عشق خداوند تعالیٰ کے کریم ورحیم اور غفار وستار اور مغنی ومعطی وغیرہ ہونے کے لحاظ سے ہے اور یہ سب اس کے اسماء وصفات ہیں۔ چونکہ اس درویش کی غرض اللہ تعالیٰ کی ان صفتوں سے وابستہ ہے۔ اور اس کا عشق ان صفتوں کے تصور پر مبنی ہے۔ لہٰذا وہ گویا ان صفات کا عاشق ہوا، اور وہ بھی اپنی غرض کے لئے نہ کہ ذات حق کا اور خلاص کے ساتھ اگر اس کو خاص ذات باری کا خالص عشق ہوتا تو اس کو یہ خیال بھی نہ ہوتا کہ محبوب حقیقی آخرت میں مجھ پر رحم وکرم کریگا یا عذاب وعقاب۔ وہ عفو ومغفرت کرے گا۔ یا اخذ ونقمت۔ اور وہ بہرحال اس کا عاشق ہوا۔ چونکہ اسماء وصفات کے خیال کو ذات کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں۔ لہٰذا اسماء وصفات کا عشق بھی ذات کے عشق سے ادنےٰ ہے۔ حواشی مثنوی میں شیخ ولی محمد رح سے منقول ہے کہ اس شعر میں اس بات کی تصریح ہے کہ صفات کا عاشق بھی عاشق غیر ہے اور اگرچہ عاشق صفات اپنے آپکو عاشق ذات سمجھے۔ لیکن یہ اس کا وہم ہی کیوں کہ جو کچھ عقل و وہم اور حواس میں آسکتا ہے۔ اور لذت شہود اس میں رونما ہو۔ وہ تجلے صفاتی ہے نہ کہ ذاتی کما قیل ؎

مطلق کہ بود زہر صفت پاک ۔۔۔ ہرگز نتواں نمود ادراک

زانرو کہ بعقل چوں در آید ۔۔۔ البتہ بصورتے گر آید

پس ہر چہ کہ تو سے کنی خیالش ۔۔۔ باشد ز مظاہر جمالش

اس کے بعد لکھا ہے۔ کہ ذات کا مشاہدہ فنا کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ اور اس وقت مشاہدہ کرنے والے کو نہ لذت شہود کا پتہ ہوتا ہے نہ اپنے وجود کا۔ صاحب کلید لکھتے ہیں کہ توہم میکند کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اسماء وصفات کا ایک فرضی خیال ہو گیا۔ اس لئے ایسے خیال کا عاشق ذات کا عاشق نہیں ہو سکتا۔ یعنے اس سے اسماء وصفات کا عاشق مراد نہیں۔ کیونکہ اسماء وصفات کا عاشق تو عاشق ذات کے حکم میں ہوتا ہے +

وہم مخلوق ست و مولود آمد ست ۔۔۔ حق نہ زائیدست او لم یولد ست

لغات۔ مخلوق، پیدا کیا ہوا۔ مولود، جنا ہوا۔ لم یولد، جنا نہیں گیا۔ کسی سے پیدا نہیں ہوا +

ترجمہ۔ خیال (ایک) مخلوق اور پیدا شدہ (چیز) ہے۔ حق تعالیٰ کی ذات پیدا نہیں ہوئی۔ اور وہ لم یولد

دکا مصداق) ہے +

مطلب - اوپر جو کہا تھا - کہ اسماء و صفات کا عاشق غلطی سے اپنے آپ کو ذات حق کا عاشق سمجھتا ہے - اور اُس نے اسماء و صفات کے وہم کو ذات سمجھ لیا ہے - حالانکہ وہ ذات ہیں نہیں - مولٰنا اسماعیل رح ؎

نہیں دیکھا کسی نے حسن مستور　　　بقدر وہم لیکن کر لیا فرض

یہاں چند اشعار میں اس کی دلیل پیش کی ہے - یعنے یہ وہم اوصاف اور تعریف سے پیدا ہوتا ہے - کیوں کہ جس چیز کا وصف اور تعریف معلوم نہ ہو وہ وہم میں آ ہی نہیں سکتی - پس امر موہوم مولودہ مخلوق ہؤا - اور حق تعالیٰ مولود ہونے سے منزہ ہے - اور جو شخص اپنی تصویر وہمی کا عاشق ہو - یعنے اس خدا کا عاشق ہو جو اس کے وہم و خیال میں آیا ہؤا ہے وہ حق تعالیٰ کے عشاق میں کیوں کر شامل ہو سکتا ہے - سعدی رح ؎

نگرے بمنتہائے جمالت نمی رسد　　　کہ ہر چہ در خیال من آید نکوترے

اختلاف - بعض نسخوں میں اس شعر کا پہلا مصرعہ یوں درج ہے " وہم زائیدہ ز اوصاف وحدست " اوصاف جمع وصف حد کے معنے تعریف یعنے منطقی تعریف - ترجمہ یہ ہے - کہ وہم وصفوں اور منطقی تعریفوں سے پیدا ہوتا ہے - اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص صاحب حال نہیں - اور اس کو اسماء و صفات کا بدیہی علم نہیں - وہ ضرور قوت فکریہ سی معلومات تصوریہ کو ترتیب دے کر حدود و رسوم کے ذریعہ سے علم عقلی حاصل کرے گا - پس اس کا یہ علم جس کو وہم و تصور کہا ہے اوصاف یعنے حدود و رسوم سے پیدا ہؤا ہے (کلید) +

عاشقِ تصویر وہم خویشتن　　　کے بود از عاشقانِ ذوالمنن

لغات - تصویر وہم، خیالی صورت - ذوالمنن - صاحب احسانات، مراد حق تعالےٰ +

ترجمہ - اپنی وہمی تصویر کا عاشق (خداوند) ذوالمنن کے عاشقوں میں سے کب ہو سکتا ہے - غنی رح ؎

آشیانش گرہ خاطرِ گلبن باشد　　　عندلیبے کہ زگل میل بخاشاک کند

مطلب - ہر چند کہ ذوق و وجدان اور حال سے جو علم حاصل ہوتا ہے - وہ بھی حصولی ہے - کہ حصول صورت ذہنیہ کو ہے - مگر چونکہ عدم زوال میں مثل حضوری کے ہے - بخلاف علم نظری کے کہ زوال کو زیادہ محتمل ہے - اس لئے علم حالی کو بمقابلہ علم نظری کے بمنزلہ علم حضوری قرار دے کر حصولی کو نظری کے ساتھ خاص کر دیا - اور اس کو زائیدہ کہدیا + (کلید)

عاشقِ آں وہم گر صادق بود　　　آں مجازش تا حقیقت مے کشد

لغات - صادق، سچا - اصلی حقیقی - مجاز - غیر اصل - ماسوی اللہ کا عشق - حقیقت اصل، اللہ کا عشق +

ترجمہ - (تاہم) اگر اس وہم کا عاشق بھی با اخلاص ہو تو (مجاز یعنے وہم کا عشق) اس کو حقیقت (عشق ذات) کی طرف لے جا سکتا ہے +

مطلب - اوپر عاشق خیال کی تنقیص کی تھی - اب بعض صورتوں میں اس کا نافع بھی ہونا بیان فرماتے ہیں - یعنے اگر اپنے تصور اور خیالی محبوب کا عاشق اپنے عشق کے ساتھ ساتھ صدق و خلوص سے ذکر و فکر و طاعات عبادات میں مشغول رہے - تو یہ اس کا عشق مجازی بھی عشق کی زد بان بن جا سکتا ہے - حافظ رح

گفتم صنم پرست مشو با صمد نشیں　　　گفتا بکوئے عشق ہم این و ہم آں کنند

جامی — سرگشتگاں کوئے بتاں را توئی مراد ۔ مقصد یک ست کعبہ رواناں اگر صد اند

شرح مے خواہد بیانِ ایں سخن ۔ لیک مے ترسم ز افہامِ کہن

لغات ۔ شرح ، تفصیل ۔ کھول کر بیان کرنا ۔ افہام ، جمع فہم ، خیالات ۔ عقول ۔ کہن ، پرانا ، بوسیدہ و فرسودہ +

ترجمہ ۔ اِس نکتے کا بیان ذرا تفصیل چاہتا ہے ۔ لیکن میں (علمائے ظاہر پرست کے) بوسیدہ خیالات سے ڈرتا ہوں (جو حالات اور وجدانیات سے بے بہرہ ہیں) +

مطلب ۔ ایں سخن سے مجاز کا عین حقیقت ہونا مراد ہے (حواشی) افہام کہن سے دو قسم کے لوگوں کا احتمال ہوسکتا ہے جن سے مولٰنا کو فتنے کا اندیشہ ہے ۔ یعنے یا تو اس سے علماء رسمی اور حکماء و متکلمین مراد ہیں ۔ جو اس تحقیق کو اپنے مسلمات علمیہ و عقلیہ کے خلاف پا کر آمادۂ مخالفت ہو جائیں گے ۔ جس سے اسلامی طبقات میں اختلاف و تفرقہ پیدا ہونے کا خوف ہے ۔ یا اس سے وہ بدفہم و کوتہ نظر لوگ مراد ہیں ۔ جن کو اسرار حقائق کے صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق نہیں ہوتی ۔ اور وہ اپنی کج فہمی سے کچھ کا کچھ ذہن نشین کرتے ہیں ۔ چنانچہ بعض لوگ اس کو تشبیہ محض کا ثبوت سمجھ کر تنزیہ کا انکار کریں گے ۔ اور الحاد و زندقہ میں مبتلا ہو جائیں گے ۔ اور بعض جو تنزیہ محض کے معتقد اور مرتبہ تشبیہ کے منکر ہیں وہ ان کا قطعی انکار کر کے باعث فساد بنیں گے ۔ کیوں کہ تنزیہ و تشبیہ کو اپنے اپنے مراتب میں سمجھنے والے لوگ کالعدم ہیں

میر درد رح ؎ صاف کہدوں تو یہ کم فہم بہک جائینگے ۔ بات جو پیر خرابات نے سمجھائی ہے

عراقی رح ۔ میخواستم از اسرار اظہار کنم حرفے ۔ ز اغیار بتر سیدم گفتم سخنے سربست

فہمہائے کہنہ کوتہ نظر ۔ صد خیالِ بد در آرد در فکر

لغات ۔ فکر ، فاء کے کسرہ اور کاف کے فتحہ سے فکرت کی جمع ہے ۔ جیسے عبر جمع عبرت کی اور فکر بکسر فاء و سکون کاف الگ صیغہ واحد ہے +

ترجمہ ۔ کہنہ (و فرسودہ) عقل و فہم (کے لوگ) جن کی (جولانی) نظر محدود ہوتی ہے ۔ اپنے تخیلات میں سینکڑوں شکوک و شبہات پیدا کر لیں گے +

مطلب ۔ فہم ہائے کہنہ سے جیسے کہ اوپر بھی ظاہر کیا گیا ہے ۔ اگر علمائے متکلمین و حکماء مراد ہیں ۔ تو دوسرے مصرعہ میں خیال بد سے ان کے اعتراضات و شبہات مقصود ہیں ۔ اور اگر اس سے بدفہم و کج نظر لوگ مُراد ہیں ۔ تو خیال بد کے معنے معتقدات باطلہ و مزعومات فاسدہ ہیں +

بر سماعِ راست ہر کس چیر نیست ۔ طعمۂ ہر مُرغکے انجیر نیست

لغات ۔ راست ، سچی بات ۔ چیر ، غالب ۔ قادر ، طعمہ ، خوراک ۔ مرغک میں کاف تصغیر تحقیر کے لئے ہے +

ترجمہ ۔ سچی بات کے سُننے پر ہر شخص قادر نہیں ۔ انجیر (کی سی نفیس چیز کو) ہر ایسا ویسا پرندہ نہیں کھا سکتا

مطلب ۔ اسرار سلوک اور نور معرفت کو سچی بات کے لفظ سے تعبیر کر کے فرماتے ہیں ۔ کہ ان اسرار و رموز کو سُننے کے لئے بڑی صلاحیت و قابلیت کی ضرورت ہے ۔ یہ ہر شخص کا حصّہ نہیں دوسرا مصرعہ اس بات کی نظیر و تمثیل ہے +

خاصہ مرغِ مُردۂ پوسیدۂ ۔۔۔ بر خیالِ اعمیِ بے دیدۂ

لغات۔ خاصہ، خصوصًا۔ اَعمیٰ، نابینا۔ اندھا۔ بے دیدہ۔ کور چشم بے بصر۔

ترجمہ۔ خصوصًا وہ مرغ جو مردہ (ہمت) اور بوسیدہ (نیت) ہو۔ اپنے تاریک خیال پر (قائم) ہو بے بصیرت بڑا۔

مطلب۔ یہاں مرغ سے فلاسفہ و حکماء مراد ہیں۔ مولانا رح فرماتے ہیں۔ کہ اسرار تصوف کے سمجھنے سے علماء ظاہر اور متکلمین تو جس حد تک قاصر ہیں سو ہیں۔ مگر فلاسفہ و حکماء خصوصیت کے ساتھ ان کے رموز کے فہم و ادراک سے قطعًا بے بہرہ ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے علماء ظاہر اور متکلمین کے قلوب کو کتاب و سنت کے علم اور پیغمبری ہدایت سے بہرہ حاصل ہونے کی وجہ سے خاص حد تک ذات حق کے ساتھ تعلق ہے۔ گو علوم کشفیہ میں ان کو تامل ہو تو ہو۔ مگر فلاسفہ و حکماء جو انبیاء و مرسلین کے منکر اور کتاب و سنت سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے انوار ہدایت سے بے بہرہ اور برکات غیب کی دولت سے تہی دامن ہیں۔ ان مطالب و معانی کے ادراک کے اہل نہیں۔ حافظ رح

مشکلِ عشق نہ در حوصلۂ دانش ماست ۔۔۔ حل ایں نکتہ بدیں فکرِ خطا نتواں کرد

نقشِ ماہی را چہ دریا و چہ خاک ۔۔۔ رنگِ ہندو را چہ صابون و چہ زاک

لغات، ہندو۔ ہندوستان کا باشندہ، چونکہ اہل ہند عمومًا سیاہ فام ہوتے ہیں۔ اس لئے ہندو سے سیاہ فام مراد لیا جاتا ہے۔ زاک، پھٹکڑی، شب یمانی۔

ترجمہ وہاں تو مچھلی کی تصویر کا ذکر تھا۔ غرض، مچھلی کی تصویر کے لئے کیا دریا اور کیا مٹی (برابر ہیں)، سیہ فام آدمی کے رنگ کے لئے کیا صابون اور کیا پھٹکڑی (یکساں بے فائدہ ہیں)

مطلب یہاں سے اوپر تیرہویں شعر سے " ماہی خاکی بود درویش نان الخ" سے بناوٹی اور پیٹ پالنے والے درویشوں کا ذکر شروع ہوا تھا۔ جس کے ضمن میں بطور جملہ معترضہ علم نظری و ذوقی کا بیان آگیا تھا۔ اب پھر سابقہ مضمون کیطرف رجوع فرماتے ہیں یعنے جس طرح مچھلی کی تصویر پانی کی شائق نہیں۔ اور سیاہ فام اپنے رنگ کی صفائی کے لئے صابون کا محتاج نہیں۔ اسی طرح یہ درویش بھی حق کا طالب نہیں۔ سعدی رح

نصیحت کن مرا چنداں کہ خواہی ۔۔۔ کہ نتواں شستن از زنگی سیاہی

نقش اگر غمگیں نگاری بر ورق ۔۔۔ او ندارد از غم و شادی سبق

ترجمہ۔ اگر تم کاغذ پر کوئی غمگین (آدمی کی) تصویر بناؤ۔ تو اس کو دراصل فی الواقع غم اور خوشی سے کوئی بہرہ نہ ہوگا۔

صورتش غمگین و او فارغ ازاں ۔۔۔ صورتش خنداں و او زاں بے نشاں

ترجمہ اسکی صورت غمگین ہے۔ مگر وہ اس (غم) سے فارغ ہے۔ اسکی صورت ہنستی ہے۔ مگر اس (کی اصلیت یعنی خوشی) سے خالی ہے

ویں غم و شادی کہ اندر دل خفی ست ۔۔۔ پیشِ آں شادی و غم جز نقش نیست

لغات۔ خفی، پنہاں، مضمر۔ آں شادی و غم میں تعظیمًا اسم اشارہ بعید آیا ہے۔ یعنی وہ حقیقی مسرت و غم۔

ترجمہ - اور یہ شادی وغم جو (ناقص لوگوں کے) دل میں مضمر ہے اس (کاملین کی) خوشی وغم کے مقابلے میں ایک نقش سے زیادہ نہیں +

مطلب - ناقص لوگوں کی مسرت واندوہ کا تعلق دنیوی امور کی کامیابی وناکامی سے ہے، اور اہل کمال کی خوشی وغم جس کو اصطلاح سلوک میں بسط وقبض کہتے ہیں - اس سے کہیں اعلےٰ وارفع ہے - کیونکہ اس کا تعلق واردات غیب کے مسلسل جاری رہنے یا بند ہو جانے سے ہے -

صورتِ خندانِ نقش از بہرِ تست — تا ازاں صورت شود معنی درست

لغات - نقش، تصویر - معنے، باطن +

ترجمہ - تصویر کی ہنستی ہوئی صورت (ہمارے اور) تمہارے لئے ہے تاکہ اس صورت سے (سبق حاصل کرکے ہمارے) باطن کی اصلاح ہو جائے +

صورتِ غمگیں نقش از بہرِ ماست — تاکہ ما را یاد آید راہِ راست

ترجمہ (اسی طرح) تصویر کی غمگین صورت (بھی) ہمارے (اور تمہارے) لئے ہے - تاکہ اس سے ہم کو راہِ راست یاد آجائے (اور عبرت حاصل ہو) +

مطلب - مولنٰا رح نے ان دو شعروں میں ظاہری غم وشادی کی حکمت بیان فرمائی ہے - اور یہ خیال رہے - کہ ان دو شعروں میں "ما" اور "تو" کے دو لفظ جو آئے ہیں - تو اس سے متکلم ومخاطب کی تخصیص مقصود نہیں - کہ خندہ کو مخاطب سے اور غم کو اپنے آپ سے منسوب کیا ہے - بلکہ مقصود یہ ہے کہ قدرت نے ظاہری غم وشادی کو اس لئے ایجاد کیا ہے کہ عاشقان حق اس کو دیکھکر اپنے حقیقی غم وشادی پر متوجہ ہو جائیں - اور اس صورت کے مشاہدہ سے اپنے معنے کی اصلاح کرلیں +

نقشہائے کاندریں حمّامہاست — از بروں جامہ کن چوں جامہاست

لغات، این حمامہا سے اشارہ ہے استعارہ حمام کی طرف دنیا کے لئے - دوسرے مصرعہ میں جو حمام داخل مضمون ہے اس سے عالم باطن مراد ہے - اور حمام میں برہنہ ہونے کے لحاظ سے باطن کو اس کے ساتھ تشبیہ دی ہے جامہ کن حمام کا وہ درجہ جس میں پہنچکر کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں - تاکہ غسل کے لئے اندرونی درجے میں جائیں - جامہا - جامہ ہائے معنی جمع کی صورت میں حذف ہو جاتی ہے - جیسے نامہ سے نامہا +

ترکیب - بیروں کی اضافت جامہ کن کے ساتھ بیانی ہے - اس کو باعتبار حمام کے بیرون کہدیا +

ترجمہ - ان (اماکن دنیا کے) حماموں میں جو (موجودات ظاہری کے) نقش ہیں - یہ ایسے ہیں جیسے حمام کے بیرونی درجہ جامہ کن میں کپڑے ہوتے ہیں +

مطلب - اوپر ظاہر کا ادنےٰ اور باطن کا اعلےٰ اور مقصود ہونا بیان کیا تھا - اب ایک مثال کے ذریعہ سے تحصیل باطن کا ایک طریقہ بتاتے ہیں - کہ یہ موجودات ظاہریہ نقوش حمام کی مثل ہیں - جن کا نقش محض ہونا اوپر بھی مذکور ہو چکا ہے - ان کی مثال ایسی ہے - جیسے حمام کے بیرونی درجے میں کپڑے ہوتے ہیں - سو جب تک تم حمام سے باہر

ہو ۔ بدن پر کپڑے نظر آتے ہیں ۔ جب حمام میں چلے جاؤ تو کپڑے غائب ۔ اس طرح اگر باطن کی طرف متوجہ اور عجائبات باطن میں مشغول ہو جاؤ تو موجودات ظاہریہ نظر سے غائب ہو جاتے ہیں ۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

تا بُرونی جامہا بینی و بس ۔۔۔ جامہ بیروں کن درا اے ہمنفس

لغات - برونی میں یائے خطاب بمعنی ہستی رابطہ جملہ ہے ۔ ہمنفس، ہمدم، رفیق دوست ۔

ترجمہ - جب تک تم (اس باطنی حمام سے) باہر ہو ۔ تم کو کپڑے نظر آتے ہیں اے دوست کپڑے اتار کر اندر چلے آؤ ۔

مطلب - کیونکہ کپڑوں سمیت حمام کے اندر جانے کا کوئی دستور نہیں ۔ اسی طرح عالم ظاہری یعنے اجسام اور صفات جسمانیہ گویا کپڑے ہیں ۔ اور عالم باطن یعنے ارواح اور صفات روحانیہ مثل حمام ہیں ۔ جب تک تم صفات جسمانیہ اور شہوات نفسانیہ کے ساتھ موصوف رہوگے ۔ باطن تک رسائی نہ ہوگی ۔ ان سے تجرد اور ترک تعلق اختیار کرو ۔ تو باطن منکشف ہوگا ۔ جامی رحمہ ؎

سنے زد ایں ترانہ بآواز چنگ و دف ۔۔۔ یا طالب الوصول تجرد لکی تصل

صائب رح ۔ از بند لباس سیم درین بحر سبکسار ۔۔۔ پیراہن ما ہمچو حباب است تن ما

غنی رح ۔ چو من بہ بحر تجرد کسی آشنا نبود ۔۔۔ یکے ست پیراہن و پوست چوں حباب مرا

زانکہ با جامہ درآں سو راہ نیست ۔۔۔ تن ز جاں جامہ ز تن آگاہ نیست

ترجمہ - کیونکہ کپڑوں سمیت اس حمام (میں) آنے کی راہ نہیں ۔ جسم کو جان کی اور کپڑے کو بدن کی خبر نہیں ۔

مطلب - پہلے مصرعہ میں فرماتے ہیں کہ علائق جسمانیہ اور شہوت نفسانیہ سمیت باطن کی سیر نہیں ہو سکتی ۔ لہذا سیر باطن کے لئے لازم ہے ۔ کہ تعلقات جسمانیہ کو ترک کیا جائے ۔ اور دوسرے مصرعہ میں تن اور جامہ کی وجہ تسمیہ بیان فرماتے ہیں ۔ یعنے جس طرح جامہ کو جسم کی خبر نہیں کہ جسم میں کیا کیا صفات ہیں ۔ اس طرح تن کو جان کی خبر نہیں اور وہ صفات روحانیہ سے بے ذوق ہے ۔ اور اس وجہ تشبیہ پر یہ دوسری وجہ متفرع ہے ۔ کہ تن روح کے لئے حجاب ہے جس طرح جامہ تن کے لئے حجاب ہے ۔ اور اس حجاب کی حقیقت وہی بے خبری ہے ۔

صائب رح ۔ با حجاب تن خاکی نتواں واصل شد ۔۔۔ کوزہ خود بشکن لب بلب جو بگذار

غنی رح ۔ دل منور کے شود در ظلمت آباد بدن ۔۔۔ شمع را روشن نمی سازند تا در قالب است

عمر خیام عفر لہٗ ۔ اے دل اگر از غبار تن پاک شوی ۔۔۔ تو روح مجردی بر افلاک شوی

عرش ست نشیمن تو شرمت بادا ۔۔۔ کائی و مقیم خطۂ خاک دی

باز مے گردم سوئے قصہ عرب ۔۔۔ از بیان سر و راز بو العجب

لغات - بازگشتن ، لوٹنا ، واپس جانا ۔ قصہ عرب میں فک اضافت ہے ۔ بو العجب ، بہت عجیب ، نہایت دلچسپ ۔

ترجمہ - اب میں اس سِر (تجرید) اور (تحصیل باطن کے) راز عجیب کو چھوڑ کر عرب کے قصے کی طرف رجوع کرتا ہوں ۔

پیش آمدن نقیبان و دربانان خلیفہ از بہر اکرام اعرابی و پذیرفتن ہدیۂ او را

خلیفے کے نقیبوں اور دربانوں کا اعرابی کی تعظیم کے لیے آگے بڑھنا اور اس کے ہدیے کو قبول کرنا

آں عرابی از بیابانِ بعید — بر درِ دار الخلافہ چوں رسید

لغات - عرابی، اعرابی ہے - الف ضرورتاً حذف کیا گیا - آن کا کلمہ معہود خارجی کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔
ترجمہ - جب وہ اعرابی دور دراز جنگل سے دار الخلافہ کے دروازے پر پہنچا ۔

پس نقیباں پیشِ اعرابی شدند — بس گلابِ لطف بر رویش زدند

ترجمہ - تو (شاہی) نقیب اعرابی کے سامنے گئے - مہربانی کا گلاب اس کے منہ پر چھڑکا ۔
مطلب - لطف و عنایت کو گلاب پاشی سے تشبیہ دی ہے یعنے نقیب اعرابی کے ساتھ مہربانی اور حسن سلوک سے پیش آئے - عراقی رح ؎

ہمہ شادی و عشرت باشد اے دوست — دراں خانہ کہ مہمانش تو باشی

حاجتِ او فہمِ شاں شد بے مقال — کارِ ایشاں بُد عطا پیش از سوال

ترجمہ - اس کے مقصد کو انھوں نے بے کہے سمجھ لیا - (کیوں کہ) سوال سے پہلے دینا ان کا کام تھا ۔
مطلب - عربی میں حاجت کے معنی حاجتمندی یا محتاجی کے ہیں - مگر فارسی میں یہ کلمہ مقصد، مراد اور غرض کے معنے میں بھی مستعمل ہوتا ہے - سیاق شعر میں دونوں معنے چسپاں ہو سکتے ہیں - پہلے مصرعہ کا مضمون معلول اور دوسرے کا علت ہے - یعنے چونکہ خلیفے کے غایت جود و کرم کی وجہ سے یہ قاعدہ زیر عمل تھا - کہ ملازمان درگاہ غرضمند اور محتاج لوگوں کی حاجت روائی ان کے سوال سے پہلے کیا کریں - لہٰذا ضروری تھا - کہ وہ ہر اہل غرض و حاجتمند کی آرزو و خواہش کو قیافہ سے معلوم کر لیا کریں - چنانچہ اس اعرابی کے مطالب کو بھی انھوں نے بلا اس کے کہ وہ ظاہر کرتا خود بخود معلوم کر لیا ۔

پس بدو گفتند یا وجہ العرب — از کجائی چونی از راہ و تعب

لغات - وجہ العرب - وجہ کے معنے چہرہ - چونکہ چہرہ تمام جسم میں سب سے نمایاں و روشن اور با وقعت حصہ ہے اسلیے عرب میں سردار و بزرگ کو وجہ العرب کہتے ہیں - کجائی، کجا ہستی - چونی، چوں ہستی جس میں چوں سوالیہ ہے - تعب تکان -
ترجمہ - پس (نقیبوں نے) اس سے کہا اے سردارِ عرب تم کہاں سے آئے (اور) سفر اور تکان سے تمہارا کیا حال ہے ۔

سعدی رح ؎ چہ نامی کہ مولائے نامِ تو ام — درم نا خریدہ غلامِ تو ام

گفت وجہم گر مرا وجہے دہید — بے وجوہم چوں پس پشتم نہید

لغات - وجہ: چہرہ - ذریعہ معاش مشاہرہ و جاگیر وغیرہ، ذات وحقیقت - وجیہ: من وجیہم: یعنی میں سردار ہوں - وجھے دہید - تم کوئی ذریعہ معاش دو یا دلاؤ - بے وجہ ہم - میں بے وقعت و بے حقیقت ہوں +

ترجمہ - اس (اعرابی) نے جواب دیا - اگر تم کچھ ذریعہ معاش مجھے دلا دو - تو بیشک میں سردار عرب (کہلانے کا مستحق) ہوں - جب تم مجھے پس پشت ڈال کر فراموش کر) دو - تو میں بے حقیقت و بے وقعت ہوں +

اے کہ در روتاں نشانِ مہتری ست　　　فرِّتاں خوشتر ز زرِّ جعفری ست

لغات - روتاں: روئے شما - اس میں فک اضافت ہے - مہتری: سرداری - یائے مصدری ہے - فرّ: جاہ و اقبال - جعفری: ایک شوخ زرد رنگ کے پھول کا نام ہے - اسی لئے خوش رنگ وخالص سونے کو زر جعفری کہدیتے ہیں +

ترجمہ - اے (نقیبو) جن کے چہروں میں سرداری کا نشان ہے - آپ لوگوں کی شان خالص سونے سے اچھی ہے +

اے کہ یک دیدارِ تاں دیدارہا　　　اے نثارِ دیدِ تاں دینارہا

ترجمہ - اے نقیبو جن کا ایک دیدا - (دوسرے لوگوں کے) کئی دیداروں کے برابر ہے - جن کے دیدار پر اشرفیاں نچھاور کی جائیں (تو زیبا ہے) +

اے ہمہ ینظر بنورِ اللہ شدہ　　　از برِ حق بہرِ بخشش آمدہ

لغات - ینظر بنور اللہ - اللہ کے نور سے دیکھتا ہے - بر: پاس، نزدیک +

ترجمہ - اے (نقیبو) جو سب کے سب اللہ کے نور سے دیکھنے والے ہو - جو خدا کے پاس سے (محتاجوں کی) بخشش کرنے کے لئے آئے ہو +

تا زنید آں کیمیا ہائے نظر　　　بر سرِ مسہائے اشخاصِ بشر

لغات - مس: تانبا، نحاس - اشخاص، وجود +

ترجمہ - تاکہ تم اپنی نظر کیمیا اثر لوگوں کے مس وجود پر ڈال (کر ان کو سراپائے سیم و زر بنا) دو +

من غریبم از بیاباں آمدم　　　بر امیدِ لطفِ سلطاں آمدم

لغات - غریب، عربی میں اس کے اصلی معنے مسافر - بیوطن اور اجنبی کے ہیں - اردو میں یہ لفظ محتاج و مفلس کیلئے منقول ہو گیا +

ترجمہ - میں بے وطن ہوں جنگل سے آیا ہوں - بادشاہ کی عنایت کی امید پر آیا ہوں - حافظ رح

؎ بملازمانِ سلطان کہ رساند ایں دعا را　　　کہ بشکرِ پادشاہی ز نظر مراں گدا را

بوئے لطفِ او بیاباں ہا گرفت　　　ذرہ ہائے ریگ ہم جانہا گرفت

ترجمہ۔ اس کی عنایت کی شہرت جنگلوں تک میں پھیل رہی ہے (جس سے) ریت کے ذرے ذرے تک میں جان پڑ گئی ہے۔ غنی رح ؎

در عہد تو بس کہ بخت شد یار بخلق — ہرگز نہ دہد سپہر آزار بخلق
در باغ جہاں نہال جودی کہ ز فیض — ہر روز دوبارہ میدہی بار بخلق

تا بدینجا بہر دینار آمدم — چوں رسیدم مست دیدار آمدم

ترجمہ۔ میں اس جگہ مال و زر (حاصل کرنے) کے لئے آیا ہوں۔ جب یہاں پہنچا۔ تو (یہاں کی کیفیت دیکھ کر مال کو تو بھول گیا) دیدار (کے لطف و ذوق) میں مست ہو گیا۔ حافظ رح ؎

بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روئے — بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے و ہوئے

امیر خسرو رح
غلام آدمیم و ہر کس کہ بیند آں صورت — ضرورت است کہ ہم چوں منش غلام شود

بہر ناں شخصے سوئے نانوا دوید — داد جاں چوں حسن نانوا را بدید

لغات۔ نانوا، نانبائی۔ نان فروش۔ ضرورت شعری کے لئے دوسرا نون غنہ پڑھا جاتا ہے۔

ترجمہ۔ (میری تو وہ مثال ہوئی کہ) کوئی آدمی روٹی (خریدنے) کے لئے نانبائی کے پاس دوڑا گیا۔ جب نانبائی کے حسن کو دیکھا۔ تو (روٹی لینے کی بجائے خود) جان دے بیٹھا (اور مر گیا) ؎

میر کیا سادے ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب — اسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

بہر فرجہ شد یکے تا گلستاں — فرجۂ او شد جمال باغباں

لغات۔ فرجہ، بضم فا کشادگی۔ مراد تفرج۔ سیر و تفریح۔ اگر جیم کی بجائے حاء مہملہ ہو تو بھی بمعنے تفریح درست ہے۔

ترجمہ (یا مثلاً) کوئی آدمی سیر و تفریح کے لئے باغ تک گیا (یہاں پہنچا۔ تو) باغبان کا حسن اس کا (باعث) تفریح بن گیا۔ عراقی رح ؎

گل و گلزار نیاید خوش کسے را — کہ گلزار و گلستانش تو باشی

ہمچو اعرابی کہ آب از چہ کشید — آب حیواں از رخ یوسف چشید

لغات۔ اعرابی سے وہ راہرو مراد ہے۔ جو چاہ کنعان پر پانی لینے گیا تھا۔ جب اس نے ڈول کنوئیں میں ڈالا۔ تو اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا۔ جن کو ان کے بھائیوں نے ازراہ حسد کنوئیں میں قید کر دیا تھا۔ چہ۔ چاہ آب حیواں، آبحیات۔ چشید۔ چکھا۔

ترجمہ۔ یا مثلاً ایک اعرابی نے جو کنوئیں سے پانی نکالا (تو کنوئیں کے پانی کی بجائے) یوسف علیہ السلام کے چہرہ (کے دیدار) سے آب حیات پی لیا۔ (اور زندہ جاوید ہو گیا) جامی رح ؎

بتاریکی چاہ آں خضر سیما — فرود آوید بخت دلو آب پیما
چو آں ماہ جہاں آرا برآمد — ز جانش بانگ یا بشریٰ برآمد

بشارت اک جنہیں تاریک چاہیے — برآمد بن جہاں افروز ما ہے

رفت موسیٰ کاتشے آرد بدست — آتشے دید او کہ از آتش برست

لغات - برست بکسر ب، فعل ماضی رستن چھوٹنا سے، مراد کنارہ کش ہو گیا۔

ترجمہ - (یا جس طرح) حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کے لئے گئے (وہاں) ان کو (تجلی کی) وہ آگ، کھائی دی۔ جس سے (مطلوبہ) آگ (کے خیال) سے کنارہ کش ہو گئے۔

مطلب - حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنے اہل کے ساتھ مدین سے روانہ ہوئے۔ تو دشمنوں کی ایذا سے بچنے کے لئے رات کو سفر کرتے تھے۔ ایک رات سردی کا نہایت زور تھا۔ بدن کے ٹھٹھرنے سے راہ چلنا دشوار ہو گیا۔ تاپنے کے لئے آگ کی ضرورت ہوئی۔ اتنے میں دور سے آگ دکھائی دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف گئے۔ نصوص الحکم میں لکھا ہے کہ اس وقت حضرت موسیٰ پر آگ کی صورت میں تجلی ہوئی۔ کیونکہ اس وقت وہ آگ کے طالب تھے۔ اسی لئے ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اگر آگ کے سوا کسی اور چیز کی صورت میں تجلی ہوتی تو احتمال تھا کہ حضرت موسیٰ اس سے اعراض کرتے، اور تجلی سے محروم رہ جاتے۔ کیونکہ سنت الہیہ یہ ہے کہ تجلی سے اعراض کرنے والا اس سے محروم رہ جاتا ہے۔ چونکہ عنایت الہیہ موسیٰ علیہ السلام پر متوجہ تھی۔ اس لئے وہ اسی چیز کی صورت میں تجلی کی مقتضی ہوئی جس کی موسیٰ علیہ السلام کو طلب و تلاش تھی (حاشی)، اس تجلی کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حق تعالیٰ کے ساتھ ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔ اور پھر منصب پیغمبری پر سرفراز ہوئے۔ کما قیل ؎

خدا کے دینے کا احوال پوچھو موسیٰ سے — کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

جست عیسیٰ تا رہد از دشمناں — بردش آں جستن بچارم آسماں

لغات - جست، جیم کے فتحہ سے کود گیا۔ رہد فعل مضارع رستن چھوٹنا سے۔ چارم، چہارم صفت مقدم ہے اور آسمان موصوف مؤخر۔

ترجمہ (یا مثلاً) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (دشمنوں کے نرغے سے) کود گئے۔ تاکہ دشمنوں سے بچ نکلیں (اور) وہ کودنا ان کو چوتھے آسمان پر لے گیا۔

مطلب - جب یہود کی مفسدہ پردازی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف یہاں تک پہنچی۔ کہ ان کو شہید کر دینے کا عزم مصمم کر لیا۔ اور مفسدین ان کو تلاش کرنے لگے۔ تو ایک شخص نے جس کا نام یہودا تھا۔ اور وہ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معتقدین میں شامل تھا۔ مگر اس وقت کسی وجہ سے دشمنوں کا ہم نوا ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ کو پکڑوا دینے کے لئے مقدمۃ کار رہبر بن گیا۔ دشمن غصے سے بے تاب ہو کر اس وحشیانہ جوش سے حضرت عیسیٰ پر پل پڑے۔ کہ ان کو یہ تمیز نہ رہی کہ ہم کس کو پکڑنے آئے تھے۔ اور اس وقت ہمارے پنجے میں گرفتار کون ہو رہا ہے۔ اس افراتفری میں حضرت عیسیٰ تو کسی داؤ کے ساتھ ان لوگوں کی گرفت سے صاف نکل گئے۔ اور وہی مفسدہ پرداز یہودا ان کے ہاتھ آ گیا۔ جس کو وہ لوگ مارتے پیٹتے اور زمین پر گھسیٹتے لے گئے۔ اور دار پر چڑھا دیا۔ قدرت حق سے اس وقت اس کی شکل و صورت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہو گئی۔ جس کی وجہ سے ان لوگوں کو کوئی شک و شبہ نہ ہوا۔ ادھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی قدرت سے آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ مولانا رحمہ نے ان کا فلک چہارم پر اٹھایا جانا بنا بر مطلب مشہور لکھ دیا۔ جیسے کہ فارسی ادبیات میں مذکور و معروف چلا آتا ہے۔ جس کی تحقیق مفتاح العلوم کی جلد اول وزیر یہود کی خودکشی کے موقع

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منصوبہ قتل اور ان کا رفع الی السماء

پر کی جا چکی ہے۔ صاحب کلید فرماتے ہیں۔ کہ بروئے حدیث صحیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام فلک دوم پر تشریف فرما ہیں+

دامِ آدم خوشۂ گندم شدہ　　تا وجودش خوشۂ مردم شدہ

لغات، دام، جال، خوشے، اناج کی بال، سنبلہ+

ترجمہ۔ (یا مثلاً) حضرت آدم علیہ السلام کے لئے خوشئے گندم (خطا کا) جال بن گیا۔ یہاں تک کہ ان کا وجود خوشئے مردم بن گیا+

مطلب۔ حضرت آدم علیہ السلام سے اکل حنطہ کا قصور کیا ہوا۔ ان کے نزول علی الارض کا بہانہ نکل آیا۔ جہاں ان کے وجود سے کروڑوں اور اربوں انسانوں کا پیدا ہو کر معمورۂ عالم کو پر رونق بنانا تھا۔ جن میں بتعداد کثیر انبیاء و اولیاء و صلحا پیدا ہو کر اپنے حسن اعمال کی بدولت حضرت آدمؑ کے استحقاق ثواب کے موجب ہوئے۔ کیونکہ صالح اولاد خیر جاری ہوتی ہے+

باز آمد سوئے دام از بہرِ خور　　ساعدِ شہ یافت و اقبال و فر

لغات، خور، خوراک۔ خورش۔ ساعد، کلائی۔ فر، جاہ و عزت+

ترجمہ (یا مثلاً) باز خوراک کے لئے جالی کی طرف آیا (مگر اس میں پھنسا تھا کہ) بادشاہ کی کلائی پر بیٹھنا نصیب ہو گیا۔ اور اقبال و عزت مل گئی+

مطلب۔ اگلے زمانے میں بادشاہ اور امراء سیر و شکار میں باز کو اپنی کلائی پر بٹھا لیتے تھے۔ اور یہ صورت ان کے شوق شکار اور جذبات شجاعت و مردمی کی مظہر سمجھی جاتی ہے۔ بہر حال ایک پرندے کے لئے یہ بڑی سے بڑی عزت ہے+

طفلِ مکتب شد پئے کسبِ ہنر　　بر امیدِ مرغ با لطفِ پدر

پس ز مکتب آں یکے صدرے شدہ　　ماہیانہ دادہ و بدرے شدہ

لغات۔ مکتب شد میں با ظرفیت کے لئے مقدر ہے یعنے بمکتب شد۔ کسب، کمانا، حاصل کرنا۔ مرغ بضم میم پرندہ کبوتر طوطا وغیرہ اور بالفتح ایک گھاس کا نام ہے جس کو دوب کہتے ہیں۔ صدر، وزیر۔ کسی صیغے کا افسر اعلےٰ۔ میر مجلس ماہیانہ ماہوار+

ترجمہ (یا مثلاً) ایک لڑکا اپنے باپ کی مہربانی سے کھلونے کی امید پر (جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہو) ہنر سیکھنے کے لئے مکتب میں گیا۔ پھر مکتب سے نکلا تو صدر اعظم بن کر نکلا (پہلے) ماہواری فیس دیتا رہا۔ اور (اب) بدر بن کر نکلا+

مطلب۔ مرغ یا تو بضم ہے اور اس سے مراد وہی طوطا کبوتر وغیرہ کوئی کھلونا ہے۔ جس سے بچوں کو خوش کیا جاتا ہے۔ یا بالفتح ہے۔ اور اس سے باہر کا سبزہ زار مراد ہے۔ جہاں جاتے اور سیر و گشت کرنے کی بچوں کو بڑی چینک ہوتی ہے۔ اور باپ وعدہ کرتا ہے۔ کہ اگر تم مدرسہ میں حاضر رہو گے تو پھر شام کو سیر و گشت کی اجازت مل جائے گی بعض نسخوں میں ماہیانہ کی بجائے "او ہلالے" درج ہے جس میں ہلال و بدر میں نسبت تضاد پر لطف ہے۔ یعنی اس لڑکے کو جبکہ مثل ہلال (کمزور) بے نور تھا سپرد مکتب کیا تھا۔ مگر جب نکلا تو انوار علوم سے مثل بدر درخشاں تھا۔ ماہیانہ دادہ میں اس رعایت

کا اظہار بہ تکلف یوں کر سکتے ہیں۔ کہ یا تو وہ لڑکا ماہواری فیس کی ادائیگی کا کچھ نقصان اٹھاتا رہا۔ جس طرح چاند چھبیس اٹھائیس یا انتیس دن نور کا نقصان برداشت کرتا رہتا ہے۔ پھر اس کے تمام نقصان کی تلافی ہو گئی۔ اور پھر بدر کامل ہو کر نکلا۔ نیز ماہیانہ میں لفظ ماہ اور بدر میں بھی مناسبت ہے ٭

آمدہ عباس حرب از بہر کیں بہر قمع احمد و استیز دیں
گشت دیں را تا قیامت پشت و رو در خلافت او و فرزندانِ او

لغات۔ عباس، حضرت عباس ابن عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے۔ اسلام سے پہلے ان کا شمار مکہ کے بڑے بڑے سرداروں میں ہوتا تھا۔ تعمیر بیت اللہ اور آب نوشی حجاج کا اہتمام ان کے سپرد تھا۔ اگرچہ ایام جاہلیت میں ان کی طرف سے ابو طالب کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی خاص مربیانہ حمایت و شفقت اور حضرت حمزہ رض کی طرح برملا جان نثارانہ رفاقت اور دشمنوں کی مدافعت کا ثبوت نہیں ملتا۔ مگر وہ ابو لہب کی طرح آنحضرت صلعم کے حق میں آمادۂ عداوت بھی نہ تھے۔ بلکہ ان کا دل ہونہار بھتیجے کی خیر اندیشی سے معمور تھا۔ چنانچہ آپ کو بھی اپنے چچا پر بقدر اعتماد تھا۔ کہ جب آپ نے مکہ میں خفیہ طور پر اہل مدینہ سے بیعت لی۔ اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا ان کے ساتھ مشورہ کرنا چاہا تو آپ حضرت عباس کو اپنے ساتھ لے گئے۔ حالانکہ وہ اب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ حضرت عباس نے وہاں بڑی کام کی باتیں کیں۔ اور اہل مدینہ کو اس کام کے نشیب و فراز پر توجہ دلائی۔ اور ان کو اپنے عہد و میثاق پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کی۔ حضرت عباس غزوہ بدر میں کفار کی طرف سے شریک جنگ ہوئے۔ آخر مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہو اور ایمان لا کر داخل صحابہ ہوئے۔ اکمل فی اسماء الرجال میں لکھا ہے۔ کہ وہ قدیم سے خفیہ طور پر مسلمان ہو چکے تھے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں صحابہ کو ہدایت کر دی تھی۔ کہ عباس کو کوئی قتل نہ کرے۔ کیونکہ وہ مشرکین کے مجبور کرنے پر شریک جنگ ہوئے ہیں۔ حضرت عباس گرفتار ہونے کے بعد فدیہ دے کر مکہ چلے گئے۔ اور دوبارہ ہجرت کر کے مدینے آ گئے۔ بروز جمعہ ۱۲۔ رجب ۳۲ہجری کو ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے فرزند عبداللہ صحابہ میں سے سب سے بڑے مفسر قرآن اور ماہر رموز شریعت تھے۔ جن کا شمار صحابہ کے تین خاص علماء یعنے عبادلہ ثلاثہ میں ہوتا ہے ان ہی کی اولاد سات آٹھ صدی تک خاندان بنی عباسیہ کے نام سے بغداد کی مسند خلافت پر اسلامی جلال و جبروت کی علمبردار رہی ہے ٭ حرب، جنگ۔ اس کے ساتھ بائے ظرفیت مقدر ہے۔ کیں سے یہاں جنگ مراد ہے نہ کہ کینہ، کیونکہ حضرت عباس کے قلب کا آنحضرت صلعم کے کینے سے صاف ہونا حالات و واقعات سے ثابت ہے۔ صرف قبیلہ و خاندان اور قوم اور اہل شہر کے طعن سے مجبور ہو کر شریک جنگ ہو گئے تھے۔ قمع، استیصال، بیخکنی، یہاں شکست دینا مراد ہے۔ استیز، لڑائی مقابلہ۔ پشت، پشت پناہ۔ رو، سردار۔ چنانچہ وجہ العرب کہتے ہیں، یعنے سردار عرب ٭

ترجمہ (یا مثلاً) عباس رض میدان رزم میں جنگ کرنے کی غرض سے آئے۔ تا کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو شکست دیں۔ اور اسلام کا مقابلہ کریں (مگر یہاں اور ہی نتیجہ نکلا کہ) قیامت تک کے لئے وہ اور ان کی اولاد خلافت کے اعتبار سے دین کی مددگار بن گئی ٭

مطلب۔ حضرت عباس رض سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شکست دینے اور دین کا مقابلہ کرنے کے ارادہ کا ذکر بلحاظ ظاہر ہے۔ کیونکہ جو شخص تیغ و سنان لے کر میدان میں آتا ہے۔ اس کی اصلی نیت اور ارادہ خواہ کچھ ہی ہو۔ بہرحال دیکھنے والا یہی

حضرت عباس کا حال

سمجھے گا۔ کہ یہ شخص اپنے مقابل کو شکست دینے کا قصد رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت عباس کی ظاہری کیفیت بھی یہی تھی، اگرچہ ان کے دل میں یہ نیت نہ تھی +

آمدہ عمرؓ بحربِ مصطفےٰ ، تیغ در کف بستہ بس پیمان قہا

گشتہ اندر شرع امیر المومنین ، پیشوا و مقتدائے اہلِ دین

لغات - عمر بضم عین و فتح میم امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔ ضرورت شعر کے لئے تشدید میم جائز رکھی گئی ہے۔ میثاق عہد و پیمان۔ حضرت عمر کے میثاق کا قصہ یہ ہے۔ کہ ایام جاہلیت میں ایک دن انہوں نے اپنی بہادری کے بھروسے پر ابوجہل وغیرہ کفار ان قریش سے عہد کیا۔ کہ پیغمبر علیہ السلام کو میں قتل کروں گا۔ مسلح ہو کر نکلے۔ راستے میں پتہ ملا۔ کہ ان کی بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو گئے۔ یہ سُن کر پہلے بہن کے گھر گئے۔ دونوں کو خوب مارا۔ بہن نے کہا۔ عمر پہلے تم وہ کتاب سن لو جسے سُن کر ہم ایمان لائے ہیں۔ اگر تم کو اچھی نہ لگی۔ تو تمہیں اختیار ہے۔ چاہو تو ہمیں جان سے مار ڈالنا عمر نے کہا، اچھا اسوقت ان کے گھر میں ایک صحابی بھی تھے۔ جو عمر کے آجانے سے چھپ گئے تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کی سورۃ طٰہٰ کا پہلا رکوع پڑھ کر سنایا۔ حضرت عمر سن رہے تھے۔ اور بے اختیار روتے جاتے تھے۔ غرض اس وقت وہ صدق دل سے ایمان لے آئے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ پر گھر سے نکلے۔ اور جان نثار بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امیر المومنین مسلمانوں کا حاکم۔ جب ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے۔ تو لوگ ان کو خلیفہ رسول اللہ (رسول اللہ کے نائب) کہتے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ دوم مقرر ہوئے۔ تو ان کا لقب خلیفہ خلیفہ رسول اللہ (رسول اللہ کے نائب کے نائب) قرار پایا۔ مگر حضرت عمرؓ کو اس لقب کے متعلق یہ تامل تھا۔ کہ اگر اسی طرح ہر ایک خلیفے کے لئے خلیفہ کے لفظ کا اضافہ کیا گیا۔ تو یہ اضافت در اضافت کا سلسلہ بہت طول پکڑ جائے گا۔ اس لئے آپ کوئی اور خاص لقب تجویز کرنے کے لئے غور فرما رہے تھے۔ کہ حسن اتفاق سے ایک دن کسی شخص نے کہا یا امیر المومنین امیر المومنین کا لقب جو اس کے منہ سے نکلا تو اس کو خلیفہ وقت کے لئے آپ نے ہر طرح موزون و مناسب پایا۔ لہٰذا آپ کا یہی لقب مقرر ہو گیا۔ اس سے گویا آپ سب سے پہلے امیر المومنین ہیں۔ مقتدا جس کی لوگ پیروی کریں۔ رہنما، پیشوا، سردار۔

ترکیب - تیغ در کف حال ہے عمر سے، بستہ کی ہا افادہ علت کرتی ہے۔ اس لئے یہ جملہ معطوف علیہ ہے آمدہ کا +

ترجمہ (یا مثلاً) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابوجہل وغیرہ سے) پختہ عہد و پیمان کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑنے کے لئے تیغ بکف ہو کر آئے (مگر الٹا یہ ہوا کہ) مسلمان ہو گئے۔ بلکہ شریعت میں امیر المومنین کہلائے اور اہل دین کے سردار اور پیشوا بن گئے +

آں علف کش سوئے ویرانہا شدہ ، بے خبر بر گنج ناگہ پا زدہ

لغات - علف کش، گھاس لانے والا، گھسیارا، ویرانہا، جنگل، صحرا +

ترجمہ (یا مثلاً) کوئی گھسیارا (گھاس لانے کے لئے) جنگل کو گیا (اچانک) بیخبری میں خزانے پر اس کا پاؤں پڑ گیا +

تشنہ آمد سوئے جوئے آب در ، دید اندر جوئے خود عکس قمر

ترجمہ (یا مثلاً) کوئی پیاسا نہر کی طرف آیا۔ پانی میں (اترا۔ تو) نہر کے اندر اسکو چاند کا عکس نظر آیا۔ (جس کا اسے خیال بھی نہ تھا)۔

مطلب۔ ان تمام مذکورہ نظائر و تمثیلات سے مقصود اور غرض مشترک یہ ہے۔ کہ قصد تو کیا گیا کسی مکروہ یا ادنےٰ چیز کا مگر اس سعی و کوشش سے حاصل ہوئی ایسی بات جو بجائے مکروہ ہونے کے نہایت مستحسن اور قابل فخر تھی۔ یا بجائے ادنےٰ ہونے کے نہایت اعلےٰ وارفع تھی۔ اعرابی کا مطلب ان تمثیلات کے ایراد سے یہ ہے۔ کہ میں آیا تو تھا۔ کچھ وجہ معاش حاصل کرنے کے لئے۔ مگر یہاں آکر آپ کے دیدار سے متمتع ہوگیا۔ جو مال و زر سے کہیں زیادہ گراں بہا و عالی قدر ہے۔

من بریں در طالب چیز آمدم ‎ ‎ ‎ صدر گشتم چوں بدہلیز آمدم

ترجمہ۔ میں اس دروازے پر کسی (مادی) چیز کو طلب کرنے آیا تھا۔ مگر دہلیز میں قدم رکھتے ہی صدر بن گیا۔ (اور کوئی حاجت نہ رہی)۔

آب آوردم بتحفہ بہرِ ناں ‎ ‎ ‎ بوئے نانم بُرد تا صدرِ جہاں

صنائع۔ آب اور ناں میں مناسبت ہے۔
ترجمہ۔ میں روٹی کی اُمید پر پانی بطور پیشکش لایا۔ روٹی کی امید مجھ کو جہان کے سردار تک لے گئی۔

ناں بروں راند آدمے را از بہشت ‎ ‎ ‎ ناں مرا اندر بہشتے در سرشت

لغات۔ راندن، ہانکنا، چلانا، دُور ہٹانا۔ آدمی میں یا برائے تفخیم ہے۔ در سرشت، ملادیا۔ شامل کردیا، در فاندیت۔
ترجمہ۔ روٹی یعنے گیہوں، نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکالا تھا۔ (مگر عجیب بات ہے۔ کہ) روٹی ہی نے مجھے بہشت میں پہنچادیا۔

مطلب۔ اعرابی رزق یعنے روٹی کی غرض سے درگاہ خلیفہ میں آیا۔ اور روٹی عموماً گیہوں کی ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ گیہوں کے بھی عجیب مختلف اثرات ہیں۔ اُدھر تو گیہوں کے کھا جانے سے حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکلنا پڑا تھا۔ اِدھر مجھے گیہوں یعنے روزی تلاش کرنے کی بدولت آپ لوگوں کا دیدار میسر ہوا تو میں گویا جیتے جی بہشت میں آگیا۔

رستم از آب و زناں ہمچوں ملک ‎ ‎ ‎ بے غرض گردم دریں دورِ فلک

لغات۔ بے غرض۔ بلا غرض دنیوی، مخلصانہ۔ دور فلک، آسمان کی فضا۔ یہاں خلیفہ کی درگاہ فلک جاہ مراد ہے۔
ترجمہ۔ میں فرشتوں کیطرح آب و نان کی احتیاج سے چھوٹ گیا (اب تو میں) اس درگاہ فلک جاہ کا بلا غرض طواف کروں گا۔

در بیان آنکہ عاشقِ دنیا بر مثال عاشق دیوار یست کہ بروآفتاب تافتہ

اِس امر کا بیان کہ دنیا کا عشق اُس دیوار کے عاشق کی طرح ہے جس پر سورج کی روشنی پڑ رہی ہو

وجہد نکرد تا فہم کند کہ ایں تاب از دیوار نیست از آفتاب

مگر اس نے اتنا سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ کہ یہ روشنی دیوار کی نہیں بلکہ

از آسمانِ چہارم لاجرم کل دل بر دیوار نہاد و چوں پرتو

چوتھے آسمان پر سے سورج کی ہے۔ اس لئے وہ بالکل دیوار کا دلدادہ بن

آفتاب با آفتاب پیوست او محروم ماند و حیل بینہم

گیا۔ اور جب سورج کی روشنی سورج سے جا ملی تو وہ محروم رہ گیا۔ اور ان کے

و بین ما یشتہون

اور ان کی مراد کے درمیان آڑ آگئی

رفع اشتباہ۔ عنوان میں آفتاب کا فلک چہارم پر ہونا جو مذکور ہے۔ تو یہ اہل ہیئت کے مشہور قول کی بنا پر ہے۔ کوئی شرعی دلیل اس کی موید نہیں۔ اور اس پر کوئی دلیل عقلی خود اہل ہیئت کے پاس بھی نہیں (کلید)+

بے غرض نبود بگردش در جہاں غیر جسم و غیر جان عاشقاں

ترجمہ۔ دنیا میں عاشقوں کے جسم و جان کے سوا کوئی بے غرضی کے ساتھ مصروف کار نہیں ہے+

مطلب۔ اوپر اعرابی کے قول میں بے غرض کردم کا لفظ آیا تھا۔ اب اس کی تحقیق میں فرماتے ہیں۔ دنیا میں صرف عاشقوں کی جماعت ایسی ہے۔ کہ جو کام کرتی ہے بے غرضانہ کرتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ان کو کوئی غرض ہی نہیں ہوتی۔ کیوں کہ غرض سے خالی ہونا مخلوق سے ناممکن ہے۔ بلکہ چونکہ ان کے افعال محض جذب محبت سے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو اپنی غرض کی طرف التفات نہیں ہوتی+

عاشقانِ کل نہ ایں عشاقِ جزو ماند از کل آنکہ شد مشتاقِ جزو

لغات۔ کل، ذات احدیت۔ جزو سے مخلوق مراد ہے۔ ماند، محروم رہ گیا۔ پیچھے رہ گیا۔ دور رہ گیا+

ترجمہ (ان سے) حق تعالیٰ کے عاشق (مراد ہیں)۔ کہ یہ مخلوق کے عاشق۔ جو کوئی مخلوق کا عاشق ہوا۔ وہ خالق سے (دور) رہ گیا۔ صائب رح سے

از رہ مرو بجلوۂ خوبانِ سنگ دل قانع ز وصلِ کعبہ بسنگ نشاں مباش

چونکہ جزوے عاشقِ جزوے شود زود معشوقش بکلِ خود رود

ترجمہ۔ جب مخلوق مخلوق کا عاشق ہوتا ہے تو (اس کا انجام خسران ہے۔ چنانچہ) اس کا معشوق عمر ختم کر کے جلدی اپنے کل کی طرف چلا جاتا ہے (یعنے مر جاتا ہے)+

مطلب۔ فرماتے ہیں۔ کہ عاشقانِ مجاز دو نقصان اٹھاتے ہیں۔ ایک تو معشوق حقیقی سے دور و مہجور رہ جاتے ہیں کما قال

دوسرے یہ کہ ان کا معشوق "بازی اطفال" داغ ہجر بنتا جاتا ہے۔ ایک مخلوق کی عمر اگر سینکڑوں برسوں کی بھی فرض کر لی جائے تو چونکہ وہ آخر بھی معرض زوال ہیں ہے اور اس کی وہ عمر دراز بھی اقتضائے پائیدار "چشمک برق" "تبسم شرار" سے زیادہ لمبی معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے "زود" کا اطلاق اس کے لئے بعید نہیں۔ غرض فانی چیز کی محبت موجب حسرت ہے۔ غنی رح ؎

نیست حسن بے بقا شائستہ دل بستگی ۔۔۔ با چراغ برق یک پروانہ ہمراہی نکرد

ریش گاؤ بندۂ غیر آمد او ۔۔۔ غرقہ شد کف در ضعیفے درزد او

لغات۔ ریش گاؤ۔ بیل کی داڑھی۔ بے وقوف و احمق کے لئے اس کا اطلاق کرتے ہیں +

ترجمہ۔ وہ (عاشق) بیوقوف، اور غیر کا غلام بن گیا۔ ڈوب رہا ہے (اس لئے گھاس کی سی) کمزور چیز پر ہاتھ ڈال رہا ہے +

مطلب۔ ایک مشہور مقولہ ہے۔ کہ الغریق یتشبث بالحشیش یعنے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ بالکل یہی حال مبتلائے عشق کا ہے۔ جب بلائے عشق اس کو اپنے پنجے میں دبا لیتی ہے۔ تو اس کو اتنی ہوش نہیں رہتی۔ کہ میں کس چیز کو اختیار کر رہا ہوں اور کس کو چھوڑ رہا ہوں۔ اور وہ اسی بے خودی و بے تمیزی کی حالت میں کسی معشوق مجاز کا دلدادہ ہو جاتا ہے۔ جو فانی۔ رو بزوال اور چند روزہ ہے۔ جامی رح ؎

بسر شد عمر در صورت پرستی ۔۔۔ دمے زاندیشۂ صورت نرستی
بہر دم حسن صورت در زوال است ۔۔۔ زحالے ہر زمان گرداں بحال است

نیست حاکم تا کند تیمار او ۔۔۔ کار خواجہ خود کند یا کار او

ترجمہ۔ وہ (معشوق) حاکم (مطلق) تو ہے نہیں کہ اس کی غمخواری کرے۔ بھلا وہ اپنے مالک (خالق) کے احکام بجا لائے یا اُس کا کام کرے +

مطلب۔ یعنے معشوق مجاز جو ایک مخلوق ہے۔ خود محتاج اور مسخر قدرت ہے۔ اور اپنے مالک کے احکام تکوینیہ و تشریعیہ کے بجا لانے پر مامور ہے۔ وہ اس عاشق کی حقیقی راحت اور مراد مندی کا کیا سامان کر سکتا ہے۔ جبکہ اُس کو خود کسی بات پر پوری قدرت نہیں +

فَازْنِ بِالْحُرَّہ پے این شد مثل ۔۔۔ فَاسْرِقِ الدُّرَّہ بدین شد منتقل

لغات۔ اِزْنِ، صیغۂ امر ہے زنا سے زنا کر۔ حُرّہ، آزاد عورت جو کنیز نہ ہو۔ اِسْرِقْ امر ہے، سرقہ سے چوری کرنا۔ دُرّہ، موتی۔

ترجمہ۔ اسی لئے (رندوں لوگوں میں یہ مقولہ) مشہور ہے۔ کہ اگر برا کام کرو تو آزاد عورت سے کرو (لونڈی سے کیا کرتے ہو)۔ اور اسی لئے یہ منقول ہے۔ کہ چوری کرتے ہو تو موتی چراؤ +

مطلب۔ اگر کوئی طلب مذموم بھی کرے۔ تو کسی بڑی چیز کی کرے۔ تاکہ رجم و قطع وغیرہ عقوبت شرعی کا پورے پیمانے پر مزا تو چکھے۔ گناہ بھی کیا۔ اور پوری سزا کا لطف اور لذت بھی نہ پائی تو کیا خاک گناہ کیا۔ کما قیل فی الفکاہات ؎

ہر گنا ہے کہ کنی در شب آدینہ کن ۔۔۔ تاکہ از صدر نشینان جہنم باشی

اِس سے معاذ اللہ ترغیب گناہ مقصود نہیں۔ بلکہ مدعا یہ ہے کہ انسان جو کام بھی کرے اعلےٰ مقصد کو پیش نظر رکھکر کرے۔

چنانچہ اگر عشق اختیار کرے تو اس ذات کا کرے۔ جو سب سے اعلےٰ وارفع اور اجل واکبر ہے۔ کہ اختیار کی ہوئی چیز جتنی عالیشان و بلند رتبہ ہوگی اسی قدر اختیار کرنے والے کا علو ہمت اور بلندی آہنگ ثابت ہوگی۔ کما قیل ؎

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

بندہ سوئے خواجہ شد او ماند زار بوئے گل شد سوئے گل او ماند خار

لغات۔ خواجہ، آقا۔ سردار، مراد مالک حقیقی۔ زار، بدحال ∗

ترجمہ۔ غلام تو اپنے مالک کی طرف سدھارا۔ وہ (عاشق) بدحال رہ گیا۔ پھول کی خوشبو پھول میں جا بسی وہ کانٹے کا کانٹا رہ گیا ∗ صائب رح ؎

بحسن نقش ازاں نقاش ہر کس چشمہ برگیرد چو خار رہگذر ہر لحظہ دامان دگر گیرد

ہمچو آں ابلہ کہ تاب آفتاب دید بر دیوار حیراں شد شتاب

ترجمہ۔ اس (عاشق) کی مثال اس بے وقوف آدمی کی سی ہے جس نے دیوار پر سورج کی روشنی دیکھی۔ اور فوراً حیران رہ گیا ∗

عاشق دیوار شد کایں باضیاست بے خبر کایں عکس خورشید سماست

لغات۔ کایں، کہ ایں۔ ضیا، نور، روشنی۔ سما، آسمان ∗

ترجمہ۔ دیکھتے ہی دیوار پر عاشق ہو گیا۔ کہ وہ پُر نور ہے۔ یہ معلوم نہیں۔ کہ یہ آفتاب فلک کا عکس ہے ∗

چوں باصل خویش پیوست آں ضیا دید دیوار سیہ ماندہ بجا

ترجمہ۔ جب وہ دھوپ اپنے اصل کے ساتھ جا ملی۔ تو اس (نادان عاشق) نے دیکھا کہ وہ دیوار کالی (کی کالی) اپنی جگہ پر کھڑی رہ گئی ∗

مطلب۔ روشنی کے اپنے اصل کے ساتھ جا ملنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح اصل یعنی آفتاب غروب ہو گیا۔ اسی طرح اس کی روشنی نظروں سے پنہاں ہو گئی۔ گویا خفا میں دونوں جمع ہو گئے ∗

او بماندہ دور از مطلوب خویش سعی ضائع رنج باطل پائے ریش

ترجمہ۔ وہ اپنے مطلوب سے دور رہ گیا (تمام) کوشش ضائع (گئی)، (ساری) محنت اکارت (گئی)۔ (اور) پاؤں زخمی کر بیٹھا) ∗ مطلب۔ اصل کو چھوڑ کر فرع کا دلدادہ ہونے والا آخر خائب و خاسر رہتا ہے۔ جامی رح ؎

بقا خواہی بسوئے اصل بنگر وفا جوئی بروئے اصل بنگر

ہمچو صیادے کہ گیرد سایۂ سایہ کے گردد ورا سرمایۂ

ترجمہ۔ جیسے کوئی شکاری سایہ کو پکڑتا ہے۔ (بھلا) سایہ کیونکر اس کے لئے سرمایہ بن سکتا ہے؟

سایۂ مرغی گرفتہ مرد سخت — مرغ حیران گشتہ بر شاخ درخت

ترجمہ - مرد (شکاری) نے پرندے کے سائے کو زور سے پکڑ رکھا تھا۔ پرندہ درخت کی شاخ پر بیٹھا حیران ہو رہا تھا

کاین مدمغ بر کہ میخندد عجب — اینت باطل اینت پوسیدہ سبب

لغات - مُدمَغ اسم مفعول ہے ضمہ دال کے فتحہ اور میم مشدد مفتوح کے ساتھ پر دماغ - بدماغ - دیوانہ - کوفتہ دماغ - اینت - حرف تعجب

ترجمہ - کہ یہ کوفتہ دماغ دیکھو تو کس پر ہنس رہا ہوگا - ذرا دیکھو تو کیا عجیب باطل چیز ہے اور عجیب پوشیدہ سبب ہے۔

مطلب - مدمغ کا مصداق ہے یعنی مرغ درخت پر بیٹھا از راہ تعجب کہہ رہا ہے کہ یہ احمق دوسرے لوگوں کی غلطیوں پر ہنسنے کا کیا حق رکھتا ہے۔ جب کہ خود ایسی موٹی حماقت کا مرتکب ہو رہا ہے۔ کہ سائے کی سی بے بود چیز کو عجب سمجھ کر پکڑ کر بیٹھا ہے۔ اور اس کا اصل سبب یعنی پرندہ جس کا وہ سایہ ہے۔ اس احمق کے نزدیک نہایت پوشیدہ اور ناقابل ادراک چیز بن رہا ہے۔ کہ سایہ کو تو پکڑ کر بیٹھا ہے - درختی دیوار اور سایہ مرغ کی مذکورہ دونوں مثالوں کا مطلب یہ ہے کہ متبوع کو چھوڑ کر تابع کا طالب ہونا نادانی ہے۔ جیسا کہ ان مثالوں سے عیاں ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ کو چھوڑ کر جو کہ متبوع ہے۔ خلق کے طالب ہونا نادانی ہے۔ باعث نقصانات زیادہ ہے۔ حافظ رہ۔

فرماتے ہیں پیشتر منفعت شود بہ یہ — شرمندہ ... کہ باطل ...

ور تو گوئی جزو پیوستہ بکلست — خار میخور خار مقرون گلست

لغات - پیوستہ از پیوستن ملا ہوا - متصل - مقرون - قریب ساتھ ملا ہوا۔

ترجمہ - اگر تم یہ اعتراض کرو کہ جزو بھی تو کل کے ساتھ ملا ہوا ہے (اس کا جواب یہ ہے کہ) تو پھر تم کانٹا کھا لیا کرو (کیونکہ) کانٹا پھول سے ملا ہوا ہے۔

مطلب - اوپر بیان ہوا کہ رہنا تھا کہ کل یعنی حقیقت اصل یا ذات حق کو چھوڑ کر جزو یعنی مجاز یا فرع یا مخلوق کا عاشق بننا نفسیت دیدہ ذرا کا موجب ہے۔ وہ ذات حق کے ساتھ واصل ہونے سے مانع ہو جاتا ہے۔ اس پر یہ سوال وارد ہو سکتا ہے کہ جزو بھی تو کل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جس کو صوفیہ عینیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے مخلوق پر عاشق ہونا خالق پر عاشق ہونے کا ہم معنیٰ ہے۔ مولانا نے اس سوال کے دو جواب دیئے ہیں۔ پہلا جواب الزامی اور مجمل ہے جو دوسرے مصرعہ میں دیا ہے۔ یعنی خار بھی تو گل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ کہ دونوں ایک اصل سے پیدا ہوئے ہیں۔ ایک شاخ پر جا گزین ہیں۔ ایک ہوا سے جھومتے ہیں۔ اور ایک نہر سے سیراب ہوتے ہیں۔ تو پھر تم کو چاہیئے کہ پھول اور کانٹے کو یکساں سمجھو اور کبھی پھول کی بجائے کانٹے کو بھی کھا لیا کرو۔ دوسرا تحقیقی و تفصیلی جواب اگلے دو شعروں میں دیا ہے۔

جز ز یک رو نیست پیوستہ بکل — ورنہ خود باطل بدے بعث رسل

لغات - یک رو، پوری طرح من کل الوجوہ - بعث، پیدا کرنا، بھیجنا - رسل راء اور سین کے ضمہ سے جمع رسول، انبیاء مرسلین۔

ترجمہ - مخلوق من کل الوجوہ خالق کے ساتھ اتصال نہیں رکھتی - ورنہ پیغمبروں کا بھیجا جانا بیکار تھا۔

اتحاد و اتصال و عینیت کا مسئلہ

چوں رسولاں از پے پیوستن اند　　پس چہ پیوندند شاں چوں یک تن اند

ترجمہ - جب حضرات انبیا (لوگوں کو خالق کے ساتھ) ملانے کے لیے (مبعوث ہوئے) پس وہ کس کو ملائیں گے - جب کہ خالق و مخلوق پہلے ہی متحد ہیں +

مطلب - بیشک جزو کو کل کے ساتھ اور مخلوق کو خالق کے ساتھ تعلق ہے - مگر یہ تعلق من کل الوجوہ اتصال کا ہم معنی نہیں اگر ایسا ہوتا اور مخلوق کا عاشق اور خالق کا عاشق دونوں بالکل یکساں ہوتے تو بعثت مرسلین کی ضرورت نہ پڑتی - کیونکہ پیغمبروں کی بعثت کا مقصد یہ ہوتا ہے - کہ مخلوق کو خالق کے ساتھ ملائیں - مگر مذکورہ صورت میں خالق و مخلوق پہلے ہی متحد ہوتے تو پھر پیغمبروں کی کیا حاجت ؟

کلید مثنوی میں لکھا ہے - کہ یہ جواب کسی قدر شرح کا محتاج ہے - واضح ہو کہ اتحاد و اتصال تین معنے میں استعمال ہوتا ہے ایک تو لغوی معنے - یعنے دو چیزوں کا ذاتاً باہم مل جانا ، اور ایک ہو جانا - یہ تو ذات حق کے لئے محال عقلی و نقلی ہے - اور اس کا قائل ہونا الحاد و زندقہ ہے - دوسرے اصطلاحی معنے جس کو عینیت کہتے ہیں - یہ ایک شے کا متبوع اور محتاج الیہ اور موقوف علیہ ہونا ، اور دوسری کا محتاج اور تابع و موقوف ہونا - ایسا علاقہ تمام مخلوق کو اپنے خالق کے ساتھ ہے - تیسرے معنے عرفی ، یعنے محبت و محبوبیت کا خاص تعلق جو دو ذاتوں میں ہو - یہ تعلق خاصان و مقبولان الٰہی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاصل ہوتا ہے - پس معترض کے اعتراض کی بنا پہلے معنے پر ہے - جو دوسرے معنی میں غلط فہمی پیدا ہونے کی وجہ سے ناشی ہوا ہے - پس اصلی جواب کے لئے معنے ثانی کی شرح کافی ہوتی - کیونکہ محض محتاج ہونے سے یہ لازم نہیں آتا - کہ اس کا عشق عین محتاج الیہ کا عشق ہو - جیسے کہ بداہت اس کی شہادت دیتی ہے - مگر مولانا رح نے عوام کی سہولت کے لئے جواب کو معنے ثالث پر مبنی کیا ہے - جس کا حاصل یہ ہے - کہ اتصال حق و خلق کا جو حکم کیا جاتا ہے - اس میں اصطلاح دقیق کو تم سمجھ نہیں سکتے - اس لئے یوں سمجھو - کہ اس اتصال سے مراد معنے ثالث ہیں - جس کو تم محاورات میں بھی بولتے ہو پس جواب یہ ہوا - کہ جب مراد اتصال سے یہ ہے - تو یہ اتصال سب مخلوق کو حاصل نہیں - بلکہ انبیاء علیہم السلام کو اسی اتصال کی تحصیل و تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے - پس جب یہ اتصال سب کو حاصل نہیں - تو ہر مخلوق کا عشق خالق کا عشق کیوں کر ہو سکتا ہے - البتہ اس سے یہ لازم آتا ہے - کہ مخلوق و خالق میں ایک ایسا اتصال ہو - جیسے انبیاء و اولیا سے محبت کرنا عین محبت حق ہوگی - سو یہ لازم صحیح اور نصوص قرآنی سے ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ مولانا رح کا کلام نص ہے اثبات تباین بین الخلق والحق میں - اور اس تباین کا انکار توحید مجرد ہے - کذا سمعت عن مرشدی رحمۃ اللہ تعالیٰ +

ایں سخن پایاں ندارد اے غلام　　زانکہ جرے سخت دارد ایں کلام

لغات - غلام ، لغوی معنے صبی و کودک کے ہیں - یعنے لڑکا - چونکہ بردے اکثر کم عمر ہی فروخت ہوتے ہیں - اس لئے اہل عجم بردے کے لئے غلام کا لفظ استعمال کرتے کرتے مجازاً ہر بردے کو غلام کہنے لگے - خواہ بڑی عمر کا ہو - جرّ - کھینچ کشش کشید جس سے مراد طوالت ہے - ایک نسخے میں جر کی بجائے جذر وارد ہے - جس کے معنے جڑ کے ہیں +

ترجمہ - لڑکے اس بات کی کوئی انتہا نہیں - کیونکہ یہ کلام بڑی طوالت رکھنے کی رکھتا ہے +

شرح کن حال عربے با نظام　　روز بیگہ شد حکایت کن تمام

ترجمہ ۔ اے (سلسلہ قصہ کا) سیاق قائم رکھنے والے! عرب کا حال بیان کرو ۔ دن بیوقت ہو گیا (اب) کہانی کو ختم کرو

سپردن عرب ہدیۂ خود بغلامانِ خلیفہ و شرح آں

عرب کا اپنے ہدیئے کو خلیفے کے خادموں کے سپرد کرنا اور اس کی تفصیل

با نقیباں حالِ خود را آں عرب   چوں بگفت او دید ہنگامِ طلب

ترجمہ ۔ جب وہ عرب اپنا حال نقیبوں سے گذارش کر چکا ۔ تو اس نے سوال کرنے کا موقع دیکھا +

آں سبوئے آب را در پیش داشت   تخمِ خدمت را در آں حضرت بکاشت

ترجمہ ۔ اس پانی کے گھڑے کو پیش کیا (اور) اس بارگاہ میں خدمت کا بیج بویا +

گفت ایں ہدیہ بداں سلطاں برید   سائلِ شہ را ز حاجت وا خرید

لغات ۔ حاجت، محتاجی ۔ واخریدن ۔ چھڑانا ۔ نجات دلانا، بچانا +

ترجمہ (پھر) کہنے لگا ۔ اِس ہدیے کو بادشاہ کے حضور میں لیجاؤ ۔ بادشاہ کے سائل کو محتاجی سے بچاؤ +

آبِ شیریں و سبوئے سبز و نو   ز آبِ بارانے کہ جمع آمد بہ گو

لغات ۔ گو، گڑھا جو زمین میں ہو +

ترجمہ (یہ) شیریں پانی ہے ۔ اور گھڑا سبز رنگ کا ہے ۔ اور نیا ہے (یہ) بارش کا وہ پانی ہے جو گڑھے میں جمع ہو گیا تھا +

خندہ مے آمد نقیباں را ازاں   لیک پذرفتند آں را ہمچو جاں

ترجمہ ۔ نقیبوں کو اس ہدیئے سے ہنسی آتی تھی ۔ لیکن اُس کو جان کے برابر سمجھ کر قبول کر لیا +

زانکہ لطفِ شاہِ خوبِ باخبر   کردہ بود اندر ہمہ ارکاں اثر

ترکیب ۔ خوب اور باخبر دونوں بادشاہ کی صفتیں ہیں ۔ موصوف و صفت مل کر مضاف الیہ ہوئے ۔ لطف کے کردہ بود کا فاعل لطف ہے +

ترجمہ ۔ کیوں کہ نیک اور باخبر بادشاہ کی مہربانی تمام ملازموں میں اثر کئے ہوئے تھی +

خوئے شاہاں در رعیت جا کند   چرخِ اخضر خاک را خضرا کند

لغات ۔ جا کردن ۔ گھر کر لینا ۔ اثر کر جانا ۔ اخضر سبز بصیغہ مذکر ۔ خضرا سبز بصیغہ مؤنث +

ترجمہ ۔ بادشاہوں کی خصلت رعیت کے (دل میں) گھر کر لیتی ہے ۔ آسمان (جو) سبز (ہے) زمین کو بھی سبز کر دیتا ہے +

مطلب - پہلا مصرعہ اوپر کے شعر کی علت ہے - اور دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کی تمثیل اور علت ہے - خلاصہ یہ کہ نقیبوں کے اس تحفے کو قبول کر لینے کا سبب یہ تھا کہ بادشاہ کے کریمانہ اخلاق کی تاثیر ان پر پڑی ہوئی تھی - کیونکہ ان کو بادشاہ کی صحبت نے اپنا ہمرنگ بنا لیا تھا - چنانچہ دستور عام ہے - کہ بادشاہ کی عادات وخصائل خواہ اچھے ہوں یا بُرے بقول اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ اس کے ملازمین و رعایا میں ضرور تاثیرات ہیں - جیسے کہ سبز آسمان جو بمنزلہ بادشاہ کے ہے زمین کو جو بمثابہ رعیت ہے - اپنی بارش کے ذریعہ سے رنگا رنگ نباتات اگا کر اپنے ہمرنگ بنا لیتا ہے - واضح ہو کہ یہ تعلیل وتمثیل محض شاعرانہ ہے - جس میں صرف تخیل کافی ہوتا ہے - اور یہ ضروری نہیں ہوتا کہ مزعومہ علت ومعلول میں فی الواقع علیت کا تعلق ہو - یا مثل اور ممثل لہ میں کوئی معنے مشترک حقیقی طور پر وجہ تمثیل ہو - چنانچہ یہاں اخلاق ملوک کے رعایا پر موثر ہونے کی مثال رنگ آسمان کے زمین پر تاثیر کرنے سے دی ہے - جو محض ایک تخیل ہے - اور سامع کے خیال پر اثر ڈال کر اس کو ایک بات کا قائل ومعترف کرنے کے لئے کار آمد ہے - مگر بطور تحقیق دیکھا جائے تو نہ آسمان کا لاجوردی رنگ زمین کو سرسبز کرنے کی صحیح علت ہے - اور نہ بادشاہ کی تاثیر کے لئے جو رعایا پر ہوتی ہے - تاثیر آسمان کی مثال راست آسکتی ہے - غرض یہ کلام رسم شاعری پر مبنی ہے - فافهم - آگے اخلاق سلطان کے رعایا پر موثر ہونے کو ایک تشبیہ کے ذریعہ سے واضح فرماتے ہیں +

شہ چو حوضے داں حَشَم چوں لولہا آب از لولہ رود در گولہا

لغات - حَشَم، حاء اور شین کے فتحہ سے بادشاہ کے ملازمین نوکر چاکر - لولہ، ٹونٹی، نل - گول، بضم اول وواو غیر ملفوظ وسکون لام ترکی میں بمعنے تالاب کو چک - چہ بچہ - مگر یہاں بضرورت شعری باظہار واو بڑھا جاتا ہے +

ترجمہ - بادشاہ کو ایک حوض کی طرح سمجھو - (اور) اس کے ملازموں کو نلکوں کی طرح - پانی نلکے سے چھوٹے حوض میں جاتا ہے +

مطلب - بادشاہ کو بڑے حوض سے اس کے اخلاق کو پانی سے ملازموں کو چھوٹے حوض سے اور ان کے تعلق ملازمت و قرب سلطان کو نلکے سے تشبیہ دی ہے - چنانچہ بادشاہ میں عدل یا ظلم، رحم یا شدت، کرم یا بخل - پرہیزگاری یا عیش پسندی - تدبر ملکی یا تغافل شعاری وغیرہ جو خصلت ہوگی وہ ملازمت کے تعلق اور ہمیشہ کی وجہ سے ملازمان درگاہ اور ارکان سلطنت میں بھی پیدا ہو جاتی ہے +

چونکہ آب جملہ از حوضے ست پاک ہر یکے آبے دہد خوش ذوقناک

ترجمہ - اگر ان سب (چہ بچوں) کا پانی پاک حوض سے (آتا) ہے - تو ہر ایک خوش ذائقہ پانی دیتا ہے +

مطلب - جب کوئی بادشاہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سا اعلےٰ درجہ کا منتظم مدبر بارعب اور ساتھ ہی متقی وخدا ترس فرمانروا ہو - یا حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سا عابد اور متدین اور رعب پرور حکمران ہو - یا حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا سا غیور وعالی ہمت واولوالعزم فاتح ہو - یا حضرت سلطان عالمگیر اورنگ زیب غازی رحمۃ اللہ علیہ کا سا ہوشیار ودور اندیش اور ساتھ ہی پورا متشرع ودین پرور شہریار ہو - تو عموماً اس کے ارکان خلافت، وزراء سلطنت اور افسران فوج بھی ان ہی اوصاف سے متصف اور اپنے قائد اعظم کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں گے +

دروراں حوضِ آب شور ست و پلید		ہر یکے لولہ ہماں آرد پدید

ترجمہ ۔ اور اگر اس حوض میں بدمزہ اور ناپاک پانی ہے ۔ تو ہر ایک چوبچہ وہی پانی ظاہر کرے گا ۔

مطلب ۔ جب اعلیٰ حکمران یزید سا سنگدل و ادب ناآشنا ہو ۔ تو اس کے ماتحت ملازم عمر بن سعد، ابن زیاد اور شمر ذی الجوشن کیطرح قساوت و شقاوت کے بدترین نمونے پیش نہ کریں تو کیا کریں ۔ سعدی رحمہ

اگر ز باغِ رعیت ملک خورد سیبے		برآورند غلامانِ او درخت از بیخ
بہ پنج بیضہ کہ سلطان ستم رواداد		زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

زانکہ پیوست ست ہر لولہ بحوض		خوض کن در معنیِ ایں حرفِ خوض

لغات ۔ خوض، پانی میں گھس جانا، غوطہ لگانا ۔ صنائع، حوض اور خوض میں صنعت تجنیس لاحق ۔

ترجمہ ۔ کیونکہ ہر ایک نلکا حوض کے ساتھ جا ملا ہے ۔ اِس بات کے معنے میں خوب غور کرو ۔

مطلب ۔ یہ شعر علت ہے اوپر کے دونوں شعروں کے مضمون کی تالاب کا بھلا برا پانی چھوٹے حوض میں اس لئے نمودار ہو جاتا ہے ۔ کہ ایک نلکا ان دونوں میں واسطہ بنا ہوا ہے ۔ جو تالاب کے پانی کو حوض میں لاتا رہتا ہے ۔

لطفِ شاہنشاہِ جانِ بے وطن		چوں اثر کردست اندر کُلِ تن

لغات، شاہنشاہ کی اضافت جان کے ساتھ بیانی ہے ۔ جان کو مدبر بدن اور متصرف قوئی و جوارح ہونے کے لحاظ سے شاہ یعنے حکمران جسم اور فرماں روائے بدن کہدیا ۔ بے وطن، پردیسی ۔ روح کی بے وطنی سے مراد یہ ہے ۔ کہ اس چیز کا جس کا کوئی خاص مکان و مقام نہیں ۔ لامکان ۔ آکر محبوس جسم ہونا گویا اپنے وطن سے دوری ہے ۔

ترجمہ روح جو غریب الوطن بادشاہ ہے ۔ دیکھو اس کی لطافت نے تمام جسم میں کیا اثر کر رکھا ہے ۔

مطلب ۔ جسم ایک جماد ہے ۔ اور روح کے بغیر اس میں کوئی حس و حرکت نہیں ہوسکتی ۔ مگر روح کی بدولت اس کی رگ رگ میں آثار حیات نمایاں ہیں ۔ روح کے تصرف سے وہ حس و حرکت اس میں موجود ہے ۔ جو صدہا افعال کے باعث ہے ۔

لطفِ عقلِ خوش نہادِ خوش نسب		چوں ہمہ تن را در آرد در ادب

ترجمہ (اور) عقل نیک نہاد و پاک نسبت کی لطافت (کو دیکھو کہ) تمام جسم (اور جوارح کو) کس طرح مہذب بنا دیتی ہے ۔ نظامی رحمہ

خرد است آں کہ ز و رسد یاری		ہمہ داری اگر خرد داری
واں فرشتہ کہ آدمی لقب ست		زیرکا نند زیرکی عجب ست

عشقِ شنگِ بے قرارِ بے سکوں		چوں در آرد کُلِ تن را در جنوں

لغات ۔ شنگ، شوخ ۔ بے سکون، بے چین ۔

ترجمہ عشق شوخ اور بے قرار اور بے چین کو دیکھو کہ، تمام جسم کو کس طرح مبتلائے دیوانگی کر دیتا ہے ۔

فیضی غفرلہٗ

دیباچۂ عاشقی جنون است — دریاب کہ ایں جنوں فسون است

باعشق وجنوں خرد بدل کن — درکاسۂ سرودیدہ حل کن

ایں عشق کہ ہست بیخود از خویش — نے شاہ شناسد و نہ درویش

قال العشم عشق درآمد زدر گفت سَلَامٌ عَلَیْکَ — عقل بروں شد زسر گفت سَلَامٌ عَلَیْکَ

لُطفِ آبِ بحر کو چوں کوثر است — سنگریزہ اش جملہ دُرّ و گوہر است

ترجمہ (اور) اس دریا کے پانی کی لطافت (دیکھو) جو مثل کوثر ہے۔ اس کے سنگریزے تمام موتی اور جواہرات ہیں۔

ہر ہنر کاستاداں معروف شد — جانِ شاگردش بداں موصوف شد

لغات کاستا، کہ استاد کا مخفف ہے۔ معروف مشہور، شہرۂ آفاق۔ موصوف، متصف۔

ترجمہ۔ (اسی طرح) جس فن میں کوئی اُستاد مشہور ہو۔ اس کے شاگرد کی طبیعت اِس فن سے متصف ہوتی ہے۔

پیشِ استادِ اُصولی ہم اُصول — خوانداں شاگردِ چیستِ باوصول

لغات۔ اصولی، علم اصول کا ماہر۔ اصول، جمع اصل جس کے معنے جڑ کے ہیں۔ اصطلاح میں کسی علم کے قواعد کلیہ اور احکام جامع کے مجموعہ کو اس علم کے اصول کہتے ہیں۔ مثلاً اصول تفسیر، اصول حدیث، اصول فقہ، مگر مطلق اصول کے کلمہ سے زیادہ تر اصول فقہ سے مراد لی جاتی ہے۔ اور یہ اس علم کا نام ہے جس میں ان قاعدوں اور طریقوں کے متعلق بحث کی جاتی ہے۔ جن کی رو سے احکام شرع کے چاروں ماخذوں یعنے کتاب۔ سنت۔ اجماع۔ قیاس سے احکام اخذ اور مسائل استنباط کئے جاتے ہیں۔ چیست ہوشیار، ذہین۔ مستعد۔ باوصول، منتہی، کامیاب، فارغ التحصیل ہونے والا۔

ترجمہ۔ چنانچہ علم اصول کے استاد کے سامنے ایک مستعد کامیاب شاگرد علم اُصول ہی پڑھتا ہے۔

پیشِ استادِ فقیہ آں فقہ خواں — فقہ خواند نے اُصول و نے بیاں

لغات۔ فقیہ، علم فقہ کا ماہر۔ فقہ، فاء کے کسرہ قاف ساکن اور ہائے ملفوظ کے ساتھ دانائی۔ اصطلاح میں احکام شرع کا علم جو کتاب و سنّت سے استنباط کئے گئے ہوں۔ بیان، ایک علم کا نام ہے جس کے ذریعہ سے ایک معنے کو مختلف طریقوں سے ادا کرنا آجاتا ہے۔

ترجمہ۔ علم فقہ پڑھنے والا (شاگرد، فقیہ استاد کے سامنے فقہ ہی پڑھتا ہے (علم) اصول اور (علم) بیان نہیں (پڑھتا)۔

پیشِ اُستادے کہ او نحوی بود — جانِ شاگردش ازاں نحوی شود

لغات۔ نحوی، علم نحو پڑھا ہوا۔ نحو وہ علم ہے جس میں عربی زبان کے کلمات کے اعراب اور انکے آپس کے تعلقات کا پتہ لگتا ہے۔

ترجمہ۔ اس استاد کے سامنے جو نحوی ہو۔ شاگرد کی روح اس (کے فیض تعلیم) سے نحوی بن جاتی ہے۔

باز اُستادے کہ آں محوِ رہ است — جانِ شاگردش ازاں محوِ شہ است

لغات - رہ، طریقت - طریق سلوک - شہ، ذات حق +

ترجمہ - پھر یہ استاد محو طریقت ہے - اس کے شاگرد کی جان اسی کی بدولت شاہ حقیقی کے جمال میں محو ہے +

مطلب - ان تمام مذکورہ بالا نظائر و امثال میں مقصود مشترک یہ ہے - کہ ایک بڑے آدمی کا اثر اس کے ماتحت لوگوں پر ضرور پڑتا ہے - جو اوصاف اور خاص باتیں اس بڑے آدمی میں ہوں گی - ان کا عکس ماتحتوں کے اخلاق و اطوار میں ضرور نمایاں ہوتا ہے - چنانچہ اس بادشاہ کے جود و کرم اور لطف و سخا کا اثر اس کے ملازموں پر اس قدر تھا - کہ وہ سب بجائے خود جواد و کریم اور سخی تھے +

زیں ہمہ انواع دانش روزِ مرگ — دانشِ فقر ست سازِ راہ و برگ

لغات، انواع دانش، اقسام علوم - دانش فقر، علم طریقت، علم سلوک - ساز، سامان - برگ، توشہ +

ترجمہ، ان تمام مذکورہ علوم میں سے موت کے روز علم فقر ہی راہِ (آخرت) کیلئے توشہ اور سامان (کا کام دیتا) ہے +

مطلب - یہاں سے مولانا رح انتقال فرماتے ہیں اس بیان کی طرف کہ مذکورہ تمام علوم گو کسی درجے میں کمال ہیں لیکن موت کے وقت علم فقر ہی کام دیتا ہے - باقی سب الفاظ و اصطلاحات ہیں - جو یہاں کے یہاں رہ جاتے ہیں +

رفع اشتباہ - موت کے وقت کام نہ دینے والے علوم سے دینیات کے سوا باقی علوم مراد ہیں - مثلاً علم منطق، حکمت، فلسفہ، شعر، لغت، معانی، بیان، وامثالہا - اس سے تفسیر و حدیث اور فقہ وغیرہ علوم دینیہ مراد نہیں کیونکہ یہ علوم طریقت سے جدا نہیں ہیں - بلکہ انہی علوم پر عمل کرنے کا نام طریقت ہے - چنانچہ کتب فن میں تصوف و طریقت کی تعریف یوں لکھی ہے هُوَ مَعْرِفَةُ طُرُقِ تَعْمِيْرِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ یعنے تصوف یہ ہے کہ اپنے ظاہر و باطن کی تعمیر کے طریقے معلوم کئے جائیں - اور باطن کی تعمیر کتاب اللہ سے اعتبار و استبصار اور اسوۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے سے میسر ہوتی ہے، اور ظاہر کی تعمیر فقہ پر عمل پیرا ہونے سے ممکن ہے - اور یہ سب علوم دینیہ ہیں - اور اوپر کے ایک شعر میں جو موت کے وقت بیکار رہ جانے والے علوم میں فقہ اور اصول کو شامل کیا ہے تو اس سے وہ فقہ اور اصول فقہ مراد ہے جس پر عمل کر کے اس کو وسیلۂ قرب نہ بنایا جاوے +

ماجرائے مردِ نحوی در کشتی با کشتیبان و جواب دادن او

ایک عالم نحو کی گفتگو ملاح کے ساتھ کشتی کے اندر اور اس کا جواب

آں یکے نحوی بہ کشتی در نشست — رو بکشتی باں نمود آں خود پرست

ترجمہ - ایک نحوی کشتی میں سوار ہوا - (اثنائے راہ میں) وہ خود پرست نحوی، کشتیبان سے مخاطب ہوا +

گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا — گفت نیم عمرِ تو شد بر فنا

ترجمہ (اور) کہا تو نے کچھ نحو پڑھی ہے؟ وہ (بیچارہ) بولا نہیں (نحوی نے) کہا - تیری آدھی عمر برباد ہو گئی +

دل شکستہ گشت کشتیباں زتاب — لیک آندم گشت خاموش از جواب

ترجمہ - کشتیبان پیچ و تاب کھا کر دل شکستہ ہو گیا - لیکن اس وقت (چپ ہو رہا - کوئی) جواب نہ دیا +

بادِ کشتی را بگرداب بے فگند		گفت کشتیباں بداں نحوی بلند

ترجمہ (اتنے میں) ہوا نے کشتی کو بھنور میں ڈال دیا۔ تو کشتیبان نے بآواز بلند نحوی سے پوچھا +

ہیچ دانی آشنا کردن بگو		گفت نے، از من تو سبّاحی مجو

لغات۔ آشنا کردن یا آشنا کردن، تیرنا۔ سبّاحی بہ تشدید بائے موحدہ تیرنا، سبّاح کے معنی تیراک جو عربی لفظ ہے بقاعدۂ فارسی اس پر یائے مصدری داخل ہے +

ترجمہ۔ کیوں جی یہ بتاؤ کچھ تیرنا بھی جانتے ہو۔ اُس نے کہا۔ نہیں۔ مجھ سے تیراک ہونے کی توقع نہ رکھو +

گفت کُلِّ عُمرت اے نحوی فناست		زانکہ کشتی غرق در گردابہاست

ترجمہ (کشتیبان نے) کہا۔ نحوی صاحب! اجی آپ کی ساری عمر برباد ہو رہی ہے۔ کیونکہ کشتی بھنور کے چکروں میں غرق (ہونے والی) ہے +

محو مے باید نہ نحو ایں جا بداں		گر تو محوی بے خطر در آب راں

لغات۔ محو، فنا، استغراق تام۔ محوی۔ محو ہستی، یائے خطاب ہے۔ راں، چل۔ چلے چلو +

ترجمہ۔ یاد رکھو کہ اس جگہ محو چاہیئے۔ نہ کہ نحو۔ اگر تم محو ہو تو بلا خوف (سلوک کے) دریا میں کود پڑو +

مطلب۔ یہ تطبیق کی تقریر ہے۔ یعنے جس طرح کشتی کے ڈوبنے کے وقت تیراکی کی ضرورت تھی۔ نہ کہ نحو کی۔ اسی طرح راہ حق کے طے کرنے میں علم فنا کی ضرورت ہے۔ نحو وغیرہ علوم رسمی کار آمد نہیں ہو سکتے۔ اگر تم علم حاصل کر چکے ہو تو بلا خطر اپنے آپ کو بحر طریقت یعنے راہ حق اور اسرار سلوک کے دریا میں ڈال دو۔ ڈوبنے کا اندیشہ نہیں۔ اور اس کی وجہ آگے بیان فرماتے ہیں +

آبِ دریا مردہ را بر سر نہد		ور بود زندہ ز دریا کے رہد

ترجمہ۔ کیونکہ دریا کا پانی مردے کو اپنے اوپر اٹھا لیتا ہے۔ اگر زندہ ہو تو دریا (میں ڈوبنے) سے کب بچ سکتا ہے

مطلب۔ مقام فنا پر فائز ہونے والا ہے۔ اختیاری موت کے ساتھ مردہ ہو چکتا ہے۔ اس لئے دریائے معرفت میں غرق ہونے کا خوف نہیں۔ کیونکہ مردہ دریا میں سطح پر تیرتا رہتا ہے۔ ڈوبتا نہیں +

چوں بمردی تو ز اوصافِ بشر		بحرِ اسرارت نہد بر فرقِ سر

ترجمہ۔ جب تم اوصاف بشریہ سے فنا ہو جاؤ گے۔ تو اسرار کا سمندر تم کو اپنی سطح بالائی پر اٹھا لیگا +

اے کہ خلقاں را تو خر مے خواندۂ		ایں زماں چوں خر بریں یخ ماندۂ

ترجمہ۔ اے (علم ظاہری کے گھمنڈ میں) لوگوں کو گدھا کہنے والے۔ اس وقت (تم جیسے نیا میں) اس طرح دھنس رہے ہو

جس طرح برف میں گدھا +

مطلب - جو شخص اپنے علم کے گھمنڈ میں بے علم لوگوں کو بنظر حقارت دیکھتا ہے - اُس کو مرتے وقت معلوم ہو جاتا ہے - کہ وہ خود علم کے مقتضا سے کس قدر دور رہا اور علم کے ثمرات سے کتنا تہیدست تھا - اور مال و دولت کی محبت اس کے دل و جان پر کس قدر مستولی تھی - حتٰے کہ مرتے وقت اس کا دل اس مال کے خیال میں ڈوب رہا ہے - جس کو وہ عنقریب پیچھے چھوڑ جانے والا ہے - سعدی رح ؎

مرد درویش کہ بار ستم فاقہ کشید | بدر مرگ ہمانا کہ سبکبار آید
وانکہ در دولت و در نعمت و آسانی زیست | مردنش زین ہمہ شک نیست کہ دشوار آید
بہمہ حال اسیرے کہ ز بندے بجہد | خوشتر ز ش وال زامیرے کہ گرفتار آید

گر تو علّامہ زمانی در جہاں | نک فنائے ایں جہاں بیں ایں زماں

لغات - علّامہ، بہت بڑا عالم - علّامہ زمانی، تو عالم عصر کا یکتا ہے - یائے خطاب رابطہ جملہ ہے +

ترجمہ - اگر تم علامہ زمان بھی ہو - تو کیا، دیکھو اس وقت (عند الموت) دنیا (تمہارے اعتبار سے) فنا ہو رہی ہے +

مطلب - مثل مشہور ہے - کہ جی ہے تو جہان ہے - جو شخص دنیا سے رخصت ہو رہا ہے - اور تمام خویش و اقارب اور دوست و احباب کا داغ جدائی اٹھا رہا ہے - اپنے تمام جمع کئے ہوئے مال و زر اور مہیا کئے ہوئے سر و سامان سے دست بردار ہو رہا ہے - اس کے لحاظ سے تو گویا یہ ساری کائنات فنا ہو رہی ہے - چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ یعنے جو شخص مر گیا اس کی تو قیامت آگئی +

مرد نحوی را ازاں در دوختیم | تا شما را نحو محو آموختیم

لغات - دوختن سی دینا، یہاں منسلک کر دینا مراد ہے - نحو، طریقہ +

ترجمہ - ہم نے نحوی کا قصہ (اس سلسلہ بیان میں) اسلئے منسلک کر دیا - کہ تم کو نحو کا طریقہ بتایا جائے +

فقہ فقہ و نحو نحو و صرف صرف | در کم آمد یابی اے یار شگرف

لغات - فقہ فقہ اور نحو نحو، اور صرف صرف سے مراد ہر علم کا مغز مقصود ہے - کم آمد، فنا - شگرف، اچھا، پسندیدہ نیک +

ترجمہ - اے پسندیدہ رفیق علم فقہ علم نحو اور علم صرف کا اصلی مغز و مقصود فنا و محویت میں تم کو حاصل ہوگا +

آں سبوئے آب دانشہائے ماست | واں خلیفہ دجلۂ علم خداست

ترکیب - خلیفہ مضاف الیہ اور اس کا مضاف دجلہ محذوف ہے - یا خلیفہ دجلہ میں اضافت مقلوب ہے +

ترجمہ - وہ پانی کا گھڑا گویا ہماری عقلیں ہیں - اور وہ خلیفے کا دجلہ علم خدا ہے +

مطلب - اس بیان کا ربط قصے کے اس شعر سے ہے کہ "آں سبوئے آب را در پیش داشت" اب بطور انتقال فرماتے ہیں - کہ اس سبو کا پانی گویا ہمارا علم ہے - اور خلیفے کا دریائے دجلہ علم خدا کی مثال ہے +

ما سبوہا پُر بدجلہ میبرویم گرنہ خرد انیم ما خود را خریم

ترکیب۔ ماذو الحال سبوہا پُر اس کا حال ہے۔ گرنہ خرد انیم خود را جملہ فعلیہ شرط جس میں نہ دانیم فعل با فاعل خود را مفعول بہ اول خر مفعول بہ ثانی ہے۔ اور پھر خریم جملہ اسمیہ جزائے شرط +

ترجمہ۔ ہم (بھی) گھڑے (پانی سے) بھر کر (خواہ مخواہ) دریائے دجلہ کی طرف لئے جا رہے ہیں۔ اگر ہم اپنے آپ کو (اس احمقانہ فعل پر) احمق نہ سمجھیں تو نرے گدھے ہیں۔ مطلب۔ خداوند علیم و حکیم کے معاملات میں اپنی عقل ناقص سے دخل در معقول کے مرتکب ہونا ایک احمقانہ فعل ہے۔

آں عرب بارے بداں معذور بُود کو ز دجلہ غافل و بس دُور بُود

ترجمہ۔ خیر وہ عرب تو بیچارہ معذور بھی تھا۔ کیوں کہ اس کو دجلہ کا علم نہ تھا۔ اور اس سے دُور رہتا تھا +

گر ز دجلہ با خبر بُودے چو ما او نبردے آں سبو را جا بجا

ترجمہ۔ اگر ہماری طرح (کہ کمالات حق سے باخبر ہیں) اس کو دجلہ کا علم ہوتا۔ تو وہ اس گھڑے کو (اتنی دور تک) منزل بہ منزل نہ لے جاتا +

بلکہ از دجلہ اگر واقف بُدے آں سبو را بر سرِ سنگے زدے

ترجمہ۔ بلکہ اگر وہ دجلے سے واقف ہوتا۔ تو اُس گھڑے کو کسی پتھر پر دے مارتا +

مطلب۔ ہم اپنے ناچیز علم و فضل کی بضاعت مزجاۃ کو کس منہ سے درگاہ حق میں پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ جو کمالات کا بحر بے پایاں۔ اور فضائل کا قلزم ناپیدا کنار ہے۔ ہماری مثال اس نادان اعرابی کی سی ہے۔ جو اس فرمانروائے عالیشان کے حضور میں جنگل کے کسی گڑھے کا پانی بطور پیشکش لے چلا ہے۔ جو دجلہ کے سے خوشگوار و شیریں پانی کے دریا کا مالک ہے۔ مگر ہماری حالت اس اعرابی کی حالت سے بھی زیادہ قابل شرم ہے۔ کیوں کہ وہ بیچارہ تو اپنی دانست میں اپنے پانی کو بے مثال و بے نظیر سمجھتا تھا۔ اس نے دریائے دجلہ نہ دیکھا تھا نہ سنا تھا۔ اس لئے وہ اپنے اس فعل میں ایک بڑی حد تک معذور تھا۔ بخلاف اس کے ہم اس بحر کل اور اس دریائے وحدت کو جانتے ہیں۔ اور اس کی امواج کمالات کی بے پایانی بھی ہماری نظر میں ہے۔ پھر اپنے محقر علم و ہنر کا مشکیزہ اس کی پیشکش کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ یعنے اپنے محدود مبلغ علم پر ناز و فخر کرتے ہیں۔ یہ ہماری کتنی شوخی ہے +. سعدی رح

گل آورد سعدی سوئے بوستاں بشوخی چو فلفل بہندوستاں

اب آگے ہدایت فرماتے ہیں:۔

آں سبوئے ننگ پُر ناموس ننگ شد حجاب بحر زن او را بسنگ

لغات۔ ناموس و ننگ، شرم و عار۔ زن صیغہ امر ہے زدن سے +

ترجمہ۔ یہ (تمہاری ہستی کا) گھڑا جو ننگ (سے۔ اور اپنی بے وقعتی و بے حقیقتی کی وجہ سے) قابل شرم و عار ہے۔ بحر (کمالات حق) کے لئے حجاب بن رہا ہے۔ اس لئے اس کو (مجاہدہ کے) پتھر پر دے مارو۔

(تاکہ مانع مرتفع ہو اور ذات حق تک رسائی حاصل ہو جائے) +

حافظ رح — میان عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست — تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز
جامی رح — عمرےست دل بمہر و وفائے تو بستہ ایم — ہیچ مدبا تو کردہ واز خود گسستہ ایم
صائب رح — حق پرستی قطرہ را در کار دریا کردن است — خود ستائی بحر را در قطرہ پیدا کردن است
وتمم ماقیل — چوں حباب از قید خود وا مے شود — راست مے گوئیم کہ دریا مے شود

قبول کردن خلیفہ ہدیہ را و عطا فرمودن باکمال بے نیازی ازاں ہدیہ

خلیفے کا ہدیئے کو قبول کرنا اور انعام دینا۔ باوجودیکہ وہ اس ہدیئے سے بالکل بے نیاز تھا +

چوں خلیفہ دید احوالش شنید — آں سبو را پُر ز زر کرد و مزید

ترجمہ۔ جب خلیفہ نے اس کو دیکھا۔ اور اس کا حال سنا۔ تو اس گھڑے کو اشرفیوں سے بھر دیا۔ اور اس سے کچھ زیادہ انعام بھی دیا +

داد بخششہا و خلعتہائے خاص — آں عرب را کرد از فاقہ خلاص

لغات۔ خلعت، خا کے کسرہ سے۔ خلع کے معنی اتار ڈالنا خلعت سلاطین و امراء کے وہ اعلےٰ لباس جس کو وہ اتار کر کسی کو بطور انعام دیں۔ پھر یہ لفظ ہر انعامی پوشاک کے لئے استعمال ہونے لگا۔ اگرچہ وہ انعام دینے والے کے استعمال میں نہ آئی ہو۔ خلاص۔ رستگار۔ عذاب +

ترجمہ (اسکو) خاص انعامات اور خلعتیں عطا فرمائیں (اور) اس عرب کو محتاجی سے آزاد کر دیا +

پس نقیبے را بفرمود آں قباد — آں جہانِ بخشش و آں بحرِ داد

لغات۔ قباد، بضم قاف سلاطین کیانی میں سے ایک نامی و گرامی بادشاہ کا نام تھا۔ نوشیرواں کے باپ کا نام بھی تھا تعظیماً ہر بادشاہ کو قباد کہہ دیتے ہیں +

ترجمہ۔ پس اس عالیجاہ بادشاہ نے جو گویا بجائے خود بخشش کا ایک جہان اور انصاف کا ایک دریا تھا اپنے ایک نقیب کو حکم دیا کہ:۔

کیں سبو پُر زر بدستِ او دہند — چونکہ وا گردد سوئے دجلہ برند

ترجمہ۔ کہ یہ اشرفیوں سے بھرا ہوا گھڑا اس کے ہاتھ میں دو۔ اور جب واپس جائے تو اس کو دجلہ کی طرف لیجاؤ +

از رہِ خشک آمدست و از سفر — از رہِ دجلہ اش بود نزدیک تر

ترجمہ۔ وہ (بیچارہ) خشکی کے راستے سے (پیدل) سفر کر کے آیا ہے۔ اور (اس لحاظ سے) دجلے کی راہ سے اُس کو

منزل زیادہ نزدیک (معلوم) ہو گی+

چوں بکشتی در نشیند رنج راہ خود فراموشش شود ایں جایگاہ

لغات - رنج راہ، سفر کی تکان - صعوبت سفر - جایگاہ، جگہ+
ترجمہ - جب کشتی میں بیٹھے گا - تو اس جگہ اس کو سفر کی تکان بھول جائے گی+

ہمچناں کردند و دادندش سبو پر زر و بردند تا دجلہ دو تو

لغات - دو تو اور دوتا مرادف ہیں دو بالا کے - دوگنا - دو چند - دوہرا+
ترکیب - پُر زر صفت ہے سبو کی دو تو صفت ہے لطف کی جو محذوف ہے - موصوف وصفت مل کر بدل ہوا بروں مقدر کا جو مفعول مطلق ہے بردند کا+
ترجمہ - ان (ملازم) لوگوں نے ایسا ہی کیا - اور اشرفیوں سے بھرا ہوا گھڑا اس کو دیا - اور اس کو دجلے کی طرف لے گئے - جو کہ دوہرا لطف اور مزا تھا+

چوں بکشتی در نشست و دجلہ دید سجدہ مے کرد از حیا و مے خمید

لغات - سجدہ - بالفتح - و بالکسر خاکساری کرنا - زمین پر سر رکھنا اور اصطلاح شرع میں ایک خاص عبادت کا نام ہے - یہاں پہلے معنے مراد ہیں - کیوں کہ ندامت سرنگوں ہونے کو مستلزم ہے - نہ کہ سجدہ شکر کو - خمیدن جھکنا، خم ہونا+
ترجمہ - جب کشتی میں بیٹھا - اور اس نے دریائے دجلہ دیکھا - اور مارے شرم کے جھکا پڑتا تھا اور سرنگوں ہوتا تھا+

کاے عجب لطف آں شہ وہاب را ویں عجب ترکو ستد آں آب را

لغات - کاے - کہ اے - وہاب، صیغہ مبالغہ ہے واہب سے - بہت بڑا سخی - لکھ داتا - اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک اسم ہے - ستد فعل مضارع ستاندن سے+
ترجمہ - کہ اس لکھ داتا بادشاہ کی (بے نظیر) مہربانی پر تعجب ہے (کہ اس قدر انعام دے ڈالا) اور یہ اور بھی تعجب کی بات ہے - کہ وہ ایسے (حقیر) پانی (کا ہدیہ) قبول کر لیتا ہے+

چوں پذیرفت از من آں دریائے جود آنچناں جنس دغل را زود زود

لغات - پذیرفتن، قبول کرنا - جنس - مال - شئے - دغل - کھوٹی - کم قیمت - ناکارہ+
ترجمہ - اُس دریائے سخاوت نے ایسی کھوٹی جنس فی الفور مجھ سے کیوں کر قبول کر لی+

کُل عالم را سبو داں اے پسر کاں بود از لطف و خوبی تا بسر

لغات - تا بسر، مُنہ تک - بھرا ہوا - پُر - لبریز+

ترجمہ - اے عزیز! تمام عالم کو ایک گھڑا سمجھو - جو لطف اور خوبی سے بھرا ہوا ہے +

مطلب - یہاں سے تشبیہ مذکورہ سابق کا اعادہ فرماتے ہیں - کہ ہماری ہستی و کمالات گویا سبو ہے پر آب ہے جو کمالات الٰہیہ کے بحر مواج کے آگے بے حقیقت ہے - مزید توضیح کے لئے اس مضمون کا اعادہ فرمایا +

قطرۂ از دجلۂ خوبیِ اوست — کاں نمے گنجد زپُرّی زیرِ پوست

لغات - خوبی کی یا مشدد پڑھی جاتی ہے - ضرورت اس بیقاعدگی کے جواز کی متقاضی ہے - پُرّی کی راء سے مشدد بھی بوجہ ضرورت شعر ہے - یائے مصدری ہے - زیرِ پوست نگنجیدن - پھولا نہ سمانا - دائرۂ اعتدال سے نکل نکل پڑنا +

ترکیب - یہ شعر گویا خبر ہے - اور شعر سابق مبتدا تھا - کاں نمے گنجد الخ یا تو بیان ہے قطرہ کا یا دجلہ کا ان دونوں تقدیروں پر معنے کا پر لطف تفاوت ملاحظہ ہو +

ترجمہ (۱) - (یہ گھڑا) جو اپنی فراوانی (کے زعم باطل) سے پھولا نہیں سماتا - اس دریائے جمال اکمل کے سامنے ایک قطرہ ہے +

(۲) (یہ گھڑا) اس دریائے جمال اکمل کے سامنے ایک قطرہ ہے - جو اپنی بے پایانی کے باعث حدود سے باہر نکلا پڑتا ہے (یہ ترجمہ بلحاظ سیاق زیادہ مناسب ہے) +

گنجِ مخفی بُد زپُرّی چاک کرد — خاک را تاباں تر از افلاک کرد

ترجمہ - وہ (جمال الکل) ایک مخفی خزانہ تھا - جو اپنی کثرت کے سبب سے باہر نکل پڑا - اُس نے خاک کو آسمانوں سے زیادہ درخشاں کر دیا +

مطلب - اس میں ایک حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے - یعنی حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا اے میرے پروردگار تو نے مخلوق کو کیوں پیدا فرمایا ہے - ارشاد ہوا کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ یعنے میں ایک خزانہ پنہاں تھا - پھر مجھ کو یہ بات پسند آئی - کہ میں معروف ہو جاؤں - تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا - تاکہ مجھے پہچانا جائے - یعنے ذات اور اسماء و صفات کی تمام قابلیتیں مظاہر میں ظاہر و نمایاں ہو جائیں -

نکو رو تاب مستوری ندارد — چو در بندی سر از روزن برآرد

خاک کو تاباں کر دینے سے یہ مراد ہے - کہ انسان کو جو خاک سے پیدا کیا گیا ہے بسبب جامعیت تمام اجسام و اجرام سے افضل و اکرم بنا دیا نیز حدیث ان اللّٰہ خلق الخلق فی ظلمۃ ثم رش علیہ من نورہ میں بھی اس کا اشارہ ہے - یعنے بیشک اللہ نے مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا - پھر اس کو اپنے نور سے منور کر دیا +

گنجِ مخفی بُد زپُرّی جوش کرد — خاک را سلطانِ اطلس پوش کرد

ترجمہ - وہ (جمال الکل) ایک چھپا ہوا خزانہ تھا - جو اپنی فراوانی سے جوش میں آیا - خاک (سے پیدا ہونے والے انسان) کو ایسا سلطان بنا دیا جو عزت و حکمت کا اعلےٰ لباس پہنتا ہے +

ترجمہ۔ ذات حق کو ایک خزانہ سے جو تشبیہ دی ہے۔ تو اس کی فراوانی اور پہلے خفا پھر ظہور کے لحاظ سے دی ہے اور اس میں خزانہ کا بطن زمین سے اضطراراً نکل پڑنا معاذ اللہ داخل تشبیہ نہیں ہے۔ کیونکہ ذات حق اضطرار و مجبوری سے منزہ ہے + ذات حق کے حسن اکمل اور جمال اتم پر وہ حدیث ناطق ہے۔ جو صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ اِنَّ اللہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ یعنے اللہ صاحب جمال ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ خاک کو افلاک سے زیادہ تاباں۔ اور سلطان اطلس پوش بنانے سے مقصود یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اپنے ذات و صفات کی مظہریت کیلئے تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اختصاص بخشا عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن اکرم علی اللہ من بعض ملائکتہٖ رواہ ابن ماجۃ یعنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ کے نزدیک مسلمان آدمی اس کے بعض فرشتوں سے زیادہ باعزت ہے (مشکوٰۃ) حتی کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بعض خاص بندوں کو اپنی صفات کا فیض خاص عطا فرمایا ہے۔ جیسے کہ بیہقی کی حدیث میں ہے قَالَ اللہُ تَعَالیٰ اُعْطِیْھِمْ مِنْ حِلْمِیْ وَعَقْلِیْ یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ میں بندوں کو اپنا حلم اور اپنا علم دوں گا۔ اسی لئے انسان کو بمقابلہ دوسری مخلوقات کے ذات و صفات حق کا مظہر واتم کہتے ہیں:۔ ؎ جامی رح

تا شدی ظاہر بایں لطف و جمال ارباب دل — شنفق گشتند در تفصیل انسان بر ملک

ور بدیدے قطرہ از دجلہ خدا — آں سبو را او فنا کردے فنا

ترجمہ۔ اگر کوئی شخص خدا کے دریائے (کمالات) کا ایک قطرہ بھی دیکھ لیتا۔ تو (اپنے) اس (محدود فضل وہنر) کے سبو کو توڑ پھوڑ کر نابود کر دیتا +

مطلب۔ ہر شخص کی ہستی اور اس کے کمالات حق تعالےٰ کی ہستی و کمالات کے آگے اس قدر ناچیز و بے حقیقت ہیں۔ جیسے دجلہ اور آب دجلہ کے سامنے ایک گھڑا اور اس کا پانی۔ اگر کوئی ایسا مدعی کمال دجلہ خداوندی کا ایک قطرہ بھی دیکھ لیتا۔ یعنے کمالات الٰہیہ کا ایک شمہ بھی اس پر منکشف ہو جاتا۔ اور شمے سے زیادہ اس پر منکشف بھی کیا ہو سکتا ہے جبکہ واجب کے کمالات کا احاطہ ممکن کیلئے محال ہے۔ تو وہ اپنے سبوئے ہستی و کمال کو فنا کر دیتا۔ یعنے ایسی ریاضات و مجاہدات کرتا کہ ذوقاً و حالاً اس کی نظر میں اپنی ہستی اور اپنے کمالات کالعدم ہو جاتے ؎ جامی رح

خوش آں کس کو رہائی یابد از خویش — نسیم آشنائی یابد از خویش
کند در دل چناں جا دلبرے را — کہ گنجائش نماند دیگرے را
نہ بوئے باشدش از خود نہ رنگے — نہ صلحے باشدش باکس نہ جنگے
نیارد خویشتن را در شمارے — نگیرد پیش غیر از عشق کارے

وانکہ دیدندش ہمیشہ بیخوداند — بیخودانہ بر سبو سنگے زدند

ترجمہ۔ اور جن لوگوں نے اس (کے دریائے کمالات کے قطرہ) کو دیکھا ہے۔ وہ ہمیشہ بیخود ہیں۔ انہوں نے بے خودوں کیطرح (اپنی ہستی کے) گھڑے پر پتھر مارا ہے +

مطلب۔ جن لوگوں پر حق تعالےٰ کی ہستی اور اس کے کمالات کا انکشاف ہو گیا ہے۔ وہ ہستی کے دعوٰی سے دست بردار ہو گئے۔ اور انہوں نے ریاضت و مجاہدہ سے اپنے وجود کو ذوقاً و وجداناً فنا کے درجے پر پہنچا لیا +

صائب رح

خود داریٔ سپند و ساتش بود محال | خالی ست جائے من بجریمے کہ جائے تست

اے ز غیرت بر سبُو سنگے زدہ | آں سبُو ز اشکست کامل تر شدہ

ترجمہ - اے (شخص) جس نے (اس) غیرت سے (کہ ذات واجب کے آگے ممکن کی پائیداری درست نہیں) اپنی ہستی کے گھڑے پر پتھر مارا ہے (مغموم نہ ہونا کیوں کہ) وہ گھڑا ٹوٹ کر اور بھی کامل ہو گیا +

مطلب - یہاں اہل فنا کو خطاب فرماتے ہیں - کہ اے مقام فنا میں پہنچنے والو تم فنا و نیستی کو اپنے لئے موجب نقصان نہ سمجھو - کیوں کہ صفات بشریہ سے فنا ہونے کی بدولت بقا بالصفات الالہیہ حاصل ہوتی ہے - جو بقائے صفات بشریہ کے معاملے میں ایک بلند ترین درجہ اور رفیع الشان رتبہ ہے - صائب رح

پختگی پیداست چوں آتش ز رنگِ رو ما | فتح ما آزاد مرداں در شکستِ خود بود

خُم شکستہ آب ازاں ناریختہ | صد درستی زیں شکست انگیختہ

ترجمہ - یہ خم (ہستی) ٹوٹ گیا - مگر اس سے (صفات کمال کا) پانی نہیں گرا - (بلکہ) اس شکستگی سے سینکڑوں درستیاں پیدا ہو گئیں + صائب رح ؎

با شکست کز و کار ہا درست شود | کلید رزق گدا پائے لنگ و دستِ شل است

شکوہ بحر از امواج آشکارا بود | یکے ہزار شود ہر دلے کہ پارہ شود

جزو جزوِ خُم برقص ست و بحال | عقلِ جزوی را نمودہ ایں محال

لغات - عقل جزوی، ناقص عقل، جزئیات میں بھٹکنے والی عقل - جو حقائق کلیہ اور دقائق عالیہ سے نابلد ہو +

ترجمہ (ٹوٹے ہوئے) خم کا ٹکڑا ٹکڑا رقص و حال میں ہے (اور) یہ بات اہل فلسفہ کی ناقص عقل کو محال نظر آتی ہے

مطلب - اوپر فرمایا تھا - کہ اس وجود کی شکستگی میں صدہا درستیاں مضمر ہیں - یعنی اس سے علوم و اسرار حاصل ہو جاتے ہیں اور کہا تھا - کہ خم وجود کے شکستہ ہونے کے باوجود اس کا پانی نہیں گرا - یعنے فنائے ہستی سے صفات کمال زائل نہیں ہوتیں اب فرماتے ہیں کہ وجود کے خم شکستہ کا ٹکڑا ٹکڑا فیضان غیب سے مصروف رقص ہے یعنے اس کی رگ رگ میں محبت و معرفت کا نور سرایت کر رہا ہے - جیسے کہ ترمذی شریف میں یہ دعا مروی ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَ نُوْرًا فِیْ قَبْرِیْ وَ نُوْرًا مِّنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَ نُوْرًا مِّنْ خَلْفِیْ وَ نُوْرًا عَنْ یَّمِیْنِیْ وَ نُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ وَ نُوْرًا مِّنْ فَوْقِیْ وَ نُوْرًا مِّنْ تَحْتِیْ وَ نُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ وَ نُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ وَ نُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ وَ نُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ وَ نُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ وَ نُوْرًا فِیْ دَمِیْ وَ نُوْرًا فِیْ عِظَامِیْ اَللّٰھُمَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا یعنے الٰہی پیدا کر دے ایک نور میرے دل میں اور ایک نور میری قبر میں اور ایک نور میرے سامنے اور ایک نور میرے پیچھے - اور ایک نور میرے دائیں طرف اور ایک نور میرے بائیں طرف اور ایک نور میرے اوپر اور ایک نور میرے نیچے - اور ایک نور میری شنوائی میں اور ایک نور میری بینائی میں اور ایک نور میرے بالوں میں، اور ایک نور میرے ظاہر جسم میں اور ایک نور میرے گوشت میں اور ایک نور میرے خون میں اور ایک نور میری ہڈیوں میں - الٰہی میرے لئے بڑا نور پیدا کر دے اور مجھے نور دیدے - اور مجھے سراپا نور بنا دے (الجامع الصغیر للسیوطی) حضرت حافظ رح نے خوب کہا ہے کہ خدا کی راہ میں اپنے وجود کو فنا کر دو تو نور علیٰ نور ہو جاؤ +

دست از مس وجود چو مردانِ رہ بشو | تا کیمیائے عشق بیابی و زر شوی
از پائے تا سرت ہمہ نورِ خدا شود | در راہِ ذوالجلال چو بے پا و سر شوی

آخر میں فرماتے ہیں۔ کہ اہل فلسفہ ان عجائبات باطن اور اسرار غیب کو نا ممکن سمجھتے ہیں۔ کیوں کہ ان کی نظر مادیات میں محدود و محصور ہے۔ اور اس سے آگے ان کے ذہن و فکر کی رسائی نہیں۔ چونکہ وہ اپنے اسی محدود مایہ علم کو کمال سمجھتے ہیں۔ اس لئے اس علم کے ماورا تمام اسرار ان کے نزدیک غلط ہیں۔ فتوکیل لھم مما یز عمون۔ سعدی ؒ

چو آں را کج بینش شاں راست بود | رو راست در چشم شاں کج نمود
کہ مردارچہ دانا و صاحبدل است | بنزدیک بیدانشاں جاہل است

نے سبو پیدا دریں حالت نہ آب خوش ببیں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

ترجمہ۔ (اس حالت فنا میں) نہ (اس کو اپنا) سبوئے ہستی نظر آتا ہے۔ نہ آب (کمالات) اُس کو اچھی طرح سمجھ لو۔ اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

مطلب۔ مولانا بحر العلوم فرماتے ہیں۔ کہ سبو کے ٹوٹ جانے سے آب سبو تو دریا میں مل جاتا ہے۔ اور سبو کے ٹکڑے اجزائے ساحل بن جاتے ہیں۔ پس امواج دریا کا تلاطم۔ اجزائے خم کا معنوی رقص ہے۔ یعنے سالک کی نظر کر اس کا وجود ظاہری فنا ہو گیا۔ اور جو علوم اس کو پہلے حاصل تھے، وہ بھی سب فنا ہو گئے۔ اس وقت اس کو کوئی علم حاصل نہیں۔ اور ذات حق کے سوا اور کچھ موجود نہیں۔ صاحب کلید فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت سالک کو اپنی ہستی اور کمالات کیطرف التفات نہیں رہتی۔ صرف توجہ الی اللہ والی صفت رہ جاتی ہے۔ اس لئے "نے سبو پیدا" کہا ہے۔ نے سبو باقی نہیں کہا۔ انتہے۔ پہلی تقریر وحدۃ الوجود کی اور دوسری وحدۃ الشہود کی مؤید ہے۔

چوں درِ معنے زنی بازت کنند پرِ فکرت زن کہ شہبازت کنند

لغات۔ "در زدن" دروازہ کھٹکھٹانا۔ "باز" کشادہ۔ "پر" بتشدید مضرور تاآئی ہے۔ صنائع باز اور شہباز میں ایہام تناسب۔

ترجمہ۔ اگر تم معانی و اسرار کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ تو تمہارے لئے کھولدیا جائے۔ فکر کا پر مارو تو تم کو شہباز بنادیں۔

مطلب۔ اوپر اسرار کا ذکر فرما کر کہا تھا۔ کہ عقل جزوی پر ان اسرار کا انکشاف نہیں ہوتا۔ اب اس انکشاف کا طریقہ اور اس کے موانع کا ذکر فرماتے ہیں۔ یعنے ریاضت و مجاہدہ کرو۔ جو گویا دروازہ اسرار کو کھٹکھٹانا ہے۔ پھر دیکھو کیسے انکشافات ہوتے ہیں۔ صائب ؒ

از ریاضت دل اگر آئینہ پرداز شود | چوں صدف مخزنِ چندیں گہر راز شود

پھر فرمایا۔ کہ مراقبات سے عروج روحانی کا قصد کرو۔ تو عروج حاصل ہو جائے۔ صائب ؒ

دریں دریا حباب چہرۂ مقصود می بیند | کہ کرواز کاسۂ زانوئے خود آئینۂ خود را

پرِ فکرت شد گِل آلود و گراں زانکہ گِل خواری ترا گِل شد چو ناں

ترکیب۔ پہلا مصرعہ معلول دوسرا علت ہے۔ گِل خواری میں یاء برائے خطاب رابطہ جملہ ہے۔ ترا متعلق ہے گِل کے۔

ترجمہ - فکر کا پر مٹی سے آلودہ اور بھاری ہو گیا ہے - کیونکہ تو مٹی کھانے والا ہے مٹی تیرے لئے روٹی بن گئی*
مطلب - فرماتے ہیں - کہ روحانی عروج کے لئے پرواز کیا خاک کرو - تمہارا یہ فکر تلذذات دنیویہ کے مٹی گارے سے گل آلود ہو رہا ہے - کیوں کہ تم شہوات نفسانیہ کے عادی ہو رہے ہو - اور حصول لذات کو سامان زندگی سمجھتے ہو*

نان گِل است و گوشت کمتر خور ازیں   تا نمانی ہمچو گِل اندر زمیں

ترجمہ (یہ) روٹی اور گوشت مٹی ہے - اس کو کم کھاؤ - تاکہ تم مٹی کی طرح زمین میں نہ رہ جاؤ*
مطلب - نان و گوشت سے مراد لذات دنیویہ ہیں - یعنی لذات دنیویہ کے دلدادہ نہ بنو - کیوں کہ لذات کی دلدادگی تنزل روحانی کی موجب ہے - صائب رح ؎

دل ز ہوس پاک کن فیض کشائش ببیں   ہر چہ درونِ دل است قفل برونِ دل است

یہ بھی ہو سکتا ہے - کہ نان و گوشت سے حقیقی غذا مراد ہو - اور کمتر خور سے تقلیل غذا کا حکم مقصود ہو - جو منجملہ ریاضات ہے اور تہذیب اخلاق اور تنویر قلب کی تدابیر میں سے ہے - سعدی رح ؎

اندروں از طعام خالی دار   تا درو نور معرفت بینی
تہی از حکمتے بعلت آں   کہ پُری از طعام تا بینی

خاک مے خوردیم عمرے در غذا   خاک ما را خورد آخر در جزا

ترجمہ - ہم عمر بھر غذا میں خاک (کی پیداوار) کھاتے رہے - آخر اسکے عوض میں خاک نے ہم کو کھا لیا - مطلب - کھانے پینے کی لذات کے دلدادہ ہونے کا بُرا نتیجہ بیان فرماتے ہیں کہ ان لذات کے حصول کیلئے جو ہم مٹی کی پیداوار کھاتے ہیں - تو آخر مٹی نے ہم کو بھی کھا لیا - یعنے ہم کو حصول لذت کا بدلہ اٹھانا پڑا - یا ہم حصول لذات میں خاک تیرہ اور عنصر بے نور ہو کر رہ گئے - اختلاف - یہ شعر چاہے نسخے میں نہیں ہے -

چوں گرسنہ مے شوی سگ مے شوی   تند و بد پیوند و بدرگ مے شوی

لغات - گرسنہ - بھوکا - بدپیوند - بداخلاق - بدخو - بدرگ - بدنیت - بدخصلت - ترجمہ - اگر تم بھوکے رہتے ہو تو تمہاری کتے کی سی خصلت ہو جاتی ہے - تم تند مزاج - بد اخلاق اور بدخصلت بن جاتے ہو -

چوں شُدی تو سیر مُردارے شوی   بے خبر چوں نقش دیوارے شوی

ترجمہ - جب تم سیر ہو جاتے ہو تو مردار بن جاتے ہو نقش دیوار کی طرح بے خبر ہو کر رہ جاتے ہو*
مطلب - ان دونوں شعروں میں اس بات کا اشارہ ہے - کہ جس طرح جوع مفرط صحت اور جسم اور بحالی توسلے کیلئے مضر ہے - اسی طرح شکم پری نور قلب اور صفائی باطن کے لئے موجب زیان ہے ان دونوں صورتوں کے درمیان اعتدال کی عادت اختیار کرنی چاہیئے - سعدی رح ؎

نچنداں بخور کز دہانت بر آید   نچنداں کہ از ضعف جانت بر آید

پس دمے مُردار و دیگر دم سگی   چوں کنی در راہِ شیراں خُوش تگی

لغات - سگی، میں یا خطاب کے لئے ہے - خوش تگی، خوش رفتاری، تیز رفتاری، یائے مصدری ہے*
ترجمہ - پس ایک لحظہ کے لئے تو تم مردار ہو، اور دوسرے لحظہ میں مثل سگ ہو - پھر شیروں کے برابر کیوں کر دوڑ سکتے ہو*
مطلب - جو انسان گرسنگی و تشنگی کی شدت سے دہن حرص کھولے رہتا ہے - یا کثرت خوراک سے مست و مدہوش ہو کر

مردہ وار پڑا رہتا ہے۔ وہ اہل سلوک کی معیت سے محروم ہے۔ کیونکہ پہلی صورت میں اس کو فراغ قلب اور توجہ تام حاصل نہیں۔ اور دوسری طاقت میں اس کا صفات باطن اور تیزی ادراک مفقود ہے۔ اور اہل سلوک کی معیت کیلئے یہ باتیں ضروری ہیں۔ اب جوع و شبع کو اس درجے تک اختیار کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔ جو شرائط ریاضت سے ہے +

آلتِ اشکارِ خود جز سگ مداں ‏ ‏ ‏ ‏ کمترک انداز سگ را استخواں

لغات۔ آلت، آلہ، ذریعہ کار۔ اشکار، میں الف اول زائد ہے۔ کمترک میں کاف تصغیر مفید تقلیل ہے +

ترجمہ۔ تم اپنے آلہ شکار (یعنے قوائے نفسانیہ جسمانیہ) کو کتے سے زیادہ نہ سمجھو (لہذا) اس کتے کے آگے ہڈی کم (بمقدار مناسب) ڈالو (کہ نہ بہت کم ہو اور نہ زیادہ) +

مطلب۔ قوائے نفسانیہ و جسمانیہ کے وجود میں حکمت یہ ہے۔ کہ ان کے ساتھ کسی حد تک جلب لذائذ و جذب حظائظ کرتے رہنے سے قوام جسم قائم رہتا ہے۔ اس لحاظ سے گویا نفس آلہ شکار ہے۔ جو لذائذ کو شکار کرتا رہتا ہے اور وہ بھی مثل سگ۔ پس اس سگ کو عقل کے میر شکار کی ماتحتی میں رکھنا چاہیئے۔ تاکہ وہ اس سے مناسب و مستحسن کام لے۔ اور اس کو آزادی سے شر و فساد پر آمادہ ہونے کا موقع نہ دے۔ بلکہ اسے لذات مذمومہ کے حصول کی بجائے طاعات اور عبادات کے اجر و ثواب کے شکار کے پیچھے میں لانے کا عادی بنا دے۔ اور اس کو مقتضیات طبعیہ سے ایسی قلیل حد تک متمتع ہونے دے کہ زیادہ مشغول لذات اور شکم سیر ہو کر وہ آمادہ سرکشی یا تارک فرائض بھی نہ ہو۔ اور قطعاً حرمان تمتع سے وہ ہلاک بھی نہ ہو جائے۔ یعنے کسی قدر گوشت و استخوان یا آب و نان سے متمتع ہونے دیا جائے۔ مگر بہت کم مقدار میں اسی لئے "کمترک انداز" کہا ہے۔ "بینداز" نہیں کہا +

زانکہ سگ چوں سیر شد سرکش شود ‏ ‏ ‏ ‏ کے سوئے صید و شکارے خود رود

ترجمہ۔ کیونکہ کتا جب (زیادہ) سیر ہو جاتا ہے تو سرکش بن جاتا ہے۔ پھر شکار کی طرف (خوشی سے) کب جائے گا +

آں عرب را بے نوائی مے کشید ‏ ‏ ‏ ‏ تا بداں درگاہ واں دولت رسید

ترجمہ (دیکھو) اس عرب کو محتاجی ہی کھینچ لائی تھی۔ یہاں تک کہ وہ اس درگاہ و دولت تک پہنچ گیا +

مطلب۔ اوپر جو کہا تھا۔ کہ نفس کو زیادہ سیر نہ ہونے دو۔ ورنہ آمادہ بغی و فساد اور تارک فرائض و واجبات ہو جائیگا عرب کا ذکر تعلیلاً اس کی مثال میں پیش کیا ہے۔ یعنے اگر اعرابی بھی غنی و مالدار ہوتا۔ اور مفلسی و بینوائی اسکو مجبور نہ کرتی۔ تو وہ ہرگز خلیفہ کی درگاہ میں قدم نہ رکھتا۔ اسی طرح اگر نفس بینوا نہ ہو۔ تو ہرگز وہ معنے کی طرف مائل نہ ہوگا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ○ اور اللہ بندوں کے لئے روزی فراخ کردے۔ تو وہ ضرور ملک میں سرکشی کرنے لگیں مگر وہ بقدر مناسب جتنی روزی چاہتا ہے اوتارتا ہے۔ وہ اپنے بندوں (کی ضرورتوں) سے خبردار اور نگران ہے (شوریٰ ع) كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ○ مگر انسان اپنے تئیں بے نیاز سمجھ کر سرکشی کرنے لگتا ہے" (علق) کما قیل ؎

نشہ دولت کا کمینے کو جس آن چڑھا ‏ ‏ ‏ ‏ سر پہ شیطان کے اک اور ہی شیطان چڑھا

در حکایت گفتم احسانِ شاہ   در حقِ آں بے نوائے بے پناہ

ترجمہ - ہم نے (مذکورہ بالا) حکایت میں بادشاہ کے احسان کا ذکر کیا ہے (جو) اس بے پناہ محتاج (اعرابی) کے حق میں (کیا گیا) +

ہر چہ گوید مردِ عاشق بوئے عشق   از دہانش مے جہد در کوئے عشق

ترجمہ (لیکن) عاشق جو کچھ کہتا ہے اُس کے مُنہ سے عشق (کے نکات) کی ہی خوشبو عشق کے کوچے میں مہک اُٹھتی ہے +

مطلب - اعرابی کے خلیفے کے حضور میں جانے اور خلیفہ کے جود و کرم سے اس کو مالا مال کرنے کا قصہ محض دل لگی کے طور پر بیان نہیں کیا گیا - بلکہ اس کے ذریعہ سے بعض خاص نکات عجیبہ کیطرف توجہ دلانا مقصود ہے - جن میں سے ایک وہ احسانات الٰہیہ ہیں - جو ہر وقت بندوں پر مبذول ہوتے رہتے ہیں - مولنا رح فرماتے ہیں - کہ ہم عاشق لوگ ہیں - اور عاشق لوگ کوئی ناول نویس یا افسانہ نگار تو ہوتے نہیں - کہ لوگوں کا دل بہلانے کے لئے دنیا جہان کی کہانیاں لکھنے بیٹھیں - بلکہ وہ جو کچھ سوچتے اور لکھتے ہیں - اس سے عشقِ الٰہی کی خوشبو مہکتی ہے - اس کے نتائج بے بہا بصائر و عبر پر مشتمل ہوتے ہیں - اور ان سے معرفت و سلوک کا درس ملتا ہے - لہٰذا محققین کے کلام کو ہمیشہ اعتبار و استبصار کی نظر سے دیکھنا - اور ان کے مقاصد و معانی کو ملحوظ رکھنا چاہیئے - ظاہر الفاظ اور سرسری مفہوم حکایت میں نظر کو محدود نہ رکھیں +

گر بگوید فقہ فقر آید ہمہ   بوئے فقر آید ازاں خوش دمدمہ

ترجمہ (عاشق) اگر فقہ کا مسئلہ بھی لکھے گا - تو ساری بات فقر کی نکلے گی - اس جوش کلام سے فقر کی بو آئے گی +

مطلب - ایک مستغرق فقیر اگر مسائل فقہ بھی بیان کرنے لگے - تو اس میں بھی نکات فقر ٹپک ٹپک پڑیں گے - کیونکہ اس علم سے اس کا مقصود محبوب حقیقی کی مرضیات و نامرضیات کی تحقیق ہوگی اور یہی فقر ہے +

ور بگوید کفر آید بوئے دیں   آید از بوئے شکش بوئے یقیں

ترجمہ - اگر وہ کفر کی بات بھی کہے گا - تو اُس سے دین کی خوشبو آئے گی - اس کے شک (یعنے کشف و الہام) سے بھی یقین کی مہک اُٹھے گی +

مطلب - یعنے جب وہ سلوک کے ایسے مسائل دقیقہ بیان کرنے لگتا ہے - جن کو بعض ظاہر بین لوگ کفر و الحاد قرار دیا کرتے ہیں مثلاً وحدۃ الوجود کا مسئلہ وہ بھی عین عرفان ہیں - اور اس کے کشف و الہام بھی جو اصولاً امور ظنیہ میں سے ہیں مفید یقین ہیں یعنے ان سے شفائے قلب، شرح صدر اور طمانیت و سکون حاصل ہوتا ہے +

ور بگوید کژ نماید راستی   اے کژی کہ راست را آراستی

لغات - کژ، کج، ٹیڑھی بات، غلط و نادرست بات - راستی، سچ، درست بات +

ترجمہ - اگر وہ ٹیڑھی بات بھی کہے گا - تو سیدھی نظر آئے گی - اے کجی (تو کیا اچھی ہے) کہ تو نے سیدھی بات کو بھی (زیادہ) آراستہ کر دیا +

مطلب - راستی سے مراد استقامت دینی اور اتباع احکام ہے - عارف لوگ کبھی کبھی نکات تصوف و سلوک کو ایسے پر پیچ پیرایہ میں ادا کرتے ہیں - جن پر بظاہر مخالفت احکام کا شبہ ہوتا ہے - لیکن دراصل وہ نکات عین دینی ہوتے ہیں - اور ان کو سمجھنے اور عمل میں لانے سے صراط مستقیم پر گامزن ہونا اور بھی اکمل و اتم ہو جاتا ہے +

کفِ کژ کز بحرِ صافی خاستہ است — اصلِ صاف آں فرع را آراستہ است

لغات - بحر صافی - صاف دریا - اصل - جڑ - فرع - شاخ +
ترجمہ - ٹیڑھی جھاگ جو صاف دریا سے اٹھتی ہے (اس کے) صاف اصل (یعنے پانی) نے اس فرع (یعنے جھاگ) کو مرتب کیا ہے +
مطلب - یہاں مرد عارف کے ایسے کلمات کو جو بظاہر مستنکر اور درحقیقت ایک اصل پاک سے ناشی ہوں - کف دریا سے تشبیہ دی ہے - اور عارف کو دریا سے مثلاً سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ کفر کے کلمات ہیں - جو حضرت بایزید بسطامیؒ کی زبان سے نکلے ہوئے ہیں - لیکن جب ان کا کہنے والا ایک عارف کامل اور سالک واصل ہے - تو لامحالہ وہ ناطق بنطق حق تھے - اور یہ کلمات عین دین ہیں - نہ کہ معارض دین + (بحر العلوم)

آں کفش را صافی و محقوق داں — ہمچو دشنام لبِ معشوق داں

لغات - محقوق - ٹھیک، درست، - دشنام - گالی - لب سے منہ مراد ہے +
ترجمہ - اس کی اس جھاگ کو صاف ستھری سمجھو - گویا معشوق کے منہ کی گالی سمجھو +

گشت ایں دشنام نامطلوبِ او — خوش ز بہرِ عارضِ محبوبِ او

لغات - نامطلوب - ناپسند - نامرغوب - عارض - رخسار، چہرہ اور منہ مراد ہے +
ترجمہ - اس کی یہ نامرغوب گالی اس کے پیارے مکھڑے (سے نکلنے) کی وجہ سے پیاری لگتی ہے +
مطلب - یہ دوسری مثال ہے اس کی کہ اہل عرفان کے کلمات بظاہر مستنکر اور درحقیقت مثمر فیوض ہوتے ہیں - یعنی ہرچند کہ گالی ایک سخت ناگوار اور ناقابل برداشت چیز ہے - مگر جب محبوب شیریں ادا اور دلبر مہ لقا کے منہ سے نکلتی ہے - تو وہ بھی مرغوب اور پر لطف بن جاتی ہے - کیونکہ اس کا منشاء مرغوب و مطبوع ہے - سعدی رح ؎

حکایت از لبِ شیریں دہانِ سیم اندام — تفاوتے نکند گر دعاست یا دشنام

صائبؒ

دشنام یار جان دگرے دہد مرا — ایں زہر پرورش بشکرے دہد مرا

از شکر گر شکلِ نانے مے پزی — طعمِ قند آید نہ ناں چوں مے مزی

لغات - پزی - فعل مضارع مخاطب پختن (پکانا) سے - طعم - ذائقہ - مزا - مزی - فعل مضارع مزیدن سے جو مزا چکھنا کے معنی میں مصنوعی و جعلی مصدر ہے +
ترجمہ - اگر تم شکر سے روٹی کی سی ٹکیا پکاؤ - تو جب چکھو گے - تو شکر کا ہی مزا آئے گا +
مطلب - اوپر یہ بیان چلا آتا تھا - کہ مطلوب اصلی باطن ہے - کسی قول یا فعل کا ظاہر خواہ کسی رنگ میں ہو اس کے باطن اور

اس کے متشابہ کا اعتبار کیا جائے گا۔ چنانچہ قند و نباتات سے بنائی ہوئی روٹی اگرچہ صورتاً روٹی ہے۔ اور بظاہر قیاس اس سے عام روٹی کا سا مزا آنا چاہیئے۔ مگر جب چکھتے ہیں تو اس کو خواص ذائقہ۔ اور کیفیت کے لحاظ سے وہی قند کا قند پاتے ہیں۔ روٹی کی سی اس میں کوئی بھی بات نہیں۔ یہی حال بزرگان دین کے اقوال و افعال کا ہے۔ کہ وہ بظاہر اگرچہ خلاف شرع نظر آتے ہوں مگر اپنے معنے اور اصلیت کے لحاظ سے عین دین ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ جن ذواتِ عالی صفات سے صادر ہوتے ہیں۔ وہ خود سراپا سے دین و دیانت ہیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ ان افعال و اقوال کی تہ میں مطالب عالیہ اور معانی مرضیہ پنہاں ہوں +

مولانا اسمٰعیل رح — کاسہ زریں ہو یا مٹی کا ہو اک ٹھیکرا تو نظر کر اس پہ جو کچھ اس کے اندر ہے بھرا

گر بتِ زریں بیابد مومنے کے ہلد او را پے سجدہ کنے

لغات۔ مومنے کی یا تنکیر کے لئے ہے۔ ہلد فعل مضارع ہلیدن چھوڑنا سے۔ سجدہ کن، سجدہ کرنے والا، یہاں بت کے آگے ماتھا ٹیکنے والا مراد ہے۔ یعنے بت پرست +

ترجمہ۔ اگر کوئی مسلمان سونے کا بت پڑا پائے۔ تو اس کو کسی بت پرست کے لئے کب چھوڑے گا +

مطلب۔ باطن کے اعتبار اور ظاہر کے عدم اعتبار کی یہ ایک اور مثال ہے۔ یعنے اگر کسی مسلمان کو کوئی سونے کا بت مل جائے۔ تو وہ ظاہر پہ خیال کر کے اس کو پڑا نہیں رہنے دیگا کہ ایک بت مسلمان کے کام کی چیز نہیں۔ بہتر ہے کہ اس کو کوئی بت پرست لیجائے۔ اور اس کی پوجا پاٹ کرے۔ بلکہ اسکو فوراً اٹھا لے گا۔ تو اس کا ایک بت کو اٹھانا اسکے اصل یعنے سونا ہونے کے لحاظ سے ہے۔ نہ کہ اسکے ظاہر یعنے بت ہونے کے اعتبار سے۔

چون بیابد مومنے زریں وثن کے ہلد آں را برائے برہمن

لغات۔ وثن۔ صنم۔ بت۔ مورتی۔ ہلد گزارد۔ چھوڑے گا۔ ہلیدن سے۔ برہمن ہندوؤں کی ایک قوم۔ برہمن۔ بت پرست۔

ترجمہ۔ جب ایک مومن (موحد کہیں) سونے کا بت (پڑا) پائیگا۔ تو اسکو کسی بت پرست کیلئے کب صحیح و سلامت باقی (رہنے دیگا کہ وہ اس) کی پوجا کیا کرے۔ اختلاف۔ یہ شعر ہمارے نسخے میں نہیں ہے۔

بلکہ گیرد اندر آتش افگند صورت عاریتش را بر کند

لغات۔ عاریت یا کی تخفیف و تشدید دونوں طرح درست ہے۔ مانگی ہوئی چیز عارضی۔ غیر اصلی۔ برکند۔ کاف کے فتحہ کے ساتھ کندن سے فعل مستقبل۔ برکندن۔ دور کر دیگا۔ اکھیڑ دیگا۔ ہٹا دیگا۔ ترجمہ بلکہ وہ (اس بت کو) اٹھا لیگا (اور) آگ میں ڈال دیگا۔ اسکی عارضی صورت کو زائل کر دیگا (اور اصل کو رکھ لیگا)

مطلب۔ بت زریں کی اصلیت سونا ہے۔ ایک مسلمان موحد نے جو اس کو اٹھایا اور خاص اہتمام کے ساتھ اس کو گھر لایا۔ تو اس کو اس بت کی اصل یعنی سونا ملحوظ خاطر تھا۔ ورنہ اس کا ظاہر یعنے صنمیت تو اس کے نزدیک نہایت نجس و ناپاک اور مکروہ و مبغوض چیز ہے۔ اس لحاظ سے تو وہ اس کو ہاتھ سے چھونا بھی گوارا نہ کرتا۔ لیکن صنمیت سے سونے میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ اور اصل سونا ہی ہے۔ اور ظاہری صورت کے اثر سے مکروہ و مبغوض ہوتا ہے۔ سعدی رح

گرش کوزہ زریں بود یا سفال تفاوت نیابد بآب زلال

لہذا مسلمان موحد اس کو اٹھا لاتا ہے اور آگ میں ڈال دیتا ہے۔

تا نماند بر ذہب نقش وثن چونکہ صورت مانع ست و راہزن

لغات۔ ذہب، سونا، طلا۔ وثن، بت، صنم، مورتی، مانع، رکاوٹ +

ترجمہ۔ تاکہ سونے پر بت کی شکل (قائم) نہ رہے۔ کیونکہ (بت کی) صورت (بت پرست کے لئے ہدایت سے) مانع اور (راہ ہدایت کی) رہزن ہے +

مطلب - بت کو آگ میں ڈالنے اور اس کی صورت کو زائل و نابود کر دینے سے مقصود یہ ہے - کہ اسکی نجاست ظاہری جو بوجہ شرک و کفر ہے - دُور ہو جائے، اور پاک صاف سونا باقی رہ جائے - اس میں یہ اشارہ بھی مرکوز ہے - کہ اوپر جو سلسلہ بیان چلا آرہا ہے - کہ ظاہر کا اعتبار نہیں باطن کا لحاظ لازم ہے - اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے - کہ ظاہر مطلقاً ناقابل لحاظ ہے - کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس مسلمان کو بت زریں کی صورت ظاہری کو زائل کرنے کی کیا ضرورت تھی - بلکہ حکم یہ ہے کہ ظاہر اس وقت تک قابل لحاظ نہیں - جب کہ حدود شرعیہ کے اندر ہو - اور قطعاً حدود شرعیہ سے خارج نہ ہو - اگر ایسا ہو تو اس کی اصلاح لازم ہے +

ذاتِ زر زش دادِ ربانیت ست — نقشِ بُت بر نقدِ زر عاریت ست

لغات - ذات خاص سونا بلالحاظ اس کے کہ وہ زیور کی صورت میں ہے یا نقدی کی شکل میں - یا بت کی ہیئت میں، سونے کی ذات داد ربانیت - خداداد - عطیہ الٰہی - قدرتی - نقد زر - خالص سونا +

ترجمہ (۱) اس کے سونے کی ماہیت قدرتی چیز ہے (جو بدل نہیں سکتی - اور) بُت کی صورت خالص سونے پر ایک عارضی (امر) ہے +

(۲) اس کا خالص سونا عطیہ الٰہی ہے (لہٰذا اس کو ہاتھ سے کھونا غلطی ہے) - (اور اگر) بُت کی صورت (موجب نفرت ہے - تو وہ) اصل سونے پر ایک عارضی امر ہے (جو زائل ہو جائے گا) +

مطلب - اوپر یہ ذکر تھا - کہ اصل باطن کسی صورت ظاہر سے متغیر و متبدل نہیں ہوتا - صورت صنم سے سونے کی جیاد اور قیمت میں کوئی کمی نہیں آئی - اب نیچے یہ بیان کریں گے - کہ ایک کثیر المنفعت چیز کو اس کی ظاہری مکروہ صورت یا اس کے خفیف ضرر کی وجہ سے چھوڑ دینا غلطی ہے - چنانچہ اس مسلمان نے ایک بت کو اس کے بت ہونے کی وجہ سے نہیں چھوڑا کہ اس سے سونے کی سی قیمتی چیز بھی ہاتھ سے جاتی رہتی اور اسے ایسا ہی کرنا چاہیے تھا +

مذکورہ شعر میں کلمہ داد ربانیت کے دو مختلف معنوں کی وجہ سے اس شعر کا ترجمہ دو طرح ہو سکتا ہے - چنانچہ دونوں ترجمے اوپر لکھے گئے ہیں - پہلا ترجمہ اوپر کے مضمون کی تائید کرتا ہے - اور دوسرا آئندہ بیان کی تمہید بن جاتا ہے - والثانی اوفق عندی +

بہرِ کیکے تو گلیمے را مسوز — در صداعِ ہر مگس مگذار روز

لغات، کیک، بالفتح پسّو - گلیم، کمبل، گدڑی - صداع بضم صاد، درد سر - مگس، مکھی +

ترجمہ - ایک پسّو سے (تنگ آکر) تم کمبلی (کی کمبلی) کو نہ جلا دو - اور مکھیوں کے درد سر سے (پریشان ہو کر) دن کو (باہر نکلنا) نہ چھوڑ دو +

مطلب - گلیم کا فائدہ عظیم ستر بدن اور دفع سرما وغیرہ کے لحاظ سے ظاہر ہے - اور اس فائدے کے مقابلے میں اس پسّو کی ایذا جو گلیم کے اندر پنہاں ہو - بالکل بے حقیقت ہے - اسی طرح دن کو مصروف کار رہنا ضروریات معیشت کے لحاظ سے کس قدر اہم اور لابد ہے - اور اس کے مقابل مکھیوں کا ستانا جو عموماً لکھنے پڑھنے اور دیگر کاروبار کرنیوالوں کے لئے وبال جان بن جاتا ہے - چنداں قابل التفات نہیں - لہٰذا پسّو سے نجات پانے کے لئے گلیم کو سپرد آتش کر دینا اور مکھیوں کے پنجہ جفا سے رستگاری حاصل کرنے کے لئے کاروبار چھوڑ کر کسی کنج تاریک میں جاگزین ہو جانا

سخت غلطی ہے۔ مکھیوں کی تمثیل سے تو مولانا علیہ الرحمۃ نے گویا مؤلف مفتاح العلوم کی قلب تصدیہ کی دادرسی فرمادی۔ تحریر مضامین کے وقت دایاں ہاتھ سمند قلم کی باگ تھامے ہوتا ہے۔ بایاں ہاتھ مضمار قرطاس کو پیچہ ضبط میں رکھ کر اسکا حق تعاون ادا کرتا ہے۔ دل جذبات علمیہ کے نشے میں سرشار۔ اور دماغ الفاظ و معانی کی ترتیب و تنسیق میں محو ہوتا ہے اور اس طرح مؤلف اپنے تمام قوی و جوارح سمیت ہمہ تن مصروف عمل اور مشغول کار ہوتا ہے۔ کہ اتنے میں ایک کم بخت مکھی جو اس کے سر گردن یا دست و پا پر بیٹھ جاتی ہے۔ فرط احساس کی وجہ سے ایڑی سے چوٹی تک جسم کی عصباتی دنیا میں ایک ہلچل پڑ جاتی ہے اور چشم زدن میں توسن قلم سرنگوں صفحۂ قرطاس واژگوں، جذبات قلب افسردہ اور تخیلات دماغ برہم ہو کر کھیل کا کھیل بگڑ جاتا ہے۔ اس وقت جی چاہتا ہے کہ "کاغذ بدریدند و قلم بشکستند" پر عمل کر کے ان مکھیوں سے بچنے کے لئے کسی کنج خفا و گوشہ انزوا میں جا چھپیں۔ مگر مولانا رحمہ فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا غلطی ہے انسانی مشاغل کی قیمت اتنی بلند ہے۔ کہ ان میں مصروف رہنا اور مکھیوں کی ایذا پر صبر کرنا کوئی خسارے کا سودا نہیں۔

بت پرستی گر بمانی در صُوَر   صُورتش بگذار و در معنے نگر

لغات - بت پرستی میں یائے خطاب رابطہ جملہ ہے۔ یعنی بت پرست ہستی۔ صُوَر جمع صورت۔ نگر فعل امر نگریستن دیکھنا۔
ترجمہ - اگر تم صورتوں (کے خیال) میں رہ گئے تو تم بت پرست ہو۔ صورت کو چھوڑو۔ اور معنے پر نظر کرو۔
مطلب - اوپر یہ ہدایت کی تھی۔ کہ صورت کی ناگوارائی سے معنے کو ترک نہ کرو۔ اب اس کی تائید میں فرماتے ہیں۔ کہ صورت کا چنداں خیال نہ کرو۔ جو کچھ ہے معنے ہے۔ اسی کو مدنظر رکھو۔ صورت کے مقید ہونا ایک طرح سے بت پرستی کا مترادف ہے۔ سعدی رح

چو بت پرست بصورت چناں شدی مشغول   کہ دیگرت خبر از لذت معانی نیست

مرد حجی ہمرہِ حاجی طلب   خواہ ہندو خواہ ترک و یا عرب

لغات - مرد حجی = مرد حج ہستی۔ توجہ کرنے کا جوانمرد ہے۔ لہذا یہ یائے خطاب رابطہ جملہ ہے۔
ترجمہ - تم حج کرنے کی ہمت رکھتے ہو تو کوئی حج کرنے والا رفیق تلاش کرو۔ خواہ وہ ہندوستانی ہو۔ یا ترک ہو یا عرب ہو (مدعا دیکھنا چاہیئے نہ کہ رنگ و نسل)۔
مطلب - معنی مقصود کو دیکھنے اور ظاہر غیر مقصود کی پرواہ نہ کرنے کی دو مثالیں اوپر بیان ہو چکیں۔ ایک بت زریں کی دوسری کیک و گلیم کی۔ اس مضمون کی یہ تیسری مثال ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب تم کو سفر حج میں کسی رفیق کی ضرورت ہو تو وہی شخص تمہارے لئے مفید ہو گا جو عازم حج ہو۔ وہ شریک سفر ہو گا۔ رنج و راحت میں حصہ لے گا۔ مشکلات غربت اور مہمات مناسک میں مشیر و مونس بنے گا۔ اگرچہ وہ غیر قوم غیر ملک غیر نسل سے ہو۔ کیوں کہ وہ تمہارے عزم و قصد میں مشارک و مساہم ہے۔ بخلاف اس کے ایک ہم قوم و ہموطن بلکہ قرابت دار جو مثلاً انگلینڈ جانے کے لئے پابرکاب ہو رہا ہے۔ یا جاپان کا عازم ہے۔ تم کو سفر حج میں اس سے کیا سروکار ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ اس کا عزم و قصد تمہارے عزم و قصد سے جداگانہ اور متبائن ہے۔ لہذا خواہ کوئی یگانہ ہو یا بیگانہ ان کے تعلقات یا ان کے رنگ و نسل کو نہ دیکھو بلکہ ان کے عزم و قصد کو دیکھو۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

منگر اندر نقش و اندر رنگ او   بنگر اندر عزم و در آہنگ او

لغات - نقش، چہرہ، مہرہ، نک سک، شکل وصورت - رنگ، گورا کالا ہونا، عزم ارادہ، آہنگ، ارادہ، عزم، قصد۔

ترجمہ - اس کے نقش اور رنگ کو نہ دیکھو (بلکہ) اس کے عزم اور ارادہ کو دیکھو - صائب رح

بسوئے نقش وطن را برود میل از دل کہ نیست رنگ وفا و وفاق اخواں را

گر سیاہست وہم آہنگِ تواست تو سفیدش خواں کہ ہمرنگِ تواست

ترجمہ - اگر وہ کالا کلوٹا بھی ہے - اور تمہارا ہم خیال ہے تو اُسکو گورا سمجھو - کیوں کہ وہ (عزم و قصد اور ذوق و مشرب میں) تمہارا ہمرنگ ہے - عمر خیام عفرلہٗ ؎

بیگانہ اروفا کند خویشِ من است ورخویش جفا کند بد اندیش من است

گر زہر موافقت کند تریاق است ور نوش مخالفت کند نیش من است

ایں حکایت گفتہ شد زیر وزبر ہمچو فکرِ عاشقاں بے پا و سر

ترجمہ - یہ حکایت غیر مسلسل بیان ہوئی ہے - جیسے عاشقوں کا خیال بے سروپا ہوتا ہے +

مطلب - یہاں سے اعرابی اور اس کی عورت کے قصے پر پھر ایک اجمالی نظر ڈالتے ہیں - اور فرماتے ہیں - کہ اس قصے کا سلسلہ ذرا اکھڑا اکھڑا چلتا رہا ہے - کیوں کہ اثنائے قصہ میں تصوف کے طول وطویل مضامین کی طرف انتقال ہوتا رہا ہے - اور چونکہ اوپر معنے کے مقصود اور ظاہر کے غیر مقصود ہونے کی بحث چلی آ رہی تھی لہٰذا اس بیان سے بھی اس کی تائید مطلوب ہے - یعنے اگر اس قصے سے محض قصہ وافسانہ ہی مقصود ہوتا تو اس کے سلسلہ بیان کو نہایت مرتب ومربوط اور زوائد وملحقات سے بالکل پاک رکھا جاتا - مگر چونکہ یہاں صرف داستان وافسانہ مقصود نہیں - بلکہ اصلی غرض نکات معرفت اور اسرار تصوف کا افادہ وافاضہ ہے - اس لئے سلسلہ قصہ کے غیر مربوط اور زیر وزبر ہوجانے کی پروا نہیں کی - بلکہ تصوف کی جو بات جس موقع پر سوجھی اس کو پوری شرح وبسط سے بیان کر دیا ہے - اگر قصے کا سلسلہ ٹوٹ رہا ہے تو کچھ پروا نہیں +

سر ندارد کز ازل بود ست پیش پا ندارد با ابد بود ست خویش

لغات - سر کنایہ ہے ابتدا سے اور پا کنایہ ہے انتہا سے - ازل ماضی کی طرف ہمیشگی، وہ زمانہ جس کی ابتدا نہ ہو - ابد مستقبل کی طرف ہمیشگی، وہ زمانہ جس کی انتہا نہ ہو +

ترجمہ (فکر عاشق کی) ابتدا (اس لئے) نہیں ہوتی - کہ وہ ازل سے بھی پہلے کا ہے - اور اس کی انتہا (اسلئے) نہیں (کہ) ابد کے ساتھ اس کا دامن بندھا ہے +

مطلب - اوپر قصے کی بے ربطی کی مثال فکر عاشقان سے دی تھی - اب فکر عاشقان کے بے سروپا ہونے کی وجہ بیان فرماتے ہیں - یعنے چونکہ ذات حق تعالیٰ ازلی وابدی ہے - اس لئے فکر عاشقان بھی جس کا اس سے گہرا تعلق ہے ازلی و ابدی ہے - پس فکر سے مابہ الفکر مراد ہے - ورنہ خاص فکر حادث ہے (بحر العلوم)

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں فکر عاشق کے سبب سر وپا ہونے کی توجیہ کی ہو - اور یہ بھی حکمت ہے کہ سلسلہ حکایت کے

بے سروپا ہونے کی وجہ بیان کی گئی ہو۔ بہرحال فکر یا حکایت کا ازلی و ابدی ہونا اس بات کا اشارہ ہے۔ کہ معنے کا بسط اور کشادگی علم قدیم کا پرتو رکھتی ہے (مکاشفات)

بلکہ چوں آب ست ہر قطرہ از آں — ہم سرست و پا و ہم بے ہر دو آں

ترجمہ۔ بلکہ وہ (یعنے فکر عاشق) پانی کی طرح ہے۔ جس کے ہر قطرہ کے لئے ابتداء و انتہا بھی ہے۔ اور دونوں کی نفی بھی صحیح ہے۔

مطلب۔ یہ فکر عاشق کی بے سروپائی کی مثال ہے۔ اگر فکر عاشق کو پانی تصور کر لیں تو اس پانی کا ہر قطرہ اپنی ابتداء و انتہا کی طرفیں بھی رکھتا ہے۔ اور ان کے بغیر بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہر قطرہ کی قسمت بالقوہ میں دونوں معنے صحیح ہیں اور قسمت بالفعل کے لحاظ سے دونوں منفی ہیں۔ وہ تشبیہ صرف یہ ہے کہ ابتداء و انتہا کے اثبات و نفی کے دونوں حکم مختلف اعتباروں سے صحیح ہیں۔ چنانچہ فکر عاشق میں ابتداء و انتہا کی نفی کی وجہ صحت تو معلوم ہو چکی۔ رہا اثبات دونوں حکموں کا پھر وہ باعتبار معنے غیر متناہی بالفعل کے ظاہر ہے۔ کیونکہ امکان و حدوث کے ساتھ لا متناہی بالفعل کا اجتماع محال ہے (کلید مثنوی)

حاش للہ ایں حکایت نیست ہیں — نقد حال ما و تست ایں خوش ببیں

لغات۔ حاش اور حاشا۔ بمعنے بعید ست۔ حاش للہ۔ یہ بات اللہ سے بعید ہے۔ وہ اس سے پاک ہے۔ توبہ توبہ۔ ہیں کلمہ تنبیہ۔ خبردار۔ یاد رکھو۔ ہوشیار رہو۔ نقد۔ کچھ دینا۔ پرکھنا۔ روپیہ پیسہ۔ مجازاً بمعنے دل و ذات۔ وقف الحال یہاں مجازی معنے مراد ہیں۔

ترجمہ۔ حاشا للہ۔ یہ کوئی دل بہلانے کی کہانی نہیں (بلکہ) ہماری تمہاری موجودہ حالت (کا نقشہ) ہے۔ ذرا غور سے دیکھو۔ کما قیل ؎

ما قصہ اسکندر و دارا نخواندہ ایم — از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

پیش ہر صوفی کہ او با فر بود — ہر چہ آں ماضی ست لا یذکر بود

لغات۔ فر۔ جاہ و اقبال۔ شان و عزت۔ لا یذکر۔ غیر مذکور۔ ناقابل ذکر

ترجمہ۔ اور جو صوفی شان (تصوف) رکھتا ہو۔ اس کے نزدیک تو جو (قصے) گذر چکے وہ قابل ذکر ہی نہیں

چوں بود فکرش ہمہ مشغول حال — نایدا اندر ذہن او فکر مآل

لغات۔ مشغول حال۔ موجودہ حالت میں مصروف۔ نائد۔ نیاید۔ مآل۔ انجام مستقبل

ترجمہ۔ چونکہ اس کا فکر بالکلیہ مشغول حال ہوتا ہے۔ اس لئے اسکے ذہن میں تو فکر عاقبت بھی نہیں آتا

مطلب۔ اوپر کہا تھا۔ کہ صوفی کو قصص ماضیہ کیطرف توجہ نہیں ہوتی۔ اگر احیاناً وہ کوئی قصہ ماضیہ کہے یا سنے گا بھی تو اس کا موجودہ حالت پر انطباق اس کے پیش نظر رہے گا۔ اب فرماتے ہیں۔ کہ بلکہ ماضی تو رہا درکنار اس صوفی کی مثال تو یہ ہے کہ استغراق حال میں اس کو مستقبل کی بھی چنداں پرواہ نہیں ہوتی۔ کما قیل ؎

زاہد بریں مناز کہ دنیا گذاشتیم — ایں ہمت من ست کہ عقبےٰ گذاشتیم

ہم عرب ما ہم سبو ما ہم ملک — جملہ ما یؤفک عنہ من افک

ترکیب۔ اس بیت میں مجاز بالحذف ہے۔ اصل کلام یوں ہے۔ قصۂ عرب معاملہ ماست۔ قصۂ سبو معاملہ ماست قصۂ ملک معاملہ ماست۔ پھر ان تینوں جملوں میں بھی معاملہ کی اضافت ما کی طرف متفاوت ہے۔ چنانچہ جملہ اولے وثانیہ میں ظاہر پر محمول ہے۔ جملہ ثالثہ میں معاملہ با ماست مراد ہے۔ تو اس معاملہ کا مضاف الیہ دراصل حق ہے۔ پس تقدیر عبارت یوں ہوئی۔ قصۂ ملک معاملہ حق با ماست۔ اس صورت میں ملک سے حق کو تشبیہ ہوئی۔ جس میں کوئی اشکال نہیں اور نہ کوئی لفظی اغلاق وتعقید ہے۔ کیونکہ جملہ اولیٰ اور ثانیہ میں اضافت مصدر کی فاعل کی طرف ہے۔ اور ثالثہ میں مفعول کی طرف اور دونوں یکساں طور پر شائع وصحیح ہیں (کلید) صنائع۔ مصرعہ ثانیہ میں صنعت اقتباس ہے۔ مدلول قرآنی نہیں۔ اور اقتباس کا جواز محققین کے نزدیک ثابت ہے (کلید)+

ترجمہ۔ عرب کا قصہ ہمارا معاملہ ہے۔ گھڑے کا قصہ ہمارا معاملہ ہے۔ بادشاہ کا قصہ (تمثیل ہے۔ اس) معاملہ (کی جو) اللہ کا ہمارے ساتھ ہے (اور) اس سے وہی انکار کر سکتا ہے جو ازل سے منکر ہو+

مطلب۔ اس شعر میں اس قرآنی آیت سے اقتباس کیا ہے اِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝ يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ ۝ تم لوگ بے ٹھکانے بات میں پڑے ہو۔ جس کی وجہ سے وہی گمراہ ہوتا ہے جو گمراہ ازلی ہے (الذاریات ع ۱)+

عقل را شو داں و زن ایں نفس و طبع — ایں دو ظلمانی و منکر عقل شمع

لغات۔ ظلمانی، تاریک۔ منکر بکسر کاف انکار کرنے والا+

ترجمہ۔ عقل کو شوہر سمجھو۔ اور اس نفس وطبیعت کو عورت (قرار دو) یہ دونوں تاریک اور منکر ہیں۔ اور عقل (مثل) شمع (روشن) ہے+

مطلب۔ نفس وطبع چونکہ طالب دنیا اور حریص فوائد دنیویہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو عورت سے تشبیہ دی ہے کہ حرص وطمع زیادہ تر عورتوں کا شیوہ ہے۔ اور چونکہ دولت دنیا کی طلب میں منہمک رہنا بدلالۃ الحال دولت باطنی کا انکار ہے اس لئے اس کو منکر کہا۔ جس سے دولت باطن کا منکر مراد ہے۔ ان دونوں شعروں میں ان تشبیہات کا ذکر ہے۔ جس کے ذریعہ سے مذکورہ قصے کو اپنی حالت پر چسپاں کیا ہے۔ مرد سے مراد عقل ہے۔ اور عورت سے نفس۔ شاہ کنایہ ہے حضرت اللہ سے اور سبو سے آب عبارت ہے جسم اور حواس جسمانی سے اور عرب پر بادشاہ کی نظر عنایت سے حق تعالیٰ کی اپنے طالبان صادق پر عنایت اور ان پر علوم وکمالات کا افاضہ مقصود ہے+

بشنو اکنوں اصل انکار از چہ خاست — زانکہ کل را گونہ گونہ جزو ہاست

ترجمہ۔ اب سنو کہ (دولت باطنی کا) انکار کیوں کر پیدا ہوا۔ اس لئے کہ کل (یعنی خالق) کے اجزا (یعنی مخلوقات) مختلف (الاستعداد) ہیں+

مطلب۔ یہ بیان بطور دفع دخل مقدر شروع ہوتا ہے۔ جس کی پوری تقریر آئندہ گیارھویں شعر یعنے "اولاً بشنو الخ" سے ہوگی۔ یہاں کسی قدر بندگی کی بحث بطور جملہ معترضہ آپڑی۔ اور یہ بیان جس سوال کا جواب ہے۔ اس کی تقریر مختصر طور پر یہ ہے۔ کہ جب دولت باطنی امر متحقق ہے۔ تو اس کے انکار کی کیا وجہ ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ طبائع مختلف ہیں

اسلئے با وجود قیام دلائل کے اتفاق و قبول اور انکار میں اختلاف ہے۔ فافہم

جزو کل نے جزو بانشد بہ کل ✿ نے چو بوئے گل کہ باشد جزو گل

ترجمہ (اس سے) کل کا جز (بالمعنے التحقیقی مراد) نہیں (بلکہ مراد محض یہ ہے کہ) جیسے جز کو (تبعیت کی نسبت کل کے ساتھ ہوتی ہے (پھر یہ نسبت) ایسی بھی نہیں جیسی بوئے گل تابع گل ہوتی ہے +

مطلب۔ خالق اور مخلوق کی مثال جب کل اور جز سے دی جائے تو اس سے کلیت و جزئیت بمعنے حقیقی مراد نہیں۔ کیوں کہ ذات حق اجزا سے منزہ ہے۔ اور نہ وہ نسبت مقصود ہے جو گل میں اور اس کی خوشبو میں ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ذات پاک صفات حادثہ سے ہے (کلید)۔ چونکہ اوپر کے شعر میں ذات حق کو اس کے شمول و احاطہ کے لحاظ سے کل کہہ دیا تھا۔ اس لئے اب دفع توہم کے لئے فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے اس کلام سے کل و جز بمعنے حقیقی نہ سمجھ لیا جائے۔ کیونکہ کل ایک ہے اور مرکب ناقص ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے وجود میں اجزا کا محتاج ہوتا ہے۔ نیز کل ہر جز پر محمول نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ زید کے ہاتھ کو زید نہیں کہہ سکتے۔ اور حق ہر فرد پر محمول ہوتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ کہ ان اجزا کو اپنے کل کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو بوئے گل کو گل کے ساتھ ہے۔ اور وہ نسبت ایسی بھی نہیں جو بلبل کی آواز کو بلبل کے ساتھ ہے۔ کیونکہ بو اور آواز علے الترتیب گل اور بلبل کے جز ہیں۔ بلکہ موجودات کی نسبت حق کے ساتھ ایسی ہے۔ جیسی جزئیات کی کل کے ساتھ ہے۔ بلکہ ایسی نسبت ہے جو مقیدات کی مطلق کے ساتھ ہے۔ کہ مطلق فی حد ذاتہ تعین ولا تعین اور تقید و عدم تقید سے مبرا ہے۔ اور مرتبہ ظہور میں بحسب حقیقت و خارج ہر مقید کا عین ہے۔ اگرچہ ہر ایک ... کے اعتبار سے عقل کے نزدیک اس سے غیر ہے (حاشیہ مولنا احمد سویح)

لطف سبزہ جزو لطف گل بود ✿ بانگ قمری لطف آں بلبل بود

ترجمہ۔ بلکہ ایسی نسبت جیسے لطف سبزہ لطف گل کے تابع ہوتا ہے (یا جیسے) قمری کی آواز بلبل (کے چہچہے) کی تابع ہوتی ہے۔ (کہ ان میں سے کوئی دوسرے کا جزو حقیقی نہیں)+

مطلب۔ جس طرح لطف سبزہ لطف گل کا جز ہے۔ نہ اس کی صفت ہے۔ اور قمری کی آواز۔ بلبل کی آواز کا نہ جز ہے نہ اس کی صفت ہے۔ بلکہ ان میں محض تبعیت کا تعلق ہے۔ بایں معنے کہ لطف سبزہ ناقص ہے نہ اور لطف گل کامل اور بانگ قمری ناقص ہے اور صورت بلبل کامل اور ناقص کو کامل کا تابع کہہ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ کے ساتھ مخلوقات کو نہ جزئیت کا علاقہ ہے۔ اور نہ وصفیت کا۔ بلکہ حق تعالیٰ کے لئے صفات و کمالات علے سبیل الکمال ہیں۔ اور مخلوق ان میں ناقص ہے۔ اس لحاظ سے مخلوق کو جز بمعنے خالق کا تابع کہہ دیا (کلید)+

گر شوم مشغول اشکال و جواب ✿ تشنگاں را کے توانم داد آب

لغات۔ اشکال۔ کوئی مشکل سوال، شبہ، اعتراض تشنگان، پیاسے۔ طالبین فیوض و شائقین علوم مراد ہیں۔ آب سے علمی فیضان مقصود ہے+

ترجمہ (لیکن) اگر میں (اس قسم کے) اعتراضات اور ان کے جواب دینے میں مشغول ہو جاؤں۔ تو (فیض علم کے) شائقین کو (اپنے افاضات علیہ سے) کیوں کر سیراب کر سکوں گا +

مطلب۔ کلیت و جزئیت کی مذکورہ تاویل بھی بعض اعتراضات کی مورد ہے۔ مثلاً یہ کہ ناقص و کامل ہونے میں مذکورہ اشیاء کی مثال خالق و مخلوق کے لئے کیوں کر صحیح ہو سکتی ہے۔ جب کہ وہاں نسبت محدود کی محدود کے ساتھ ہے۔ اور یہاں محدود یا غیر محدود کی نسبت

ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اشارہ مذکورہ کا تفاوت بعینہ وہ تفاوت نہیں جو خالق و مخلوق میں ہے۔ بلکہ یہاں تشبیہ مقصود ہے اور تشبیہ میں مطلق اشتراک من وجہ مراد ہوتا ہے۔ مگر مولانا فرماتے ہیں کہ اس قسم کے اعتراضات اور ان کا جواب دہی میں پڑنے کا موقع نہیں۔ ورنہ اصل مقصد یعنے افاضہ علوم و معارف کا سلسلہ رک جائے۔ ایسی تکرار میں ہم پڑنا نہیں چاہتے۔ حافظ رح

حافظ از خصم خطا گفت نگیریم برو | ور بحق گفت جدل با سخن حق نکنیم

صائب رح
آئینہ راز نقش پریشان مکن سیاہ | در مجلس حضور مکن اختیار کشت

اب آگے وہ طریقہ بیان فرماتے ہیں جس سے اس قسم کے شبہات و اشکالات سے نجات پا سکتے ہیں +

گر تو اشکالی بکلی و حرج | صبر کن کہ الصبر مفتاح الفرج

لغات۔ اشکالی میں یائے خطاب رابطہ جملہ ہے بکلی بالکل۔ حرج بفتحتین تنگی، سختی، صبر سے یہاں ریاضت مراد ہے بطور مجاز مرسل کہ لازم بول کر ملزوم مراد لیا ہے۔

ترجمہ۔ اگر تم (مجسم) اشکال (و شبہ بھی) ہو۔ تو ریاضت کرو (تاکہ اس سے ذوق و وجدان پیدا ہو جائے) کیونکہ ریاضت کشادگی (قلب) کی کنجی ہے۔ صائب رح ؎

قفل دل را نیست مفتاحے بغیر از دست سعی | سنگ زن بر سینہ تا ایں در بروئے واشود

مطلب۔ یہاں اس حدیث سے اقتباس کیا ہے الصبر مفتاح الفرج والزھد غنی الابد صبر کشائش کی کلید ہے اور زہد دائمی غنا ہے۔ اس حدیث کو دیلمی نے حسین ابن علی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور قضاعی کی روایت ابن عمر اور ابن عباس سے مرفوعاً یوں ہے انتظار الفرج بالصبر عبادۃ یعنے صبر کے ساتھ کشائش کا انتظار کرنا عبادت ہے (تمییز الطیب)

احتما کن احتما ز اندیشہا | زانکہ شیر انند دراں بیشہا

لغات۔ احتما، الف اور تاء کے کسرہ سے پرہیز۔ اندیشہا، وسوسے +

ترجمہ۔ وسوسوں سے پرہیز کرو۔ کیونکہ (دل کے) ان جنگلوں میں (خوفناک) شیر (پنہاں) ہیں +

مطلب۔ کمال طمانیت و استقامت کے ساتھ ریاضت میں مصروف رہو۔ اور شکوک و شبہات اور وساوس و خطرات کو دل میں پیدا نہ ہونے دو۔ کیونکہ یہ گویا خوفناک و خونخوار شیر ہیں۔ جو مکامن قلب میں سوئے پڑے ہوئے ہیں۔ اگر تخیلات کی فضول کرید میں پڑ جاؤ گے۔ تو وساوس کے یہ خونخوار شیر جاگ اٹھیں گے۔ اور ایمان و یقین خطرے میں پڑ جائے گا + حافظ رح

در راہ عشق وسوسۂ اہرمن بسے است | ہشدار گوش دل بہ پیام سروش کن

احتما ہا بر دواہا سرور است | زانکہ خاریدن فزونی گر است

لغات۔ سرور سردار۔ افضل۔ خاریدن، کھجلانا۔ فزونی، زیادتی، کثرت۔ گر بفتحہ کاف فارسی خارش کا مرض +

ترجمہ۔ پرہیز دواؤں سے افضل ہیں (مثلاً خارش کے مرض میں کھجلانے کا پرہیز دوا سے بہتر ہے) کیونکہ کھجلانا خارش کو ترقی دیتا ہے۔ نظامی رح ؎

پرہیز بہ از دفع یک گزند است | در راحت و رنج سودمند است
در رحمت از ثبات پابند | در رنج بد و نجات پابند

احتما اصل دوا آمد یقین | احتما کن قوت جانت ببیں

مطلب - اصل ، جڑ - یقین ، بالیقین +

ترجمہ - پرہیز یقیناً علاج کی جڑ ہے - پرہیز کرو - (اور پھر) اپنی روح کی طاقت ملاحظہ کرو +

اِحتما ہا مر دوا را سرور ست ہضمِ دار و علتِ نو دیگر ست

لغات - ہضم ، پچنا کسی چیز کا معدے میں جاکر غذائے جسم بننے کے قابل ہو جانا - علت ، بیماری ، دیگر ، اور +

ترجمہ - پرہیز دوا سے بھی افضل ہے (بد پرہیزی سے) دوائے (مسہل) کا ہضم ہو جانا ایک اور نیا مرض (پیدا کر دیتا ہے)

مطلب - مسہل سے مقصود یہ ہوتا ہے - کہ استفراغ و اسہال کے ذریعے سے مواد فاسدہ بدن سے خارج ہو جائے - اور اس مقصد کے حصول کے لئے کئی شرائط ہیں - جن میں سے ایک یہ ہے - کہ مسہل کو ہضم کرنے والے امور سے پرہیز رہے - ورنہ مادے کا منقطع ہو کر محبوس ہو جانا یا مسہل کو جو متقضی خروج ہے - اعضائے انہضام کا جذب کر کے اطراف بدن میں پھیلا دینا بعض باطنی عوارض اور جلدی تغیرات کا باعث بن جاتا ہے - جیسے ہمارے استاد مرحوم کے زیر علاج ایک ریاست کے نواب نے مسہل لیا - اور پھر وہ شطرنج کھیلنے بیٹھ گئے - مسہل کے اثر سے مناسب وقت پر حاجت خلا ہوئی تو بازی کے استغراق میں تقاضائے حاجت کو ضبط کئے بیٹھے رہے - حتٰے کہ مسہل ہضم ہو گیا - جس کے اثر سے ڈیڑھ ساعت کے بعد انکا تمام جسم آبلہ زار بن گیا - اسی لئے مسہل میں سونا اور کسی خاص محویت طلب شغل میں مصروف ہونا ممنوع ہے - غرض بد پرہیزی اکثر مضرت اور بعض اوقات ہلاکت کی باعث بن جاتی ہے - حضرت سعدی رح نے خوب کہا ہے ؎

کو در سینہ پیکانِ تیر تتار ۔۔۔ بِہ از ثقلِ ماکول ناسازگار
گر افتد بیک لقمہ در روده پیچ ۔۔۔ ہمہ عمرِ ناداں برآید بہیچ

اختلاف - یہ شعر ہمارے نسخے میں نہیں ہے اور پہلے مصرعہ کا تکرار اور دونوں مصرعوں میں عدم ربط اسکے ناقابل وثوق ہونیکی شہادت ہے

قابلِ ایں گفتہ ہا شو گوش دار تا کہ از زر سازمت من گوشوار

لغات - قابل قبول کرنیوالا - گوش داشتن ، سُننا - سازمت میں تا بمعنے یرائے توجہ - گوشوار - کان کا آویزہ جو ایک زیور ہے - جھمکا +

ترجمہ - ان باتوں کو قبول کرو اور توجہ سے سنو - تاکہ ہم تمہارے لئے زریں (باتوں کا) گوشوارہ تیار کریں +

گوشوارہ چہ کہ کانِ زر شوی تا بماہ و تا ثریا بر شوی

ترجمہ (سونے کے) گوشوارے کی کیا حقیقت ہے بلکہ تم سونے کی کان بن جاؤ گے - یہاں تک کہ تم (عروج باطنی حاصل کر کے) چاند اور ثریا تک پہنچ جاؤ گے +

مطلب اوپر گوشوار کی تمثیل سے یہ اشارہ کیا تھا کہ ہم تم کو اسرار و معانی سنائیں گے اب ترقی کر کے فرماتے ہیں کہ تم کو اسرار و معانی کا سننا کیا معنے بلکہ تم خود خازن اسرار و معانی بن جاؤ گے - اور خود تمہارے قلب کے اندر انوار معارف پیدا ہونے لگیں گے - اور تم آسمان معرفت کے کوکب درخشاں بن جاؤ گے +

اوّلا بشنو کہ خلقِ مختلف مختلف جانند از یا تا الف

ترجمہ - پہلے (اپنے سوال کے جواب کا خلاصہ) سن لو کہ مختلف خلائق اول سے آخر تک مختلف حقیقت رکھتی ہیں +

در حروفِ مختلف شور و شکے است　　گرچہ از یک رُو ز سر تا پا یکے ست

لغات - شور، اعتراضات کا غل مراد ہے - از یکرو، ایک لحاظ سے ایک حیثیت سے*

ترجمہ (جیسے) مختلف حروف (تہجی) میں (اختلاف کا) شور و شک ہو رہا ہے اگرچہ سب کے سب سر سے پاؤں تک (حقیقت جنسیہ میں) ایک ہیں*

از یکے رُو ضدّ و دیگر متّحد　　از یکے رو ہزل و از یکرو شئے جِدّ

لغات - ضد، خلاف، مخالف - متحد، موافق، ہمجنس - ہزل - بیہودہ بات، دل لگی، مسخری، مخول، وہ بات جس سے اس کا صحیح مفہوم مراد نہ ہو بلکہ محض بزم آرائی اور تفریح مقصود ہو - جد، ہزل کی ضد یعنی وہ بات جو سنجیدگی کے ساتھ کی جائے اور اس سے وہی معنی مقصود ہوں جن کے لئے وہ کلمات موضوع ہیں*

ترجمہ - (وہ حروف آپس میں) ایک پہلو سے مخالف ہیں اور دوسرے پہلو سے موافق ہیں (جیسے ایک ایسی بات ہو کہ) ایک پہلو سے محض (مذاقیہ) دل لگی ہو - اور دوسرے پہلو سے (سنجیدگی کے ساتھ) اصل معنی میں مقصود ہو*

مطلب - اوپر چودھویں شعر بشنو اکنوں اصل انکار از چہ خاست الخ میں ایک سوال کا جو جواب مجملاً دیا تھا - یہاں اس کا اعادہ ذرا زیادہ وضاحت سے ایک اور مضمون کے ساتھ جو زائد علے الجواب ہے فرماتے ہیں اور جواب کے بعد اس مضمون کا اضافہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ سائل کا سوال محض علمیات سے متعلق ہے - جو چنداں مفید نہیں - پوچھنے کی بات تو یہ ہے کہ اس اختلاف و انکار کا ثمرہ کیا ہوگا - جس کو اب بیان کر کیا جاتا ہے - تم اسکو سننے اور سمجھنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ - خواہ علت اختلاف و انکار کچھ ہی ہو - اسکو جواب علی اسلوب الحکیم کہتے ہیں - (کلید) چنانچہ پہلے اوپر کے تین شعروں میں سائل کے سوال کا جواب دیا ہے - اسکے بعد نیچے کے شعر میں وہ زائد مضمون بیان فرماتے ہیں جس میں کلمہ "پس" کا عطف اوپر کے تیسرے شعر کے لفظ "اولاً" پر ہے*

پس قیامت روزِ عرضِ اکبر ست　　عرض او خواہد کہ بازیب و فر ست

لغات - عرض، پیش کرنا، ظاہر کرنا - عرض اکبر، بڑی پیشی - زیب و فر، عزت و اقبال*

ترجمہ - پھر (ایک اور مفید بات سنو کہ) قیامت کا دن، بڑی پیشی کا دن ہوگا (اور ظاہر ہے کہ) پیشی اسی کو پسند ہوتی ہے جو صاحب عزت و اقبال ہو*

مطلب - اس مضمون کو مذکورہ بالا جواب سے ربط یہ ہے کہ وہاں اصناف خلق کے آپس میں بعض پہلوؤں سے مختلف ہونے کا ذکر تھا - یہاں اسی مناسبت سے ان اختلافات کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو حشر کے میدان میں مخلوقات میں نمایاں ہوں گے*

ہر کہ چوں ہندوے بد سودائی ست　　روزِ عرضش نوبتِ رسوائی ست

لغات - ہندو، ہندوستان کا باشندہ، بد، بدصورت، سودائی، سیاہ فام* صنائع - بد سے بداعمالی کے لئے اور سودائی سے سیہ کاری و گنہگاری کیلئے استعارہ ہے - مگر تشبیہ مستعار منہ یعنے ہندو کے سیاہ رنگ میں ہے - نہ کہ مستعار لہ یعنے بداعمالی و خطاکاری میں*

ترجمہ - جو شخص ہندو (سے سیاہ فام) کی طرح (داغ گنہگاری سے) بدصورت اور (سیاہی عصیان سے) سیہ رو ہوگا - (قیامت کی پیشی کے روز اس کی (بڑی) رسوائی کی نوبت ہوگی - صائب رحمہ

ابر عالمگیر غفران گر نگردد پردہ پوش　　سخت برسوائی ست در ہنگامۂ محشر بدن

چوں ندارد روئے ہمچوں آفتاب　　او نخواہد جز شبِ ہمچوں نقاب

ترجمہ - چونکہ اس کا چہرہ (طاعت و عبادت کے نور سے) آفتاب کی طرح (درخشاں) نہیں ہے (اس لئے) وہ رات کے سوا کسی چیز کو پسند نہیں کرے گا - جو (اس کے لئے) مثل نقاب ہے ولنعم ما قال بعضہم۔

کارم ز بس گنہ بہ پراگندگی کشید　　نقاش دید روئم شرمندگی کشید

برگِ یک گُل چوں ندارد خارِ او　　شد بہاراں دُشمنِ اسرارِ او

ترجمہ - چونکہ اس (سیہ کار کے بداعمالی) کے خار (زار) میں (اعمال حسنہ کے) پھولوں کی ایک پنکھڑی بھی نہیں (اس لئے) ایام بہار اس کے اندرونی حال کے (ظاہر کرنے میں اس کے) دشمن ثابت ہوئے +

مطلب - خزاں کے موسم میں جب پھول۔ پتے سب عرصہ فنا ہو جاتے ہیں - تو خارزار و گلزار یکساں نظر آتے ہیں - مگر جونہی کہ موسم بہار آتا ہے گلزار طرح طرح کے پھولوں اور گوناگوں سرسبزیوں سے نمونہ فردوس بن جاتا ہے - مگر خار دار درخت بدستور ہر شائق گلگشت و مازم گلچینی کی ایذا کیلئے نشتر بکف نظر آتے ہیں - اسی طرح قیامت کے روز بدکار و بداعمال کی اندرونی ناپاک حالت سب سے الگ نظر آئیگی - اللہ تعالے فرماتا ہے وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○ اے گنہگارو آج (جنتیوں سے) الگ رہو (یٰسٓ رکوع ۴) +

یہاں قیامت اور بہاراں میں وجہ شبہ نیک و بد کا فرق اور طیب و خبیث کا امتیاز ظاہر ہو جانا ہے - ورنہ کہاں قیامت کی ہولناک دروح فرسا حیثیت اور کہاں بہار کی راحت بخش اور روح افزا نوعیت +

وانکہ سرتا پا گُل ست و سوسن است　　پس بہارِ او را دو چشمِ روشن است

ترجمہ - اور جو (خوش اعمال ایک گلزار شاداب کی طرح - اپنے اعمال نیک کے پھولوں سے) سر سے پاؤں تک گل و سوسن (بن رہا) ہو - تو بہار (قیامت) اسکو دو روشن آنکھوں کی طرح (عزیز) ہے +

مطلب - جو شخص مدت العمر طاعات و عبادات میں مصروف رہا - وہ اپنے اعمال کے نیک نتائج دیکھنے کیلئے عموماً اور محبوب حقیقی کے قرب و حضوری کے لئے خصوصاً عالم عقبٰے کا شائق و منتظر ہے +

خارِ بے معنی خزاں خواہد خزاں　　تا زند پہلوئے خود با گُلستاں

ترجمہ (غرض) خار بے کمال تو خزاں ہی چاہتا ہے - تاکہ خزاں میں گلستان کے مقابلے کا دعویٰ کر سکے +

مطلب - بداعمال آدمی جس کا نامۂ اعمال حسنات کی رقم سے خالی ہے چاہتا ہے کہ ہمیشہ دنیا میں رہے - تاکہ وہ دنیوی جاہ و اقبال کے سامان کبر و غرور سے نیکوکار لوگوں کا مقابلہ کر سکے +

تا بپوشد حُسنِ آن و ننگِ ایں　　تا نہ بینی ننگِ آن و رنگِ ایں

لغات - ننگ، شرم کی بات - عیب +

ترجمہ - تاکہ (خزاں) اسکے حسن کو اور اسکے عیب کو چھپا دے - تاکہ تم اس کا عیب دیکھو اور نہ اُس کا رنگ +

مطلب - درخت خار دار خزاں کو اس لئے پسند کرتا ہے کہ پھول کا حسن اور اس درخت کی بدصورتی چھپی ڈھکی رہے - اسیطرح بداعمال آدمی دنیا کے دوام کا خواہشمند ہے - تاکہ اسکے اعمال بد اور نیک لوگوں کے اعمال نیک کے بُرے اور اچھے نتائج ظاہر ہونے کا موقع نہ آسکے +

پس خزاں او را بہارست و حیات　　یک نماید سنگ و یاقوتِ زکات

لغات - حیات، زندگی - یاقوت، ایک سرخ اور قیمتی پتھر کا نام ہے - زکات، پاک کرنا - یہاں پاک و طاہر مراد ہے۔

ترجمہ - پس اس کے لئے خزاں ہی بہار اور زندگی ہے تاکہ پتھر اور پاکیزہ یاقوت یکساں نظر آئے۔

مطلب - خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دنیا مثل خزاں ہے جس میں نیک و بد لوگوں کے اعمال و افعال اور ان کے نتائج اس طرح مخفی و مستور رہتے ہیں جس طرح خزاں کے ایام میں گلبن اور خاردار درخت یکساں نظر آتے ہیں اور قیامت مثل بہار ہے - جس میں تمام نیک و بد اعمال کی اصلیت کھل جائیگی - جس طرح بہار میں پھولوں والے درخت کی شان اور خاردار درخت کی حالت زار الگ الگ دکھائی دینے لگتی ہے - لہذا نیک لوگ قیامت کے متمنی ہیں - اور بُرے لوگ اس کے آنے کے خیال سے متوحش ہوتے ہیں۔

باغباں ہم داند آں را در خزاں لیک دید یک بہ از دید جہاں

ترجمہ باغبان (یعنی پیر کامل) اس (عیب و صواب کے خار و گل) کو خزاں میں بھی جانتا ہے لیکن (چونکہ) اس ایک کا دیکھنا تمام جہان کے دیکھنے سے بہتر اور غنیمت ہے (لہذا قیامت میں عوام کے سامنے ذلیل ہونے کی بجائے مرشد کے سامنے ہی اپنے عیوب کا ذکر کر کے ان کی اصلاح کرالو)۔

مطلب - اوپر قیامت کا عرض اکبر ہونا بیان فرمایا تھا جس سے مدعا یہ تھا - کہ جب قیامت میں اس طرح عیوب و نقائص کے ظاہر ہونے سے خجلت و رسوائی پیش آئے گی - تو بہتر ہے کہ ندامت کی فکر میں ان کی ابھی سے اصلاح کی جائے۔

نکشد سر بگریبان خجالت صائب ہر کہ امروز در اندیشۂ فردا باشد

یہاں مولانا رح نقائص کے ازالہ اور عیوب کی اصلاح کا طریقہ بیان فرماتے ہیں - جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اصلاح عیوب اطلاع عیوب کے بغیر ممکن نہیں - اور بعض اخلاقی عیوب اس قدر خفی و دقیق ہوتے ہیں - کہ خود خواہاں اصلاح کو ان پر اطلاع نہیں ہوتی جیسے کہ کتب اخلاق و سلوک میں مسلم ہے تو کسی ایسے معالج اخلاق اور نباض نفس کی ضرورت ہی جو ایسے امراض کی تشخیص و تمیز کر سکے اور وہ شیخ کامل ہے۔

صائب رح بیمار اگر زدرد بود غافل از طبیب دارد دلِ طبیب ز بیمار آگہی

پھر جس طرح ایک مریض کے علاج میں یہ نہایت ضروری بات ہے - کہ وہ اپنی تکالیف اپنی حالت قلب و دماغ، جوع و عطش خواب و بیداری، اور دورۂ مرض کا حال من وعن طبیب کے سامنے کہدے - اور اگر کوئی اندرونی و ناگفتنی بات بھی ہو تو اسکے بتانے میں حجاب نہ کرے - اسیطرح اصلاح نفس کے طالب کو ضروری ہے کہ وہ اپنے طبیب اخلاق و معالج نفس کے سامنے اپنے نفسانی عیوب کے اظہار میں دریغ نہ کرے - اگرچہ ان کے اظہار سے طبیعت منقبض ہوتی ہو۔ حافظ رح

مشکل خویش بر پیر مغاں بردم دوش کو بتائید نظر حل معما مے کرد

مولانا رح فرماتے ہیں - کہ قیامت میں عام مخلوق خدا کے سامنے اپنے عیوب کے افشا ہو جانے کی ذلت اٹھانے کی بجائے آج ایک پیر کامل کے سامنے انکا اظہار گوارا کر لو - کہاں ایک شخص کے سامنے بصیغہ راز اپنا عیب بیان کر دینا اور کہاں دنیا جہان کے سامنے رسوا و ذلیل ہونا۔ سعدی رح

امید عافیت آنگہ بود موافق عقل کہ نبض را بہ طبیعت شناس بنمائی

بپرس ہر چہ ندانی کہ ذل پرسیدن دلیل راہ تو باشد بعز و دانائی

صائب رح پیران پاک طینت رائے صواب اند صائب مگرد غافل از استشارۂ صبح

خود جہاں آں یک کس ست و آگہ ست ہر ستارہ بر فلک جزو مہ ست

ترجمہ - وہ (شیخ کامل) خود تن تنہا (جامعیت کمالات کی وجہ سے بمنزلہ) جہان (کے) ہے اور (ان فائق عیوب سے) وہ

آگاہ بھی ہے (باقی ہر انسان گویا) آسمان کا ایک ایک ستارہ ہے جو اس (چاند کے آگے ماند ہے)۔

مطلب۔ یہاں مرشد کامل کی عالیشان کا ذکر ہے۔ تاکہ طالب کو اس سے حسن ارادت پیدا ہو جائے جو حصول فیض میں ممد ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اہل جہان میں اس کا وجود ایسا ہے جیسے تاروں میں چاند۔ حافظ رح

سزد کہ از ہمہ دلبراں ستانی باج		چراکہ بر سر خوباں عالمی چوں تاج

**خود جہاں آں یک کس ست باقیاں		جملہ اتباع و طفیل اند اے فلاں**

لغات۔ باقیاں جمع باقی۔ اتباع جمع تابع پیرو۔ متبلین طفیل طاء کے ضمہ اور فاء کے فتحہ سے کوفہ کے ایک شاعر کا نام ہے جسکی عادت تھی کہ ناخواندہ ضیافت میں جا شامل ہوتا تھا۔ اس لئے عربی زبان میں ہر بن بلائے شریک ہونیوالے کو طفیلی یعنی طفیل کی سی عادت رکھنے والا کہنے لگے۔ اور چونکہ طفیل مذکور ضیافت پر جانیوالے اشخاص کے ساتھ شامل ہو کر گویا ان مدعوین کو اپنی شرکت وسیلہ بناتا تھا۔ اس لئے فارسی میں طفیل بمعنے وسیلہ و ذریعہ استعمال ہونے لگا۔ جیسے کہتے ہیں۔ بطفیل شما نجات یافتم۔ اور اسی لحاظ سے وسیلہ بنانے والے اور اتباع کرنے والے کو بھی طفیل اور طفیلی کہدیتے ہیں۔ شعر مذکور میں یہی معنے مراد ہیں۔

ترجمہ۔ اے مخاطب! وہ خود تن تنہا بمنزلہ ایک جہان کے ہے۔ اور باقی لوگ سب کے سب اس کے تابع اور طفیلی ہیں۔

**او جہان کامل ست و مفرد ست		نسخہ کل وجود او را بدست**

ترجمہ۔ وہ پورا جہان ہے اور پھر اکیلا ہی (اور) ہستی اعظم کا نسخہ (جو حقیقت انسانیہ ہے) اس کے ہاتھ میں ہے۔

مطلب۔ یعنے وہ ریاضت انسانیت کا (باعتبار اوصاف و اخلاق قرب حق کا مالک اور) جامع کمالات ہونے کے لحاظ سے گویا ایک جہان کا جہان ہے جو ایک شخص کے وجود میں منحصر ہے۔ مفرد کے معنے بے مثل و یکتا کے بھی ہو سکتے ہیں۔ نسخہ کل وجود اس کے ہاتھ میں ہونے سے یہ مقصود ہے کہ تمام جہان اس کے قبضہ تصرف میں ہے۔ یا یہ کہ حق تمام اسماء و صفات سمیت۔ اس میں ظاہر ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ کل وجود کا نسخہ یعنے حقیقت انسانیہ جس کا مقصود اعظم ہونا ظاہر ہے۔ یہاں تک اس کے قبضہ اقتدار میں ہے۔ کہ جب کوئی طالب صادق اپنے باطن کی اصلاح کا خواہاں ہوتا ہے تو وہ اپنے تصرفات سے اصلاح و درستی کرنے پر بخوبی قادر ہے ترجمے میں ہم نے یہی تقدیر اختیار کی ہے۔

**پس ہمے گویند ہر نقش و نگار		مژدہ مژدہ نک ہمے آید بہار**

ترجمہ۔ پھر یہ بھی سمجھ رکھو کہ دنیا کی ہر نقش و نگار (اپنی خزاں تغیر و فنا سے) یہ بشارت دے رہا ہے کہ اب بہار (قیامت) آنیوالی ہے۔

مطلب۔ اور اختلافات مردم دکھانے کیلئے عرض اکبر یعنے قیامت کا نقشہ کھینچا تھا۔ اس تقریب سے اب قیامت کے قرب کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ طالب نجات اور شائق قرب حق تغافل شعاری کو چھوڑ کر اس کے لئے مستعد ہو جائے۔ فرماتے ہیں کہ گلستان عالم کا پتا پتا ایک تازہ کشت تازہ کی آنے والی بہار کیلئے مضطرب ہے۔ اور صحرائے جہاں کا ذرہ ذرہ اس پردہ ہستی کے اٹھنے اور ایک نئی نمودار ہو جانے والی فضا دیکھنے کیلئے چشم براہ ہے۔ یعنے جس طرح خزاں کا موسم آمد بہار کی بشارت دیتا ہے۔ اسی طرح دنیا میں تمام اجزائے عالم کا تغیر و فنا ایک دنیا کلی کی خبر دے رہا ہے جس کے بعد قیامت یعنی ایک نئی زندگی کی بہار آنے والی ہے۔

**تا بود تاباں شگوفہ چوں زرہ		تا کند آں میوہ ہا پیدا گرہ**

ترجمہ۔ حتیٰ کہ (ابتدائے بہار میں) شگوفے ذرہ کی طرح چمکنے لگیں۔ اور تاکہ (شباب بہار میں) وہ میوے اپنی گرہ ظاہر کریں +

مطلب۔ حتیٰ کہ باغ عالم میں ظہور مہدی خروج دجال و نزول عیسےٰ وغیرہ واقعات کے شگوفے درخشاں ہونے لگیں۔ جس طرح ذرہ کی کرنیں چمکتی ہیں۔ آخر شباب بہار میں بڑے بڑے واقعات نفخ صور ہلاک عالم وغیرہ کے میوے لگنے شروع ہو جائیں گے اور جس طرح شگوفوں کے بعد میوہ لگنے میں زیادہ دیر نہیں ہوتی۔ اسی طرح قرب قیامت کی علامات کے بعد خاص واقعات قیامت کبریٰ میں کوئی زیادہ دیر نہ ہوگی +

اختلاف بعض نسخوں میں دوسرا مصرعہ یوں ہے "کے کنند آں میوہ ہا پیدا گرہ" اس صورت میں ترجمہ یوں ہوگا۔ تاوقتیکہ شگوفے ذرہ کی طرح چمک رہے ہیں۔ وہ میوے کب اپنی گرہ ظاہر کرتے ہیں۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ اوپر کے شعر میں نقش ونگار کو شگوفے سے تشبیہ دی ہے اور ضیافت کو میوہ اور بہار سے۔ اب فرماتے ہیں۔ کہ ہر چند کہ نقش ونگار کا شگوفہ میوہ قیامت کی بشارت دیتا ہے۔ مگر تاوقتیکہ یہ شگوفہ نظر بصیرت سے ساقط نہ ہو۔ اور یہ نقش ونگار نگاہ دل سے مستور نہ ہو جائیں میوہ قیامت وحشر کا جلوہ نظر نہیں آسکتا۔ کیوں کہ میوہ لگنے سے پہلے شگوفہ کا جھڑ جانا لازمی ہے (حاشیہ مولانا احمد حسن رح) جب تک احکام طبیعت کو توڑا نہ جائے روح کی حقیقت نمایاں نہیں ہوتی۔ اور ناسوت کو فنا کرنے کے بغیر عالم ملکوت وجبروت ولاہوت کا وصول میسر نہیں ہوسکتا۔ اور یہ بات پیر کامل کی ترتیب پر موقوف ہے۔ اسلئے مولانا رح آگے مرد وقت پیر کے بیان کی طرف انتقال کریں گے (مکاشفات) یہ نسخہ اگلے اشعار کے ساتھ ربط کے لحاظ سے زیادہ مناسب و موزون ہے +

چوں شگوفہ ریخت میوہ سر کند　　چونکہ تن بشکست جاں سر بر کند

ترجمہ۔ جونہی شگوفہ جھڑا اور میوہ ابھرا (یعنی) جوں ہی یہ تن (خاکی) فنا ہوا۔ روحانی حالات کا ظہور ہوا +

مطلب۔ مصرعہ اولیٰ کے مضمون کا مطلب اوپر گذر چکا دوسرے مصرعہ سے یا تو موت اضطراری مراد ہے۔ یعنے جب انسان مر جاتا ہے۔ تو عالم برزخ میں اس کو روحانی واقعات پیش آجاتے ہیں۔ یا موت اختیاری مقصود ہے یعنے جب عارف جسم کو فنا اور مقطوع الالتفات کر لیتا ہے تو اس پر روحانی حالات منکشف ہو جاتے ہیں +

میوہ معنی و شگوفہ صورتش　　آں شگوفہ مژدہ میوہ نعمتش

ترجمہ۔ میوہ معنی (کی مثال) ہے۔ اور شگوفہ اس کی صورت (کی مثال) ہے (اور) وہ شگوفہ (گویا) مخبر (ہے) اور میوہ اس کا مقصود (بالبشارت) ہے +

مطلب اس میں فنائے اختیاری کا ذکر ہے جس سے مجاہدہ و ریاضت کی طرف راغب کرنا مقصود ہے۔ جو قیامت کے بیان کا مقصود اصل ہے۔ یعنے شگوفہ سے اوصاف جسمانیہ اور میوہ سے اوصاف روحانیہ مراد ہیں۔ اوصاف جسمانیہ اوصاف روحانیہ کی بشارت اور خبر بھی دیتے ہیں۔ اور ان پر بطور حجاب بھی چھائے ہوئے ہیں +

چوں شگوفہ ریخت میوہ شد پدید　　چونکہ آں کم شد شد ایں اندر مزید

ترجمہ۔ جب شگوفہ گرتا ہے تو میوہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور جوں جوں شگوفے (گر گر کر) کم ہوتے جاتے ہیں۔ اتنے ہی یہ میوے بڑھتے جاتے ہیں +

مطلب۔ اوصاف جسمانیہ کو مجاہدہ و ریاضت سے فنا دنابود کر دو تو اوصاف روحانیہ کی ترقی اور عروج حاصل ہو۔ اسی کو موت اختیاری

کہتے ہیں + آپ اس بات کی مثال دیتے ہیں۔ کہ فنا کے بغیر مقصود اصلی حاصل نہیں ہو سکتا +

تا کہ ناں نشکست قوت کے دہد　　　تا شکستہ خوشہ کے مے دہد

ترجمہ۔ (دیکھو) جب تک روٹی (کھانے کے لئے) توڑی نہ جائے تو (جسم کو) قوت کیونکر دے گی (اور اسی طرح انگور کے) خوشے کچلے بدوں شراب کب دے سکتے ہیں +

تا ہلیلہ نشکند با ادویہ　　　کے شود خود صحت افزا ادویہ

ترجمہ۔ جب تک ہلیلہ کو دوسری دواؤں کے ساتھ کوٹا نہ جائے۔ اس وقت تک پھیپھڑے وغیرہ دیگر اعضائے جسم کے لئے صحت افزا کب ہو سکتا ہے +

مطلب جس طرح مذکورہ مثالوں میں ان اشیاء کی شکست و کوفت کے بغیر ان سے اصل مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ریاضت و مجاہدہ کے ساتھ جسم کو فنا و مضمحل اور اوصاف جسمانیہ کو نفی و معدوم کئے بدون مجاہدات باطن کا انکشاف اور کمالات روحانیہ کا حصول ممکن نہیں۔ اور چونکہ ریاضت و مجاہدہ کے آداب و شرائط، ان کے اوقات تعیین طریق اور تعدیل و ترتیب مرشد کامل کی رہنمائی کی محتاج ہے۔ اس لئے آگے مرشد کی توصیف و تعریف کی طرف انتقال فرمائیں گے اور اس انتقال کی وجہ اوپر چھٹے شعر سے تا بود تاباں شگوفہ چوں زرہ الخ کے دوسرے نسخے کی تقدیر پر اس کی شرح کے ضمن میں بھی مذکور ہو چکا ہے۔ اگر اوپر سے معروف با طبیاں ہم داند آں راد رخزاں الخ سے لے کر چار شعروں میں پیر کی مدح کی تھی۔ مگر وہ مختصر و مجمل تھی۔ اس سے آگے ذرا تفصیل والمناب کے ساتھ تحریر فرمائیں گے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

والحمد للہ القوی العلی علی تمام المجلد
الثالث من شرح المثنوی المعنوی
تعنۃ اللہ صاحبہ بکرمہ
الجلی الخفی و
صلی اللہ تعالیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و
اصحابہ اجمعین

گذارش

حصہ سوم کے مطالعہ کے بعد اگر جناب کو شرح ہذا کے حصہ چہارم کی خریداری منظور ہو۔ تو ابھی سے اطلاع دے دیجئے، تاکہ جناب کا اسم گرامی مستقل خریداروں میں درج کر دیا جائے،
خاکسار محمد حفیظ اللہ قریشی تاجر کتب مالک [illegible] بک ایجنسی لاہور۔ ۱۵ مئی ۱۹۲۹ء

بقلم خاکسار محمد عبد الحکیم عفی عنہ قریشی الصدیقی ساکن قریہ جنڈیالہ [illegible] ضلع گوجرانوالہ [illegible]